i 56 380

2-12-09

Title - Shahi Naama Urdu

Creator - Mutarjuma Munshi Bisheshar Dayal.

Publisher - Matba Mustafai (Kanpur).

Date - 1270 H

Pages - 180

Subject - Tareekh - Iran - Manzoom.


شاہنامہ اردو



بسم اللہ الرحمن الرحیم

سر نامہ حمد خدائے کریم
کرے کردگار رؤف و رحیم

کبھی جو فریدوں کو دہ دستگاہ
کرے گا وہ جمشید کو وہ تباہ

جن و ملک و انسان و حور و پری
سہ و مہر اور زہرہ و مشتری

کیا اوسنے پیدا یہ بالا و پست
زبر دست دنیا میں و زیر دست

عجب اوسکی قدرت عجب شان ہے
عیاں اوسپہ سب از نہاں [illegible]

بھرے وہ حباب اوسکا دریا میں آن
رکھے ہیچ [illegible] اوسکا [illegible]

چمن میں کیا سرو کو سرفراز
بہار و خزاں سے ہوائی نیاز

خداوند دو جہان ہے وہی
نگہدار خلق و جہان ہے وہی

اگر وہ نہ دے قوت و زور [illegible]
تو پھر کسی کو [illegible] کیا کر سکے

توانا ہے وہ آپ اور زور مند
قوی کر [illegible] خداوند [illegible]

گدا اوسنے [illegible] فرمان [illegible]
وہ سب کا ہی یاری دہ [illegible]

بلندی دہ سرو آزادگی
[illegible] شاہنشہان ہی وہی

کبھی ناتوانوں کو بخشے وہ زور
سلیمان کو کاہے کرے مثل مور

کیے اوسنے قدرت سے پیدا تمام
نہاں [illegible] سے سو ہویدا تمام

بلند اوسنے چرخ بریں کو کیا
فراخ اوسنے یہ زمیں کو کیا

پرستار اوسکا ہے ہر یک مدام
[illegible]

کیا اوسنے آراستہ باغ دہر
عنایت سے اوسکی ہر گل [illegible]

جہاندار ہے پاک پروردگار
پرستار اوسکے ہیں [illegible]

دلیروں کو اوسنے کیا ہے دلیر
کیا [illegible] شیر دلکو [illegible]

گدا کو وہ دیتا ہے [illegible]
ضعیفوں کو [illegible] دیتا وہی

[illegible] عزت و افتخار
توانست [illegible] اوسکی [illegible]

توانگر [illegible] اوسکی [illegible]
گدا شاہ [illegible] اوسکا [illegible]

مناجات بدرگاہ حق سبحانہ تعالےٰ

[illegible]

نہیں اور کچھ خواہش دل بیان ولیکن تمنا ہے یہ ہر زمان [illegible]
کہ درگاہ سے اپنی رکھنا مراد تو برلا مراد اور کر مجکو شاد جہاں [illegible]
شگفتہ ہو دل کا مرے سب چراغ خرد سے منور تو کر مجھے اپنے گنجینہ [illegible]
طبع ہو نکتہ دان یا الٰہ ہو اپنی شناسی کی ہو دستگاہ مجھے بخش اپنے دستگاہ سخن ستائش و دعا [illegible]
[illegible] خامہ کو کر تو گوہر فشان زبان کو مری کر فصیح البیان الٰہی مری اب دعا ہو قبول بحق محمد طفیل بتول

نعت سرور کائنات جناب رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام

پیارے مشک و عنبر سے کیوں نہ زبان ثنا ہی محمد ہو ورد زبان وہ ختم رسل سرور نامور فلک جسکے آگے جھکاتا ہے سر
سر سروران ہے وہ عالیجناب سپہر نبوت کا ہے آفتاب جہان جسکے دین سے ہے روشن تمام مہ انور اوسکا ہے داغی غلام
سر سروران احمد مجتبیٰ رسول خدا سید انبیا خردمند دانشور و بے نظیر لسان مہ و مہر روشن ضمیر
سحاب سخا و محیط کرم یکہ جود و خوش خلق و عالی ہمم وہ مہر جہانتاب اوج جلال وہ سرو سرافراز باغ کمال
فروغ جہان نور ایمان و دین وہ شمع شبستان عین الیقین شفیع گناہان بروز جزا کشایندۂ عقدۂ مدعا
فرازندہ رایت سروری درخشندہ خورشید پیغمبری وہ ہے خاص حق سبحان پروردگار کہ جسنے کیا دین کو استوار
قدم اوسنے معراج پر جب رکھا تو پایہ بڑھا اوس معراج کا پیمبر ہیں جسکے ہیں خوش نصیب ہوا جلوہ گر وان خدا کا حبیب
میسر ہوا جبکہ قرب حضور نظر اوسکو آیا وہ تابندہ نور تجلی کہیں جسکو اہل یقین سنو ہے جسے زبان و زمین
یہ بخشا اوسے پایگاہ رفیع ہوئے جسکے شاہان عالم مطیع گرامی ہیں اشرف ہیں انسان ہیں غرض دسکی لولاک ہے شان میں
کرون اوسکے اصحاب کا اب بیان کہ ہیں صاحب عزت و فخر شان ابوبکرؓ و عثمانؓ والا گہر عمرؓ اور علیؓ وہ شہ نامور
کہ [illegible] کیونکر بیان نہ طاقت قلم میں نہ تاب زبان کہ ہیں سخن کو نہ [illegible] مختصر یہی عرض میری کہ شام و سحر
نہیں اور یارا ہے یا مصطفیٰ مرے دل کے برلاؤ تم مدعا گنہگار ہوں ہیں پُر از حساب مری لیجیو تم شفاعت شتاب
ہمیشہ تمنا ہے کہتر غلام کرم اوسپہ اپنا رکھو صبح و شام
لکھے اب مدح شاہ جہان شہنشاہ جمجاہ صاحبقران

در تعریف ابو المظفر محمد معین الدین محمد اکبر شاہ بادشاہ غازی

جہاندار اکبر شہ بے نظیر خداوند تاج و کلاہ و سریر فروزندہ خورشید [illegible] گرامی [illegible] شاہنشہی
ہمایون خصائل ستہ نامور خجستہ شمائل فرشتہ سیر جہانبان دین پرور و حق پژوہ حقائق شنو شاہ والا شکوہ
محبت [illegible] وہ درویش موحد ہے اوسکو [illegible] شناور ہے دریاے عرفان کا دل اوسکا ہے مشعل [illegible] صفا
حقیقت کرون [illegible] کیا بیان نہیں اوسکے [illegible] نخود شفقت و خلق [illegible] مروت میں یکتا [illegible]
خدیو زمان شاہ عالی وقار شہ [illegible] جہان [illegible] کام بخش جہان سر سرفرازان [illegible]
در دولت شاہ عالم پناہ فقیر و غنی کا ہے امیدگاہ [illegible] کام یان [illegible] یہاں آ کے [illegible]
[illegible]
[illegible] سلطان والا [illegible] اگرچہ ہو [illegible]
جہان [illegible]

مؤلف ... دعا لیجناب
شہنشہ کے اوصاف ہیں بیشمار
یہ منشی کی ہے آرزو ہر زمان
رہے اوسکی شمشیر کشورستان

... اوسکی ... تیغ بھی
... کار کا
... جہان میں جا کر بہا
فقط دوستان ہی نہیں کا سہا
نہیں تاب سب کا کلک زبان بینا
یہی ہے دعا اوسکی ورد زبان
تہ خاک دو خون ہو سر دشمنان

کواکب ہین سب اس سخن کے گواہ
جو پایان مشتری [illegible] ہوئی
زحل نے اطاعت جو کی اختیار
جو دشمن بھی ہون آنکر غدر خواہ
کرے جو بیان وصف شاہ زمن
کہ یارب شہنشاہ شاہان ہے
خدا ناصر اکبر [illegible] نصرت

کہ مشعلی اوسکا ہو رخشندہ ماہ
تو اوسکو میسر سعادت ہوئی
تو پایا فلک پر بڑا اعتبار
کرے اپنے جہان شہ دین پناہ
دعا پر ہے اب ختم سخن
تیرا لطف دائم نگہبان رہے
ہمیشہ جہان میں ہو با تاج و تخت

سبب تالیف کتاب

عزیزان معنی شناس ایک جا
بہم محفل آرا تھے ہنگام شب
تواریخ کا بھی جو مذکور تھا
وہ لکھ سکے میسر نہیں
لکھا شرح میں نسخۂ مختصر
یہ سنکر پادر سے مہربان
یہ کہا کہ منشی اس نامے کو
وہ سلطان کہ ہے تاج شاہنشہان
خدا نے جسے شاہ اکبر کیا
ہوا ہیں دل و جان سے مصروف کا
معانی شناسان فرخ نہاد
کہ واللہ یہ نامہ دلپسند ہے
مرتب یہ نامہ جب ہو چکا

مہیا تھے سامان عیش و طرب
تو مذکور کسی نے بیان ان کیا
یہ تاریخ فرخ نہیں ہے کہیں
کہ احوال معلوم ہو سب
سخن فہم و دانشور و نکتہ دان
تم اب [illegible] کی زبان میں [illegible]
وہ خاقان [illegible] خسروان
خداوند اورنگ و افسر کیا
لکھی نظم یہ دلکش و آبدار
سخن ہے شناسان [illegible]
بہت خوب ہے بلکہ ہے بے نظیر
کیا فکر جب سال تاریخ کا

وہ مجلس تھی رشک بہار [illegible]
کہ ہے شاہنامہ تماشا [illegible]
تو کل کہ مرد سخن سنج تھا
بہ شمشیر خانی وہ موسوم ہے
کہ زندہ ہو اسکا جہان میں نام
[illegible]
[illegible]
[illegible]
سخن فکر اشعار شاہ [illegible]
ہوئے سنکے اس نظم کو [illegible]
[illegible]
تو پھر [illegible]

کہ تھا مشتمل نور بہجت فزا
ہر اک [illegible] ذکر شعر و سخن
عجب [illegible]
کیا ترجمہ اوسنے شاہنامہ کا
تمام اوسمین احوال [illegible]
بخلق پسندیدہ مشہور عام
بنام شہنشاہ گردون جناب
[illegible]
[illegible] شمشیر خانی لقب
[illegible]
[illegible]
[illegible]
کہا قصہ خسروان [illegible]

سخن ہین ذکر سلطنت کیومرث و جنگ با لشکر دیو سار

سخنگوی روشن دل و ہوشمند
سنا کہ دنیا میں تھا وہ مسکن گزین
کیومرث کا دشمن اک دیو تھا
[illegible]

[illegible]

یک ہوا زندگی میں ہلاک
حضور کیومرث آئے دوان
ستی بلند آئے اک آواز غیب
ذرا رکھو تو دل کو تم ہیں خوشی
زمین میں دیو ناپاک ہے آپ کو
گیا اپنی آ [illegible] صبح کو
دلیر و ہنرمند و اہل تمیز
درندہ اور چرندہ اور ہر جانور
چو پچہ پچاہ و لشکر تو وہ دیو بھی
ہوا گرم بازار رزم و ستیز
ہے دیو عاجز و دو دام
کیومرث کے ہاتھ سے [illegible]
کیومرث [illegible] شاد ہوا
بفرخندہ فالی ہوا لب اتاں
ہوا جبکہ ہوشنگ فیروز بخت
جہان واذ [illegible] آباد تھا
[illegible]
[illegible] تمام
سو شہر لایا وہی آب چہ
نشان آدمی کا [illegible] نام
جہاں میں [illegible] کا شہر
[illegible] آخر ہوئی [illegible]
[illegible] شاہ جمشید [illegible]
[illegible]

ملا جسم او ساکت تو زمین خاک
ہوا شاہ غمگین و گریہ کنان
ہوا شاہ کو یوں عیاں [illegible]
[illegible]
[illegible]
کیومرث کا جہان [illegible]
[illegible]
ہوا ایک [illegible]
[illegible]

احوال سلطنت ہوشنگ

لیعنہ فرخی مالک تاج و تخت
تھا نام [illegible] کا [illegible] شاہ تھا
[illegible]

ہلا ایک [illegible]
سیامک کو [illegible]
[illegible]

[illegible]

مگر ... ہو لشکر ... / ... [illegible] ... دن جب آگئی جان پر
... [illegible] ... / ... کی عدم کی وہیں اسکو راہ
پھر اندر نگہ سے جو ہو تھا سب / کیا حکم تب شاہ نے یوں شتاب
اگرچہ کو جان بخشی اے تاجور / تو سکھلا دین ہم ایک طرفہ ہنر
شہنشہ کو لکھنا سکھایا وہیں / وہ حرف لکھنا پڑھنا بتایا وہیں

وہ غزشاہ کے بیٹے سے یاں ہوا / ازو غز کا شہنشاہ قاتل ہوا
سے جو زندہ میدان میں ... / زمین تیغ سے تنگ لیگیا وہ ...
کرو قتل دیو و نکو یکدست اب / لگے کہنے دیوان یہ تجھ سے اب
پذیرا کیا شہ نے یہ التماس / وہ لائے دوات و قلم شہ کے پاس
شہنشہ نے سی سال کی خسروی / ہے اسکے حکم دیو و پری

پسر تھا جو جمشید طہمورث کا / ہوا بعد اسکے وہ فرمانروا

بیان احوال سلطنت جمشید

جہاندار جمشید عالی وقار / خرد مند دانشور و ہوشیار
خداوند اورنگ شاہنشہی / سپہدار اقلیم فرماندہی

دلیر و قوی زور آفاق گیر / ہر اک شاہ تھا اسکا فرمان پذیر
شجاعت بہت خوب ہمت بلند / اور اقبال و دولت سے تھا ارجمند

بیاں تک فزون اسکا جاہ و حشم / سما خلق پر اسکا لطف و کرم
ہنرمند تھا اگلوں سے افزون / فراست سے ہر چیز کا رہنمون

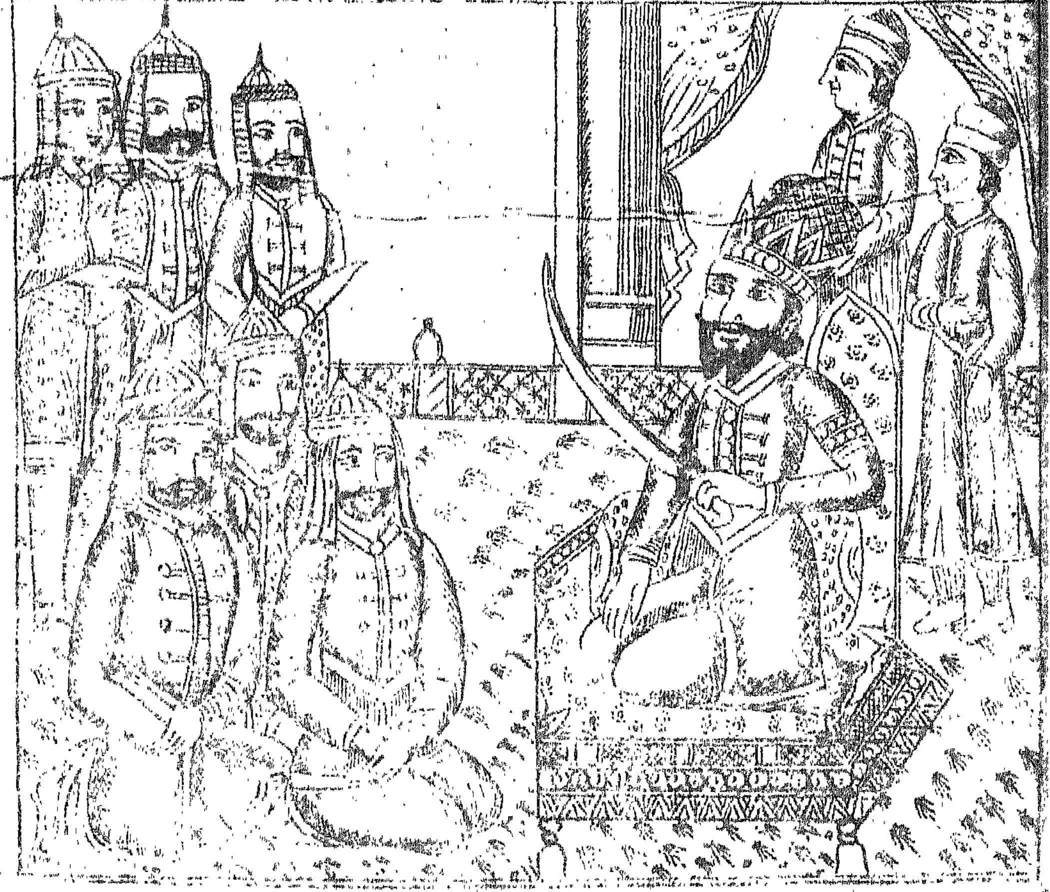
... ین پارچہ بافی و کشتکار / کیا شاہ جمشید نے آشکار
خز و خزہ و دیبا و ریشم کتان / زرہ جوشن و تیغ و برگستوان

ہوا عہد میں اسکے پیدا سب / ہوئے اس جہان میں ہویدا ...
... کے قابل میں تھی جہان / ہوا اسکے جس جا تھا آب روان

کیا شہ نے مردم کو مسکن گزین / ہوا ہر کوئی ہر مکان میں مکین
ہنر اور ہر شخص کے ہر مکان / دیا اور کیا حکم یہ بعد ازاں

کہ اب اس مکان میں قناعت کرو / نہ بے شغل و بیکار ہرگز رہو
یہ دیو و پری کو ارشاد ... / کہ تم طرز نقش مکانات کا

سکھایا بیان مردمان کو تمام / کہ کرنے لگیں ... عمارت کا کام
ہوا جبکہ حکم شہ نامدار / ہوئے دیو تب وہ بہ شغل کار



وہ حمام اور قصر دیوان و کاخ
بنا سے گزین و بلند و فراخ

بنائے گچ و خشت اور سنگ سے
طرحدار و دلچسپ ہر رنگ سے

بہت دلکشا اور بہت استوار
سراپا لطافت سراپا بہار

پھر اک تخت شہ نے مرتب کیا
بیاقوت و گوہر غریب کیا

اور اُس تخت پر بیٹھتا تھا مدام
سنہرے تھا سدا خرم و شادکام

کبھی حکم کرتا وہ یون دیو کو
پری ہے ہوا تخت کو لے چلو

غرض دیو اُسکے دوش پر لیکے تخت
جہان چاہتا وہ شہ نیکبخت

پہونچتا وہان ایکدم میں بشوق
نہ تھا دل میں اندیشہ محنت و ذوق

شہنشہ نے کشتی بھی طیار کی
محیط جہان میں سے پہلے نہ تھی

سر سال کا ہے جو نوروز نام
سوا اسکا ہے موجد شہ ذوالکرام

جب آیا یہ نوروز عشرت قرین
تب اک جشن ترتیب کرتا وہین

مہیا می و نغمہ ہوتا وہان
غرض عیش کرتا وہ شاہ جہان

جن و انس و دیو و پری کو تمام
گہر بخشتا خسرو نیک نام

بعیش و طرب ہفتہ سال تک
رہا حکمران شاہ زیر فلک

رہی خلق آسودہ و بے خطر
بہت خرم و شاد شام و سحر

نہ بے شغل کوئی نہ بیکار تھا
کوئی دردمند اور بیمار تھا

نہ تھا کوئی رنجور اُس دور مین
سے ہے مرگ بھی دور اُس دور مین

جو گذرے برس سات سو اس طرح
کیا ہے بیان میں نے یان جس طرح

تو شہ سے ہوئی دور دانش و فر
ہوا شاہ کے دل میں پیدا غرور

یکایک جو اپنی طرف کی نظر
کہ جاہ و حشم ہے مرا اس قدر

تو آیا وہین دل میں جمشید کے
کہ ہے مہر میں ماہ و خورشید کے

بجاہ و حشم زیب چرخ برین
برابر کوئی اپنے دیکھا نہین

اکابر جو تھے اُنکو کر کے طلب
یہ جمشید لایا زبان پر کہ اب

بتاؤ کہ دنیا میں ہے کوئی شاہ
کہ جسکا برابر مرے ہووے جاہ

خداوند اورنگ و افسر ہوں مین
جہاندار و بخشندۂ زر ہوں مین

جہان کو کیا میں نے آراستہ
جہان سے ہوا رنج برخاستہ

خور و خواب و آرام اہل جہان
یہ جمعیت خاطر مردمان

نشاط و خوشی نغمہ و جام و می
مرے ہی سبب سے ہے ہر ایک شے

جہان میں ہوا مجھسے پیدا ہنر
نہین کوئی مجھسا شہ نامور

سنا جبکہ جمشید سے یہ سخن
لگے کہنے دانشوران زمن

کہ بس تم ہو بخشندہ و دادگر
نہین اور مجھسا کوئی تاجور

ولے دل میں سمجھے یہ یزدان شناس
کہ جمشید حق سے ہوا ناسپاس

ہوا رخصت ایسا اُس سے اقبال و بخت
نصیبوں سے اُسکے گیا تاج و تخت

کوئی دنکو دیکھے ہے یہ روز بد
ہوئی فر و فرماندہی اُسکی رد

وہ فرمانبران شہ نامدار
گناہ لگے کرنے بے اختیار

خفا ہو گئے شہ سے وہ یکبار سب
غرض اُٹھ گئے وان سے سردار سب

شہنشہ کے دل میں یہ آیا ہراس
وہین اوڑ گئے اُسکے ہوش و حواس

یقین ہو گیا یہ کہ یزدان پاک
مقرر ہوا مجھسے اب خشمناک

لگی دولت اُس شہ سے منہ پھیرنے
لگی اُسکو بیدولتی گھیرنے

جہاندار جمشید انجام کار
ہوا بس تبہ اور پریشان و خوار

گرفتار قہر الٰہی ہوا
جدا شاہ سے تخت شاہی ہوا

ملا الغرض خاک میں بخت جم
ہوا جا سے ضحاک پھر تخت جم

کہوں اب آگے ضحاک کی داستان
کروں اُسکی اب سلطنت کا بیان

احوال سلطنت ضحاک تازی

سپہدار ہر تاخت تازی بنام
شہ کامران خسرو ذوالکرام

کہ تھا تازیان میں وہ فرمانروا
رعیت نوازی میں مشغول تھا

ہزارون بز و اشتر و گاؤ میش
سکھے تھا سپہدار فرخندہ کیش

شب و روز اُن چارپایونکا شیر
غریبونکو دیتا تھا شہ بے نظیر

پسر ایک تھا اُسکا ضحاک نام
جوان و دلیر و بلند احتشام

سکھے اسپ تازی تھا وہ دستیار
بڑا جاہ تھا اور بڑا اقتدار

حضور اُسکے ابلیس نا راستگو
ہوا حاضر اک رات بشکل نکو

گزارش سے کہے نقلین کہین آنکو
کہ دلچسپ و دلبر تھین سر بسر

ملے تھا فریب اُسمین یکسر بھرا
خدیو سخن کوئی خالی نہ تھا

معرا تھا ضحاک جو عقل سے
ہوا خرم و شاد اس نقل سے

لگا کہنے ابلیس سے اور بھی
بیان کر لطیفہ بلطف و خوشی

وہ بولا کہ ای شاہ فرخ نہاد
سخن خوبتر ایسے ہین مجھکو یاد

ولیکن میں کہتا ہون اس شرط سے
کہ کر عہد اور قول دے تو مجھے

کہ جو کچھ کہون مین کرے تو وہی
کسی سے نہ یہ راز کھولے کبھی

قسم کھا کے ضحاک نے بس شتاب
ہوا جبکہ آپس مین عہد استوار
کہ تو ہو جوان اور ترا باپ پیر
یہ گفتار لو نا پسندیدہ ہے
کہی شاہزادے نے یہ بات جب
پھنسے تیری گردن پہ سوگند جب
یہ پوچھا کہ کس طرح کیجے ہلاک
کہو وات ایک اس شاہ کی راہ مین
وہ شہ اس مکان مین [illegible]
کیا اسکو خس پوش چھپر سر پہ
لگے ٹوٹ اسکے سر و دست و پا
پھر ابلیس بد ذات نے یون کہا
مری دانش و عقل فرزند پیر پہ
سراسر جہان کی تجھے خوبیان
نوازش بہت اسپہ مصروف کی
خورش خانہ خسرو نامور
وہ طیار کر پیش فرمان روا
ہوا ادکا کے اسکو بہت شادکام
کہ ای قدردان شاہ فرخ سیر
مجھے التفات ایک و تدبیر و [illegible]
[illegible] عنایت کہا ایوان کرا
عوض اسکے ہو کہ شام و پگاہ
[illegible] کیا عجب
نوازش سے مجھکو کرے [illegible]
ہوئی تا آپ شہ نے یہ بیٹھ کے
کردار بد کر گئے وان آشکار
کیا چارہ واللہ [illegible]
پھر [illegible] مین ابلیس پیدا ہوا
ہوا اور لکھا جو نصیبون مین تھا

دیا اسکو گفتار کا یہ جواب
یہ ابلیس بولا کہ اے نامدار
یہ تجھکو ہے زیبندہ تاج و سریر
نہ میراث ان و دانش [illegible]
یہ بولا وہ ابلیس ناپاک تب
[illegible]
بتا کوئی تدبیر [illegible] و باک
کہ دن کشندہ [illegible] چاہ مین
[illegible]
شہ نامور کو نہین کچھ [illegible]
ہوا اب یہ [illegible]
کہ جب شکر اسکے شاہ [illegible]
[illegible]
میسر ہو ان آپ بادشاہ جہان
کلید خورش خانہ پھر اسکو دی
ملا جبکہ اسکو تو شام و سحر
کبھی مرغ لاتا کبھی چہار پا
کبھی [illegible] طعام
خورش [illegible] لاؤنگا [illegible]
[illegible] گیا یاد دل [illegible]
[illegible]
کہ دو [illegible] شاہ
[illegible] کامیابی ہو [illegible]
کہ ہو نام تیرا جہان مین بلند
تو شیطان نے اسپہ تو [illegible]
نظر سے وہ غائب ہوا نابکار
لگا کرنے تدبیر [illegible]
وہ شکل الیسان ہو پیدا ہوا
[illegible] جمع ہوئی یہ پھر گئے بلا

یہ تدبیر کو کیا جو ترسا راز کو
جو عمر [illegible] نازی [illegible]
یہ سنکر ہوا دل کہ ایک اسکو درد
ہے دین و دانش سے جو [illegible]
کہ اس کام سے تو کرے درگزر
یہ خون پدر اسکو منظور تھا
لگا کہنے پھر وہ کہ اے نامدار
مکان ایک بیرون دولت سرا
ستمگار ناپاک نے ایک چاہ
گیا جب اودھر کو تو ابلیس [illegible]
وہ ضحاک بیرحم و بیدادگر
ہوا میری تدبیر سے اب تو شاہ
تو ہے بادشہ ہفت اقلیم کا
یہ سنکر ہوا شاد ضحاک شاہ
[illegible] ایک اور [illegible] میوہ [illegible]
پکانے لگا نغز و خوش طعام
پکا ایک دن بیضۂ مرغ و نان
[illegible] طرب [illegible] کی آفرین
غرض [illegible] شاد شاد
وہ ضحاک نے جبکہ کھایا طعام
کیا عرض ابلیس نے پھر شتاب
یہ رتبہ نہین گرچہ میرا لیے
یہ ضحاک بولا کہ اے نیک خو
یہ کہکر دیے کھول کتف ابلیس
دیے جبکہ بوسے سر کتف شاہ
جہاندار ضحاک حیران ہوا
پر اس درد کا کچھ نپایا علاج
وہ آکر حضور شہ نامدار
تری زندگی اب تو دشوار ہے

کہ ان نا ہزار سے مرد [illegible]
تو اسکو شتابی کہین قتل کر
لگا کہنے اس سے کہ اے نیکخو
وہ بیداد کب مجھکو منظور ہو
پھیر سے عہد نے اپنے [illegible] نامور
ولیکن وہ ناچار و مجبور تھا
یہ کچھ کام مشکل نہین [illegible]
شہ نامور نے کیا تھا [illegible]
کیا کندہ وہین سر راہ شاہ
گرا شاہ [illegible]
سر تخت بیٹھا بجائے پدر
مبارک تجھے تخت و تاج و کلاہ
خداوند ہو تخت و دیہیم کا
تملق لگا کرنے شام و پگاہ
تھی اون دنون بہر اہل جہان
غذا [illegible] خوش ذائقہ ہر طعام
خورش کو وہ لایا تو شاہ جہان
یہ سنکر کیا عرض اسنے وہین
حضور جہاندار فرخ نہاد
نہایت ہوا خرم و شادکام
کہا اے شاہ ضحاک عالیجناب
مگر شہ کے الطاف و عنایات سے
ترے دل کی بر لاؤن یہ آرزو
یہی دل مین ابلیس کی تھی ہوس
ہوئے دو وہین پیدا دو مار سیاہ
بہت اپنے دل مین پشیمان ہوا
کسیکو بھی اسکا نہ آیا علاج
لگا کہنے شہ سے کہ ای شہریار
خرد چارہ سازی سے ناچار ہے

ہوا اسنکے ضحاک اندوہ گین
اکا بلے فریاد و زاری مین
یہ کہنے لگا پھر زرہ نیاز
اگر اسکے مرد عزیز ایک چارہ ساز

کسی طرح سے چارہ سازی تو کر
شتابی سے جا خبر نوازی تو کر
کیا شاہ نے جب بہت انکسار
تو لاوہ بھر یون کہ اسے تاجدار

نہیں اس سے چارہ کوئی اور نغز
کہ سانپونکو دے آدمی کا تو مغز
تری جان کو خیر ہو بچے گزند
اسے بھیجیو تو اسقدر درد مند

بتایا جو ابلیس نے یہ علاج
لگا کہنے داتا خداوند تاج

آمدن سلطنت ایران بدست ضحاک

و آوارہ شدن جمشید و رسیدن نہاد در شہر زابلستان بلباس دیگر و شناختن او را دخت والی زابلستان و عقد بستن با او

یہ ہر ملک و کشور مین پہونچی خبر
سکے سے ہر دو دیار رسید پاس
بزرگان ایران کے جمشید سے
بیان کر کے احوال ایران تمام
پھر لشکر وہین ساتھ لے شہر ان
شکست اٹھا کے سوا ہنگام جنگ
رہا کوئی بھی پھر نہ ہمراہ کم
سبھی لوگ ضحاک سے پھر دونار
کرون پھر سر انکا بیشتر فرون
کہ لاوے اسے جو گرفتار کر
نہ ندارد ہیچ پیوستن جم
ہر اک سے چھپاتا تھا وہ آپکو
غرض رفتہ رفتہ پہنچ ذو غم
مہ و مہر سے حسن مین خوب تھی
وہ ابرو تھی یا تیغ بران تھی
وہ قامت کہوں یا قیامت کہوں
لبون سے جو پوچھے ہو آشکار
سوا خوبی و حسن کے وہ صنم
جو دن رات پیش اچھا تھی کوئی جنگ
برس پندرہ کی تھی وہ گلستان
اوسی سال مین جو منوچہر شاہ
دلیر و ہنرمند صاحب جمال
صنم باپ کو اسکے انکار تھا

جسے دیکھ اٹھ نے ہین ہو شرح ار
ہوئے منحرف تھے سوہ آنکے
کیا عرض یون کاے شہ ذوالکرام
کیا شاہ نے ساتھ اسکے یون
گزیران ہوا شاہ جم سادہ رنگ
کسی سمت تنہا گیا شاہ جم
کما یون شہ جم کو پاؤ جہان
نہ [illegible] لعل انعام دون
رضا مند ہین اس سے ہو لیکن
شب و روز یا خاطر پر الم
نہ ہر گز جتاتا تھا وہ آپکو
گیا زابلستان مین وہ شاہ جم
دلارام و دلدار و محبوب تھی
وہ مژگان تھے بلکہ پیکان تھے
قیامت سے بالا وہ قامت کہوں
دم عیسوی سے نمونہ نہار
نہ مردون مین تھی وہ شجاعت مین کم
تو بیخوف و اندیشہ لبس [illegible]
خرد مند دانشور و نکتہ دان
سوے زابلستان لایا سپاہ
جہان مین تھی وہ دلربا بے مثال
کسیکو نہ دیتا وہ زنہار تھا

یہ ہیبت ہوئی شاہ کی دہر مین
ہوئے پیش ضحاک حاضر سبھی
اگر فوج سرکار جاوے ادھر
وہ جمشید بھی آ مقابل ہوا
تھا اقبال اور بخت برہم ہوا
ہو شاہ ضحاک ایران کا شاہ
اسے قید کرکے یہان لاؤ تم
ہر اک طرف سے پھر [illegible] فدا کرو
ہزار [illegible] اسکا ہو سیر حضور
ہوا وادی و کوہ آوارہ تھا
پری وار مردم پوشیدہ تھا
سپہدار اور [illegible] زابل کا شاہ
وہ زلف دوتا اسکی دام بلا
اسیکے [illegible] ایک نگہ سے ہلاک
کہوں کیا کہ رفتار نے کیا گیا
وہ چشم اسکی خونریز ہر دم مدام
ہنر پہلوانی کے تھے اوسکو یاد
پہنتی تھی پوشاک مردانہ وہ
جوان تھی ولیکن نہ تھا ہیر پیر
تو تدبیر سے اسکی بد خواہ [illegible]
بہت اوسکے شایان طلبگار تھے
یہ بس عہد واثق تھا باہدگر

کہ ضحاک شاہنشہ تاجور
گزرنے لگے لوگ ہر شہر مین
کمر چست باندھی پلے بند کی
لگا ہاتھ آئے وہ ملک بھی سو جتن
اسکے کام دل کچھ نہ حاصل ہوا
لڑے ہم او بہم لشکر جم ہوا
ہوا وہ نصیب اسکے تاج و کلاہ
تفحص کنان ہر طرف جابجا
گیا اور وہین حکم شہ نامجو
غم و فکر دنیا سے دل سے دور
نہایت غریب اور بیچارہ تھا
کہ آفت رسیدہ و غم دیدہ تھا
اسیکے ایک تھا دختر نیک ماہ
گرفتار جسکا نہو وسے [illegible]
ہزارون بلا کے تہ خون و خاک
کہ ہر گام پر فتنہ برپا [illegible]
ہوئی جب سنے ترک ترکی تمام
وہ تھی پہلوانی مین بھی اوستاد
پلی رزم جاتی دلیرانہ وہ
شعور و فراست مین تھی بیمثل
شہ زابلستان نے پائی ظفر
[illegible] دل و جان خریدار تھے
کہ وہ ماہ پیکر جسے دیکھ [illegible]

تھے کہ وصل کی اسکے بھی مین ہوس
سوا اُس نے دایہ سے اک روز وقت کو
کہ ہو وے تیرے تھوڑا یہ شاہ جم
کہا تھا یہ دایہ نے جا کر شتاب
پھر وہ جو لقمہ نے سنایا سبھے
وہ جم اٹھا گا وہان جو گیا
پہنچی آرزو بھی دل شاہ جم
تھے لیے جا بیٹھے تنہا نے دیا
تھے اک شجر کے گیا بیٹھ جب
پڑی اسکی جمشید پر جو نظر
پھر پوچھا کہ تو کون ہے ای جوان
کہ دل کیا کہ رکھتا تھا وہ تخت عظیم
تھے تو آرزو بارہ تابہ ہو
کہ ہو خاطر شہزادہ کو سرور
کہا یہ کہ اے بانوے مہربان
اوسے اور ہرگز نہین کچھ ہوس
کہ اوسے تو بس صرف چاہی شراب
یہ کہکر اوٹھی بس وہ سرو روان
پہنچی جہان وہ بت دلستان
اثر کر گیا عشق جمشید کا
تو بیٹھا ہے اب کیون تیری شجر
بس اب دیکھ اس پرستار کو
کیا جب طلب اوسنے جمشید کو
کہا جم نے جانے ہین آخر خبر
سے کہے جان ہے ہر گرامی سبھے
غرض شوق سے تو یہان آشتاب
اور اب اسکو دیکھا تو شیدا ہوا
شہ جم کے رکھ ہاتھ مین اپنا ہاتھ
کنیزان کل چہرہ آئین وہان

خوشی سے وہ ہم بستر اسکا ہوس
کہا تھا کہ اسے خوبت فرزند خو
اور اس سے ہو اک طفل فرخ شیم
حضور شہنشاہ عالیجناب
تو راز نہان سب جتایا سبھے
سر راہ اک باغ تھا شاہ کا
کہ اس باغ مین چلکے اب کوئی دم
وہ ناچار مجبور شاہ ہو گیا
کہ ہو وہ دل سے بیزار الم
تو حیران ہوئی اس مین دیکھ کر
عیان کر یہ سبھے تو راز نہان
بہت حشمت و جاہ و شوکت عظیم
کہ دل رنج سے سخت بیتاب ہے
ذرا اسکی ہو کلفت حزن لینے دور
در باغ پر ہی اک آیا جوان
طلب وے رسا غر کی رکھتا ہوس
وے اسکے ہو پچانو نگین شتاب
پرستار کے ساتھ آئی وہان
کہ ایسا نیون مین ہے یہ جوان
گرفتار الفت ہوئی دلربا
تو ٹھہرا ہی کیون سامنے مین آنکھ
تجھے یاد ہے آئی اے نیکخو
تو سوچا پہ جمشید فرزند ہو
ولیکن وہ بولی خدا ہے کچھ نکر
بہت پاس خاطر ہی مرا او سے
کہ شاہد بھی ہے اور سرو دوشیز
اثر عشق کا دل مین پیدا ہوا
خرامان جمن مرغ کی تھے ساتھ
ہو تکین جم کے لگے وہ سجدہ کنان

زن عاقل اک دایہ تھی نیک بخت کی
تھے بیٹی نیک جو طالع ترپان
یہ شکر خدا یہ مسرت فزا
پیش شاہ نے مژدہ دلفروز
غرض اس سبب سے وہ شاہزادہ ہین
اور اس باغ مین تھی وہ دلدار بھی
ذرا جی کو وان آپ بہلائیے
ہوا خوش جو آئی تو سیر زمان
کسی کام کے واسطے ناگہان
عیان جم کی صورت سے تھی شاہزادگی
دیا اسکو جمشید نے یہ جواب
پر اب گردش بخت برگشتہ ہون
غرض اتفاقیہ سے باغ کے اشتیاب
پرستار نے جب سنا یہ سخن
اگر یہ وقت رسیدہ ہے پر
پرستار سے سنکے وصف جوان
ہی لعل اور شاہد دلنواز
در باغ پر جب ہوئی جلوہ گر
ہوا زرد چہرہ سے رنج لالہ رنگ
لگی پوچھنے کیون کر ہے خستہ حال
مگر اس کنیزک پہ مائل ہوا
اگر تجکو ہو آرزوے شراب
جو جاؤ نہین پیش بت دلستان
پدر ہے مرا شاہ زابلستان
سنے مجھے ہے یہ پروانگی [illegible]
سنا تھا یہ جمشید نے پیشتر
گیا باغ مین شاہ جم بیخبر
لگی سیر کرتی وہ اک حوض [illegible]
بحکم پری وہ بشک وگلاب

کہ انجم شناس و خردمند تھی
ہوا یون عیان بھید پر از نہان
بہت شاد تھی وہ بت دلربا
کہا قابلہ سے کہ اے نیک روز
نہ شنتا تھا خوابش [illegible] کا سخن
جو تو نے ابت جم کی طلب کار تھی
صبا کی طرح سیر کو آئیے
وہ ٹھہرا ذرا یاد ل کنج باغ
کنیز اس پریرو کی آئی جہان
در ستہ وہ تھی شوکت خسروی
کیا جب کہ نے میرا خانہ خراب
خراب پریشان و برگشتہ ہون
ابھی جا کے وہ مین جام شراب
گئی باغ مین پیش بت کے چمن
پیغ خوب اسکا ہے رشک قمر
لگی کہنے وہ دختر دلستان
سہرو دو دف جنگ عشرت کا ساز
تو صورت کو جمشید کی دیکھکر
طرح غنچے کے ہے یہ جی
گرفتار تشویش رنج و ملال
اسیر محبت ترا دل ہوا
تو اس باغ مین ایسا جان اشتیاب
صبا وا بلا کو لے آوے یہان
مین اسکی ہو ان اک دختر دلستان
جسے چاہو ان اسکو کرو تم طلب
کہ اک دخت ہے رشک شمس و قمر
ہوئی شاد و خرم بہت نازنین
ہوئی فرش شاہانہ جلوہ گاہ
شہ جم کے پہر باون

کیا شیشہ و جام پھر وان طلب
ہو حکم اس پر پچہرہ نے یون کیا
بہ رسم شہان جو ہوا بادہ کش
کہا پھر یہ جمشید سے ایکوان
لگی کہنے پھر یون وہ رشک قمر
دیا شاہ جمشید نے یہ جواب
عجب چیز ہی بادہ آ نازنین
کرے دم مین بیزرد لو نکو دلیر
خورش کے عوض کو سیادہ کر
زبس مجکو بھی راہ کی ماندگی
کہ جمشید شاہ جہان ہی یہی
یکایک یہ خاطر مین آگیا کہ اب
تو سنتے ہین گلشن کی دیوار سے
کبوتر کی شوق سے جیسے بید و عجم
جو یون بیٹھے دیکھے کبوتر بہم
تو فرمائی انمین سے اس مہ جبین
کہ زن پیشہ بستی کرے وقت کار
ولی پھر بھی مرتبے سے کیا کرے
دلیری و تہ بہیر زرد رد سر
یہ سنکر پریرو ہوئی شرمگین
کمان ہاتھ سے آگے جم کے رکھی
تو پھر دل جسے چاہا اس نکو لین
پہ پر دیکھی اس رخ کو پا گئی
کمان سے ہوا تیر جس دم رہا
وہ پر زور تھی نازنین کی کمان
لگی جی مین کہنے کہ گویا اسے
غرض قوت و زور جم دیکھکے
تصور مین جم کے پیا ہم شتاب
کبوتر جو بیٹھا ہی پھر ان کے

ہوا دور عیش و نشاط و طرب
تو پھر جام ساقی نے جم کو دیا
یہ کہنے لگی جی مین وہ مہوشان
رہ دور سے اب تو آیا یہان
تجھے خواہش بادہ ہی اسقدر
کہ ہی پیشتر مجھکو میل شراب
کہ دل سے کرے دور کلفت یہین
پیئے سے جو کوئی کرے کا شبیہ
غم دل کو بس دور بادہ کرے
تمنا ہوئی بادہ ناب کی
بہانہ دار شاہ شہان ہی یہی
شبیہ شہ جم کرون مین طلب
پڑی اوس پہ پچہرہ کی جو نظر
ملا و سے لب یا سے لب بہم
تو کچھ شرم سی آگئی پیش جم
کرون صید اسکو مین کیا تیر سے
نکر پیشہ بستی تو اب زینہار
کرے پھر جو گر تو بیجا کرے
کہے مرد ہی زن نہان پیشتر
عرق آگیا چہرہ پر بس یہین
کیا عذر بھی اور بہت عاجزی
نصیحت ہم بستر اپنا کرون
یہ بات اسکے بھی جی مین آگئی
کہ ہی بادہ بسمل ہو نزا اڑ گیا
کہ زابل مین تھے جسقدر پہلوان
شبیہ شہ جم کی دیکھو مین آج
ہوئی آفرین خدا اور شک قمر
یہ پچہرہ نے ایک جام شراب
نشانہ کرو لت تیر کا گر او سے

کہا نازنین نے کہ اب بیدرنگ
کیے نوش جم نے پیالے پہ جام
کہ ہی یہ جوان یکان بادشاہ
ترے واسطے ہووے حاضر طعام
کہ جز بادہ تو کچھ نہیں چاہے اور
کبھی گر نہ پاؤن تو بیتاب ہون
دل تیرہ کو روشنائی ہوئے
جو ہو بیہ قوت بھی بادہ کش
کرے رنج سب نابدید ہی تن
کہا جب فصاحت سے جم نے سخن
لگی کہنے پھر مہ جبین یون لسان
کسی سے کہا یون کہ جاو شبیہ
تو دیکھا کہ بیٹھے کبوتر ہین دو
وہ دونون تھے سرگرم راز و نیاز
طلب کر کے پھر وہ مین تیر و کمان
شہ جم یہ بولا کہ اے نازنین
اگر لاکھ زن ہو شجاع و دلیر
کہ زن زن ہی آخر کو اور مرد مرد
سنبھالے مرے گر یہ تیر و کمان
مرے دل مین افزون محبت ہوئی
کہا پھر یہ جم نے کہ آئینہ سے
مراد اس سخن سے تھی شک ماہ
پیا جام پھر جم نے اور بیدرنگ
پھر اک دم مین بیٹھا وہ زرانگیز
کوئی کھینچ سکتا تھا اسکو نہیں
ہوا بس یقین یون کہ جمشید ہی
طلبگار جم کی ہوئی دلنشین
شہ جم سے پھر آپ لیکر کمان
تو جس طرح سے یہ مائل ہو دل

پلاؤ اسے بادہ لالہ رنگ
ہوا دور اندیشہ دل سے تمام
کیا صبح نے لیکن اسکو تباہ
وہ بولا کہ تم اور دو مجھکو جام
زبس آئے مجھکو عجب تیرے طور
مین پیے پھر پیے بادہ ناب ہون
جسے کو فقت ہو میسائی ہر سحر
تو ہووے جوان پیرا ای جو ترین
لگے مے سے خوشتر بہار چمن
کمان لیکے بیٹھی وہ رشک چمن
کہ دیکھو نکر یقین ہو مرا یہ گمان
مرے باپ نے جم کی لاو شبیہ
ملا کر پھر اپنی منقار کو
ادھر سے نیاز اور ادھر سے تھا ناز
لگی کہنے جمشید سے یون کہ ہان
جہان مرد ہون وان یہ لازم نہین
قوی اپنے نزدیک ہو مثل شیر
شعور زنان پیش مردان ہی گرد
پھر دیکھو میرا تو اسے داستان
زیادہ شہ جم کی الفت ہوئی
کرون گر ہدف تیر کا مادہ کو
کہ ہو دونون ہم آغوش جمشید شاہ
کمان کھینچکر ایک مارا خدنگ
کہ پہنچا سوا تھا جہان پیشتر
ولی جم نے کھینچا تو وہ نازنین
تھا ابر پوشیدہ خورشید ہی
ہوئی وصل کی اسکے جی مین ہوس
یہ کہنے لگی وہ بت دلستان
ملاقات کا اسکی سائل ہو دل

مرادہ ہم آغوش ہو شوق سے
سمجھ یہ گیا شاہ جم بھی وہین
کہا اُسنے یہ ماجرا اک قلم
جو دیکھا تھا طالع مین تیرے سو اب
نکر دیر ہو وصل سے کامیاب
سنا اوسنے دایہ سے جبتک سخن
یہ دایہ سے بولی جو تو نے کہا
جو صورت ہے جم کے مقابل ہوئی
تو او زنگ و دیہیم کو یاد کر
پری رو نے دیکھا جو یہ حال جم
یہ صحبت ہو دلچسپ بزم طرب
یہ کہنے لگا جم کہ اے گلعذار
سو پرنیان کی جو مین نے نگاہ
لگا رونے جون ابر بے اختیار
کیا شاہ جمشید کو یون تباہ
دو مار سیہ کی ہین کتف پر
کہ اب ہو وہ برگشتہ اختر کہان
کہین ہو اسیر بلا سے بتر گیا
کہ ہو آپ جم یہ شہ نامجو بشر
کہا جب یہ خلوت مین تھی ہو جم
شہ جم یہ بولا کہ اے دلستان
تعلق بہت نازنین نے کیا
کریگا تو انکار گر لاکھ پر
بہانہ تو کرتا ہے اب بار بار
ترے وصل کا مجھکو مژدہ دیا
تری ہی تمنا سے دیدار تھی
نہ آرام جان ہی نہ کچھ مجھکو تاب
غرض آخر کار لایا اوہر
بہت شاہ تیرہ سے خواستگار

کرون اسکو بیخواب مین ذوق سے
کہ میری طلبگار ہو نازنین
نگہ کی وہین دایہ نے سوے جم
ہوا آشکارا بالطاف رب
خوشی سے ہو ہم بستر اسکی شتاب
ہوئی اور دیوانہ وہ سیمتن
زر و دی کرم رستے لا تو خدا
تو لیس باعث نزہت دل ہوئی
دل پر الم سے کیا نالہ سر
تو پوچھا کہ کیون تونے کی چشم نم
یہ اسوقت گریے کا کیا ہے سبب
جو دنیا مین ہین عاقل و ہوشیار
تو دیکھی شبیہ جم ارشک ماہ
رہا کچھ نہ دل مین شکیب و قرار
لیا چھین یکدست تاج و کلاہ
وہ صورت ہین ہین دیو بھی
ہے نام اسکا نہین کچھ نشان
ہوا یا کہین لقمۂ شیر و گرگ
ولیکن چھپاتا ہے یہ آپ کو
نہ پوشیدہ رکھ ہمسے جانین ہین ہم
سراپا غلط ہے یہ تیرا گمان
ولیکن یہ انکار کرتا رہا
کرونگی نہ تجھسے مین اب درگذر
نہین جانیگا بیش کچھ زینہار
اور اس راز سے مجھکو واقف کیا
دل و جان سے تیری طلبگار تھی
نہ دل مین شکیب اور نہ آنکھون مین خواب
مرا عشق یہ دل تجھے کھینچ کر
نہ اقبال مین تیرے کیا زینہار

یہ اس گفتگو سے تھی اصلی مراد
سمجھ گفتگو وان ہوشی تو یہ تھی
لیا جم کو پہچان اور یون کہا
طلبگار تھی تو جھکی سو تری
وہ دختر کہ تھی عاشق زرد یار
اور اپنے ہوئی دل مین خوش شیر
پھر اُسنے مین ذات جم کی آئی شبیہ
شہ جم کو دایہ نے بھیجی شبیہ
لگا کھینچنے نالہ پر شہریار
نگہ کر کے اب تو ہوا پریشان
گیا کس طرف ہا تیرا اقبال
ستمدیدگان کے وہ احوال ہیچ
مجھے یاد آیا وہ جاہ و حشم
کیا جو ریختہ ستمگر نے ہاے
جہان کا کیا شاہ ضحاک کو
نہین ہو خبر شاہ جمشید کی
خدا جانے جیتا ہو یا مر گیا
یہ قصہ بیان جبکہ جم نے کیا
کنیز و شکل کنیز کیا وان [illegible]
کہا مین نہین جم وہ [illegible] بیان
مجھے جم جو تجھی [illegible]
بہت کرکے جب یہ تجسس انکسار
کہ تجھکو لیا مین نے پہچان اب
یہ دایہ جو تھی ہوئی ہم زبان
کہ تجھے خدا وسے تجھے اک [illegible]
تری شیفتہ ایک مدت سے ہے
خدا سے یہ خواہش تھی آنکی
غنیمت سمجھ تو مری وصل کو
کہ تجھپر دل زار دیوانہ تھا

کہ جب شہ جمشید سے شاد
کہ دایہ بھی آپہونچی اس خستہ کو
کہ اسنے وہ دختر مہوش دلربا
شہ جم سے تشنہ تا تجھ سے بھی
[illegible] تمنا سے بوس و کنار
کہ معشوق مطلب ہوا جلوہ گر
وہ دایہ کو اسنے دکھائی شبیہ
اور اسنے وہ دایہ جو دیکھی شبیہ
ہوئی زار بھی نرگس اشکبار
ہوا کیسے یہان [illegible]
مگر جیسے کچھ تونے پایا ملال
غم و درد سے نالہ کرتے ہین سر
[illegible]
[illegible]
دیا [illegible] ایک تاپاک کو
نہین حال سے اسکے کچھ آگہی
ہوا اوسکا احوال کیا [illegible]
تب [illegible]
[illegible]
[illegible] پیکر زبان
مگر یون [illegible]
[illegible]
تو بیشک جان تک [illegible]
[illegible]
[illegible] شام و سحر
گرفتار غم ایک مدت سے ہون
کسی طرح تیری ملاقات ہو
کہ تجھسے ہوئی آپ مین کام [illegible]
تمہے عشق مین سب سے بیگانہ تھا

تو مجھ سے دلارام و دلدار سے / پری چہرگی و ماہ رخسار سے
جدا ہی کیے ہوں تڑپ کے قرار / خدا کے لیے مجھ سے ہو ہمکنار
یہ کہکر لگی رونے بے اختیار / زباں پر یہ لائی کہ اے نامدار
یہاں تجھ سے ہے کروں بلکہ جان / تو کہ مجھ سے راز نہفتہ عیان
کیا دشت نے جب بہت انکسار / یہ کہنے لگا تب شہ نامدار
ضحاک ہے میرا ایک ستو بخت ہے / مرا دشمن جان وہ کمبخت ہے
مجھے دو سے تجھے اندیشہ ہے / کہ زن کا نہ ہرگز وفا پیشہ ہے
یہ سنکر لگی کہنے وہ گلعذار / کہ ہر زن نہیں بیوفا …
کہ بدخواہ تیرے نہوں … / دل عیاں ہو نہیں تیری …
یہ جب سب بیاں آگئے قول و قسم / تو ایمن ہو لیس وہیں شاہ جم
پری پیکر نے ہاتھ میں جم کا ہاتھ / طرف قصر کے لیگئی …
… / ادا کی جو رسم و رہ …
… / ہوئی شہ کی منکوحہ …
… / عجب رنگ کی …
وہ باہم لگے عیش کرنے مدام / سے عیش کے تو وہ پینے جام
تو کرنے لگا اسکی وہ … / کسی نے خبر دی کہ وہ ماہرو
یہ سنتے ہی سرو وہ ہوا خشمگین / اور آئی وہ جیسے خنجر نازنین
ہوئی اس قدر بیباک تو / اڑانے لگی سر … خاک تو
کیا راز کو تو نے ہم سے نہاں / ولے رنگ …
کیا عرض … کہ سن اے پدر / دیا حکم تھا تو نے یہ پیشتر
ولے شیشہ ننگ توڑا نہیں / رہ نیک سے منہ کو موڑا نہیں
جہاں میں کوئی اسکا ہمسر نہیں / کوئی جاہ میں اس سے بڑھ کر نہیں
بفیض خدا اسنے پایا ظہور / ہوا جلوہ گر جو مقصد کا نور
سنی دایہ اسنے یہ بات جب / شہ زابلستان ہوا شاد تب
یہ ہے یاوری بخت کی سربسر / ہوا جو کہ شوہر شاہ جم کا اودھر
کہ ہے مجھسے خوشنود وہ شہریار / فریدون ہو مرا غم … و تار
یہ سنکر وہ دلدار رونے لگی / وہ … بیتاب ہونے لگی
روا رکھ نہ خونریزی شاہ جم / مری جان بر تو نہ کر یہ ستم
کہ اٹھا اپنے دل سے … اختیال / نہ لے اپنی گردن پہ ناحق وبال

نہ شوق سے گر ہم آغوش اب / تو صد حیف ہے اور بڑا ہے غضب
نہیں تو کروں اپنے سینہ کو چاک / کروں آپکو ایک دم میں ہلاک
مقرر ہے تو جم مجھے ہے یقین / تو اقرار کرتا بھلا کیوں نہیں
جو کچھ راستی ہے تو وہ بات تو / … سے کیوں ہے پوشیدہ …
مجھے راستی سے نہ کیوں ہو خطر / کہ رکھتا ہوں دشمن سے میں …
خبر اسکو ہو پہنچے مبادا کہیں / اور آجاویں لوگ اسکے …
نہیں ہے پسندیدہ عاقلاں / کہ زن سے بیان کیجے راز نہاں
قسم ہے مجھے اب تری جان کی / قسم ہے مجھے اپنے ایمان کی
نکر خوف و اندیشہ اسے نامور / …
کہا قصہ پھر جم نے اپنا تمام / کیا ظاہر آگے پری پوش کے نام
… / ہوئی ساتھ جمشید کے جلوہ گر
… / ہوا ساتھ گلرو کے پیوند جم
… / ہوا اتصال مہ و آفتاب
… / نشاط … رنگ مرا
… / بہت … پیش پدر
ہوئی اک جوان … / رہی … آغوش … روز و شب
… / لگی … شوخ چشم
کیا چاک اب شرم کا پیرہن / کیا چاہا … کی بہن
وہ تھی حاملہ اور دنوں … / ہوا زرد تھا رو رشک چمن
کہا ہے جیسے اس … / سو آیا عمل میں یہ …
رکھا ہے … ناموس … / کیا عرض … شاہ عالم پناہ
یہ دایہ نے بھی عرض … کیا / … جو مجھکو مژدہ دیا
شہ جم یہاں آگیا ناگہاں / ہوئی حاملہ اس سے یہ دلستان
یہ بولا کہ خوش تو نے مژدہ دیا / مرے دل کو مسرور و شادان کیا
مقرر و سے باندھ کر … / روانہ کروں سوئے ضحاک شاہ
مجھے لطف … اور اقلیم سے / … زر و سیم دے
یہ بولی کہ اے خسرو نامجو / تو جور و تعدی کے درپے نہو
جو لے اپنے کشور میں آکر پناہ / دغا ساتھ اسکے ہے بیداد آہ
سدا تخت و دیہم رہتا نہیں / ہمیشہ زر و سیم رہتا نہیں

نہ اپنا بھی ملک و زر و سیم کو
سمجھا کہ ضحاک لعل و زر و سیم کو

تو ہے جبار سے یہ جور و بیداد کر
تھا او نہ جان آفریں سے بھی ڈر

گزند خوبان نکر تو پسند
نہ یہ نام ہوا سے جمشید ارجمند

تو جمشید کو مجھ سے مت کر جدا
وگرنہ مرے تن سے کر سر جدا

یہ کہکر وہ رونے لگی زار زار
فغان میں لگی کرنے بے اختیار

ہوئی اسقدر گریہ کنان نازنین
تو رحم آگیا باپ کو بس وہیں

پدر بولا کہ اے دخت والا تمیز
مجھے تیری خاطر بہت ہے عزیز

تو خاطر کو رکھ جمع شام و سحر
کہ اس کام سے میں کیا درگذر

اذیت نہ جم پر رکھونگا روا
نہ ہرگز گزند اسکو پہنچاؤنگا

آ ستہ بلکہ دوں ملک و مال و سپاہ
زیادہ کروں عزت و قدر و جاہ

مگر یہ کہ جاکے میری طرف سے شتاب
کہا سے بادشاہ ثریا جناب

سحر میں بھی آؤنگا تیرے حضور
غم و فکر کو رکھ تو اپنے سے دور

ہوئی شاد وہ دختر دلستان
گئی پیش جمشید وہ [illegible]

سنا تھا جو کچھ باپ سے سو کہا
دل شاہ کو مطمئن کر دیا

فروزان ہوا جیسے نور سحر
ہوا مہر جمشید جب جلوہ گر

گیا پیش جم شاہ زابلستان
جھکا کر سر اپنا پھر آیا وہاں

کہا یہ کہ اے شاہ عالی تبار
نہ ہو بیقرار ان مجھے اب زینہار

یقین جان کو جیتے تک رہونگا میں
یہ دختر کنیز اور میں بندہ ہوں

نہ دینا کچھ اندیشے کو دل میں راہ
کہ خدمت میں حاضر ہوں میں جم پناہ

دلاسا وہ دیتا تھا شام و سحر
ولیکن نہ جی میں جمشید کے تھا خطر

جو مقصد تھا پانے سے مل جائیگے
سلے جبکہ قابو نکل جائیگے

گریختن جمشید از زابلستان بطرف ہندوستان و گرفتار آمدن از راہ بدست مردمان ضحاک و کشتہ شدن او

بہت دن رہا شہر زابل میں جم
ولے دل کو تھا اسکے آرام کم

وہ دلدار جیتی رات دن اسکے پاس
وہ تسپر بھی رہتا تھا دائم اداس

سدا تھا شب و روز اندیشہ مند
کہ پہونچے نہ ضحاک سے کچھ گزند

کہ پہنچے کہاں اس سے شہ [illegible]
یہ چاہیں میں یا کوئی وزیر و امیر

کہ ہو جائیگا [illegible] حال تباہ
[illegible] ضحاک شاہ

[illegible]
کریگا تبہ ملک کو سر بسر

جو شاہ پیچ و تاب اس بات سے
گریزان ہوا شاہ جم [illegible]

[illegible] سے چھین گیا
ولیکن وہاں بھی بہت کم رہا

[illegible] سا ہی ہوا
بیابان نورد تنہا ہی ہوا

[illegible]
گیا بیٹھ سایہ میں اک نخل کے

[illegible]
[illegible]

[illegible] جو رہے
چھپایا یہی ظالم کو کوئی طرح سے

[illegible]
[illegible]

ہوا [illegible] فلک
کہا اے چرخ بیداد کب تلک

[illegible]
[illegible]

[illegible] سر بسر
کہ سرگشتہ یوں ہوں میں شام و سحر

[illegible]
[illegible]

[illegible]
ہوا سے [illegible] ایک دم

[illegible]
[illegible]

[illegible]
سو وہ آگئی اسکے سر پر وہیں

[illegible]
[illegible]

[illegible]
کہیں اتفاقاً جو گذرا ادھر

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible] حال جمشید کا
[illegible]

[illegible] ضحاک شاہ
کہ یاں پھر گیا [illegible] حال تباہ

[illegible]
[illegible]



الم سے تمام اسکا چہرہ تھا زرد
خوشی سے وہ ضحاک بیدادگر
پیا یا اس طرح کیوں ہوا خوار تو
کہاں بادشاہی و تاج و علم
جواب اسکو جمشید نے یہ دیا
جو مغرور دولت پہ ہوا اسقدر
دیا کیا فلک نے مجھکو خوار اس طرح
[illegible] جمشید سے
گرفتار [illegible] جسم
پھر ضحاک نے پھر کسی کو کہا
[illegible]
[illegible]
[illegible]
جب اس نازنین کو [illegible]

گرفتار خواری تھا وہ نیکمرد
ہوا خندہ زن حال پہ دیکھکر
خرابی میں کیوں ہو گرفتار تو
کہاں لشکر و فوج و جاہ و حشم
کہ جیسے نصیبا [illegible]
ذرا روز بد کا بھی اندیشہ کر
[illegible]
[illegible]
کہ اس قدر [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

اوٹھاتا تھا شرم سے سر یہاں
لگا کہنے ظالم جمشید سے
ہوا کیسے [illegible] بخت
کہاں [illegible] گیر و دار
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
جہاں [illegible] وفا
ہوا [illegible]
[illegible]
[illegible]

اور آنکھوں سے تھے اوسکے آنسو رواں
فریدون [illegible] غرور [illegible] سے
کہاں ہے ترا اب وہ [illegible] شوکت
کہاں اب وہ تیرے رسم و آئین کار
جو جمشید [illegible] تاجداری پہ ناز
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
ہوا قتل جمشید شاہ جہاں
[illegible]

اُسے کام تھا ... اشکبار تھی ساتھ
سدا شغل تھا آہ و زاری کے ساتھ
تھی آشنا وہ خور و خواب سے
وہ بیگانہ تھی صبر اور تاب سے

وہ تھا یا بہت اُسنے بیداد و مہر
پھر آخر کو وہ مرگئی کھا کے زہر
وہ ہمشیر تھین شاہ جم کی کہین
انھین لوگ لائے پکڑ کر وہین

سنا ہے خلق تھی ایک کو شہرناز
اور اک دوسری کا تھا نام ارنواز
انھین شاہ ضحاک نے کر طلب
رکھا اپنے گھر مین بلطف و طرب

خواب دیدن ضحاک و ترسیدن ازان خواب ہولناک

وہ ضحاک تازی پس از قتل جم
جہان مین لگا کرنے جور و ستم
گئے قتل اور گاہ غارتگری
ہوئی تازہ رسم ستم پروری

دو مرد جوان کو وہ بیخوف و باک
طلب کرکے ہر روز کرتا ہلاک
وہ ہوتے غریب و ریا [illegible]
ہوا جہان پیدا اُنکی رکھتا گزند

غرض مغز کو اُنکے لیکر تمام
کھلاتا وہ سانپونکو صبح و شام
لگا کرنے بیداد وہ بیحساب
پھر اُسنے کہین دیکھا ایک خواب

یہ دیکھا کہ پیدا ہوے تین گرد
اور اُنمین سے دو تھے کلان [illegible]
کیا حملہ تینون نے ضحاک پر
ہوا جس سے عاجز وہ بیدادگر

وہ گرد دلاور کہ تھا نوجوان
سو اُسنے وہین ایک گرز گران
پھر مارا سر شاہ ضحاک پر
تو یکسر پریشان ہوا [illegible]

ستمگر کے ہاتھونکو باندھا شتاب
رسن ڈال گردن مین کھینچی شتاب
اُسے لیگئے کھینچ بالای کوہ
کیا سخت اُسکو زبون و ستوہ

ہوا دیکھکر خواب وہ ہولناک
ہوا دل کو اندیشہ و خوف و باک
کیا خواب مین اسقدر آہ و نالہ
کہ لرزان ہوا [illegible]

جھجکے وہین بیدار اہل حرم
دل اُسکا ہوا ہول سے پر الم
لگے پوچھنے شاہ سے کیا ہوا
یہ فرماؤ کیا قصہ ہے پیش آیا

نشان خواب مین کیون کیا اسقدر
لگے کانپنے جس سے دیوار و در
یہ ضحاک بولا کہ یہ داستان
سنو گر تو یکسر پریشان ہو جان

مری زندگانی سے ہونا امید
نشاط جوانی سے ہونا امید
کہا ارنواز نے [illegible] خواب
یہ بہتر اگر ہو [illegible] صبح تب

تو اخترشناس سبھی حاضر ہون یہان
کرین اُسکی تعبیر یکسر بیان
[illegible] ہوا [illegible] آفتاب
تو حاضر ہوے [illegible] شتاب

سنی داستان خواب کی [illegible]
گئے ہوش اور ہوگیا [illegible]
[illegible]
ہوا تخت [illegible] ضحاک کا

[illegible]
[illegible]
[illegible]
نہ [illegible] اُنکے بجا ہوش سے

[illegible]
[illegible]
[illegible]
نہ کہتے تھے کچھ [illegible]

دیا تین دن [illegible]
بیان کی نہ [illegible] تعبیر خواب
[illegible] ہوا [illegible]
تو ناچار یون [illegible] کہا

[illegible] شاہ اقبال [illegible] ہوا
تھی [illegible] اب تخت شاہی ہوا
[illegible] آخر [illegible] زوال
ہوا تو گرفتار رنج و ملال

فریدون [illegible] ہوگا شاہ
[illegible] شوکت و حشمت و عز و جاہ
وہ [illegible] نسل کیان ہوئیگا
وہ فرمانروا سے جہان ہوئیگا

[illegible] ایک
سو [illegible] نیک
ہوا لیکن [illegible] وہ پیدا نہین
[illegible] آثار اُسکا ہویدا نہین

[illegible] خواب مین [illegible]
[illegible] سر پہ مارا ہے گرز گران
مگر کہتے یون [illegible]
فریدون بھی ہوگا [illegible]

[illegible]
کریگا تجھے آکے پابستہ [illegible]
یہ پوچھا پھر اُسنے کہ ظاہر کرو
فریدون مرا کیون بد اندیش ہے

[illegible]
کریگا پدر کو تو اُسکے ہلاک
غرض تجھسے چاہیگا خون پدر
کریگا تجھے قتل وہ آن کر

[illegible]
[illegible] سے وہ [illegible]
نہ تک ہوش قائم رہے شاہ کے
زمین پر گرا بس وہین تخت سے

[illegible]
[illegible] پاؤن سے [illegible]
ہوے [illegible] خواب سے [illegible]
[illegible] شب و روز بیتاب رہنے لگا

[illegible]
[illegible] دشمن [illegible]
کئے لوگ چارون طرف کو روان
کرین جستجو [illegible]

کوئی آگے درپیش مشکل جہان
یہ سنکر فریدون فرخ نہاد
تنی یہ اقبال تھا شاہ کا
لگے کہنے جا ہم کہ ہے یہ غضب
کہا ایک نے ہے یہ مشکل کمال
کرینگے ہلاک اسکو تدبیر سے
گئے پس وہ دونون شقاوت نشان
یکایک سنی اسنے آواز سنگ
یہ غلطان ہوا پھر ذرا پیشتر
یہ بولے کہ ہمکو تعجب ہے یان
جہان آفرین نے دکھا اپنا نگاہ
دکھیپہ منہ پہ انکے کہا زینہار
بیابان اور کوہ کی راہ سے
گئے یان کشتی جو وانکی طلب
تھے ہرگز ذرا دل مین آیا خطر
مکان وہ نیا پایا تھا ضحاک نے
طلسم ایک تھا وہ درون مکان
نمایان ہوئی وہ بلائے عظیم
کیا گذر سے وہ یان انکو ہلاک
یہ کاوہ سے پوچھا کہ کسکا ہے تخت
بعید فرخی پھر شہ نامور
کہ ضحاک بیداد گر ہے کہان
اور وہ پھر لیگیا لشکر بیکران
رہی فوج تھوڑی سی باقی یہان
لیا مال و زر اور توڑا طلسم
گیا پھر شہنشاہ گیتی پناہ
تھیان پیکر غنچہ و سیمبر
وہی خواہران جم نامور
کہ اک دیو پیکر کی صحبت مین تھے

یہ دونون تو پر جفا و بدگمان
ہوا دل مین انکے وہین تا شاہ
ظہور اسکے تھا دولت و جاہ کا
جو ہون اسکے محکوم ہم روز و شب
ہلاک فریدون ہے اپنی مجال
بہانے سے حیلے سے تزویر سے
اوکھا راہ مین ایک سنگ گران
ہوا شاہ بیدار بس بیدرنگ
بد اندیش حیران رہے دیکھکر
ہلا کس طرح یان سے سنگ گران
بجا لائے شکر لطف الہ
زیادہ کیا انکا جاہ و وقار
سپاہ و حشم شوکت و جاہ سے
ندی تک اور رہا شہ وہان پر غضب
گئے پھر زخار سے سب بیتعب
کیا تھا بلند اسکو ناپاک نے
بلا ہا ہے دشوار تر تھین جہان
سیہ دیو اور اژدہای عظیم
پھر آگے گیا شاہ بیخوف و باک
لگا کہنے یون کاوہ نیکبخت
سر تخت زرین ہوا جلوہ گر
جو کچھ تجھکو معلوم ہے کر بیان
زرہ پوش مردان جنگی یلان
طلسم و حرم جانکے پاسبان
جو توڑا افزانہ جھپٹ کر طلسم
ہوئے شبستان ضحاک شاہ
ہوئین شادمان شاہ کو دیکھکر
لگین کہنے یون چشم گوہر سے تر
گرفتار ہم اک مصیبت مین تھے

کہ ہو جائے آسان وہ مشکل تمام
خوشی سے انسے اور خوشتر ہوئی
تجھے یہ بھائی دونون جو کینہ ور
فریدون کو بس قتل اب کیجئے
دیا دوسرے نے یہ اسکو جواب
کہین ایکدن با دل پر صفا
سر کوہ سے اسکو غلطان کیا
فسون کو کیا شہ نے ورد زبان
رہ تک رہے پھر خروشان ہوئے
اگر کوہ سے ہاے گرتا کبھی
ولیکن فریدون نے سمجھا وہان
بعید فرخی پھر سے شہ نیکخو
جہان دجلہ تھا شہر بغداد کا
گیا وہ وہین دریا مین گھوڑا دوان
وہان سے جہاندار گیتی ستان
بہت دور سے جو وہ نظر آگیا تھا
گیا اس مکان مین وہ شاہ دلیر
فریدون نے افسون اسپہ پڑھا
وہان ایک اورنگ آیا نظر
کہ یہ تخت ضحاک تازی کا ہے
پھر اک شخص دربان شاہ کو ملگیا
یہ بولا سو منہ رہ زشت خو
درون طلسم اوسکا ہے مال و زر
ہوا سنکے خوش شاہ آفاق گیر
خدا کا ادا شکر نعمت کیا
ہوا قتل جو وان مقابل ہوا
یہ بولین کہ ہم سب تھے اسیر بلا
اٹھایا تھا ہمنے جو رنج و عذاب
اور وہ اس سے شیدا تھا ہم پر سیا

بن آوین شتابی سے یکدست کام
زیادہ فریدونکو ہمت ہوئی
حسد لیکئے یہ حشم دیکھ کر
نہ تا غیر کو راہ یان دیجیے
نہین لازم اس کام مین اضطراب
تہ دامن کوہ سوتا وہ تھا
کہ تا ریزہ ریزہ ہو سر شاہ کا
ہوا بند وہ سنگ غلطان وہان
وہ سرگرم فریاد و افغان ہوئے
تو ضائع فریدون بھی ہوتا کبھی
کہ یہ کام انکا ہی تھا بیگمان
دم صبح وان سے ہوا وہ نورد
فریدون کو کاوہ وہان لیگیا
روانہ ہوئی فوج بھی بعد ازان
ہوا اسکو بیت المقدس گمان
طلسمات بھی اور دیکھ شہر نے تھا
دلیری کو جسکی نہ پہنچے تھا شیر
کہ عاجز ہوئے دیو اور اژدہا
مکلل بیاقوت و لعل و گہر
ملے اب فریدون تازی کا ہے
اور اس شخص سے شاہ نے یون کہا
فریدون تکی کرنے لگیا جستجو
رکھا ہے یہان گنج و لعل و گہر
تصرف مین لایا وہ زرین سریر
کہ جسنے خداوند دولت کیا
فریدون شبستان مین داخل ہوا
کیا آن کے تو نے ہمکو رہا
کہین کیا وہ اسے شاہ عالیجناب
اور وہ اژدہا سیہ کا ہیرا سیا

ہوا ہے یہ بارے خدا مہربان   کہ بھیجا بجاہ و حشم جھکو یان
پھرے دن ہوا پھر مددگار بخت   لو آیا تو اے وارث تاج و تخت

ہوئی پہنچے دل کی ہے اب آرزو   کہ جبتک جہان ہے جہان میں ہے تو
یہ پوچھا فریدون نے اے دلربا   سو ہے بند ضحاک اب کیون گیا

و جلول کہ تجھسے تھا اسکو خطر   تجسس کر تیرے گیا ہے ادھر
کہ شاید کہین ہاتھ آجائے تو   سوا اسکے یہ ہے اُسے آرزو

کہ ہندوستان کو مسخر کرے   دل بخردہ کو وہ خوشتر کرے
بہم اسنے پہونچا ہے اک سحرکار   فسونساز و جادوگر و ہوشیار

تجھے جیسے جادو سے پہونچے گزند   وہ بیخوف ہو زیر تیغ بلند
سکے چاہتا ہے یہ عالم تمام   دعا ہے یہ ہر ایک کی صبح و شام

کہ بدخواہ تیرا سدا خوار ہو   تو دائم جہان مین جہاندار ہو
سپہہ تیرے اقبال کو آفرین   نگہبان ہو تیرا جہان آفرین

نشستن فریدون بر تخت کیان و گرفتار ساختن ضحاک را و تسخیر کردن ملک

ہوا جبکہ ضحاک کا تخت گاہ   نصیب شہنشاہ گیتی پناہ
سراپا گلستان ہوا وہ مکان   ہوا تازہ یکدست باغ جہان

ہوا ہم سر عرش و افلاک تخت   کہ بیٹھا جہاندار فیروز بخت
شبستان ہوا غیرت صد چمن   ہوئی رشک باغ ارم انجمن

ہوئین کامران وہ پری پیکران   بہم تہی خسرو کامران
کیا شاہ نے ملک تسخیر جب   ہوا کامیاب نشاط و طرب

ہوا رونق افزائی تخت کیان   فروزندہ خورشید تخت کیان
جو تھا کندرو نامی اک پہلوان   طلسم و زر و مال کا پاسبان

گیا پاس ضحاک کے بھاگ کر   وہان جاکے اُسنے کہی یہ خبر
کہ شاہان شہ گرد گردن بلند   جوان و دلیر و قوی ارجمند

کسی طرف سے لا کے فوج گران   سوئے شہر بغداد آئی دوان
بزرگ اور ہیچ دین دار کہ خرد ہے   دلاور ہے پیرو ہے گرد ہے

نمایان ہے چہرہ سے فر کیان   خداوند دولت ہے وہ نوجوان
وہ سرکردہ ہے لشکر و فوج کا   سپہدار و ممتاز و فرمانروا

سکے ہے وہ پاس اپنے گرز گران   جو اسکے ہے ساتھ جنگجو پہلوان
سپاہ و حشم اور سب آن کے   وہ توڑا طلسم اور لیا مال و زر

تنے دیو گردان جنگ آزما   جو وان تھے انھین قتل سبکو کیا
کیا زیر پا اسنے تیرا وہ تخت   ہوا بیگمان تیرا برگشتہ بخت

ہوا ہے وہ داخل شبستان میں   تصرف کیا تیرے ایوان میں
ستمگار بیٹھا ہے سنکر خبر   کہ بیٹھا فریدون وہان آنکر

چھپے اسنے پنہان کیا از کو   کہ تا کوئی لشکر مین پیدا نہو
کیا یون کہ مہمان کوئی ہو گا   جو پوچھا اُسنے سو ہی شبستان کیا

نہین سکا اندیشہ کچھ زینہار   رہا چاہیے شاد لیل و نہار
یہ گفتار سن اور کہا ہیچ تو تاب   دیا کندرو نے لیوں سکو جواب

کہ اب سوچ کچھ تو شہا چاہیے   اُسے کیونکہ مہمان کہا چاہیے
سکے جو کوئی گرزہ گاوسر   شبستان مین شوخی کرے آنکر

وہ مہمان کوئی آفت دہر ہے   بڑا یہ غضب ہے بڑا قہر ہے
کرے یون جو اہران جہاندار ہم   رہین تیج جانا اُس سے بہم

ادھر ہمکنار اس سے ہو شہر ناز   اودھر اُسکے پہلو مین ہو ارنواز
پھر اک شہر میں اُسکا لشکر تمام   گئے آدمی اُسکے جاکر تمام

یہ قصہ سنا جبکہ ضحاک نے   تو کی خواہش مرگ ناپاک نے
ہوا کندرو پر بہت خشمگین   لگا کہنے یون اوس سے از روئے کین

تری بات کا کچھ نہین اعتبار   ذرا بھی نہین راستی زینہار
ترا خوف ہے دل پریشان ہوا   تو مارے خطر کے گریزان ہوا

نہ اب ناظم شہر تجھکو کرون   نہ خدمت سے تجھکو کوئی زنہار دون
اوسے کندرو نے یہ پاسخ دیا   کہ مجھکو ہی اب یہ گمان خسروا

تو ہرگز نہ بہرہ ور بخت سے   نہو کامران افسر و تخت سے
بھلا شہریاری نہو جب تجھے   کرے ناظم شہر کیونکر مجھے

ذرا کام کا اپنے ہو چارہ گر   نہ بگڑے ترا کام وہ کام کر
سنی جبکہ گفتار ارباب ہوش   تو آیا ستمگار کے دل میں جوش

کیا حکم ضحاک نے پھر وہین   کہ گردان کسے اب سپاہ زین
غرض کر کے طیار لشکر تمام   روانہ ہوا وان سے وہ تیز گام

فریدون شہ نامور تھا جہان | وہان شاہ ضحاک آیا دوان
ولے فوج بیدل تھی ضحاک سے | نہ راضی تھا کوئی بھی ناپاک سے
کہ اُسکے ستم سے وہ پرزے تھے سب | طلبگار عہد فریدون تھے سب
سنا فوج نے جو فریدون کا نام | دل اُنکا ہوا خرم و شاد کام
دلیران مردان و برنا و پیر | کہ تھے پہلوانی مین وہ بے نظیر
فریدون سے آکر ہوئے سب رفیق | کہ تھا حق شناس اور کریم و خلیق
وہ لشکر جو یون ہوگیا برخلاف | [illegible]
کہ کرتا نہین خیر خواہی کوئی | نہین چاہتا تھا وہی شاہی کوئی
کیا مشورہ دل مین پھر وہ وہان | کہ تنہا سلح ہون اب پھر کہین
سو خوابگاہ فریدون چلون | وہان جاکے بس قتل اُسکو کرون
ہوئی رات جس دم تو وہ چھپا | ہوا غرق آہن مین سر تا بپا
یہ اُس دم بنی صورت نابکار | کہ کوئی نہ پہچانے پھر زینہار
کمند ایک لیکر گیا پھر وہان | چڑھا محل سے بام کاخ برین
جو دیکھا تو ایوان مین سرفراز | فریدون ہے محو شوق مین گرم ناز
ہوئی شعلہ خیز آتش رشک تب | دل اُسکا ہوا گرم کین و غضب
شتابی سے ایوان مین آکے گھس | کہ وان جاکے پہونچے شہ کو گزند
بلندی سے بدخواہ آیا فرود | فریدون نے اُسکو جو دیکھا تو رو
اوٹھا لیکے وہ گرز گاؤ سر | مقابل ہوا اور لیکے وہ آنکر
وہ گرز اُسکے سر پر چلا شتاب | تو ضحاک کو پھر رہی کچھ نہ تاب
فریدون نے پھر یہ ارادہ کیا | کہ اک ضرب اور اُسکے سر پر لگا
طلب کیجے اُسکو تہ خون و خاک | زمین تاکہ ناپاک سے ہووے پاک
سروش خجستہ لیکن آئی تبھی | کہ باقی ہے اُسکی ابھی زندگی
اُسے قید کر کوہ کے درمیان | سپہ بیچ کے تھا بہ بند گران
فریدون نے جس دم سنی یہ صدا | تو ضحاک کو قید وہ ہین کیا
کہ یہ کوہ تھا اک دنباوند نام | دہان مار تھا اژدہا تھے تمام
کیا بند لیجا کے ضحاک کو | رکھا سرنگون اُسمین ناپاک کو
بشاہی اُسے سال گذرے ہزار | ہوا ایسے اُسکے گرفتار و خوار
یہ دنیا کہ ہر شے یہ ہے شتاب | ولیکن جہان مین ہے بہتر یہ بات
کہ نام نکوئی رہے یادگار | ہمیشہ نکو نام ہے برقرار
فریدون نہین تھی یہ صفت بشر | کیا پیشہ نکوئی نہ کار دگر
ہوا جبکہ ضحاک پر فتحیاب | سعادت ہوئی شاد پھر کامیاب
تو سب نامداران و گردان دہر | کہ تھے دولت و مال سے شاد بہر
شتابی سے حاضر ہوئے آن کر | حضور شہ عادل و دادگر
کیا عرض یون ہم ہین فرمان پذیر | پرستندہ شاہ آفاق گیر
کیا شاہ نے اونپہ لطف و کرم | فروزان کیا اُنکا جاہ و حشم
سر تخت ایران و توران چین | ہوا فرمان شاہنشہ دوربین
نوازشگری شہ نے کی بیشمار | کیا بدل او داد لیل و نہار
کشادہ کیا وان در گنج و زر | رعیت نوازی پہ باندھی کمر
نکوئی جو کی شہ نے زیر فلک | تو نام نکوئی بھی ہے آج تک
جو کار فریدون کرے بیگمان | فریدون وہی ہے تہ آسمان
ہمیشہ کرے جو کوئی کام نیک | تو بیشک ہو آغاز و انجام نیک
سنو تم کہ آگے کرون مین بیان | فریدون کے بیٹون کی اب داستان

تقسیم کردن فریدون ملک بہ سہ پسران و شکست بر سلم و تور و کشتہ شدن ایرج از دست آنہا

شہ ہفت اقلیم کے تھے سہ پسر | کہ تھا اُنکا نام ایرج و سلم و تور
ملکزادہ ایرج ہوئے خرد تھا | خردمند دانشور و خوش لقا
ہوئے جب جوان بادشہزادگان | ہوئی یون تمنا شہ جہان
سہ دختر جہان ایک شاہ کے تھین | کہ فرزون حسن مین ماہ اندر سے ہون
تو اُنکو وہان کہ خدا سے کہے | نہ تاخیر کو راہ تک دیجیے
کوئی عقد نہ تھا سندل تہ نام | طلب کرکے اُسکو شہ ذوالکرام
یہ بولا کہ گرد جہان پھر کے تو | جو ہے مدعا اُسکی کر جستجو
اُسے جبکہ فرمان شاہی ہوا | تو رخصت ہو اُس سے وہ راہی ہوا
بہت ملک مین گشت اُسنے کیا | ہوئے جبکہ شہر یمن مین گیا
تو یون تم سے وان تخت ہو شہان | کہ سب تھا بے شان جہان
سنے کہ تین دختر ہے شاہ یمن | پریچہرہ و مہوش و سیمتن
سپہدار کا وان تھا مہرو نام | گیا وان رسول مبارک پیام

فریدون کا پیغام یکسر کہا
بصد حشمت و شوکت و فر و شان
پھر ہی ملعونون کو کیا کہ خدا
فریدون کے دل مین یہ آیا خیال
دیا سلم کو روم و خاور رو ہین
سو روم و خاور گئے سلم و تور
ہکا یک دل سلم بیدل ہوا
سو تور لکھ کے نامہ شتاب
ذرا سوچ اب آگے خداوند تور
کیا ملک ایران کو ایرج کو شاہ
یہان کا ہی حاصل بھی ایرانچ کم
جو نامہ پڑھا تور نے سر بسر
بھر ہنایک بد تیرے شامل ہوئین
گر اس نامہ کو لیسوے پدر
نہیں تخت ایران سزاوار تر
خبر یار سول خردمندیان
کہ دونون برادر لیے ازدرود
نہیں خوب یہ رسم و آئین راہ
ستم ہے جو کمتر کرے مہتری
یہ ہر حق ہمین ایرج کے خوشتنکو
شتابی سے ہون سوے ایران روان
دریان سے روانہ ہو پہنچا پسر
فرستندگان کی طرف سے دیا
کیا عرض پھر یون کہ پہنچا پسر
اگر میری تقصیر ہو کچھ معاف
تو کہنے سخن طرز کے یکسر پیام
پیام درشت اور سخن تھا سخت
کیا مین نے یکدست تقسیم ملک
جو مجھ سے نہین تو خدا سے ڈرو

وہ اقبال شاہ یمن نے کیے
کیا شاہزادون کو تب سے روان
بہت مال اور گنج انکو دیا
کہ اب مین ہوا پیر پرینہ سال
ملا تور کو ملک توران و چین
رہا ایرج ایران مین تاجور
سو کہتے ہین ایرج وہ مالک ہوا
رسول ایک بھیجا کہ لا دو جواب
کہ ہرگز نہین باپ کو کچھ شعور
کہ ہے جائے آسایش و تختگاہ
نہیں موت سے ہے زر و کرم میدم
ہوا دل مین اپنے غضبناک تر
یقین جانیو تو کہ یکدل ہون مین
روانہ کرو اب تو ہے خوب تر
یہ ایرج کو لائق نہ زنہار ہے
کیا سلم نے تب یہ آتش بیان
کہا یون کہ اب زیر چرخ کبود
کہ ایرج کو دے تخت و تاج کلاہ
خود بے سبب کہ کمتر کو ہو برتری
کہ ایران سے اب دست بردار ہو
قیامت کرین ایکدم پاوہان
جو آیا فرستادہ تا شہر بر
درود آپنے اور شہ نے چند صفا
گزید اور زبان تیز بس تیغ ظلم
تو پھر مین گزارش کرون جو صاف
بیان شوق سے کر حقیقت تمام
کہے سب حضور خداوند تخت
کیا تیغ زن کو یعنی تسلیم ملک
نہ زنہار باہم خرابی کرو

فریدون نے جس دم سنی یہ نوید
گئے غیظ سے سوے دیار مین
کہے وان پہنچ کے سوے ایران خوان
کرون ملک تقسیم ہر ایک کو
دیے مالک زر نیز ایران تمام
وہ کرنے لگے بادشاہی یہان
قناعت نکی خاور و روم پر
لکھا تھا یہ مضمون کہ بہتر ہین ہم
دیا اسکو اورنگ و دیہیم و زر
سمجھے اور چھوٹے ملک ایسا دیا
یہ تقسیم ہے ہمکو بس ناگوار
لکھا پھر یہی سلم کو یہ جواب
سنا تھا یہ دل سے شیرین
یہ پیغام پہنچا کہ اے بادشاہ
رہ راستی پر وہ آجائے گر
کہ بھیجے فریدون روانہ ہو تو
ہے افسر پہ عقل کو تیری کیا
یہ کرشمہ دل مین کہ بہتر ہین ہم
کہ دی گوشہ ملک کافی ہے بس
وگرنہ سو ایران جو پاکے کین
پھر ایران ایرج ہو نہین خراب
ادب سے ہو وہین بیٹھ کر دیا
لگا پوچھنے یون کہ دونون شہان
یہ بتلا دو تمہارا گنہگار ہے
یہ کہنے لگا شاہ عالم پناہ
کہا تب کہ یہ شاہ آزادہ نے
فریدون یہ سنکر ہوا تند و گرم
بدی کچھ نہین چاہئے کی زنہار
مجھے اب تمنا ہے تاج و سریر

ہوا خوش کہ دل کی بر آئی امید
ہوا شاد تب شہریار یمن
ملکزادگان اور وہ مہوشان
کہ باہم برادر نہون کینہ جو
مقرر کیا شہ نے ایرج کے نام
سے تخت و دیہیم سے کامران
نہ آیا پسند اسکو بخشش پدر
نہ زنہار ایرج سے کمتر ہین ہم
کہ مجھ سے بھی اور تجھ سے ہی خرد تر
جہان جنگ و کینہ ہے صبح و مسا
تری مصلحت کیا ہے اے شہریار
کہ اے بادشاہ ثریا جناب
پے قتل ایرج کمر بستہ ہون
بزرگی و خردی پہ کیجے نگاہ
تو بہتر ہے پھر ورنہ تیغ و سپر
یہ پیغام بھیجا جہاندار کو
کیا دور ایسے دل سے ترس خدا
سزاوار اورنگ و افسر ہین ہم
عبث شہ ہے اسے اور باقی ہوس
دلیران رومی و ترکان چین
خبر شہ کو ہے دیجیے اسکا جواب
رکھا سر کو اپنے سر آستان
وہ بولا کہ ہان تمکو کرتے ہین یاد
کہ لایا پیام ایک شور و شر سے
پیام آوران ہین سدا بیگناہ
تو تب کھولی زبان پھر فرستادہ نے
یہ بولا کہ آتی نہین انکو شرم
فزونی کیا فخر و جاہ و وقار
نہین کچھ کرو دیکھو ہوا ہے پدید

وزاگوش دل سے سنو میری پند
کہ قائم نہین دور چرخ بلند

رہو راضی اب میری تسلیم پر
چلے کینہ خواہی نہ باندھو کمر

شہ نامور سے یہ سنکر جواب
فرستادہ رخصت ہوا پھر شتاب

فریدون نے ایرج کو کرکے طلب
کہا بھائیون کا وہ پیغام سب

کیا پھر یہ راز نہفتہ عیان
کہ یہ خواہش ہے ہین دو گردنکشان

کیا سلم اور تور نے اتفاق
رکھین ہین ترے ساتھ وہ دونون نفاق

ارادہ کیا از رہ سرکشی
کہ تجھ پر کرین آکے لشکر کشی

کہ قتل پہ تیرے سے باندھی ہے بس
ترا چھین لین ملک یہ ہے ہوس

اگر مین بھی تیرا مددگار ہون
معاون ترا وقت پیکار ہون

تدبیر سے بھی ہوئین مقابل وہ ہین
وہ گردنکشان کھینچکر تیغ کین

وہ ہین کینہ جو زیر چرخ کہن
تو کیا فکر رکھتا ہے ای جان من

یہ بولا وہ نیک ایرج نامجو
وہ لاوین عمل مین جدا شاد ہو

جہاندار نے پھر کیا یون بیان
کہ اے نور چشم سعادت نشان

ترے ہین وہ دونون برادر بزرگ
ہوئے مجھسے اب کینہ جو شل گرگ

تو ہے خردار اور نہین تجھ مین تاب
ہو اُنسے نبرد آزما پھر شتاب

مری عمر ہے یہ حالت کہ بس ہین پیر
کیا ترک شاہی ہوا گوشہ گیر

و دیکھ دل ہو بہر جنگ آوران
فراہم کیا لشکر بیکران

یہاں تک تو اُنکے نہین تاب جنگ
نہ فوج اسقدر ہے نہ ساماں جنگ

پسندیدہ عقل و رائے نکو
یہی ہے کہ تو صلح جو اُنسے ہو

مری طرح شاہی سے اب درگذر
نہ کچھ دل مین کچھ خواہش تاج و زر

کہ تا جان پہ تیرے نہ پہونچے گزند
تو اسمین رہے زیر چرخ بلند

نہ آرام جان اُنسے رہتا ہوا
فقط آرزوش شمع کا سر ہوا

سنی گوش جان سے فریدون کی پند
لگا کہنے یون ایرج ارجمند

کہ وہ تمہارا ہے شاہ فرخندہ بخت
نہین کچھ مجھے الفت تاج و تخت

جو دنیا و دولت نہین پایدار
تو غم کھا رہا ہے کیون مردم ہوشیار

یہ کہہ آگے پھر اور نیک ہی
لیے تاج شاہی اگر جنگ ہے

تو گذرا مین اس تاج و اورنگ سے
بہم صلح بہتر ہے اب جنگ سے

حضور اُنکے میا اُن مین اب کیا
تو دو اس کو دل مین وطن تا راہ

کہ مین خرد ہون اور وہ ہین بزرگ
بجاہ و حشم بھی ہین مجھسے سترگ

کرون عرض یون ہو کہین فرمان پذیر
مبارک تمہین ہو وہ تاج و سریر

مجھے دہر مین کچھ نہین حسب جاہ
نہین کچھ تمنا سے تاج و کلاہ

مرے ساتھ کسواسطے خشم و کین
کہ ہون بندہ خسرو روم و چین

یقین ہے کہ پھر مجھسے الفت کرین
بزرگانہ مجھ پر وہ شفقت کرین

فریدون نے ایرج سے پھر یون کہا
کہا اے پسر صد آفرین مرحبا

برادر ہین تیرے سر خشم و کین
تو ہے صلح جو اور محبت گزین

بہت خوب جانا ہے تیرا ادب
کہ مدتون دیکھا ہین ایسا پسر

مجھے لے مین بھی اک نامہ انکو لکھون
رہین اسمین وہ دل اپنا کرین

کہ سب پڑھکے اونکا دل لیتے رہو
سر مہر آیا سے پھر شہ وقت

مجھے پھر بخوبی وہ رخصت کرین
محبت کرین اور الفت کرین

ترا مجکو دیدار حاصل ہو پھر
قرین مسرت ہوا دل ہے پسر

یہ کہکر فریدون نے نامہ لکھا
رقم اسمین یعنی یہ مضمون کیا

کہ تم ہو بزرگ ایکو انان گرد
اور ایرج تمہارا برادر ہے خرد

سر تخت شاہی سے آیا فرود
کلاہ شہی سر سے لایا فرود

کمر اپنی باندھی سپے بندگی
یہ آیا ہے پاس پرستش کی

تمہین بھی ہے لازم کہ شفقت کرو
سر کین سے گذرو محبت کرو

کئی روز وان جبکہ جاوین گذر
تو پھر اُسکو رخصت کرو تم ادھر

سر نامہ جب شاہ نے مہر کی
تو ایرج نے تو سا نکی پھر راہ لی

لیے اسقدر ساتھ ہر نا دیر
کہ تجھے واسطے راہ کے ناگزیر

داستان رفتن ایرج نزد سلم و تور بے فوج بہ اعتذار انکسار مع نامۂ پدر خود و قتل نمودن آنہا ایرج را از رہ کین و سرش را نزد فریدون فرستادن و ماتم نمودن فریدون

شہ روم و توران و چین سلم و تور
کہ تھا جنکو جاہ و حشم پر غرور

وہ کہتے تھے ایران کی ہو خدام
وہ طیار کرکے تھے اسباب رزم

وہ توران میں آکر فراہم ہوے
فریدون نے نامہ بھی ہوکر لکھا
کہ آزادہ ایرج تھا ہر قید سے خود
کہ ہو بیٹھا کشتہ وہ نامدار
کہا تو نے کام اچھا یہ ہوا
ہوا قتل ایرج کا اب ناگہان یہ
گیا وہ تیرے دن جو آئے حضور
ہمارا ادب کچھ نہ رکھا نگاہ
یہ باتیں جو سنتی اُسنے کہیں
مجھے چاہیے اب نہ تاج و کلاہ
یہ کرتا تھا تقریر اور گفتار نرم
سر کو بھی نذر وہ بیٹھا جو تھا
پھر اُسکے رکھا دست برپا نہ دیکھا
بکر قتل مجھکو خدا سے تو ڈر
زر کہ ہاے خون برابر رسوا
کیا تجھ ایرج نے ہر چند پیر سا
سر نامور تن سے کرکے جدا
تو دیکھ اسکے اب سر پہ تاج بھی
گرا تنے میں نالہ کنان مرد مان
فریدون اُسے دیکھ گریان ہوا
وہیں توڑ ڈالے وہ کوس علم
اُکھاڑے سے نہالان گلشن تمام
ہوا کشتہ یوں ایرج نازنین
کہ ہو تخم ایرج سے اسے نامور

از خون ایرج وہ باہم چھٹے
پہ سنکر وہ دونون سلم تیغ سے
شہر ومند و خوش منظر و خوب رو
سپہ تھا نہ جانبر نہ زنہار
کہ ایرج سے دل پست لشکر ہوا
کہ ہم ہیں نہ تاج و سریر
تو بولا یہ ایرج سے کمبخت تور
ہوا ملک ایران کا تو بادشاہ
تو ایرج لیے پاسخ و پاکیزہ ہین
نہ تیغ و نہ کشور نہ فوج و سپاہ
سے لسپہ ہوتا تھا تو ہمدگر
وہان سے وہ پکیا نگی بس کی تھا
کہ لاد برادر بس آیا پسند
دے ہاتھ سے پاس قیم یار
مری جان پہ رستم کرنہ ہو
تہ آیا سر جسم بیداد گر
حضور فریدون روانہ کیا
بٹھا اسکو بالاے تخت شہی
لیے اُسکا تابوت پہونچو وہان
وہ پہونچو سر خاک غلطان ہوا
فغان اور زاری تھا وان بیدم
جلا کے گل و سرو سوسن تمام
کہ سر کو کہیں اور تن ہی کہیں
ہی رزم گیر چپ شا باندھی کمر

پھر انکو پہونچی یہ سنے میں ان
خوشی سے جہان انکی تھی بارگاہ
مگر اب جو برپا ہوا یہ فساد
سپہ فوج پھر سلم نے کی نگاہ
یہیں مقصد تھا ملک ایران کا
پھری آہ اس بات سے تور کے
کہا اسے لیے ڈبیر ہمسر کہتر تو
شبیہ وزیران ہم کو بھیجیے
کہا اے بادشاہ جہانگیر گرد
یہیں بھیجا لازم ہے آشنا غبار
نہ گفتار ایرج کی بھائی آور
وہ پھر سی زرادہ پر خشم و کین
بہت کرکے جب زاری تو ایکبار
یقین جان یہ تو کہ انجام کار
نہیں کچھ مجھے خواہش سر و زر
وہیں کھینچکر خنجر آب گون
لکھا یوں کہ تو نے جیسے کہ پیر
فریدون پہ بھیجے تھا وہ ظالم
وہ تابوت کھولا تو آیا نظر
گیا ہوش آیا فریدونکو جب
بنایا تھا ایرج نے اک گلستان
یہ کہتا تھا گریہ کنان شہریار
ہوا سو ہوا لیکن اے کردگار
کھا ناشکر کردن در دو بیٹا

گرو فوج آتا ہے ایرج یہان
اسے لیکے وان وہ با عز و جاہ
تو آئے پھر اسپات پر پہلو
شہا یا طرف اپنے سیل سپاہ
نئے اب ہر اندیشہ توران کا
رکھا خون رہا اُسکا معتبر ہے
نہ ہرگز سزاوار افسر ہے کہو
ہے تو وہان شاہ با تاج و گنج
بزرگ آپ ہیں ہر طرح میں گنج
کہوں میں بندہ شاہ عالیجناب
نہ الفت بیادر یہ آئی اُسے
اُٹھا سر سے ایرج کے ماری زمین
لگا کہنے ایرج کہ اے نامدار
تجھے رنج پہونچیگا کردگار
کروت رات دن مشغلہ جاگیر
کیا اُسنے ایرج کو بس غرق خون
دیا تاج و زر تھا پہ اُسکا ہو سر
کر آہ سے کہیں ایرج نامدار
وہ پیدا ہوا تھا زمیان میں جو سر
وہ پیدا کہ ہو ویں یہیں پوشیدہ سب
سر اُسکا کیا دفن لیکر وہان
کر افسوس آگے روش سے روزگار
ترے فضل سے ہوں امیدوار
سنو اب منوچہر کی داستان

تولد شدن دختر از بطن ہمشیرہ ایرج و کتخدا شدن او باپشنگ کہ او ہم از نسل فریدون بود و تولد شدن منوچہر و کینہ خواستن او

شبستان میں ایرج کے شاہ جہان
لپٹنے دیا شاہ کو یہ نوید
خدا دے اُسے ایک فرخ پسر
وہ تھی حسن میں ایک ماہِ تمام
جوان ہوا اور [illegible] ایک تھا
ہوئی حاملہ جب وہ رشکِ قمر
بہت شاہ کو شادمانی ہوئی
کہ جب تک فلک پر مہ و مہر ہو
ہوا جب جوان وہ منوچہر تب
کہا یوں نظر کر کے سوئے سپاہ
وہ گنج شاہی کشادہ کیا
منوچہر سے مردان سپاہ
پہونچی خبر سلم اور تور کو
فریدون یہ رکھتا ہے اب عزم جزم
کیا شہرہ یوں کہ گنج و گہر
عوض خون ایرج کے جتنے ہیں ہم
حضور فریدون وہ بھیجا ہے
ہے جاودان عالم افروز تو
زر و لعل اور گوہر شاہوار
وہ پیلان بھیجو اسپ و زر
کیا ہے کو گمراہ شیطان نے آہ
اگرچہ ہیں ہم سے ہوا یا خطا
تمنا یہ ہے اپنی شام و سحر
رکھیں اُسکے تارک پہ ہم زر سے
بلایا منوچہر کو تب وہیں
نظر کر کے تب سینہ گاہ ان
دیا اسکو پیغام کا یہ جواب
مگر تجھ سے اب بیگناہ و خطا
وہ سام نریمان و قارن دلیر

گیا ایکدن تو یہ پوچھا نہاں
کہ ہو حاملہ ایک ماہ آفرید
کرے پرورش لا کے خون پدر
شہر پر تلخ رکھا بہت پھر تمام
اُسے ساتھ اُسکے کیا کتخدا
تو اُس سے تولد ہوا ایک پسر
سر نو اُسے زندگانی ہوئی
آئی جہان میں منوچہر ہے
ہنر پہلوانی کے سکھلا سب
تمہارا منوچہر ہے بادشاہ
سپہ کو زر و سیم و گوہر دیا
گزارش یہ کرتے تھے شام و پگاہ
منوچہر ہے مرد پیکار جو
کہ بھیجے اُسے اس طرف بہر رزم
روان ہیں بھیجے اب ایک پدر
لے کے گوہر و گنج و تاج [illegible]
جو پہونچا تو رکھ کر وہ سر خاک پر
ہمیشہ کہے جشن نوروز تو
سر پر زر و تاج گوہر نگار
حضور جہاندار گذران کر
جو سرزد ہوا ہم سے ایسا گناہ
وہ لے تو خدا بخش ہم خسروا
سو جو اور آوے منوچہر گر
کرین پیشکش اُسکے گنج و گہر
بٹھایا ہے کرسی گوہر میں
ہنستے تیرے بدخواہ تشنہ خون
کہا ہر دو ناپاک ہیں [illegible]
گیا قصد خون منوچہر کا
وہ کارہ کہ ہے جنگجو مثل شیر

کہ ہو کوئی یان ماہرو باردار
یہ سنکر بہت خوش ہوا شہریار
آئے جب کئے نو مہینے وہاں
کیا پرورش ناز و نعمت کے ساتھ
فریدون کی تھا نسل سے وہ جوان
ملکزادہ ایرج کی ہمشکل تھا
وہ لایا بجا شکر پروردگار
ہے اسکا اقبال قائم بلند
سکھائے سب آئین رستم کی
منوچہر کی تم اطاعت کرو
تمامی ہوا لشکر سے شاد [illegible]
کہ غم عدو سوز ہی اب ہے
قوی بازو و پہلوان دلیر
یہ سنکر بہت ملال [illegible]
منوچہر کو بھی طلب کیجیئے یان
عرض باز رو گنج بھیجا وہ
دعا و ثنا کی شہنشاہ کی
وہ تحفے جو لایا تھا پھر سب
وہ دیا سے روبرو فخر [illegible]
کہا سلم اور تور کا یہ پیام
خجالت زدہ ہم ہیں تقصیر سے
ہماری یہ تقصیر ہو معاف
تو ہو تخت شاہی پہ جلوہ کنان
فریدون نے دیکھا جو تحفہ تمام
کہا یوں کہ اسے پور فرخ خصال
پھر آیا وہ شہ سے پیغامبر
ہوئے کر منوچہر پر مہربان
منوچہر رکھ سر پہ خود و کلاہ
وہ گرشاسپ پور [illegible]

تو شاہی ہے تجھ پر کرو آشکار
کہا یوں کہ اب ہوں [illegible]
تو پیدا [illegible]
رکھا ہے [illegible] اُسکو بہت سے
[illegible]
منوچہر نام اُسکا [illegible] رکھا
دعا مانگتا تھا یہ [illegible]
نہ ہو [illegible] چشم بد سے گزند
پھر اسکے رکھا [illegible] تاج بھی
دل و جان سے تم اسکی خدمت کرو
دلیران جنگی و مردان کار
شتابی سے ایرج کا خون [illegible]
حضور اُسکے روباہ ہو [illegible]
پریشان ہے اسکے ہوش و حواس
یہ لکھے کہ اے بادشاہ جہان
کہ شاید فریدون کے [illegible]
کرے جو [illegible] سروری
[illegible] آگے زر و [illegible]
وہ زر [illegible]
کہ [illegible] ہیں [illegible]
ولیکن ہیں ناچار تقدیر سے
کرو کینہ سے اپنے سینے کو صاف
ہم اسکی کرین [illegible] جاودان
سنا اور یوں [illegible] پیام
تجھے ہو سعید اور مبارک خیال
ہوا شاد [illegible] اور اسکی گفتار پہ
[illegible] ایرج [illegible] کہاں
سو جا اور اسکا لیکر سپاہ
[illegible] پہلوانی میں [illegible]

یہ مردان جنگ آور پہلوان
یہان خاک بوسی نہ ہونگی زینہار
کیا غدر جو نابکارون نے اب
گیا اس جہان سے وہ ایرج اگر
دلیر و قوی جو ہے سرور جہان
پیغامبر نے جواب پیام
غرض تیز رو مثل باد صبا
کہا پھر کے بیٹے منوچہر کو
اور اسکے جو لشکر مین ہین پہلوان
وہ دونون جفاکار بیداد گر
یہ بولے تھے چرخ فیروزہ رنگ
یہی مصلحت ہے کہ لیکر سپاہ

منوچہر کے ساتھ ہم جنگ وان
نہین چاہیے گوہر شاہوار
نہین ہے بجا یعنی بیجا ہے سب
تعجب ہوا اور اک نامور
نبرد آزما مثل شیر ژیان
سنا جب تو بیہوش و بیرنگ بس تمام
جہان سلم اور تور تھے دل گیا
جو دیکھا تو ہر مرد پیکار جو
قوی زور ہین مثل پیل دمان
ہوے سنگ پاسخ بہت پرخطر
کہ ہم گر نہ پہلے کرین قصد جنگ
چلین ہم ہین سوے منوچہر شاہ

تجھے زرستے تھے ہم کیا فریب
تو سب پھیر لیجا یہ گنج اے رسول
ستم سا تھا ایرج کے جو کچھ کیا
گر ایرج نہین تو منوچہر ہے
کمر چست باندھی ہے کارزار
ذرا ایک دم بھی نہ ٹھہر اب یہان
وہ پاسخ جو تھا اسکا جیسے زہر مار
جوانمرد و شیر افگن و پیلتن
نبرد آزما ہر جوان مرد ہے
پھر آراستہ ایک کی انجمن
مبادا منوچہر ہووے دلیر
کرین پہلے کیا یہ نہین ہم اس جنگ

...کا ہی ہے سب تمھارا فریب
کہ ہرگز ہمین کچھ نہین ہے قبول
سوا اسکا ... ذات دیگا خد...
نبرد زندہ مثل سہ و مہر ہے
بچھڑا ہے سے وہ ایرج کا خون
سپاہی ہین سنگ تھا در پردہ
کیا سلم اور تور سے آشکار
پیل نوجوان گرد شمشیر زن
طلبگار پیکار ہونا ورد ہے
جو کینہ خواہی ہو سے راے زن
شتابی ادھر آئے مانند شیر
نہین ٹھہرا سپاہ مین کچھ درنگ

جنگ منوچہر با سلم و تور و فتح یافتن منوچہر و نشستن بر تخت و وفات فریدون



کیا سلم اور تور نے جب یہ عزم
سواران نر دھی و ترکان چین
فریدون کو پہونچی یہ جب دم بدم
صبوری کرو تم نہ باندھو کمر
منوچہر نے یون گذارش کیا
گیا اس طرف شاہ نے پہلوان
لیے سپر لشکر رو تیغ و سنان
صف جنگ آراستہ جب ہوئی
سو راستہ گرد دلاور قباد
بجائے تعین تھی قائم سپاہ
گیا بڑھکے آگے دلاور قباد
کہا اسے بے پدر خبر دکہ تو سن تجھے
دیا تور کو اسنے پھر یہ جواب
تمہاری وہ محفل مین لایا پناہ
یہ سنکر نہ پاسخ کچھ اسنے دیا
سنا تھا جو کچھ تور سے سب کہا
کرون قتل مین سلم اور تور کو
رکھیں جنگ کو آج موقوف ہم
ہوا نیمروز دست مین وقت شب
سواران جنگی و مردان کار
ہوا گرم بازار کین و ستیز
تن و جان کا کچھ نہین تھا دریغ
ولیکن تھا یہ لطف اک کہ
لگے کہنے باہم وہ دونون لئیم
منوچہر پر آج شبخون کرین
شبخون کا رکھتے ہین عزم جزم
غرض لے چلے پھر ادھر اوسکو کمر سپاہ
گئی نصف سے رات جبکہ گذر
بعلم شب شبخون وہ آیا جدھر

ادھر چلکر منوچہر سے کہے نرم
نبرد آزمایان کو ہران زمین
کہ شاور سے اپنا لشکر لیا ادھر
سر تا آوین اب اور بھی بیشتر
کہ اب آ جہاندار کشور کشا
منوچہر کو با سپاہ گران
نہ پہونچا اسے سر نے فرا نکتا ان
رہ صلح مسدود دیکھی سبب ہو گئی
سپہ چینیدہ گشتاسپ فرخ نہاد
منوچہر تھا رونق قلب گاہ
وہین دونون آگئے وان مثل باد
بھلا کام کیا گرز و شمشیر سے
کہ پہونچا کون پیغام تیر اشتاب
کیا غرق خون تمنے ایرج کو آہ
خجل ہوکے میدان سے پھر گیا
منوچہر سنکے یہ باتین ہنسا
کرون غرق خون ہر دو مقصود کو
کرین حشر برپا یہان صبح دم
بسر کی وہ شب با نشاط و طرب
بڑھے آگے صف زن کین و پیکار
ہوئی ایک برپا وہان رستخیز
وہان کام سکو تھا یا گرز و تیغ
منوچہر کی غالب آئی سپاہ
کہ غالب رہی آج فوج غنیم
تبہ اسکو ہم زیر گردون کرین
کیا چاہتے ہین وہ غفلت مین رزم
کمینگاہ مین آپ بیٹھا وہ شاہ
جہان تیرہ جیسے ہو گیا سربسر
خبر دار پائی سپہ سربسر

فراہم کیا لشکر بے شمار
روان سوئے اقلیم ایران ہوئے
بلا نامدار و ان سے تب یون کہا
خبر پھر یہ پہونچی کہ اب سلم و تور
نہین مجھکو زنہار تاب درنگ
زرہ پوش مردان شمشیر زن
یہان فوج کا جیسے کیا شمار
وہ آگے ہوا کاویانی درفش
وہ سام و نریمان وہ قارن دلیر
اور دو ہمر تھے رہ دو گرد گردنکشان
قباد دلاور سے کہنے لگا
ہوئی فرصت ایرج تیری نژاد
کیا تور اور سلم نے پھر یہ کام
یقین جانیو تم کہ زیر فلک
وہین رزمگہ سے پھر آیا قباد
یہ کہنے لگا پھر کہ ہنگام جنگ
جواب پھر گیا تور میدان سے
پھر ارزگہ سے منوچہر شاہ
سحر جب ہوئی تب منوچہر شاہ
وہ دونون ستمگار بھی لے سپاہ
ہوا اون کا سر اور گرز گران
ہوئے کشتہ جنگ آوران بیشمار
ہوئے تور اور سلم پس رزمگاہ
سپاہ اکہ غالب ہو کل اور بھی
منوچہر کو بھی یہ پہونچی خبر
وہین کر گئے قارن نکتہ شناس و طلب
سواران جنگ آزما تھی ہمراہ
ہوا اندھیرا ہوا اور نحوست شعار
نہ چارہ چارہ رہا کہ پھر جا سکے

یلان نامور مند جنگی سوار
لیے کینہ خواہی شتابان ہوئے
کہا سے شیر مردان جنگ آزما
قریب آگئے بس نہین کچھ بھی دور
اجازت مجھے دیجیے بہر جنگ
جوانان جنگ آور و صف شکن
سواران جنگی تھے شش صد ہزار
کہ تھا ایک تعلم سرخ و زرد و بنفش
گئے تھے کینہ خواہی مین مانند شیر
سپہ رزم لائے سپاہ گران
منوچہر سے جاکے کہہ تو ذرا
تو زنہار اس بات سے ہو شاد
کہ دونونکو نفرین کرین خلق عالم
رہی تجہہ لعنت قیامت تلک
حضور منوچہر فرخ نہاد
عیان ہو نژاد و گہر بیدرنگ
امان اسنے پائی ذرا جان سے
گیا پس وہین سوئے آرامگاہ
دلیرانہ آیا سوئے رزمگاہ
بڑھے آگے میدان مین کینہ خواہ
دلیر نیکا پہلو و نوک سنان
زمین خون سے ہوگئی لالہ زار
کہ آیا نظر اونکو اپنا گزند
سو اسکے سوا مصلحت نہ ہوئی
کہ وہ بدنہادان بیداد گر
کہا ہو خبر دار لشکر سے اب
لیے ساتھ اپنے بیپہ کارزار
سواران جنگی لیے سوئے ادہر
طرف اپنے لشکر کے اب آگئے

ولیکن نہ زنہار پایا گذار
ہوا گرم ہنگامۂ کارزار

ہوئی وقت شب تیغ رانی وہان
ہوا غرق خون پھر ہزارون جوان

یہ پہونچی خبر جب منوچہر کو
کمینگاہ سے تب شہ نامجو

شتابی سے پہونچا سوئے رزمگاہ
سپہ قتل کی کر بہت کینہ خواہ

جہان تور پر کشتہ تھا رزم ساز
دلیرانہ پہونچا سر نیزہ باز

ہوا اک تیر مارا بس پشت تور
تو قالب سے اسکے ہوئی جان دور

اٹھایا وہین اسکو بس پیچ سے
لگا تازیانہ پہ سر کین سے

جدا تیغ سے کر کے سر تور کا
حضور فریدون روانہ کیا

ہوا شاہ جب تور پہ فتحیاب
سو سلم آیا ادھر کامیاب

نپائی وہ لے سلم نے تاب جنگ
گریزان وہانسے ہوا بے درنگ

گیا بھاگ کر درمیان حصار
ہوا جا کے محصور وہ نابکار

منوچہر بھی سوے حصن متین
گیا لیکے فوج اور گھیرا وہین

نگہبان ڈر کا وہ اک گرد تھا
دلیر و جوانمرد و جنگ آزما

سوئے رزم و پرخاش مائل ہوا
منوچہر کے وہ مقابل ہوا

پھر اک تیر مارا بہت زور سے
کھڑے پر منوچہر کے آن کے

منوچہر نے کھینچکر وہین تیغ
لگائی سر خصم پر جب وہ تیغ

ولیکن نہ زنہار کاری پڑی
ہوا شہ غضبناک پھر اسگھڑی

کمربند اسکا پکڑ کین سے
سر اسکا ٹپکا اسے زین سے

تن اسکا کیا تیغ سے چاک چاک
سپہدار کا کو ہوا یون ہلاک

لگا کہنے پھر شاہ فیروز جنگ
کرو قلعہ کو گھیر کر خوب تنگ

ہوئی خیمہ زن فوج گرد حصار
تھا قلعے مین چھپا کا گذار

رہا سلم مدت تلک قلعہ بند
ہوا تنگ زیر سپہر بلند

منوچہر نے اسکو بھیجا پیام
کہ بس تیری ترکی ہوئی اب تمام

ملا دونگا تجھکو تو خون و خاک
نبا مردی آخر تو ہوگا ہلاک

اگر شیر دل ہو تو اے پہلوان
تو بہتر ہے جان کر اپنی جل سکان

مقابل مرے آکے اب ہو شتاب
خدا جسکو چاہے کرے فتحیاب

یہ سنکر اسے غیرت آئی وہین
وہ غیرت سے سر رزم لائی وہان

نکل قلعہ سے سلم جنگی سوار
دلیرانہ آیا پئے کارزار

منوچہر شاہ ولایت ستان
مقابل ہوا لیکے تیغ و سنان

کیا زخم شمشیر اسیر رہا
کہ تن سے ہوا سلم کا سر جدا

شہ روم و تور ہوا کشتہ جب
ہوا لشکر انکا پراگندہ سب

سپہدار نامور کا تھا اک وزیر
وہ آیا حضور شہ بے نظیر

کیا عزم مت کھینچی تیغ کین
شہنشہ نے پھر شاہ روئے زمین

سر رحم آیا وہین شہریار
کیا اسنے پیمان و عہد استوار

وزیر خرد مند رخصت ہوا
کہ مشمول الطاف و عنایت ہوا

غرض سلم اور تور کی فوج کو
وہ لایا حضور شہ نامجو

شہنشہ نے سب پر لطف و خوشی
عنایات شاہانہ معروف کی

جو تھا منصب اسکا وہ قائم کیا
زیادہ کیا بلکہ کچھ مرتبا

ظفر جب ہوئی شاہ کی ہمعنان
ہوا پت عنان تا بشاہ جہان

جو نزدیک پہونچا وہ کشور کشا
فریدون پیادہ گیا پیشوا

پیادہ ہوا ان منوچہر بھی
کیا پھر قدم بوس با صد خوشی

جب آیا وہ ایوان شاہی مین تب
فریدون نے با صد نشاط و طرب

بٹھایا منوچہر کو تخت پر
رکھا اسکے تارک پہ پھر تاج زر

کہا پھر یہ سام و نریمان سے
کہا اسنے نبیرے کو حق نے تجھے

جہان سے ہوئی جب رفتنی آج کل
کہ آتا ہی ہر دم پیام اجل

بہت پند کی پھر منوچہر کو
دعا دی کہ قائم جہان مین تو ہو

پھر آخر فریدون جہان سے گیا
وہ سرو سہی گلستان سے گیا

فریدون جہاندار اب ہے کہان
بھلے نام نیکی رہے جاودان

ہوا پھر بفضل خدائے کریم
منوچہر بھی بادشاہ عظیم

لبان فریدون کیا عدل و داد
رکھا الطاف و احسان سے سبکو شاد

کیا سام کو اپنا مختار کام
کہ تھا کاروان وہ دل نامدار

سپاہ امیران و فرزانگان
ہوئے سب ثنا خوان شاہ جہان

یہ کہتے تھے ہر شام و ہر بامداد
کہ ہم اسے جہاندار فرخ نہاد

ترے جان و دل سے ہیں خدمتگذار
کرین چاکری تیری لیل و نہار

جہان میں تو فرمانروا ہو سدا
یہی آرزو ہے یہی سبکی دعا

لکھوں زال و رستم کی میں داستان
اسکا پیچھے سر بھی ہو جوان

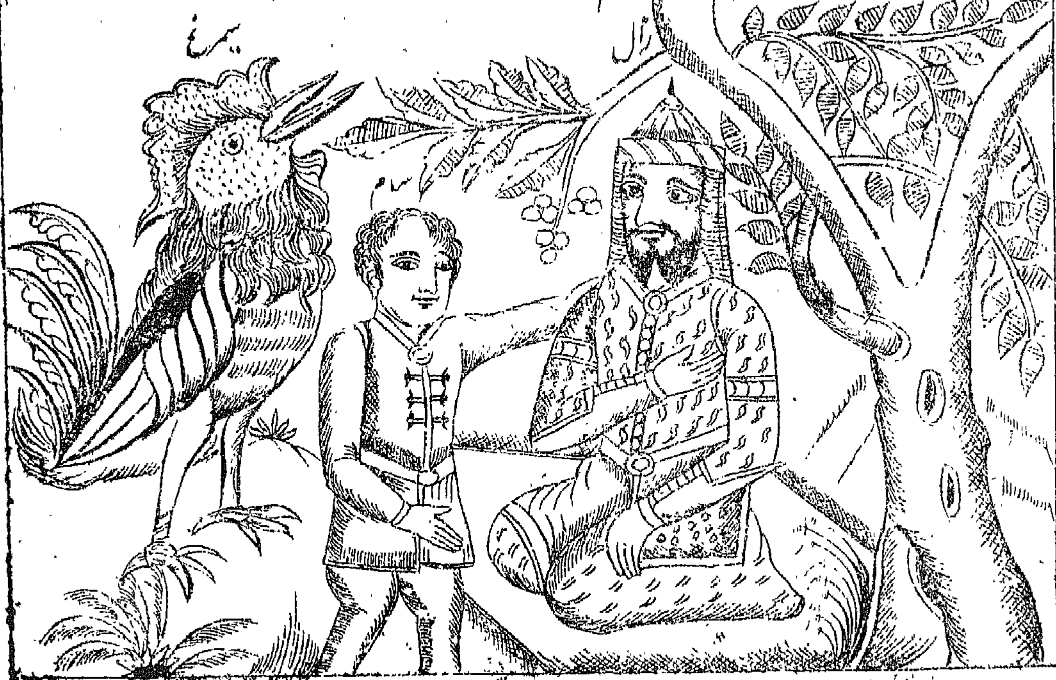
داستان تولد شدن پسر بخانہ سام نریمان و پرورش شدن سیمرغ و نام نہادن زال و بازآمدن در سیستان

شبستان مین سام کے اک پسر
یہ سکنے لگی تجھکو کیا سے نامور
وہین سام نے آکے دیکھا اُسے
یہ سکتے تھے وان مرد مان خاص و عام
یہ سنکر ہوا سام یل سخت غمگین
مکان وان جو تھا ایک سیمرغ کا
ہوا مہربان رحم آیا اوسے
تو سیمرغ کو صرف الفت ہوئی
کوئی کاروان اتفاقاً ادھر
بیابان شام کو خواب آیا نظر
ہوا جبکہ بیدار وہ پہلوان
خوشی سے پھرا اسکی خبر کے لیے
کہا ایک نے یہ کہ اے پر شعور
سپید اُسکے مو ہین اگر سر بسر
نظر مین ترے گو ہے فرزند خوار
ہوا صبحدم سام گھر سے روان
الٰہی مرے حال پہ رحم کر
نظر کی جو سیمرغ نے ناگہان

تولد ہوا گل برنج و سپہر
خدا نے دیا بچہ اک طرفہ تر
ہوا خوف و اندیشہ پیدا اوسے
کہ یہ طفل ہرگز نہین پور سام
اُٹھا لیگیا زال کو بیم بین
یکایک وہ سیمرغ آ ادھر کو گیا
اوٹھا آشیانے مین لایا اُسے
کہ بچونکو بھی اک محبت ہوئی
جو گذرا تو شادان ہوا دیکھکر
یہ کہتا ہے کوئی کہ اے نامور
تو پھر دلمین اپنے ہلو شادمان
روان سوے البرز ہر دم گیے
کیا تھنے خوف خدا دل سے دور
تو کیا عیب ہے اک نظر اسپہ کر
سفر ہے کہ وہ پیش پروردگار
سو کوہ البرز آیا دوان
کہ پھر پاؤن سے جلد اپنا پسر
تو دیکھا کہ ہے سام گریہ کنان

سفیدی اُسکے اندام پر مو تمام
کہ ہے منہ چمکتا سحر قد لالہ رو
رکھا اُسکا ماں باپ نے زال
پری زاد یا دیو ہے یا پلنگ
سو کوہ البرز ڈالا ادھر سے
جو دیکھا تو اک کودک شیرخوار
طرح اپنے بچونکے باصد خوشی
وہ رہتے تھے باہم شب و روز شاد
وہ سیمرغ سے زال کو لیگیا
ترا پور زندہ ہے اور شاد ہے
ہوئی تازہ تر الفت مہر پور
پھر اک خواب دیکھا بروز دگر
دیکھا دور آنکھون نے فرزند کو
کہ تیرا ابھی ابیض سر ریش ہے
خوش و شاد ہوا دیکھکر یہ خواب
خدا سے وہان آنے کی التجا
پذیرا ہوئی اُسکی یکسر دعا
وہ سیمرغ آیا وہین پیش سام

گئی دایہ یہ دیکھکر پیش سام
مُیے شکل غار اُسکے یکسر ہو
تعجب تھا صورت پہ اُسکی کمال
خلقت ہے انسانکی بے بہا و رنگ
شبستان سے اپنی نکالا ادھر سے
پڑا ہے سر خاک وہ تنہا نزار
لگا پرورش کرنے وہ زال کی
ہوا نوجوان پھر وہ فرخ نہاد
محبت سے ساتھ اپنے اسکو رکھا
جہان مین بچی وہ آباد ہے
کہ ہے پور دلبند آنکھونکا نور
نظر آئے وہ مرد فرخ سیر
لیا خوار یون پور دلبند کو
تو ناحق پسر کا یہ اندیشہ ہے
یہ دل مین ہے کچھ صبوری نہ تاب
بہت زاری و گریہ کرکے کہا
ہوا حال پر اُسکے لطف خدا
سنا قصہ خواب اُسنے تمام



یہ سیمرغ نے سن کے سام سے پھر کہا
کیا زال کو کاروان سے طلب
کہا یوں کہ لیجے یہ اپنا پسر
ملے اپنے سیمرغ نے چند پر
شتابی سے پہونچونگی میں وان آنکر
مجھے یاد رکھنا تو لیل و نہار
غرض یہ کہ بس پرورندہ ہے تو
لگا کہنے پھر سام فرخ سیر
کرون تیری تعلیم صبح و مسا
یہ فرمان سے ارشاد شہ نے کیا
منوچہر پھر زال کو [illegible]
طلب کر کے انجم شناسون کو [illegible]
سو گردش انجم و آسمان
دلیر و شجاع و قوی پہلوان
کرم سے عنایت کیا زال کو
اُسے حاکم شہر زابل کیا
پھر زابل میں پہونچا یل نامور
کیا سام نے ہر طرف سے طلب
کہ ہو تربیت زال کو روز و شب
جو اک فن میں تم اسکو کامل کرو
نصیحت [illegible] نے پھر زال کو
[illegible] سام نیمروز [illegible]
ریاست [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

کہ دایہ ہو میں تیرے فرزند کا
عطا کیا اُسے با صد طرب
یہ ہے لائق تاج و اورنگ زر
کہا زال سے یون کہ اے نامور
تری مشکل آسان کرون سر بسر
فراموش مت کیجیو زینہار
ترا اگرچہ عالم سے ہے نام نکو
کہ شرمندہ ہون تجھسے میں اپنے [illegible]
تلافی بھی ہے تا کہ ہو [illegible]
کر سکے اُٹھیں جا کے تو [illegible]
گیا سن کے سام یل تاجور
کیا حکم پھر یون کہ اے نجروان
نظر کر کے بولے یہ دانشوران
یہ ہوگا سرافراز گردنکشان
جہان میں تھا خسرو یاران کو
سپہدار اقلیم کابل کیا
تو پھر [illegible] تسلیم کر کے [illegible]
ہو سن کے جب فراہم وہ سب
ہنر پہلوانی کے سکھلاؤ سب
ہنرمند و ہشیار قابل کرو
کرا سے یہ پوردانا و فرخندہ خو
سو کشور [illegible] گساران کے سب
بہت خلق نے پائی آسودگی
تھی اُسکی اک دختر مہ لقا
[illegible] دلاله [illegible]
کیا زال سے وخت کو کتخدا
کہ [illegible] کلان تھا درون شکم
کیا زال نے ماجرا سب بیان
[illegible] بردہ مالت پیل اور دیو بھی

بہت عاجزی سام اُس سے کی
پھر اوان سیمرغ کے زال کو
ہوا پھر یل سام خرم وہین
جو مشکل کوئی پیش آئے تجھے
پھر ہی ہر گھڑی دل میں الفت تری
یہ سنکر کیا زال نے یون بیان
رہا زندہ [illegible] سے پھر زال و سام
خدا سے کیا عہد اب استوار
لگے جبکہ پھر شہر کے متصل
وہ شہزادہ تب لیگیا اُن کو
کیا حاصل اُسنے زمین بوس شاہ
ذرا طالع زال دیکھو تو اب
کہ ہے طالع زال شاہا بلند
شہنشاہ اسپان تازی و زر
کیا سام پر لطف پھر شہریار
حضور جہاندار سے سام زال
شہر [illegible] جہاندیدہ کو
یہ کہنے لگا وہ یل نامور
تجھ کو اسے داب شاہی تمام
لیا فرمان شاہ جہان بہر رزم
تجھے بیٹے سونپا یہ زابلستان
ہوا حکمران ملک زابل کا زال
ہوئی پھر اُسے آرزوئے عروس
رہ ضحاک کی نسل سے تھا مگر
ہوا زال تب وہ معیش و خوشی
غرض حاملہ رشک گلشن ہوئی
ہوا زال کو پھر بہت اضطراب
دلیلا کرائے سرو را انجمن
شہر [illegible] گئے پہلو سے نزدیک [illegible]

گیا پاس وہ کاروان کے تبھی
لے آیا حضور یل تاجور
لگا کرنے سیمرغ کو آفرین
تو پر تو جلایا دیکھو سے مجھے
زیادہ ہے مجھکو محبت تری
ترا بندہ ہون آشیانہ طائران
بہت دل میں اپنے تھے وہ شادکام
کہ تجھکو رکھوں میں یاد [illegible]
ہوا خوش منوچہر کا شکیل دل
گئے شہر میں وے بصد کر و فر
شہنشہ نے بخشا عہد و کلاہ
حقیقت گزارش کی ملک سپاہ
جہان میں یہ ہوگا [illegible]
سلاح و زر و خلعت پر گہر
زیادہ کیا اور بھی اقتدار
رخصت ہو کے شادان کمال
فراست شناسان سنجیدہ کو
کرا سے اوستادان صاحب ہنر
کرو تربیت اسکو ہر صبح و شام
سو گر گساران [illegible]
[illegible] خوب کرنا بیان
رکھا خلق کو شاد و خرم کمال
ہوئی میل خاطر سوئے عروس
خردمند و دانشور و نامور
طلبگار دختر کا مہراب کی
گرفتار غم وقت زادن ہوئی
جلایا وہ سیمرغ کا پر شتاب
شکم میں ہے اک بچہ پیلتن
شکم کھول [illegible] گا پر شتاب [illegible]

یہ سنکر دیا زال نے یہ جواب
بیابان کی لی اوسنے پھر وہین راہ
پھر اوس جا سے کر پہلو اوسکا چاک
غرض زال نے پھر بلا کر شتاب
وہ پیدا ہوا بچہ پیلتن
سباو اکر دو دایہ ناگہ سیراب
وہ کودک تھا حقیقت مین شکل سام
سو پیکر رستم شیر خوار
تھا وقت بہت زال نی بیدار زار
یہ سنکر وہ سرور شاد
وہ رستم کہ تھا کودکے دلپذیر
طعام اوسکو آنی لگا دو سپند
سہ سالہ ہوا جبکہ وہ شیر خوار
کہ اس طرح کودک یہی زورمند
سو گرگساران و مازندران
یکایک دل سام آیا ادھر

کہ تدبیر فرمائیے کچھ شتاب
دیا اوسنے وہ سیمرغ لایا گیاہ
کہ بچہ نکل آئے بیخوف و باک
کیا مست دایہ کو بس شتاب
جسے دیکھ حیران رہے مرد و زن
کیا مطمئن زال نے اوسکو تب
رکھا رستم اختر شناسون نے نام
نگہ کرکے بولا وہ سام سوار
خوشی سے گیے سوے کابل روان
برنگ گل تازہ خندان ہوا
اوسے ہفت دایہ کا ملتا تھا شیر
تو پھر پانچ آنے لگیں گوسفند
بخوبی ہوا اسپ پر وہ سوار
نہ دیکھا کہین زیر چرخ بلند
بفرمان فرمانرواے جہان
کہ دیکھے رخ رستم نامور

وہ تدبیر جس سے ہو خوش دل و جان
کہا زال سے پھر کہ اے نیک دختر
لگا اوسکے پھر زخم پر یہ گیاہ
کیا چاک پہلوی زن اسطرح
سہن ایک و دایہ کی نام شین
لگائی جراحت پہ پھر وہ گیاہ
شبیہ پسر زال نے دیکھکر
بعینہ مری شکل ہے یہ پسر
یہ پہونچی خبر جب کہ مہراب کو
بجا لاکے شکر خداے کریم
کبھی تھی باقی جو کچھ اسکا تھا
وہ کھاجاتے تھا گوشت اونکا
لیا ہاتھ مین اپنے گرز پدر
یہ کہتے تھے رستم بفضل خدا
سر رزم تھا سام جنگی شعار
محبت نے کھینچا تو وہ پہلوان

رہے جان کی خیر اے مہربان
پلایا وہ زن کو تو بیہوش کر
کہ ہو تندرستی بفضل اله
بتایا تھا سیمرغ نے جس طرح
روان اشک کرنے لگے پھر وہان
ہوئی تندرست اوس سے وہ رشک ماہ
شتابی سے بھیجی حضور پدر
بنا ہے جو کہیے اسے شیر نر
کہ پیدا ہوا رستم نام جو
لگا دینے ہر اک کو دینار و سیم
تو شیر اوسکو دیتے تھے بز و گاو
تعجب مین تھے مرد خاص و عام
رہے لوگ حیران اوسے دیکھکر
تنومند تر سام سے ہوویگا
لڑائی تھی دیوون سے لیل و نہار
روانہ ہوا سوے زابلستان



روان ہو کے کابل سے محراب بھی
قریب آکے پہنچا وہان سام جب
اور اک سر پہ رستم کے تھا تاج زر
فرود آکے گھوڑے سے محراب و زال
کہا ہی یہ تکلیف مت کھینچ تو
ہوا سام پھر تخت پر جلوہ گر
بصد لطف سام یل پیلتن
کہا ای پہلوان جہان شاد رہ
نہین چاہتا خواب آرام کچھ
خدنگ سنان گرز و شمشیر لون
کیا اک تب جشن طرب
نہین زال اور سام سے کچھ خطر
وہان پھر کرے کون لشکر کشی
وہ اس بادہ گوئی سے تھا شاد کام
ادھر تھا لیا قصد پھر سام نے
یہ کہکر ادھر سام فرخ سیر
منوچہر شاہ جہانگیر کا
لگا اوسکے چھٹنے وہ کرنا فغان
بہت خلق کو اوس سے پہنچا گزند
لیا اوسکے قصد مین گرز سام دلیر
شب تیرہ سے اور ہاتھی چھٹا
کری الفور بیچارہ وربان ہلاک
گیا سو ہی پیل درندہ دلیر
کیا کام آخر جب اوس فیل کا
سپاس خداوند جان آفرین
کہا دل مین اپنے نہین کچھ عجب
کسی طرف ہی اک کوہ سپند
کہین ایک سنگ گران قلعہ سی
یہ رستم سے قصہ بیان کر سب

سو زابل آیا بلطف و خوشی
گئے پیشوا زال و محراب تب
ہوا سام خوش دور سے دیکھکر
یہ چاہے تھا پھر رستم خرد سال
تفاخر ترا ہے مری آرزو
سو پاس بیٹھا وہ زال انکے
ہوا ساتھ رستم کے گرم سخن
جہان جب تلک ہی تو آباد رہ
نہ عیش و طرب سے رکھون کام کچھ
تن بدسگالان کرون غرق خون
ہو نہ بادہ کش بزم عشرت مین تو
نہ شاہ جہانگیر کا بحر و بر
رہے پھر کسے طاقت سرکشی
تبسم کنان ہو گیا پھر زال و سام
تو رخصت ادھر چاہی آرام نے
روانہ ہوا پھر سوی باختر
وہان مست پیل سفید اک تھا
کیا مرزبان نے یہ اوس دم شتاب
دوان ہر طرف ہی وہ پیل بلند
چلا سو سے بازار مانند شیر
تو ایوان سے اوس وقت باہر نکلا
گریزندہ پھر وان سے ہر اک ہوا
ہوا جا کے نعرہ زنان مثل شیر
تو پھر پلٹ سوی ایوان گیا
وہ لایا بجا اور خوشی کی وہان
جو خون نریمان نے پیا اب
اور اوس کوہ پہ تھا حصار بلند
نریمان کے سر پر گرا آکے
کہا زال نے یون کہ اے نوجوان

وہ پہنچا و لے سام سے پیشتر
بہت خوب تھا اک پیل بلند
گئے جبکہ وہ سامنے سام کے
اوتر پیل سے وہ پیادہ شتاب
یہ کہکے دعا دی کہ پروردگار
طرف چپ کے محراب فرخندہ خو
ثناخوان وہ رستم ہوا سام کا
دعا دیکے پھر یون گزارش کیا
مجھے چاہیے اسپ اور زرہ و خود
یہ گفتار سن سام شادان ہوا
ہوا اللہ ہی کا جس دم ظہور
جہان مین ہوا رستم پہلوان
کرون تازہ آئین ضحاک اب
یہ آئی خبر سام کو بعد از ان
کہا رستم و زال کو پھر وہان
گئے زال و رستم سوی سیستان
اوٹھا ناگہان رات کو ایک شور
کہ پیل سفید اب شتر نا سور
پھری اس خبر سے جو رستم کو ہوش
ٹلے چاہتی یون کیا در کو بند
منا اور اک شست
غرض توڑکر وہ مین قفل بند
جو مارا بزور اک گرز گران
یہ سنکر خبر زال حیران ہوا
طلب رستم نامور کو کیا
نریمان کا جس طرح ہی ماجرا
بحکم فریدون فرخندہ خو
پراگندہ وہ وہین ہوا لشکر پیل
شتابندہ ہو سوی کوہ سپند

ہوا شاد رستم کو وہ دیکھکر
سوار اوس پہ تھا رستم ارجمند
تو پھر وہ وہین تعظیم کے واسطے
یہ بولا وہین سام عالیجناب
رکھے تجکو دائم سپاہ و وقار
وہ رستم بھی بیٹھا وہان بہرہ ور
تہنیت بلبے دی اوسکو تھا
کہ ہون بندہ کمترین سام کا
نہین ہی طلبگار ساز و ہنر
رخ اوسکا ... اوجالا ہوا
تو بولا وہ محراب
بشمشیر خونریز و گرز گران
ملاؤن عدو کو تہ خاک اب
کہ نیزہ ... دشمنان
کہ مت چھوڑ یا ... داد و دین
کہ تھا وہ حکومت کا ... سکان
یہ سنکر فغان رستم نیک خو
رہا ہو گیا نیند کو توڑکر
کیا پہلوانی کی بس وہین جوش
کہا یون کہ اے ... ارجمند
لگا یا وہین سر پہ دربان کے
شتابان ہوا رستم زورمند
گرا خاک پہ پیش پیل دمان
وہ دل مین سرور و شادان ہوا
سر و دست و بازو پہ بوسہ دیا
بیان اوسکا کرتا ہون سنیے ذرا
نریمان نے گھیرا تھا اوس قلعہ کو
گئی جان قالب سے اوسکے نکل
نریمان کا خون لیکے ہو ارجمند

یہ سنکر وہیں رستم نامدار / روانہ ہوا جانب کوہسار
ہوا سام دلگیر و اندیشہ مند / مبادا کہ رستم کو پہونچے گزند
سپاہ گران لیکے وہ پر شتاب / کمک کو نبیرے کی پہونچا شتاب
سہ سال اور اک ماہ تک وان مقام / رکھا سام نے اور بنا کچھ نہ کام
کیا اوسنے رستم کو رخصت اودھر / اور اوس نے کہا یون کہ ای نامور
تو چارہ گری کرسکے کچھ وہان / یہ سنکر لگا کہنے وہ پہلوان
کئی اونٹ محمل بار نمک / کہ درکار مجھے ہیں زرین بی شک
لیے باندھ بار نمک میں سلاح / کہ یہ بات تھی وان قرین صلاح
کہ آتا ہے اب کاروان نمک / وہ بولا کہ لاؤ اوسے یان تلک
تو سر کوہ سے آئی پیرانہ پیر / ہوا گرد انبوہ اوسکے کثیر
عقب اوسکے سب پہلوان دلیر / خروشندہ مانند غران شیر
مقابل ہوا کوتوال حصار / ہوئی گرم وان اوسنے بس کارزار
ہوا کشتہ آخر جو سردار دژ / گریزان ہوئے سب نگہدار دژ
عجب طرفہ تر وانکی اجناس تھی / کہ دیکھی نہ تھی مردمان نے کبھی
جو دیکھا کہ ہے سنگ خارا کا گھر / اور اوسکی ہے دیوار بھی سر بسر
لگا کہنے یون دیکھکر پہلوان / کہ یہ کار انسان نہیں بیگمان
کیا فتح جب یہ حصن حصین / کہ ہمسر نہیں جسکا چرخ برین
یہ نامہ پڑھا زال نے جب تمام / دل اوسکا ہوا خرم و شادکام
کیا تو نے تسخیر حصن متین / ہزار آفرین صد ہزار آفرین
لگا آگ اب قلعہ کو کر خراب / وہاں سے تو پھر اس طرف آ شتاب
جو پہونچا یہ نامہ تو وہ پہلوان / روانہ ہوا جانب سیستان
ہوا شاد رستم کو وہ دیکھکر / نثار اوسکے سر پر کیا سیم و زر
غرض سام نے جب یہ نامہ پڑھا / تو پھر شوق سے چشم و سر پر رکھا
سنا کارنامہ یہ رستم کا جب / ہوئے اہل ایران وہاں پر طرب

یہ پہونچی خبر سوی مازندران / کہ رستم ہوا جانب دژ روان
وہان جنگ اک اوسکو درپیش تھی / سو یکدست موقوف اوسنے رکھی
جوانان جنگ آور و پیلتن / ہوئے گرد اوس قلعے کے خیمہ زن
پھرا اوسنے ناچار وہ پہلوان / روانہ ہوا سوے مازندران
اکیلا میں کاروان کا لباس / اگر قلعے میں جا تو بے ہراس
کہ کینہ کرون جاکے بیخ حصار / نہ چھوڑیں وہان زندہ اک نابکار
بنائے شتربان تھے پہلوان / ہر اک گرد تھا صورت ساربان
در دژ پہ پہونچا یل نامور / خداوند دژ کو یہ پہونچی خبر
وہیں آ نکلے لیکے مردان / گیا قلعے میں جبکہ وہ کاروان
ہوئی رات جس دم کہ تاریکتر / تو پھر جنگ کو اوسنے باندھی کمر
خبردار ہو قلعہ کی سب سپاہ / ہوئی آ کے رزم آور و کینہ خواہ
بشمشیر و گرز و سنان و خدنگ / رہا صبح تک گرم بازار جنگ
دلیرون نے تاراج دژ کو کیا / بہت مال و اسباب وان سے لیا
گیا پھر وہاں رستم نامدار / سو خانہ حکمران حصار
سوا اوسکے اک گنبد زرنگار / بصد لطف و خوبی سو رشک بہار
لکھا نامہ رستم نے پھر زال کو / کہ اے نامدار یل نامجو
جو ارشاد ہو سو بجا لاؤں میں / رہوں اب یہاں یا وہاں آؤں میں
یہ پاسخ لکھا ای خردمند پور / رہے چشم بد سے سدا تجھسے دور
فقط دل کو اپنے نہ گلشن کیا / روان نریمان کو روشن کیا
کہ دیدار کا ہے ترے اشتیاق / جدائی ہے تیری بہت مجھکو شاق
گیا زال با صد طرب پیشوا / بصد شوق اوسکو بغل میں لیا
سو سام رستم نے نامہ لکھا / رقم مژدۂ فتح و نصرت کیا
اوسے استقدر شادمانی ہوئی / کہ پھر تازہ گویا جوانی ہوئی
ہوا دل یہ ہر اک کا امیدوار / کہ سائے سے دل اندیشہ سب ہو جدا

یہ باقی بھی قصہ سناتا ہوں پھر / سوے منوچہر آتا ہوں پھر

داستان نشستن نوذر بر تخت منوچہر پدر خود و وصیت کردن منوچہر او را

چو گذری بشاہی صد و بیست سال / تو اختر شناسان صاحب کمال
قریب آ گئے اب تری رحلت کے دن / بسر ہو گئے بس خلافت کے دن
لگے کہنے شاہ منوچہر کو / کہ اے شاہ دانشور نامجو
یہ سنکر جہاندار کشور کشا / طلب کرکے نوذر کو کہنے لگا

کہ مین ہون کمربستہ سوی عدم
مبارک تجھی تخت و تاج و علم

توست چھوڑیو رسم و آئین داد
رعیت کو رکھنا تو آباد و شاد

سو حق پرستی تو رہیو مدام
نہ غیر از رہ راستی رکھیو کام

جہان مین ہوئی تازہ اب داوری
ہوئی نام موسی کے پیغمبری

وہ پیدا ہوا سوی خاور زمین
کیا خلق نے اختیار اوسکا دین

وہ ہی مرسل خاص یزدان پاک
کیا اوسنے فرعون کو اب ہلاک

توست ہو جیو اوس سے پرخاش جو
قبول اوسکے اب کیجیو دین کو

تجھے پیش ہی اک مہم عظیم
ترے اہل توران ہین بسیار غنیم

رہ کینہ خواہی سے پور پشنگ
کرے قصد تیری طرف بہر جنگ

تجھے ہاتھ سے اوسکے پہونچے گزند
تو عاجز ہو بس رستخیز بلند

بقصد نبرد از رہ سرکشی
کرے جب بداندیش لشکر کشی

خبر کیجیو سام اور زال کو
کمک چاہیو اوس سے اے نامجو

یل نوجوان یعنی فرزند زال
سہین پہلوان کوئی جسکے مثال

وہ اقبال مندان کا ہو مددگار
کرے یاوری آکے لیل و نہار

منوچہر کرتا تھا جب یہ بیان
ملک اودہ نوذر تھا گریہ کنان

نکہا اون دنون شاہ بیمار تھا
نہ کچھ درد تھا اور نہ آزار تھا

یکایک ہوا خسرو سرفراز
گرفتار بیماری جان گداز

نہ جانبر ہوا ایسا شہ بے نظیر
جہان سے سفر کر گیا ناگزیر

جلوس نوذر بر تخت سلطنت ایران

منوچہر کے بعد با کروفر
سر تخت نوذر ہوا جلوہ گر

رکھا سر پہ دیہیم شاہنشہی
ہوا مسند آرای فرماندہی

ولیکن منوچہر کی رسم پر
نہ قائم رہا خسرو نامور

نہ داد و دہش کی نہ انصاف و داد
زغفلت ہوا جور و ستم دل نہاد

ہوئی بند یکسر مروت کی راہ
ہوا بند سیم و زر بادشاہ

یکایک ہوا اوس سے بیزار سب
ہوئے منحرف بلکہ سردار سب

لکھا بادشاہان اطراف کو
کہ آؤ ادھر اور یہ ملک لو

ستمگار نے جبکہ دیکھا یہ حال
ہوا اپنے دل مین ہراسان کمال

سو سام نامہ کیا اک روان
لکھا یہ کہ اے پہلوان جہان

تجھے وقت رحلت کے کرتا تھا یاد
منوچہر شاہ خجستہ نہاد

زبان پر تھا شہ کے یہی بار بار
کہ رکن خلافت ہے سام سوار

ہوئی سلطنت اندنون کچھ خراب
یہان آپکو اب تو پہونچا شتاب

وگرنہ یہ چھن تخت شاہی نہین
بد اندیش ہوا اور ایران زمین

اودھر تو یہ نامہ لکھا اور ادھر
ستمدیدگان پہونچے وان بیشتر

کیے تھے جو نوذر نے بیدادیان
کیے سام سے جاکے یکسر بیان

پہونچتے ہین نامہ گیا شاہ کا
تاسف بہت پہلوان نے کیا

روانہ ہو مازندران سے وہین
شتابان ہوا سوی ایران زمین

جو نزدیک پہونچا یل نیکنام
بزرگان ایران گئے پیش سام

گزارش کیا یہ کہ اے نامور
جہاندار نوذر ہے بیدادگر

تو بیٹھ اب سر تخت فرماندہی
تو رکھ اپنے سر پر کلاہ شہی

گرفتار کر شاہ نوذر کو اب
اطاعت کرین ملک کے ہم سب

یہ لایا زبان پر یل ارجمند
خدا کے یہ نزدیک کب ہے پسند

کہ نوذر نژاد کیان سے ہو یان
اوسے قید کر ہون نگین شاہ جہان

منوچہر کی دخت ہوتی اگر
سر تخت شاہنشہی جلوہ گر

کمر باندھتا مین پہ چاکری
شب و روز کرتا مین فرمانبری

جو نوذر نے پیشہ لیا ظلم کا
قوای نامداران اندیشہ کیا

اوسے باز لاؤنگا اس راہ سے
کرون تازہ پیمان شہنشاہ سے

نہ ہو منحرف اوس سے تم زینہار
کرو چاکری اوسکی لیل و نہار

یہ کہکر گیا پیش شاہ جہان
جھکایا سر عجز جون بندگان

کیا شاہ سے سبکو گرویدہ پھر
رہا کوئی بھی وان نہ رنجیدہ پھر

سنو آگے احوال پور پشنگ
کہ نوذر سے آکے ہوا گرم جنگ

جنگ افراسیاب پسر پشنگ با نوذر و فتح یافتن و نشستن بر تخت

پشنگ ایک مرد نبرد آزما
سپہدار اقلیم توران کا تھا

سرافراز تھا نسل سے تور کی
اوسے جنگ نوذر سے منظور تھی

پسر ایک تھا اوسکا افراسیاب
کہ ہیبت سے جسکی ہو خارا بھی آب

یل زورمند و دلیر و جوان
نہ تھا اوسکا ہمسر کوئی پہلوان

پشنگ وہ سن کہنے لگا ایک سے وا
شتابان ہو تا خیر مت کہہ دوا
ہوا میل خاطر سوے رزم و کین
کرون جا کے سالار ایران سے جنگ
پہر افراسیاب اوس سے بولا وہین
اور اپنے یہ گردان لشکر تمام
یہ بولا پشنگ اے خردمند پور
یہ سنکر سپہدار افراسیاب
بشمشیر و گرز و سنان و خدنگ
سپہدار کو جب یہ پہونچی خبر
خوشی سے وہ ہر روز تھی رہ نورد
گئے ساتھ نوذر کے مردان کار
کرو نہین نبرد دلیر اند اسپ
تھا اک تازیان گرد افراسیاب
کرے آنکے جیسے اب کارزار
برادر سے اپنے یہ بولا وہین
کو وا اسپ کو سوے میدان گیا
قباد دلاور ہوا کشتہ جب
پہر انسو دیکھا تو افراسیاب
ہوا خون سے روز زمین لالہ زار
ہوا جبکہ رخشندہ پہر آفتاب
اودہر لشکر آرا سے توران زمین
سر سینہ تھا وقف پیکان تیغ
ادہر آ فوج توران ہوئی چیرہ دست
ہوا آپ تب عازم کارزار
لگے کہنے ہے اگر غیرت افراسیاب
یہ سنکر وہ افراسیاب دلیر
بیان کیجے کیا جو بہم حرب تھی
کہین سر سے نوذر کے دیکھم زرہ

گرا ای پور خوش طالع و نیکخو
کہ لینا ہے خون سلم اور تور کا
یہ پاسخ دیا باپ کو پہر وہین
کرون ملک تسخیر سب بیدرنگ
کہ ہر چند نوذر دلاور نہین
نہین ہمسر قارن و زال و سام
یہ گفتار ہے عقل و دانش سے دور
روانہ ہوا سوے ایران شتاب
کمر چست باندہے ہوے بہر جنگ
گیا سام دنیا جہان سے سفر
تھا دل مین اوسکے کچہہ اندوہ و ڈر
سواران جنگی صد و چل ہزار
کرون غارت ایران لشکر کو
بڑہا فوج سب لیکے تیز و شتاب
نہ تاخیر کو راہ دے زینہار
گروہی پہلوان جا کے ہو گرم کین
ہوا تازیان سے خبردار جب
وہ قارن دلیر و جوانمرد تب
کمک کو سپہ لیکے پہونچا شتاب
پہر اتنے مین اوان شب ہوئی آشکار
تو قارن پی جنگ افراسیاب
سپہ لیکے آیا پی رزم و کین
نہ جان کا تھا اپنی کسیکو دریغ
دل اہل ایران کو پہونچی شکست
پکارا یہ میدان مین تاجدار
تو آکر مقابل ہو میرے شتاب
ہوا آنکے رزمجو مثل شیر
سنان پر سنان ضرب پر ضرب تھی
گرا وقت پیکار تھا خاک پر

روان سوے ایران ہو لیکر سپاہ
جو قصہ سنا ہو تو افراسیاب
کہ شایستہ جنگ با شیران شیر
یہ سنکر ہوا خرم و شادمان
ولیکن منوچہر کے پہلوان
نہین خوب ہے اندنون عزم جنگ
یہی وقت ہے جا کے لے ہمت کم
جوانان شمشیرزن سے ہزار
گزروان سماساس و پہلوان
یہ سنکر ہوا شاد افراسیاب
ادہر سے بہی نوذر یہ سنکر شتاب
ملکزادہ نے تا مدد سوے پشنگ
مقابل ہوئین جبکہ دونون سپاہ
ہوا آکے میدان مین رزمجو
پسر کاوہ کا قارن نامور
قباد اوس جوانمرد کا نام تھا
ولے خشت پولاد کی ایک ضرب
سوے تازیان لیکے آیا سپاہ
ہوا گرم بازار جنگ و نبرد
سواران جنگ آور و کینہ خواہ
گیا کرکے آشفتہ فوج عدو
ہوئے گرم پیکار جنگ آوران
ہزارون ہوئے کشتہ و خستہ وان
جہاندار نوذر نے دیکہا یہ جب
کہ ہرگز نہین اسمین کچہہ فائدا
ہے نصرت و فتح دیے کردگار
ہوئے تیر سے دونون طرف سے روان
ستیزہ کنان ہو گئی شام جب
غرض رزم موقوف کر ہر دو سپاہ

تو نوذر اب جا کے سو کینہ خواہ
گیا بہول آسایش و خورد و خواب
ہزار آہ رزم و دلیران سو نہین
ہوا بند سے غم کے آزاد وہ
حضور اوسکے حاضر ہین کیخسروان
یہی مصلحت ہے کہ کیجیے درنگ وہ
شتابی سے کر کار نوذر تمام
جوانمرد و شایستہ کارزار
سپہ کے تہے سالار با فر و شان
کہ اب بخت بدخواہ آیا بخواب
ہوا عازم جنگ افراسیاب
لکہا یون کہ اے شاہ فیروز جنگ
تو باہم ہوے پہلوان کینہ خواہ
کہا یون کہ ہو وے لیے آرزو
کہ سردار لشکر تھا با کر و فر
نہ ہرگز طلبگار آرام تھا
جو کہائی تو دی جان ہنگام حرب
ہوا ساتھ بدخواہ کے رزمخواہ
کسیکا نہ تھا کچہہ بہی درد و
وہین پیس کے سوے آرامگاہ
کہ کیسے تہے مردان پیکارجو
قیامت ہوئی ایک برپا وہان
زمین ہوگئی ہمسر گلستان
کہ لشکر ہوا بیدل و خیرہ تاب
جو کشتہ ہوا حق یہ خلق خدا
کرے بادشاہی وہ لیل و نہار
ہوا کار منجہ ہو کے سنسان
ہوا ختم ... کچہہ کار گر
[illegible]

کیا تھا نہ بدخواہ نے کچھ خیال
پسر شاہ دلگیر و اندوہ ناک
پسران سپہ کو فراہم کیا
ظفر اپنے آتی نہیں کچھ نظر
یقین ہے کہ پھر دشمنان شریر
جدا ہووے تن سے مرا سر اگر
ولے اپنے بیٹون کو حفاظت کرو
وہ فرزند جو طوس و گستہم تھے
یہ سالار توران کو بھیجا پیام
رہی جنگ موقوف دو روز تک
سواران جنگی بھی [illegible]
ادھر تھا صف آرا وہ افراسیاب
گستہم شاپور میدان میں
فراہم نہ آئینہ لشکر ہوا
روان ہوکے فارس ہوا تازیان
ہوا جبکہ آگاہ افراسیاب
سکا ملک ہوا سوئے دادی روان
سقینذ دہ وہ بھی ہوا [illegible]
بیک گردش چرخ [illegible]
ہوا بعد ایران جہان افراسیاب
ہوا تازیان کشتہ [illegible]

ولیکن جہاندار تھا پرملال
سخن باپ کا یاد آیا حزین
جہاندار نے پھر یہ دل میں کہا
کہ لشکر سے اپنا زبون ہے سپہر
مجھے پاس سے لیجا ہیں کرکے اسیر
تو قائم رہے نیک نام پدر
یہاں سے سو پارس اب بھیجدو
اونھین لیکے آغوش میں پیار سے
کہ لشکر بتنگ آگیا ہے تمام
رہا لشکر آسودہ زیر مغاک
ہوا جلوہ گر قلب میں شہریار
کہ ترکان چین جنگ تھے ہمرکاب
پڑا تفرقہ فوج ایران میں
نہ میدان میں تھا کوئی وہ نوذر [illegible]
گرفتار ہوں [illegible]
تو فوج [illegible]
[illegible] تھا آسمان
ہوا آخرکار نوذر اسیر
نہ نوذر رہا اور نہ وہ کروفر
سر سرفریدون [illegible]
گریزان ہوئی فوج سب بے سپہدار

ملازم کوئی [illegible]
کہا تھا منوچہر نے یہ کہ ہاں
کہ بدخواہ کی غالب آئی سپاہ
اگر بھاگیے تو کدھر جائیے
یہ بہتر ہے کشتہ ہوں [illegible]
پسران سپہ نے یہ سنکر کہا
کہ تخم فریدون سے تاکید تھا
گیا شاہ کی سوئے پارس [illegible]
لڑائی میں دو روز تک بھی درنگ
مگر تیسرے روز وقت پگاہ
وہ شاپور و قارن [illegible] سپاہ
یکایک ہوئے ترک چین چیرہ دم
وہ قارن بھی وان سے گریزان ہوا
غرض شاہ نوذر ہوا [illegible]
ہوا اسپہ قارن نامدار
جو دیکھی [illegible] فوج گرد حصار
سپہدار توران یہ سنکر خبر
ہوا اسکے آگے گرفتار جان
جہان میں [illegible] حکمران [illegible]
سپہدار کو پھر یہ پہونچی خبر
ہوا پر الم سنکے افراسیاب

وہاں سے وہ [illegible] لایا ادھا
تھے فوج ایران کے کچھ زبان
یہ سوچا کہ ہو کام اپنا تباہ
حفاظت کی اب جا کہاں پائیے
[illegible] نہیں اب زندہ زندان میں
کہ جز جنگ چارہ نہیں ہے شہا
رہیں زندہ ای سرور انجمن
ہوئے دیدہ تر گوہر افشان
گرو تیسرے روز پھر بہر جنگ
گیا سوئے میدان پھر اپنا نشان
[illegible] سقینذ دہ کینہ خواہ
سپہدار ایران نے کھائی شکست
سو ملک پارس شتابان ہوا
حفاظت کی پھر [illegible]
لگی [illegible]
تو [illegible] نوذر نامدار
اتفاقاً تو اوسکے گیا زود [illegible]
ہزار و دو صد اور بھی پہلوان
پھر اقبال کا اوسکے آیا زوال
کہ غالب رہا قارن نامور
بہت دل کو اوسکے ہوا اضطراب

فرستادن افراسیاب خزروان و شماساس را بسمت سیستان و کشتن نوذر و اغریرث را

سپہدار نے [illegible] کیا
خزروان شماساس [illegible]
[illegible]
لکھا شاہ مہراب نے زال کو
مقابل ہوئی جب سپاہ عدو
شکستہ ہوا [illegible]

کہ ملک اب [illegible] زال کا
گئے [illegible] سالار فوج گران
زرہ پوش ہو [illegible] لیا گرز کین
کہ ہون متفق [illegible]
تو باہم [illegible]
ولیکن [illegible]

روانہ کیے پھر یہ کارزار
سنی زال نے جس دم یہ خبر
روانہ ہوا سیستان سے شتاب
[illegible] پہلوانان کابلستان
خزروان نے آکر [illegible]
پکڑ گرز توڑا خزروان کا

سواران جنگ آزما سی ہزار
کہ بدخواہ کا لشکر آیا ادھر
کہ تاخیر کی تھی نہ زنہار تاب
رفیق سپہدار زابلستان
یکایک جو مارا سر زال پر
زمین اوسکے خون سے ہوئی [illegible]

خردوان ہو گشتہ جب تخت گاہ
گریزان ہوئی اوسکی ساری سپاہ
ہوا پر غضب سنکے افراسیاب
کیا قصد یہ کرکے وہ کینہ جو
کیا پیشوا یہ خبر سنکے زال
وہ قارن تھا ہمراہ شہزادگان
جو نوذر کے پروردہ تھی مہربان
ہر اک کو سلاح و زر و گنج و مال
ولیکن یہی زال کو سوجھ تھا
نہیں ہین کیانی جو ہون بادشاہ
تو کرکے بداندیش کو پایمال
بلند اقتدار و سے معلے جناب
اوسے زال نے ایک نامہ لکھا
اگر آوے یا نتک تو ای نامدار
بداندیش ہے وہ جو افراسیاب
گیا ری سے زابل کو وہ نامور
ملکزادہ یکے پاس آتی سپاہ
برادر نوازی کی تھی آرزو
کرے ہی پر قناعت نکی تو نے بس
دیا یا سنے اوسنے کہا ای نامور
جفا پیشہ تھا لیکہ وہ شہریار
غرض سیستان مین یہ پہونچی خبر
کیا نامدار ونکو اوسنے طلب
ولی چاہیے شاہ والا گہر
نہین یہ سزاوار تاج شہی
کہ وہ وارث تخت ایران ہو
منوچہر کے ہاتھ سے وقت جنگ
غزنی کی جانب گریزان ہوا
ملکزادہ زو اوس جوان کا نام

تو آیا سماسان پھر بید رنگ
پراگندہ لشکر خراب و تباہ
کیا قتل نوذر کو اوسنے شتاب
کہ لاؤن پکڑ طوس و گستہم کو
کیا اوسنے اعزاز اونکا کمال
سو اوسکے تھے اور بھی پہلوان
سو آنے لگے ہر طرف سے وہان
کیا زال نے دیکھے فرخندہ حال
کہ کستے تاجور کیجے ایران [illegible]
کیان کوئی زیبندہ تاج و کلاہ
ابھی ملک ایران ہے دیجے کسکو
بڑا بھائی تھا جسکا افراسیاب
یہ مضمون فرخندہ مرقوم تھا
تو اقلیم ایران [illegible] سو شہریار
نکال اوسکو ایران سے پھر [illegible]
یہ چاہیے تھا سو عازم ہوئے
نہ تھی ساتھ اوسکے جو ہو زور خواہ
گیا بھیج بھائی کے رو برو
ہوئی تخت ایران کی تجکو ہوس
خدا کے لیے تو نہ بہتان کر
برادر نوازی نکی زینہار
ہوا کشتہ اغریرث نامور
کہا یون کہ کین کمر باندھ جواب
دلیر و جوانمرد دانش پژوہ
نہیں لائق تخت فرماندہی
شہنشاہ باشوکت و شان ہو
ہوا کشتہ جب طہماسب [illegible]
دہان خوف سے جا کے پنہان ہوا
سزاوار شاہی ہو وہ ذوالکرام

ودے حملہ آور ہوا زال جب
تعاقب کنان زال نے پھر وہین
ہوا بھیج وہین سے پارس جوان
وہان سے وہ دونون گریزان ہوئے
بخوبی او بہین سیستان مین گیا
ہوا اوس پہ شفقت کنان زال زر
فراہم ہوئی پھر فراوان سپاہ
رکھا نامداران کو تکریم سے
ابھی طوس و گستہم نادان ہین
جو شاہ زبردست ہو کیجے [illegible]
جوان ایک تھا حاکم شہر زر
ملکزادہ اغریرث اوسکا تھا نام
کہ جسنے بہت کی فراہم سپاہ
تری جا کری اہل ایران کرین
روانہ ہوا پھر جھکے اس نامہ کو
خبر سنکے اوٹھے ہین افراسیاب
گیا لاجرم شیر افراسیاب
ولیکن لگا کہنے افراسیاب
جو دشمن ہین اونسے سلوک [illegible]
مری تاب کیا جو کرون ہمسری
رکھا جبر و بیداد ناحق روا
یہ سنکر ہوا زال اندوہگین
مدار ملک سے خصم کو [illegible]
شہنشاہ نوذر کے دونون پسر
ہوا اونکے نسل فریدون گر
کہا زال نے جب بیان یہ سخن
ملکزادہ طہماسب اوسکا [illegible]
غرض جب سیاہ ایک [illegible]
سنا زال نے جبکہ یہ ماجرا

تو پھر ایسا ماس سپاہ مین سب
ہزارون کیے قتل ترکان چین
گئی ساتھ اوسکے سپاہ گران
طرف سیستان کے شتابان ہوئے
رکھو جمع خاطر لیٹ کہا
کیا لطف مصروف ہر ایک پہ
جوانان رزم آور و کینہ خواہ
کیا خرم و شاد تعظیم سے
نہیں بادشاہی کے شایان ہین
سزاوار ہو جسکے تاج و علم
سزاوار اورنگ شاہان کی
جو ہو نیکو و خوش خلق شیرین کلام
ولیکن نہیں ہے کوئی بادشاہ
ترے آگے کارنمایان کرین
سو زال اغریرث نام جو
سپاہ گران لیکے پہونچا شتاب
کہ ہر خاش کی تھی نہ زنہار تاب
طرح شعلے کی کھا کے لب پیچ و تاب
مرا تو جہان مین منافق ہوا
نہیں مصحف و عدوی بجا کری
کیا اس سے بھائی کا سر جدا
زیادہ ہوا اور بھی زال [illegible]
[illegible] اوس سے [illegible] کا خون
نہیں دانش و عقل سے بہرہ ور
کوئی ہو تو سب کرو تم خبر
تو کہنے لگے موبدان کہن
[illegible] ہوا بادل [illegible]
[illegible]
[illegible]

کرے آخر یہ سوز دگو بیان

داستان آمدن ملکزادہ زوفشیر

ہوا دور سن القصہ قارن ...

طہماسپ ہمراہ قارن طرف سیستان وجلوس بر تخت شاہی ایران

حضور ملک زادہ پہونچا وہ جب | دیا زال کا اوسکو پیغام تب
کہا یون کہ چلیے سوے سیستان | لیا ہی اورنگ شاہی وہان

خوشی سے وہین ساتھ قارن کے وہ | طرف سیستان کی ہوا تیز رو
جب آیا خداوند تاج و سریر | ہوئے گرد سب اوسکے فرمان پذیر

ہوا جلوہ گر تخت شاہی پہ وہ | ہوئی اک جہان کو خوشی نو بنو
سوے ملک پارس روان کی سپاہ | ہوا اوس ولایت مین پھر دخل شاہ

گیا شاہ پھر سوی افراسیاب | لڑائی کی لایا نہ ہرگز وہ تاب
گیا بھاگ بدخواہ توران مین | تصرف ہوا شہ کا ایران مین

گیا خوار ہوکر جو پور پشنگ | ندامت ہوئی کچھ حضور پشنگ
پشنگ اوس سے بولا کہ ای بکار | نہ آئی تجھے شرم کچھ زینہار

ترا بھائی اغریرث نامور | سے تیرے پاس حاضر ہوا آنکر
کیا تونے ای وای اوسکو ہلاک | خدا کا نہ ہرگز کیا خوف باک

روا تونے رکھا برادر کا خون | کیا فتح ایران نے تجکو زبون
نہین کام تیرا مرے روبرو | مرے سامنے سے ہو بس دور تو

رہی پھر نہ کچھ قدر افراسیاب | ہوا ناگوار اوسکو آرام و خواب
جہاندار زو حسن و دین پناہ | ہوا جبکہ ایران کا بادشاہ

کیا اوسنے ہر روز و شب عدل و داد | جہان کو رکھا خوب آباد و شاد
دلیل زال زر اور سب پہلوان | شب و روز تھے شاہ کے مدح خوان

جہانمین باقبال و جاہ و جلال | رہا شاہ فرمانروا پنج سال
پھر آخر کو پہونچا پیام اجل | گئی جان تا لب ہے اوسکے نکل

داستان نشستن گرشاسپ شاہ بر تخت و بازآمدن افراسیاب از تسخیر ایران

ہوا باپ کے بعد گرشاسپ شاہ | خداوند اورنگ و تاج و کلاہ
ولے تھا پسر زندہ زال | کہ تھا بادشاہ جہان خوردسال

پشنگ لعین کو پہونچی خبر | کہ اک طفل ایران کا ہی تاجور
پشنگ اپنے دل مین لگا کہنے تب | کہ تسخیر ایران آسان ہی اب

بصد لطف تقصیر افراسیاب | معاف اوسکو کرکے کیا اون ...
کہ لشکر کشی سوے ایران تو کر | لیے کینہ خواہی تو باندھ اب کمر

سپاہ گران لیکے پور پشنگ | ہوا سوے ایران روان بیدرنگ
بزرگان ایران یہ سنکر خبر | لگے زال سے کہنے ای نامور

پھر آیا سپہ لیکے افراسیاب | کیا چاہیے اب تدارک شتاب
وہ بولا کہ مین تو ہوا سالخورد | ستیزہ سے کار جوانان گرد

مگر دیکھ کے رستم کو اب سرگروہ | اودھر بھیجتا ہون مین صد شکوہ
یہ سنکر ہوے شاد سب نامجو | کیا سب نے اقبال اسباب کو

لگا کہنے رستم سے پھر زال زر | کہ حیران ہون مین کیا کرون ...
ہوا ایک رستم کو دشوار کار | کہ جس سے کرین آن تو ہی قرار

تو کار آزمودہ نہین ہے ابھی تلک | کہ ہی ناز پہ عمدہ زیر فلک
تجھے کیونکہ بھیجون بکارزار | ہے شیر اور جنگی سوار

تری مصلحت کیا ہے تو کہہ شتاب | جو ہو سنکو منظور سو دے جواب
غرض آزماتا تھا رستم کو زال | کہ ہی یا نہین جنگ کا کچھ خیال

یہ بولا تہمتن کہ ہون مرد رزم | کرون خیرہ بدخواہ کو ہی یہ عزم
ببازو پہ زور و دست دراز | نہین کچھ پلنگ کا آرام و ناز

کو داؤن اگر اسپ کو وقت جنگ | نہ ٹھہرے مرے آگے شیر و پلنگ
یہ گفتار سن خوش ہوا زال زر | دعا دی کہ باہم ہو تجھے ظفر

کہا پھر یہ رستم نے ای پہلوان | مجھے چاہیے اسپ و گرز گران
حضور اوسکے لائے وہین گرز سام | تہمتن ہوا دیکھ کر شادکام

دکھا دے تہمتن کو پھر سر بسر | وہان گلہ اسپ تھی جسقدر
دکھا پشت پر ہاتھ جس اسپ کی | وہ شد زیر خم ہو گیا تب کبھی

رمے مادیان ایک تھی سخت جنگ | نگار اوسکے تھے جسم پر لالہ رنگ
اوڑا اوسکا تھا اک بچہ پیلتن | ہوا دیکھ کر خوش یل صف شکن

یہ چاہے کہ ڈالے کیانی کمند   کرے تا کہ اوس گرہ کو پای بند
لگا کہنے رستم سے پھر کلہ بان   کمند سے پت ڈال ای پہلوان
کرے بادر یہی کرسے کی خونخوار تر   غضبناک اوس سے ہم آزار تر
کیے اسنے ہیں کشتہ چندین جوان   مبادا تجھے بھی کرے سرنگون
تہمتن نے آخر کو ڈالی کمند   سر خرشش لایا وہیں زیر بند
غضبناک ہوکر وہیں مادیان   دوان آئی مانند شیر ژیان
یہ چاہے جبا وے تہمتن کا سر   کہ اتنے میں رستم بھی جون شیر نر
ہوا جبکہ میدان میں نعرہ زنان   تو ہیبت سے خیرہ ہوئی مادیان
غرض خرشش تھا نام اوس کرگ کا   توانا و زور آور و پر ہیبت تھا
کمند اوسکے سر پہ ہوئی جبکہ بند   لگا کھینچنے تب یل ارجمند
کیا زور اوس خرشش نے استقدر   کہ رستم کو بس لیچلا کھینچکر
ولیکن تہمتن بھی پر زور تھا   بزور اوسکو قابو میں اپنے رکھا
کیا خرشش کو زین ہوا پھر سوار   [illegible] کیانی یل نامدار
درگنج پھر زال نے وا کیا   تہمتن کو گنج فراوان دیا
سپاہ گران ساتھ دیکر شتاب   روانہ کیا سوی افراسیاب
ولیکن ہوا مضطرب زال زر   نہ لایا وہ تاب فراق پسر
گیا آپ بھی بعد دو روز کے   ملا آکے بس رستم گرد سے
یہ کہتا تھا ہر روز افراسیاب   کہ رستم ہے کودک کہان اوسکو تاب
جو جیسے کرے رزم کی آرزو   وہ کیا خیر ہے بس مرے روبرو
ہوا زال بھی پیر دیرینہ سال   نہیں اب ہے تسخیر ایران محال
سلیقہ کسی کی تھی پر دل شاد کام   اور افواج ایران تھی بیدل تمام
یہ تھا زال کو سوچ شام و پگاہ   کہ نادان نہایت ہے گرشاسپ شاہ
کوئی چاہیے بادشاہ دلیر   کہ یان جسکی ہیبت ہو مانند شیر
روانہ کیے سر طرف مردمان   کہا زال نے یون ہر اک سے کہ ہان
نژاد فریدون سے کوئی اگر   کہیں ہو تو دو مجکو آکر خبر
کسی نے کیا آنکے یون بیان   کہ ہے کوہ البرز میں اک جوان
فریدون نسب شاہ فرخ نہاد   دلیر و جوانمرد ہے کیقباد
ہوا یہ خبر سنکے دل شاد زال   ہوا اندر سے نکلے آزاد زال
یہ رستم سے بولا کہ اے نامور   کمر باندھ اور خرشش کو زین کر
روان ہو شتابی سو کیقباد   یہ کہہ جاکے ای شاہ فرخ نہاد
تمنا یہ رکھتے ہیں سب پہلوان   کہ تو چلکے ہو بادشاہ جہان
مددگار دولت ہے یاور ہے بخت   مہیا ہے تجکو وہان تاج و تخت
وہ ہستے ہیں تو ہیچ حیوان تلک   زیادہ نہو دیر زیر فلک
یہ سنکر وہیں وہ یل باشکوہ   روانہ ہوا سوی البرز کوہ

روان کردن رستم را برای طلب کیقباد بکوہ البرز و آمدن کیقباد و نشانیدن زال کیقباد را بر تخت

اوتر کوہ البرز سے کیقباد   کہیں آکے بیٹھا تھا مسرور شاد
ہوا رستم گرد کا وان گذر   وہ شہزادہ حیران رہا دیکھ کر
لگا کہنے دل میں عجب ہے جوان   تماشای خرشش اور گرز گران
ہوا میل خاطر کہ ہو ہمنشین   تہمتن کو آواز دی پھر وہیں
کہ تنہا اس قدر تو نہ جا ایجوان   اوتر کر ذرا اسپ سے بیٹھ یان
می و نقل یہ دیکھ طیار ہے   وہ بولا نہیں مجکو درکار ہے
مگر ایجوانمرد فرخ نہاد   تجھے دی نشان شہ کیقباد
وہ کہنے لگا پھر کہ آ تو یہان   تو اوس نامور کا ابھی دون نشان
ترے ساتھ اک مرد عاقل کرون   مکان تک تجھے اوسکے داخل کرون
لگا پوچھنے پھر کہ ای پہلوان   بتایا تجھے کسنے یہ ان نشان
یہ بولا تہمتن کہ اے نامور   پدر میرا ہے پہلوان زال زر
کہا اوسنے مجکو کہ جا سوی کوہ   وہان ہے ملکزادہ باشکوہ
جوانمرد ہے کیقباد اوسکا نام   تو جا کر کے دے اوسکو پہونچا پیام
کہ ہے پہلوانون کی یہ آرزو   کہ تو شاہ ایران ہو اے نامجو
یہ سنکر وہ بولا کہ میں ہون وہی   [illegible]
تہمتن نے سر کو دیا پھر جھکا   بجا شرط خدمت کی لاکر کہا
تجھے تخت ایران مبارک مدام   ہمیشہ ترا بخت و دولت بکام
تہمتن سے بولا یہ پھر نامور   مجھے شب کو اک خواب آیا نظر
دو باز سفید آئے ایران سے   سر تخت شاہی بٹھایا مجھے
دم صبح پھر با دل شادمان   اوتر کوہ سے آکے بیٹھا یہان

ہوا اسطرح کو ترا اب گذر
سمجھیے سمجھنا ادھر سے باپ کو
غرض سب سے ایران وہین شاہ و شاہ
یہ سحر جا ہین پہونچی جب ایران کے
قلون نے کیا نیزہ او سپہر ان
تو کشتہ قلون دلاور ہوا
رہین تھے نہاں دشت مین شام تک
اوسے اونسے یکہفتہ مہمان کیا
قباد دلاور کو پاکر وفا
جو لشکر سے لشکر مقابل ہوئے
اودھر سے سماساس آیا وہین
وہین زال سے رستم نوجوان
پیارون کہ اب آکے افراسیاب
تو پھر زہرہ شیر نر ہووے آب
یہ کہکر گیا سوے میدان و پس
اوسے دیکھکر مردمان سے وہین
کہ یہ پور زال اور رستم ہے نام
کہ اتنے مین طفل آیا جو تو بہ شتاب
تہمتن نے بھی گرز کو رکھدیا
کمربند اوسکا پکڑ کین سے
گیا ٹوٹ لیکن دوال کمر
اودھر سے بھی وہین بفرمان شاہ
گریزان ہوے ترک و سالار ترک
لگا کرنے فریاد یون باپ سے
ہوا کیقباد اب وہان تاجدار
عجب صاحب زور پیدا ہوا
بیان اوسکی قوت کا مین کیا کرون
کمربند سہراب جو ٹوٹا وہین
یہ ہی مصلحت آتی ہے ہم [illegible]

بلطف خدا اسے یل نامور
دو بار سفید اسے یل نامجو
روانہ ہوے رستم و کیقباد
ہوا سدرہ وہ بھی تب آن کے
کہ سینہ ہو رستم کا وقف سنان
گریزندہ یکدست لشکر ہوا
روان شب کو تھے تھی زیر فلک
تشغل ہی نا شادان رکھا
سر تخت شاہی کیا جلوہ گر
سوے رزم پھر ایک مائل ہوا
ہوا ساتھ قارن کے بس کہ کین
یہ بولا کہ اے پہلوان جہان
مرے ساتھ ہو رزم جو تو شتاب
اگر سامنے آوے افراسیاب
ہوا نعرہ زن جا کے مانند شیر
لگا کہنے سالار ترکان چین
رکھے ہاتھ مین اپنے ہم گرز سام
تو کیا احتیاج سنان و خدنگ
ہوا جب یراق اوس سے جنگ آزما
اوٹھا کر تہمتن نے بس تیغ
وہ جھٹ کر وہین گر پڑا خاک پر
کمک کو تہمتن کے پہونچی سپاہ
ہوئی سرد گرمی بازار ترک
کہ پہلے ہی کہتا تھا مین [illegible]
وہ ہے مرد جنگ اور ہوشیار
نہ ہم پہ شمشیر اوسکا ہوا
کہ بس رو رہا اوسکے مین [illegible]
تو مین ہاتھ سے اوسکے چھوٹا ہوں پھر
نہون کینہ جو کیقباد اور ہم

یہ کہکر وہان نوش کی ہفت شراب
لبس اب اوٹھے تا سوے ایران چلے
قلون دلاور یل بادفار
تہمتن قلون کے مقابل ہوا
وہین نیزہ رستم کی بس چھین کر
بصد شادمانی وہ دونون جوان
غرض فتنہ رفتہ وہ پہونچے وہان
ہوے یکدل اتنے مین پیر و جوان
کیا قصد پھر سوے افراسیاب
اودھر سے تو تھا رستم یل نامدار
سماساس یکسر ہوا غرق خون
مرے دل مین ہے جا اوسکا نہین
نکر قصد جنگ اب توس [illegible] یل
تہمتن یہ بولا [illegible]
کہا یون کہ اے ترک افراسیاب
بتا [illegible]
مقابل تہمتن کے آیا وہ ترک
ذرا [illegible]
کیا ترک نے زور سے جنبد پر
یہ چاہا کہ لیجا سے شاہ و شاہ
لبس اتنے مین آپہونچے اوسکے [illegible]
ہزار و صد و شصت جنگی جوان
اوترا سپ جیون [illegible] پشت اسب
کہ ایرانیون نے [illegible] مصاف
بہت لوٹا ایران مین [illegible]
یل پہلوان رستم اوسکا ہے نام
جدا کر کے یکبار اوسکی زین سے
ہوا سو ہوا [illegible] پدر
کہی یہ حقیقت جو پیش پشنگ

کہی پھر یہ رستم نے تعبیر خواب
تیرے سر پہ ہے تاج شاہی رکھین
طرف سے تھا گرشاسپ کے راہدار
سوے رزم وہ پرخاش مائل ہوا
قلون نے جو مارا وہین سینہ پر
ہوے سینہ پر اوسکے خون سے روان
یل نامور زال زر تھا جہان
تو پھر زال سے روشن رستم ہان
ہوے پہلوان شاہ ہمرکاب
گیا سوے میدان کارزار
زمین پر گرا اسپ سے سرنگون
کرون خوار دشمن کو آکے نفیر
مقابل ہوا اوس کے کسکی مجال
اوٹھے [illegible] زیر زمین
مقابل تو جب ہوا آشتاب
یہ سنکر کیا مردمان نے بیان
زبان پر یہ گفتار لایا وہ ترک
ابھی باندھ کر [illegible] لیجا [illegible]
رہا وہ وہین [illegible] یل نامور
شتابی حضور شہ کیقباد
ہوا گرم ہنگامہ کارزار
ہوا شہ [illegible] تہمتن رستم کے [illegible]
گیا خستہ خاطر [illegible]
سمجھ رکھ اس بات سے [illegible]
ہے اس نسل سے سام کے جوان
دلیون وہ [illegible] اپنا لشکر تمام
یکایک بھیجا تھا [illegible] سے
دلا اب گذشتہ تو بہت یاد کر
تو اک نامہ اوسنے لکھا [illegible] تک

کیا دیکے ولیشہ کو نامہ روان
حضور جہاندار ویشہ گیا
اگر تو نے خون ایرج کیا
کیا اوسنے یاداش نوذر سے بس
بہت ہمدگر کینہ خواہی ہوئی
کہ ہم تم نہین غیر کچھ زینہار
کرین تازہ پیمان و عہد استوار
یہ پاسخ لکھا شاہ نی پھر وہین
نہین عہد و پیمان یہ تم استوار
لگا کہنے رستم کہ اے تاجدار
یہ سنکر وہ شاہنشہ نامجو
یہ بولے وہ شاہ قوی جنگجو
دیا رستم و زال کو گنج و زر
بصد مالک توران و ان زینہار
وہ لائے تصرف مین مالک وسیع
بصد کامیابی و فتح و ظفر
ہوئی مدح خوان شہ کیقباد
یہ سوجھا شہنشہ کو یکبارگی
طلب کرکے بولا کہ کاؤس کے
سعادون رہو اوسکے شام و سحر
وہ بولے کہ ہم ای شہ نامدار

نوشتن نامہ صلح پشنگ والی توران بکیقباد

سپہدار توران کا نامہ دیا
منوچہر نے اوسکا بدلا لیا
نکالی غرض اپنے جی کی ہوس
بہت فوج کی بس تباہی ہوئی
برادر مین یکدیگر ای شہریار
نہ لشکر کشی پھر کرین زینہار
کہ ہرگز نہین ہم سے آغاز کین
تمھاری نہین بات کا اعتبار
نکر صلح اور آشتی زینہار
طلب کرکے سہراب و زال کو
کہی صلح بہتر شہا جنگ سے
عنایت کیے خلعت پر گہر
کرونگا فزون تیر اغر و وقار
ہوئی شہ کی شاہان عالم مطیع
گیا سو بپارس شہ دادگر
فریدون کو ہرگز کیا پھر نہ یاد
کہ آخر ہوئی اپنی اب زندگی
عزیزو تمھارا بڑا بھائی ہے
کہ فتنہ نہ برپا ہو بار دگر
اطاعت سے پھیرین نہ سر زینہار

پڑھا کرکے وا شاہ نے سربسر
ہوا پھر ادھر عازم افراسیاب
ہوا پور طہماسپ پھر کینہ خواہ
یہ بہتر ہے اب آشتی کیجیے
موافق فریدون کی تقسیم کے
غرض آب جیحون رہے درمیان
اودھر سے ہوئی ابتدا ظلم کی
سر تو اگر ہووے قول و قسم
کیا گر زنے پھر اوسکو زبون
یہ بولا تمھارا جو ہو مشورا
غرض شاہ نے با نشاط و خوشی
کہا یون کہ ای رستم نامجو
شہ ہفت اقلیم نے بعد از ان
بہت نامدارون نے پھر شادمان
یہ داد و دہش شاہ نے کی نہان
رہا سو برس شاہ گیتی پناہ
شہ دادگر کے تھے فرزند چار
یہ ہووے خداوند تاج و سریر
سبھون نے پذیرا کیا یہ سخن
کئی روز کے بعد پھر ناگہان

سو کیقباد شہ خسروان
یہ اوسمین لکھا تھا کہ اے تاجور
تحمل کی تھی اوسکو ہرگز نہ تاب
کیا فوج توران کو اوسنے تباہ
نہ کینے کو بس دل مین رہنے دیجیے
رہینگے جدا اپنی اقلیم کے
ادھر ہم ادھر تم رہو حکمران
ولیکن خدا نے سزا تمکو دی
تو ہون صلح پر راضی البتہ ہم
ملایا عدو کو تہ خاک و خون
کرو تمکو آگاہ اوس سے ذرا
سپہدار توران سے کی آشتی
تری جسم کا اک بھی تا موہ
روانہ کیے جابجا پہلوان
نہ فرمان سے پھیرا سر انقیاد
کہ اک خلق با خاطر شادمان
جہان مین خداوند تاج و کلاہ
اونھین ایکدن شاہ فرخ تبار
رہو تم سب روز فرمان پذیر
بجا لائے فرمان شاہ زمن
ہوا سوے ملک عدم شہ روان

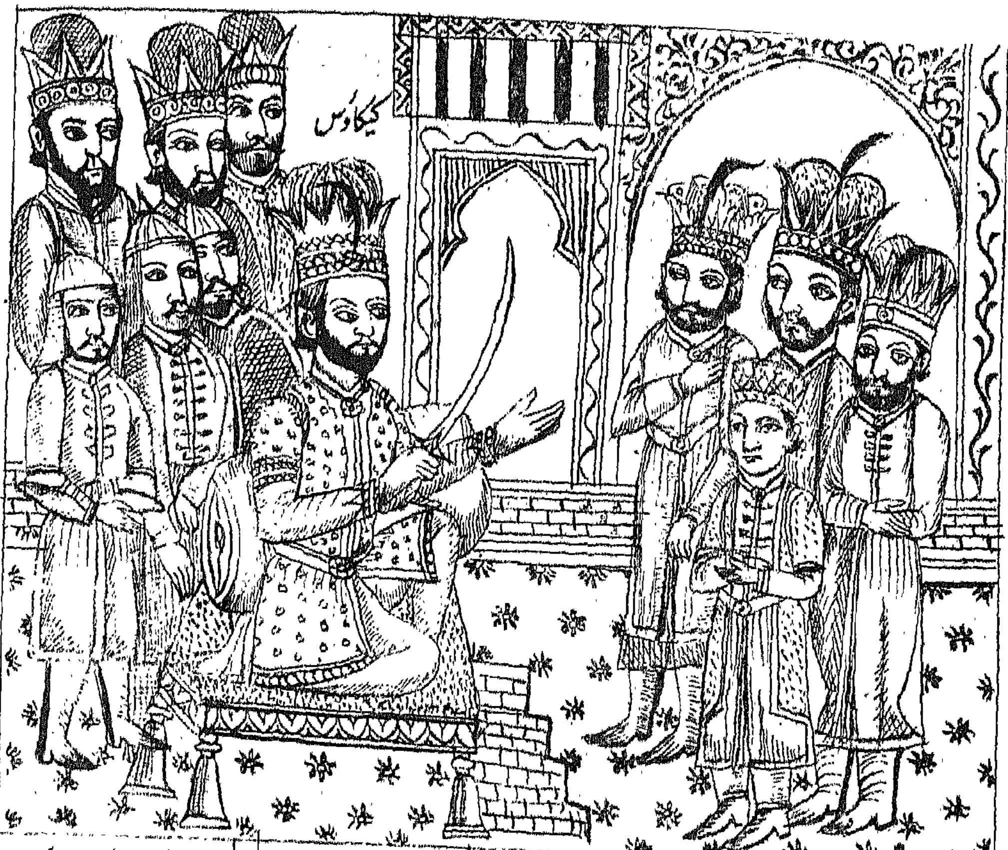
داستان جلوس کیکاؤس بر تخت سلطنت ایران

ہوئے بند جب دیدہ کیقباد
لگا کرنے داد و دہش روز و شب
کہ آب ہوا ہے بہت خوشگوار
کہ ہرگز نہین اب مجھے میل بزم
فریدون و ضحاک و جمشید سے
یہ جی مین ہے کشورستانی کرون

تو پھر شاہ کاؤس فرخ نہاد
لگا رہنے مشغول عیش و طرب
سدا فصل گل ہے ہمیشہ بہار
ہوا دل طلبگار میدان رزم
نہین کم ہے کچھ زور و قوت مجھے
ہر اک ملک مین حکمرانی کرون

خداوند اورنگ و افسر ہوا
ہوا ایک سازندہ خاطر دہان
یہ سنکر کیا قصد مازندران
مبادا اگر ہون مین آرام گیر
مشقت بھی لازم ہے شاہون کو شان
سپہ کھینچون اب سوے مازندران

جہان پرور و عدل گستر ہوا
لگا کرنے تعریف مازندران
وزیرون سے بولا یہ شاہ جہان
تو بیکار ہو ملک و تاج و سریر
کہ قائم رہے افسر و ملک و مال
کرون سنکہ و خطبہ اپنا وہان



یہ گفتار خاقان آفاق گیر
فریدون و جمشید عالی وقار
باین زور و قوت وہ شاہنشہان
وہ گرساسپ و رستم و طوس جوان
ہوئے یکدل اس بات پہ گرد سب
پہونچتے ہی نامہ کے وہ نامور
یلان سے جہاندار کشور کشا
کہ ہم اور تم جا کے شہ کے حضور
کہ سمجھا شہنشاہ با داد و دین
شہنشہ نے گفتار لطف و کرم
کیا اونسے پھر ذکر مازندران
کہا زال نے عرض ای تاجور
فریدون و جمشید نے بیشتر
کیا تھا نہ رخ سوئے مازندران
لگے کہنے پھر سب سران سپاہ

ہوئے سنکے حیران امیر و وزیر
سنو پھر شاہنشہ نامدار
نہ عازم ہوئے سوئے مازندران
وہ گودرز اور گیو نامی یلان
کیا چاہیے زال کو یان طلب
روانہ ہوا سیستان سے ادھر
یہ بولا کہ اب جاؤ تم پیشوا
کہیں شاہ کو اس ارادے سے دور
نہ کیا کہیں اور سنا ہی کہیں
کہیں پیش پا ال سے تو وہ ستم
یہ سنکر کہا شاہ نے یون کہ ہان
یہ سنکر خبر میں بھی آیا ادھر
کیا تھا ارادہ کہ جاوین اودھر
حذر تو بھی کر اے شہ خسروان
کہ ہم زیر تیغ ستارہ نکھواہ

بظاہر یہ بولی کہ ہے بات نیک
رکھیں خوب تھی یاد افسونگری
نہیں ہے مناسب عزیمت ادھر
وہان سے جو آئے تھے یہ طاقت کسے
وہیں زال کو ایک نامہ لکھا
یہ سنکر تعجب ہوا شاہ کو
لگے جانے جب زال سے پہلوان
حسب آگئے حضور شہ نامور
ہمیشہ تو شاہ جہانگیر ہو
وہیں رستم یل کی پہونچی خبر
ارادہ ہوا اوسطرف ہے درست
رکھون تا کہ اس عزم سے تجکو باز
سنا جبکہ ہے خانۂ دیو سار
نہ تسخیر ہو زور و شمشیر سے
یہ ہے عرض ای شاہ عالیجناب

ذرا جبین کہنے لگے یون اسیر
اطاعت میں اونکی تھی دیو و پری
کہ آتی نہیں کامیابی نظر
کہ شہ کو رکھے باز اس بات سے
رقم اوسمین احوال سارا کیا
کہ بے حکم آتا ہے کیون نامجو
یہ اونسے کہا زال نے تب بیان
لگا کرنے تعریف شہ زال زر
ولایت ستان تیری شمشیر ہو
وہ بولا دعاگو ہے شام و سحر
کمر ملک گیری پہ باندھی ہے چست
ذرا سوچ اسے خسرو سرفراز
طلسم اور جادو وہان بیشمار
نہ ہاتھ آئے افسون و تدبیر سے
نہیں یہ ارادہ قرین صواب

یہ پاسخ دیا شاہ نے زال کو
خدا ہے مرا یاور و دستگیر
تو اے زال اور رستم پہلوان
بد اندیش ہے شاہ کشور کشا
معاون ہیں اوسکا رہونگا مدام

ارادہ ہے گرد دانا و فرخندہ نام
کرون جا کے دیوونکو زیر و زبر
طرف مازندران سو حکمران
جو کچھ عرض کرنا تھا ہمنے کہا
مددگار یاور رہین ہونگا مدام

فریدون سے افزون ہے میرا حشم
طلسم اور افسونکو توڑون تمام
لگا کہنے پھر شہ سے وہ نیکخواہ
سمجھ کے کیجے رخصت سو سیستان
غرض شاہ سے سپہ سیستان

منوچہر و جم سے نہین ہون کم
سپر دینگا ان کو چھوڑون تمام
کہ ہین بندے ہم اور تو پادشاہ
کرے حکمرانی کوئی اور یہان
غرض ہوا پہلوان جہان

رفتن کیکاؤس برائے تسخیر مازندران و گرفتار شدن بدست دیوان

یل نامور ایک مسلاو تھا
تو پھر زال و رستم کو کچھ خبر
گیا لیکے وان لشکر بیشمار
جب آئی جا ملک مازندران
ہوا سامنے جو بعزم ستیز
گلستان ہے یہ شہر کچھ کم نہ تھا
روانہ کیا ہو کے پھر تا ایک
شتابی سے جو کر تو اے اہرمن
ہوا شاہ سے آنکر کینہ خواہ
گرفتار چنگال دیوان ہوئے
ہوا اس مکان کی خوشی آگئی تھین
وزیرون نے مجھکو کیا منع تھا
جہان قید تھا شہریار زمن

آسے شاہ کاؤس نے یون کہا
معاون ترے ہونگے وہ آنکر
یلان جہانگیر جنگی سوار
تو پھر وہ اسے وہ جنگجو پہلوان
تو کھینچا اسے بس تہ تیغ تیز
زن و مرد خوش منظر و خوش لقا
کسی دیو کو سوے دیو سپید
وگرنہ نہ جانبر ہو یان ایک تن
ہوئی قتل ایران کی ساری سپاہ
پراگندہ دل اور حیران ہوے
قضا اس گلستان کی مجھکو یہان
و لیکن پے ان کا نہ مانا کہا

کہ سونپا تجھے میں نے اب تختگاہ
یہ کہکر جہاندار کشورستان
بفرمان شاہنشہ نامور
زراعت کو یکسر جلاتا گیا
گیا تا در شہر غارت کنان
ہوا شاہ مازندران قلعہ بند
کہا یون کہ اب جان پر تنگ ہون
یہ سنکر شتابان ہوا نابکار
ہوئی گیو اور شاہ کاؤس بھی
کہا دیوار زنگ نے شاہ سے
یہ سنکر کہا شاہ نے دیو سے
ہوا پھر یہین آخر ہما آکے خوار

کوئی آکے جو تجھسے ہو کینہ خواہ
روانہ ہوا سوے مازندران
گیا گیو لشکر کو لے بیشتر
مکان خاک مین سب ملاتا گیا
بہت مال و زر ہاتھ آیا وہان
کہ غالب تھی فوج شہ ارجمند
کیا شاہ ایران نے مجھکو زبون
وہ لایا بہت لشکر دیو سار
وہ گودرز و گستہم اور طوس بھی
کہ تم خوش ہو اس طرف آنکے
کہ آگہ تھا یا کہے مین رہو سے
نہین چارہ تقدیر سے زینہار
نگہبان تھے بارہ ہزار اہرمن

اسیر شدن کیکاؤس در مازندران و

فرستادن کس در پیش زال بطرف سیستان و مخلصی یافتن باعانت رستم

بوقت اسیری سو سیستان
بیان زال سے ماجرا سب کیا
تو پائی سزا اپنے آخر کو آہ
یہ پیغام اس نے کہی جب خبر
سو ہو قید اور ہم مو و جام سے
نہ ہرگز رہی مجھکو اب تاب جنگ
قلم نے قضا کے یہ فتح بلند

روانہ کیا شہ نے اک پہلوان
طرف سپہ کاؤس کی پھر کہا
ہوئی کشتہ یکدست ساری سپاہ
تو دلگیر وہان ہوا زال زر
گذارین شب و روز آرام سے
کہ یکسر ہوئے ستہ بار جنگ
لکھی تیرے نام اے یل ارجمند

کہ پہونچا دے تا زال زر کو خبر
کہ اس وقت میں اک یل پیلتن
ہے زندہ باقی جہان جیتن
یہ رستم سے بولا افسوس ہے
یہی وقت یاری و امداد کا
تو ہمت کو اب کام فرما شتاب
خوشی سے یہ بولا یل نامجو

سوا اس پہلوان نے یہان آنکر
نہ لایا جو خاطر مین تیر اہرمن
سو ہین قید میں سب اہرمن
کہ والی ہمارا جو کاؤس ہے
کہ حق نے تجھے زور بازو دیا
سو شہر مازندران جا شتاب
کہ ہر جنگ دیوان مری آرزو

ولے دور ہی راہ سے ہی خطر
کہ واں میں ہر جانے تلک کا ہی ڈر
کہیں بدسگالان ناپاک خو
مبادا کہ ضائع کریں شاہ کو

کہا زال نے اس سے ای پہلوان
کہ ہیں تین رستے ہو پہنچنے کو واں
دو رہا جو اونکا ہی دو پر دراز
نہیں اسمیں ملتا کوئی ہیا میاز

گیا دور کی راہ کاؤس تھا
تو اوس راہ سے ای تہمتن نجا
جو نزدیک کی اوسکی ہی ایک ماہ
نہیں آدمی کو ولے واں پناہ

بہت اوسمیں ہیں بلا عظیم
ہر اک منزل اسکی ہی پر خوف و بیم
گر اس راہ سے جائی ای پہلوان
تو پھر سات دن میں تو پہونچے وہاں

تہمتن یہ بولا خطر کچھ نہیں
تبا بید حق زیر چرخ برین
کرو ان فتح میں ہر بلا کو شتاب
طلسم اور جادو وستا نکو خراب

کروں قتل واں لشکر دیو کو
چھوڑا لاؤں کاؤس و گیو کو
یہ کہکر ہوا رخش پر جب سوار
دعا زال نے دی کہ ایسا نہار

تو ہو کامیاب اے یل نامور
سنے ہم خبر یہ تیری فتح و ظفر
بوقت وداع یل نوجوان
ہوئی خوب رودابہ گریہ کنان

لگی کہنے در رہ جدائی سے مجھے
سنائے تو کیا فائدہ ہو تجھے
تہمتن نے ماں کو یہ پاسخ دیا
کہ زندان میں ہیں بندگان خدا

اب اونکے چھوڑانے کو جاتا ہوں میں
بفتح و ظفر یاں پھر آتا ہوں میں
غرض ہو کے رخصت سوے ہفتخوان
روانہ ہوا رستم پہلوان

نہ ساتھ اپنے کوئی لیا نہ یار
فقط رخش تھا اور وہ شہسوار

داستان رفتن رستم براہ پر بلای ہفتخوان برای رہائی کیکاؤس بطرف شہر مازندران و احوال منزل اول بہم

ہوا گام فرسا بیابان میں
سر شام پہونچا نیستان میں
کیا صید اک گور کو واں شتاب
لگا کر وہاں اوسنے کھائے کباب

دیا چھوڑ صحرا میں پھر رخش کو
کیا خواب میں وہ یل نامجو
نمایاں ہوا ایک شیر ژیان
طرف رخش کے وہیں آیا دوان

لگا وہ سو جنگ مائل ہوا
ہژبر دمان کے مقابل ہوا
اٹھا شیر کے سر پہ مارے دو دست
چباکر کیا اوسکو دانتوں سے پست

پھر آخر ہوا شیر جنگی زبون
روان اسکے تن سے ہوا جوئے خون
ہوا جبکہ بیدار وہ شیر نر
تو حیران نہایت ہوا دیکھکر

کہا رخش سے ہوکے پھر خشمناک
کہ تجھکو اگر شیر کرتا ہلاک
تو لے کون چلتا سلاح و سلیب
برا ہی کیا تھا یہ تو نے غضب

اگر پھر بلا ہو کوئی آشکار
تو ہونا مقابل نہ تو زینہار
تو بیدار ہشیار کرنا مجھے
شتابی خبردار کرنا مجھے

احوال منزل دوم و ماجرای ہلاک نمودن اژدہا تبا بید ایزد تعالے

ہوا مہر رخشندہ جب جلوہ گر
تو رستم روانہ ہوا پیشتر
نظر چاہ و چشمہ نہ آیا کہیں
ہوا تشنہ پانی نہ پایا کہیں تو

خدا سے تہمتن نے کی التجا
کہ مت رکھ تو تشنہ و نہ بھی روا
نمایاں ہوا ایک آہو وہاں
گرا پا تہمتن کے آگے دوان

پھر آہستہ کرنے لگا وہ خرام
تو یہ سمجھا وہ رستم تشنہ کام
کہ بیشک ہے بخشایش کردگار
یہ دیکھا اسکے دل کو پھر آیا قرار

ہوا پھر وہ دنبال آہو رواں
تو پہونچا سر چشمہ وہ پہلوان
سپاس خدا او نے لایا بجا
اوتر رخش سے اوسنے پانی پیا

کیا گور کو تیر سے پھر شکار
اور آتش بھی کی سنگ سای آشکار
تناول کیے لیس بناکر کباب
ہوا لیس وہیں گرم آرام و خواب

گئی جب گذر نصف شب جنبان
ہوا ظاہر اک اژدہا ناگہان
کہ ہشتاد گز وہ درازی میں تھا
غضبناک تھا قہر تھا وہ بلا

ہوا رخش گرم خروش و فغان
کہ بیدار ہو خواب سے پہلوان
ہوا وہ تو بیدار پر اژدہا
نہاں وہیں زیر زمیں ہو گیا

خفا رخش سے ہوکے بولا وہ یل
کہ ناحق کیا مجھکو بیدار کیوں
یہ لیکر تہمتن تو پھر سو گیا
پھر آتے میں نکلا وہیں اژدہا

کیا رخش نے پھر جو دیکھا اوسکو شور
تو جاگا وہیں رستم پیل زور
محلے پھر وہیں اژدہا ہی پلید
نہ زیر زمیں ہو گیا ناپدید

نہ آیا نظر کچھ جب ویاں جب
اگر پھر ہوئی تجھسے ایسی خطا
گیا تھا اسی مین جب پیل ارجمند
جدھر او سے تھا اژدہای سیاہ
پھر اتنے مین بیدار رستم ہوا
ولیکن نہ ہرگز ہوئی کارگر
کہ اتنے مین آیا سو پہلوان
سو دیکھا کہ رستم پہ ہی وقت تنگ
تہمتن نے ایک تیغ ماری وہین

کیا رخش پر اونسے خشم و غضب
تو سر تن سے ہے تیر کو کر دنگا جدا
تو نکلا وہین اژدہای بلند
اودھر رخش ہوتا تعالی الله راہ
وہین گرم پیکار رستم ہوا
قوی اژدہا کی ذرا پشت پر
وہین کر سکے وا اژدہای دمان
کیا کام کیا رخش نے بیدرنگ
ہوئی خون سے اسکی رنگین زمین

وہ بولا دوبارہ جگایا مجھے
پیادہ سے شہر مازندران
ہوا پاس رستم کے ستادہ رخش
وہ جب آگیا متصل ناگہان
تہمتن نے پھر کھینچکر ایک تیغ
یہ چاہا کرے زخم دیگر رہا
دم اژدہا مثل آتش سے تھا
کہ دانتوں سے پکڑا اوسے دوڑ کر
ہوا کشتہ جب اژدہای دمان

خوشی آیا نہ آرام میرا ہے
نہ دان لیکے سون تیغ دگر گران
ہوا جانفشانی کو آمادہ رخش
ہوا تب خروشان و حملہ کنان
دلیری سے ماری وہین ایک تیغ
کہ تا ہو دو پارہ تن اژدہا
وہ ناچار سے عقب ہٹ گیا
پھر اوس اژدہا نے اوٹھایا قدم
تو کرنے لگا شکر حق پہلوان

بیان احوال منزل سوم راہ ہفتخوان وطی کردن تباہیہ پروردگار جہان

روانہ ہوا اونسے پھر صبحگاہ
ہوا جبکہ رستم سکونت گزین
بہت خوب تھا اوسکے بر مین لباس
پھر احوال رستم نے پوچھا تمام
بیابان مین پہونچا ہے نقل و می
بیابان تک وہ محظوظ و خرم ہوا
ہوئی وہ بھی مستفسر حال جب
تہمتن پہ تب یہ ہوا آشکار
یہ بولا کہ تو کون ہے سچ بتا

دراز آئی اوس رہ گذر پیش راہ
تب آئی وہان اک زن نازنین
غرض بیٹھی آکر وہ رستم کے پاس
لگی کہنے تب یون بہ لطف کلام
جو کچھ چاہیے یان سو موجود ہے
کہ پھر نغمہ سنج آپ رستم ہوا
زبان پر وہ لایا وہین نام حق
کہ ہے ساحرہ یا کوئی دیو سار
زن ساحرہ ہون یہ اونسے کہا

شام ہو پہنچا وہ ایک چشمہ پر
صراحی ہے بلا تھہ مین اسکی تھی
تہمتن نے اوسکو بغل مین کیا
کہ ہے یہ طلسم زن ظالم دغا پرست
ترنم سرا پھر ہوئی نازنین
سنجانا کہ یہ زن ہے اک سحر کار
سنا جسکا نام جہان آفرین
کیا اوسکو وہین اسیر کمند
قلم تیغ سے کرکے پھر اوسکا سر

کہ سبزہ بھی تھا خوب وان تازہ تر
نہ تنہا صراحی کہ طنبور بھی
اور اک جام مے اونسے لیکر پیا
مجھے وہ خداوند بالا و پست
ہوا اسکے رستم مسرت قرین
ہوا راز پنہاں سب آشکار
ہوا تیرہ رنگ رخ نازنین
غضبناک ہو پھر پیل ارجمند
گیا خواب مین وہ پیل نامور

بیان احوال منزل چہارم راہ ہفتخوان

جو وان سے چلا صبحدم رہ نورد
وہ طی کر گیا راہ تاریک کو
جڑی ایک چوٹ آنکھ پر تو نہ پیر
یہاں کا ہے حاکم بڑا ہی دلیر
تو ہو جان سے سیر آیا مگر
مجھے تجھپہ آتا ہے رحم اے جوان
طمانچہ جڑا منہ پہ پھر اسقدر

تو پہونچا عجب دشت مین شیر مرد
سر چشمہ پہونچا پیل نامجو
ہوا وہان بیدار وہ نامور
کہ جسکے مقابل تھو نرہ شیر
گر زندہ ہو یا نسے ان سے تر
کہ ضائع کئے ہین تو نے دی یہان
کہ ٹوٹی دندان جھڑی سر بسر

کہ ہوتا تھا خورشید کم جلوہ گر
گیا خواب مین وقت شب پہلوان
لگا کہنے رستم سے وہ دشتبان
تصرف مین ہے چند روز زمین
وگرنہ جو اولاد آجائیگا
یہ سنکر تہمتن نے ہو خشمگین
گیا دشتبان پاس اولاد کی

اندھیرا رہے تھا وہان مستمر
تب آیا وہان دشتبان ناگہان
کہ اولاد کر دیگا لا ہے جوان
پرندوں کا بھی یان گذر نہین
تو پھر ہاتھ جانے نہین پائیگا
پکڑ کان اوسکے اوکھاڑے وہین
گیا حال سے جا کے واقف او کی

وہ مشغول صید افگنی تھا کہیں
یہ اولاد رستم سے کہنے لگا
لگا کہنے پہلوان نام میرا ہے ابر
پھر اولاد بولا تہا یہ مجھے
یہ شیروں کے بازو ہی تو فضل خدا
ترے تن سے بھی اب جدا سر کرون
کیا خوف و دہشت نے دل پر اثر
وہ شبرنگ اور ان کھینچکر تیغ کین
لگا قتل کرنے سپہ و راس پھر
وہ اولاد واسطے فراری ہوا
وہ جاتا تھا گاہ ادھر گاہ ادھر
پہونچا اسکے نزدیک ڈالی کمند
شکنجے میں دیا بازو اولاد کو
ہوئی صبح تا نیمہ جب آشکار
کہ دیو سفید اور کاؤس شاہ
پہ رستم نے چاہا وہیں بیدریغ
کرو قتل شب روز فرمانبری
وہ ہاتھ کسا اگر پہلے تو مجھے
پذیرا کیا اوسنے اس بات کو
گرفتار ہیں اور سب کوہسار
[illegible] اولاد کو پھر کیا
وہ بولا کہ نزدیک ہے وہ مکان
اور اک دشت پر گوش ہے دیو بیان
[illegible] سنگ و آہن اگر
[illegible] اگر جوان ملک
[illegible] اولاد کے [illegible]
[illegible]
کہ آتش ہر [illegible] تھا سجا
وہ دیو سپید اور بھی دیو سب

پہ لشکر سپہ لیکے آیا وہین
مجھے تک تہا نام ہر تیر کیا
قوی زہرہ ہو شل پیل ہے شیر
کہ آیا ہے تو کون سی راہ سے
سے منزل مین کہیں نے ہر بلا
یہ تیغ یکدست لشکر کرون
نہ ہرگز بڑھا آپ کچھ پیشتر
سو رستم گرد آئے وہین
نہ آیا کوئی پہلوان پاس پھر
وہین دشت پیمائی خواری ہوا
غرض شل روباہ تھا حیلہ گر
لیا کھینچ اولاد کو کرکے بند

اُسے دیکھ کر رخش پہ سوار
کہ یہ نام ہارا نچاوے تو بات
دلیر و نکار زہر ہین آپ ہے
یہ بولا وہین رستم نامور
چہارم یہ منزل جو مشکل ہے
سنا جبکہ اولاد نے یہ کلام
سوار و تیسے بولا کہ یکبار گی
کوئی پہلوان بیشتر تب تھا
سپاہ مخالف گریزان ہوئی
کیا پھر نہ آرام رستم نے وان
ہوا گرچہ عاجز بل نامدار
اوسے بند کرکے پھر اٹھا لیا

بیان احوال منزل پنجم راہ ہفتخوان

ہوئے تھے جو نرم آور کینہ خواہ
کہ اولاد کو بھیجے زیر تیغ
کرون رات دن خدمت چاکری
گزشتہ کرو مجھ نہ ہرگز تجھے
یہ ظاہر کیا پھر کہا ای ناجو
نگہبان ہین دیو بارہ ہزار
ولے قول اور عہد و پیمان لیا
جہان قید ہے بادشاہ جہان
کہ سنگ گران سنگ رہ ہے جہان
گزار اوس مکان سے ہے دشوار تر
تو وان دیکھنا پھر کہ زیر فلک
پیل پیلتن رستم پہلوان
سو اوس دشت میں بیخطر رہ نورد
چولے جھا تو اولاد بولون کہا
سکونت تزین [illegible] شا

وہ احوال کرکے مفصل بیان
بصد عجز اوسنے کیا یون بیان
لگا کہنے رستم کہ کاؤس شاہ
تہا سے تو کر جائے دیو سپید
مکان ایک ہے درمیان کوہ
دیا جبکہ زندان کا اسنے نشان
کہا یون کہ اے بھائی تو کر
وہی شہر مازندران کی ہے راہ
سوا اسکے اے پہلوان جہان
یہ گفتار سنکر ہوا خندہ زن
کرون میں علیں کس طرح تجھکو کا
جہانتک تعلق تھا اولاد کا
کہیں نصف شب قلعہ کوہ پر
کہ دروازۂ شہر مازندران
فروزندہ ہر دیو لے آگ کی

مقابل ہوا رستم نامدار
یہ گفتار سنکر بل نوجوان
سنین گر کہیں وہ مرے نام کو
رہ ہفتخوان سے یہان آیا ادھر
تو تو سدرہ اے یہ اندیش ہے
تو بس اوڑ گئے ہوش اوسکے تمام
کرو حملہ دوڑا کہ اب بارگی
اوسے پہلے رستم نے کشتہ کیا
سپاہ یا ہیں یکسر پریشان ہوئی
ہوا اوسکے دنبال وہیں رستم آن
ولیکن نہ چھوڑا اوسے زینہار
پھر اک چشمہ کے پاس پکڑا قرار
ہوا استراحت کنان نامجو
تو بولا یہ اولاد سے نامدار
کہی اوسنے القصہ سب داستان
کہ مت قتل کر مجھکو اے پہلوان
مقید جہان ہے بحال تباہ
تو برآئے تیری بھی دل کی امید
وہان شاہ کاؤس گردون شکوہ
تب اوسپر تہمتن ہوا مہربان
مراعات تجھپر کرون بیشتر
کہ ہے دیو زاد و نکی آرامگاہ
ہزار و دو صد فیل جنگی ہیں وان
لگا کہنے اولاد سے پیلتن
بلا تا ہوں کیونکہ تہ خون و جان
مقابل نہ آئی کوئی جوان بلا
تہمتن کو ناگاہ آیا نظر
یہی ہے کہ آتش ہے روشن جہان
کردستم اونکا ہے ہر شب یہی

چو سنکر ہوا وہ مسرت بہت
ہوا دشت میں پھر سکونت گزین
درخت ایک تھا اس سے اولاد کو
دیا باندھ اور سو رہا نامجو
کہا اس نے ہر شہر نزدیک تر
رواں یاں سے ہو وے نکلے وقت سحر
بہم گرچہ تھا عہد اور اختلاط
ولے راہ میں شرط تھی احتیاط

بیان احوال پر اختلال منزل ششم راہ ہفتخوان

دم صبح اولاد کو ساتھ لے
روانہ ہوا رستم اس دشت کو
یہ اولاد دیو لاکر اسے ناسور
یہ منزل ہے پر خوف و بیم خطر
نہ اندیشہ رستم نے ہرگز کیا
جہاں دیو ارزنگ تھا واں گیا
تہمتن کے مارے گرچہ ان دو دوست
کہ تا پہلوان کو کرے دو میں پست
اوسے خاک پہ پھر فگندہ کیا
سپہر دیو ناپاک کندہ کیا
پھر اس سے پھر گیا وہ سب دیو زاد
ہوا واں سے رستم رواں شاد و شاد
روانہ ہوا جانب یل ارجمند
غرض کر کے طے راہ پست و بلند
ہو کلبان خواب غفلت میں پست
بنا کر سلیمان ہوا گرد سے
گرفتار زنجیر کا وہ مس تھا
تہمتن نے اس دم ارادہ کیا
لیا گھیر رستم کو بس آن کر
جو لے پہلوان کو نہ تھا کچھ خطر
وہ دیولا کے بیٹے کا شغل خدا
کہا تب ستے ارزنگ کا ...
مرے ہاتھ ہے مرگ دیو سپید
یہیں آیا یوں ولیں گر کے ...
اطاعت مری کر تو اب اختیار
کہ پر ناش بہتر نہیں زینہار
ہوا دیو فرمان بر اسکا وہیں
کہ پیدا ہوئی بیست تیغ کین
گرفتار تھے جتنے ایرانیان
اونھیں لا کے حاضر کیا پھر وہاں
ہوا کشتہ گر ہاتھ سے تیر جو دان
تو پھر پانچ ہی ہم کریں پیہان
بیاباں میں تھا وقت شب کے پسر
وہ اولاد اور دیو تھا راہبر
یہ اولاد سے پوچھنے وہ لگا
کہ یہ فوج کسکی ہے مجھکو بتا
کہ نکلے ہے جب چرخ پہ آفتاب
ہر اک دیو سوتا ہے پھر کر کے خواب

وے لے تھی کمند اسکی گردن میں بند
وہ رہبر تھا پیش یل ارجمند
نگہبان میں ارزنگ کے بیدرنگ
نہیں جیتے اس سے تکو تاب جنگ
دلیرانہ جا کر کیا جب غریو
تو خیمے سے نکلا وہ ارزنگ دیو
تہمتن نے ہاتھ اسکے رکھ کتف پر
پکڑ دوسرے ہاتھ سے اسکا سر
جہاں اور دیو ڈنکی تھی انجمن
دیا پھینک واں سے سر اہرمن
سر کوہ جس وقت رکھا قدم
وہاں پر توقف کیا ایک دم
جہاں شاہ ایران گرفتار تھا
وہاں ساتھ اولاد کے وہ گیا
شہنشہ نے پوچھا جو احوال راہ
تو رستم نے تکبیر کہا پیش شاہ
کہ یکدست توڑی وہ بند گران
کہ راستے میں جا گئے وہاں پہلوان
جو سردار تھا قوم کا بند دیو
مقابل ہوا وہیں کرکے غریو
خدا نے دیا اس قدر مجھکو زور
کہ دیوونکو بھیجوں سوئے گور
کروں قتل اس دیو ناپاک کو
نہ جان اپنی دے ہو تو رنجور
اگر جنگ کی دل میں ہو کچھ ہوس
تو سر تیرا اور تیغ بران ہو بس
کہا اور دیوان ناپاک کو
کہ مت آؤ پیش یل نامجو
لگا کہنے رستم سے پھر اہرمن
کہ دیو سپید اسے یل پیلتن
تہمتن رواں اس مکان کو ہوا
اور اک دیو ساتھ اسکے ذی شر ہوا
پڑا ایک لشکر نظر دور سے
کیا فردون بلخ سے تھا اور ...
وہ بولا کہ ہے فوج دیو سپید
سنایا ہوا اسکے اور اک نوید
کہ اس وقت تو انسے ہو کند خواہ
تو پھر ہو مظفر بفضل اللہ
ہوئی بات اولاد کی دلپذیر
ہوا رات کو رستم آرام گیر

احوال منزل ہفتم و کشتہ شدن دیو سپید

سحر جبکہ خورشید تاباں ہوا
یل پیلتن شب شتاباں ہوا
تہمتن کمر سے وہیں کھینچ تیغ
لگا قتل کرنے اونھیں بیدریغ
جو پیش راست تھا تیغ زن پہلوان
جو آیا مقابل ہوا کشتہ واں
پھر آیا وہ یل بادل پر امید
سو خانہ جو جا گر دیو سپید
جو تھی دیو سپہر سہارے سینا
یل پیلتن کو وہاں لیگیا

جہاں لشکر دیو تھا واں گیا
کوئی خواب میں کوئی بیدار تھا
ہوے پھر خبردار یکدست دیو
کیا گرد رستم بھی کرکے غریو
رہی جب نہ زنہار تاب ستیز
تو لی واں سے دیوونے راہ گریز
پرا از جادو ان تھا وہ کشمیر مکان
نہ تھا نام کو روشنی کا نشان
کہ تھی غار تاریک تر تھا وہاں
کہ دیو سپید لعین تھا جہاں



نکل غار سے وہ مقابل ہوا
دلیری سے پھر لیکے نام خدا
بغلمین لیا اپنی رستم کو داب
ادھر یون کیے تھا ایل نا جو
غرض ہمدگر خوب کشتی ہوئی
زمین پر یکایک پڑی جو نظر
اوٹھایا پکڑ کر کمر دیو کو
نگہ کی جو رستم نے پھر سوے غار
کہ یا جان دیو سپید لعین
یہ کہکر کہا پھر کہ اے نامدار
پھر اولاد کو وہ جگر دیو کا
دیا مژدہ فتح جب شاہ کو

سو رستم گرد مائل ہوا
کیا زخم شمشیر اُسپر رہا
لگا زور کرنے وہ خانہ خراب
کہ اب دیکھیے جانبری کیونکہ ہو
ادھر اور ادھر سے درشتی ہوئی
تو دیکھی زمین خون سے رستم نے تر
دیا پھر پٹک خاک پر دیو کو
تو کشتہ بہت پائے واں دیو سا
ہر اک کی تھی وابستہ جانِ حریت
کچھ انعام کا ہون مین امیدوار
یل پیلتن نے حوالے کیا
تو شادان ہوا خسرو نامجو

اُسے دیکھ رستم ہوا خوفناک
ہوئی خستہ اُس زخم سے ران دیو
جوان نے بھی اُس دم کیا خوب زور
سکے تھا ادھر دل مین دیو سپید
بہم ہوکے عاجز ہوے پھر جدا
یقین یہ ہوا زخم کاری لگا
کیا وہین خنجر سے اُسکو ہلاک
یہ پوچھا انھین قتل کسنے کیا
ہوا کشتہ وہ جب تو سب مرگئے
تہمتن یہ بولا تجھے اے جوان
تہمتن وہان سے پھر اشاد شاد
لگا کہنے پھر شاہ با داد و دین

پٹک لیگیا سوے یزدان پاک
وہ لے دوڑ کر اسنے کرکے غریو
دلیرانہ باہم ہوا خوب زور
کہ ہون جان سے آج مین ناامید
جدا ہوگے یکدم توقف کیا
ہوا دل قوی رستم گرد کا
نکالا جگر دل کیا اسکا چاک
جواب اُسکو اولاد نے یہ دیا
جہنم مین ساتھ اُسکے یکسر گئے
کرون حاکم شہر مازندران
گیا پیش کاؤس فرخ نہاد
کہ اے مرحبا آفرین آفرین

داستان بر تخت نشستن کیکاؤس شاہ مازندران و نامہ نوشتن بشاہ جادوان

جو سردار دیوؤں کا تھا سپید نام
وہ گودرز و گستہم اور طوس و گیو
یل نامور رستم پہلوان
رہا سات دن تک یہ جشن طرب
فرستادہ کا نام فرہاد تھا
شہ جادوان نے پڑھا کہ سکے وا
دلیر و جوانمرد رستم ہے نام
ہمیں ساتھ رستم کے جب ہم جنگ
ہمیں ملک پنہا دے تو کر
یہ مضمون پڑھا جب تو ہو کر خفا
ہزاروں ہیں یاں دیو پیکار جو
تو نازاں ہے اک رستم گرد پہ
ترے ساتھ بیٹھے برا کیا کیا
تو جاتا ہے سوئے ایران زمین
فرستادہ لیکر جواب پیام
پڑا فکر میں شاہ فرخندہ نام
یہ سنکر ہوا خرم و شاد شاہ
لکھا یوں کہ بیہودہ گوئی تو چھوڑ
سمجھ گر تو ہو عاقل پیش بین
وگرنہ تجھے خوب پہونچے زیان
حضور سپہدار مازندران
قد و جسم ہر شکل پیل بلند
شہ جادوان نے وہاں بیٹھا
اسے دیکھے جولان طرح تیر کے
اشارہ وہیں کہنے لگے یوں بہم
تہمتن نے کیا خوب پنجہ کیا
وہ بیتاب و رنجیدہ ہوا اس قدر
کلاہور اک گرد پر زور تھا
کلاہور آیا غضبناک ہو

ہوا وہ مطیع شہ ذوالاکرام
وہ گرگین و بہرام و زنگیل دلیر
سر کرسی زر تھا جادہ کنان
یہ ہر روز و شب بانگ بلبل ہے
غرض نامہ شاہ وہ لیگیا
لکھا تھا کہ اک گرد و رزم آزما
ہنر پر اگر کچھ ہے سدا اسکا کام
تو وہ دو دلوں کشتہ ہو بے ننگ
تجھے خواہش ہو جو کچھ اگر
شہ جادوان نے یہ پاسخ دیا
تو ہی بازو کینہ در تند خو
یہاں ہیں ہزاروں یل نامور
کہ زنداں میں تجھکو زندہ رکھا
وہ ہر گز مرے ساتھ ہو گر کہیں
پھر آیا حضور شہ ذوالاکرام
لگا کہنے تب رستم نامجو
ہوا نہ یہ کہ غم کے آزاد شاہ
ہماری اطاعت سے ابتک ہے دور
کرے خواہش زینہار بہتر نہیں
رہے پھر نہ تو اور نہ مازندران
کیا جا کے یوں ہر دم یہ بیان
رکھے ہو وہ پاس آب تیغ و کمند
روانہ کیے گرد و رزم آزما
جو نزدیک پہونچا تو پھر آ کے
کہ دکھلاوں کچھ زور اپنا بھی ہم
کہ ہم پنجہ کا دست رنجہ کیا
کہ بس گر پڑا ہے خاک پر
اسے شاہ مازندران نے کہا
لگا کہنے یوں رستم گرد کو

وہ لایا وہاں ایک ورزنگ زر
ہوئے ایستادہ و چپ راست سب
سر تو ہو گی محفل انبساط
ہوئے شاہ مازندران لو پڑان
دیا شاہ مازندران کو شتاب
روان سمجھو ایران سے آیا یہاں
وہ دیو سپید اور زنگ دیو
کہاں ہے تجھے رزم کی آس تاب
ترے حق میں بہتر ہے فرمانبری
کر دیو سفید اور ارزنگ اگر
سوا انکے ہیں پاس سیر شہا
ارادہ کروں گر تو دست نبرد
رہا کی تری ہو گئی ناگہاں
اگر دیکھا تجھے قید گرا کی بار
سنا اور دیکھا تھا کچھ وہاں
تجھے نامہ لکھدیں ابکی بار
تہمتن کی تعریف کرنے لگا
بہیں تیرے لشکر سے ڈرتے ہیں ہم
اگر آکے حاضر ہو یاں ایک بار
ہو گی پھر کاوس جب نامہ بر
کہ آیا ہے پھر اے شہ نامور
تو ہی ہیکل اک آہ ہے زیر ران
یل بیلتن نے انہیں دیکھکر
بہت گرد اسکے تلے دب گئے
کیا ایک نے اپنا پنجہ دراز
جدا ہو گئیں اسکی رگہا درست
خبر سنکے یہ شاہ مازندران
کہ تو بھی او سے زخمی و خستہ کر
ذرا مجھسے ہم پنجہ ہو پہلوان

ہوا وہ سپہ کاوس کے جلوہ گر
کمربستہ جوان بندگان باادب
مہیا ہوا ساز و برگ و نشاط
کیا شاہ نے ایک نامہ روان
کہا یوں کہ لکھدیجے اسکا جواب
تو ہی روز سے نسل شیر ژیان
جہاں میں تھا قوت کا تجھکو غرور
تو حاضر ہو یاں آکے اب شتاب
وگرنہ ہو دشوار پھر جانبری
ہوئے کشتہ تو یاں ہوا کیا مزہ
ہزار و دو صد پیل جنگ آزما
بس اک دم میں تسخیر ایران کروں
غنیمت سمجھ اسکو اب بیگمان
تو جیتا نہ چھوڑونگا پھر زینہار
کیا پیش کاوس پھر بیان
کہا جادوئی نے وہاں فرستادہ وار
ہوا آشفتہ بر قہر وہاں نامہ گیا
تجھے پھر خبردار کرتے ہیں ہم
ترا ملک تجھپر ہے برقرار
روانہ تب ہوا رستم نامور
فرستادہ اور ایک با کر و فر
تجمل شان و شوکت کا ہو وہ جوان
اسکا ساتھ وہاں اک تناور شجر
یہ دیکھا تو حیرت میں پھر سب گئے
ہوا خشمگیں رستم سرفراز
ہوا مرد و رستم او وہیں بیت
یہ سمجھا کہ رستم بھی ہے جوان
دل اور پنجے کو اسکے شکستہ کر
کہ دیکھوں ترا میں تو زور و توان

مقابل وہیں پھر تہمتن ہوا
حضور خداوند آیا وہ مرد
کہا یہ کہ بہتر نہیں کارزار
کیا پھر طلب رستم گرد کو
یہ سنکر دیا اُسنے پاسخ وہیں
تہمتن یہ بولا کہ سنیے جواب
ہمارا تو ہو بلکہ فرمان پذیر
تو با ہر شہ انتلاز سے دھر قدم
نہ برباد دے اپنا دیہیم و تخت

کلاہور سے پنجہ افگن ہوا
پراگندہ خاطر گرفتار درد
رہ آشتی کر تو اب اختیار
کیا جب حضور اُسکے وہ نامجو
کہ رستم کا ہوں جا کر کمتر ہیں
لکھا پاسخ نامہ رستے شتاب
کہ قائم رہے ملک و تاج و سریر
نہ پھر اپنی جان پیدار کر کہ رستم
روانہ ہوا کہ کہے دشوار و سخت
کہ کیجیے اب آراستہ ساز جنگ

اُسے بھی کیا ایک دم میں بوان
دکھایا اُسے دست آویختہ
کلاہور نے جب کیا یہ بیان
لگا کہنے پھر شاہ مازندران
یہ کہکر وہ نامہ حوالے کیا
کہ یاں تھے ہو دعوی ہمسری
بزرگوں نے تیری بچا لی کبھو
تہمتن نے یوں وقت رخصت کہا
حضور شہنشاہ کاؤس جب
روان ہو جیسے شوق پیچیدہ تنگ

لیا اُسکے سر پنجے کو پر زخون
کہ رگ اور ناخن سے تھے سب ریختہ
ہوا نچہ غضب شاہ مازندران
کہ تو ہو نگر رستم پہلوان
وہ پر حکم ہوا پھر نہایت خفا
نہ ہو گے جو پاسے فرمانبری
کہ آتا سوے مازندران لاؤ ہمہ
کہ کاؤس کی کرا طاعت تھا
وہ آیا تو لو لانہ کر کر ظفر

جنگ کاؤس شاہ با والی مازندران وکشتہ شدن شاہ مازندران از دست رستم و ظفر یافتن



ادھر سے جہاندار کشور ستان
کو کی دید جو تھا وہان سید رنگ
شہ جادوان نے کہا فوج کو
ہوا بوق اور کوس کا یہ خروش
دو لشکر بہم حملہ آور ہوے
ہوا رستم [illegible] درخشندہ جب
وہیں غیب سے پھر یہ آئی صدا
کہا حملہ اب ہو ساری سپاہ
کدھر سے اُسکے آگے تھے پیلان مست
سہا ہاتھ سے گرز اُسکی دم ہوا
پل پہلتن لیکے اس تیر سے کو
جو دیکھا وہ کوہ گران سد راہ
مرے ساتھ جب لیکے گرز گران
کہ اس زخم سے ہو گئے [illegible]
لگا کہنے پھر یا پادشاہ جہان
لگے زور کرنے ولیکن وہ کوہ
پس پشت تھے وہ دلیران تمام
غرض لاکے رکھا وہ کوہ گران
نکل اسے شہ جادوان سنگ سے
یہ آواز سنکر شہ جادوان
وہیں کھینچکر پھر تہمتن نے تیغ
گریزان ہوے [illegible]
شہ جادوان کا جو تھا تخت گاہ
بہت ہاتھ آیا وہاں مال و گنج
جب اس فتح سے شاہ خوشدل ہوا
کہا پھر [illegible] زرین لباس
پھر اولاد کو بانٹا [illegible]
بہت اسنے کی خدمت و پیار بھی
شہنشاہ نے [illegible] شاد ہو

ادھر سے سپہدار مازندران
ہوا آ کے رستم سے جویاے جنگ
کہ یکبارگی اب تو حملہ کرو
کہ یکسر پریشان ہوا [illegible]
ہزاروں تن اک دم [illegible]
یہ مانگی دعا شاہ ایران نے تب
کہ ہو فتح تیری بفضل خدا
کرو فتح مازندران کو تباہ
کیا گرز سے کسنے ہر اک کو تباہ
طلبگار نیزہ وہ رستم ہوا
شہ جادوان سے ہوا رزم جو
تو حیران رہا رستم کینہ خواہ
ہوا رزم جو شاہ مازندران
ہوا شاہ مازندران سرنگون
کہ جتنے ہیں ایران کے زور آور
بلا بھی نہ [illegible] ہوے سب ستوہ
خوش و خرم و آفرین خوان تمام
کہ شاہنشہ نامور تھا جہان
رہائی نہیں اب تری جنگ سے
جو نکلا الغرض کاوس شاہ جہان
کیا پارہ پارہ اُسے [illegible] تیغ
پریشان ہوے [illegible]
ہوا جلوہ گاہ شہ دین پناہ
ہوا [illegible] بدست پھر [illegible]
[illegible] بخشش وجود مائل ہوا
بصد بہجت و شفقت بیقیاس
حضور جہاندار کرکے طلب
یہی ہر لائق عزت و برتری
ہوے عنایات اولاد کو

صف آرا ہوے جنگ کے میدان میں
لگا جسکے زخم نوک سنان
ہوا گرم ہنگامہ کشت و خون
ہوا گرم ہوکر [illegible] زمین
بشمشیر و گرز و سنان و خدنگ
کہ یارب [illegible] ہم قرین ظفر
یہ سنکر شہنشاہ فرخ نہاد
تہمتن ہوا سوے شاہ مازندران
گشادہ ہوئی راہ جب [illegible]
دلیر کیو نیزہ وہان لیگیا
وہ قوت تھی جادو کی ہنگام جنگ
پہونچکر وہیں شاہ کا [illegible]
تو بیٹھے کیا زخم نیزہ رہا
ولیکن یہ حائل ہوا ایک کوہ
اوٹھالا وہیں اس کوہ کو زور کر
پھر آخر کو وہ رستم پہلوان
خوشی سے سر رستم نامدار
[illegible] ہوے [illegible]
وگرنہ ابھی لیکے تیغ و تبر
لگا کہنے کچھ [illegible] لاو نہ باک
جو کشتہ ہوا شاہ مازندران
بفیروزی و فتح شاہ جہان
ہوے مردم شہر و دیوان تمام
سپاس عنایات و لطف خدا
دُر بے بہا خلعت پر گہر
تہمتن کو دیکر کیا سرفراز
کہا غرض رستم نے اے بادشاہ
حکومت یہ مانگی اسے دیجیے
کیا حاکم شہر مازندران

ہوا جنگ [illegible] پھر آگ [illegible] میں
رہی دید کے [illegible] قالب میں جان
ہوئی خون [illegible] زمین لالہ گون
گیا تا بسقف [illegible]
[illegible] تاز جنگ
زبون ہو وہیں [illegible]
گیا سوے [illegible] شاہ
شتابان ہوا [illegible]
گیا راست تب رستم نامور
تہمتن کو جاکر [illegible]
یہ جادوان [illegible] شکل سنگ
یہ بولا کہ اے شاہ فرخندہ خو
اور اوس دم یہ دل میں گمان پھر ہوا
یہاں سخت [illegible]
یہ سنکر وہ زور آوران [illegible]
اوٹھا پہلوان سے کوہ گران
[illegible]
تہمتن یہ بولا کہ ہان سید رنگ
کرون [illegible] اس کوہ کے [illegible]
ملا کر اب اسکو یہ خون و خاک
شکست پڑی فوج کے درمیان
ہوا قتل شہ مازندران
پرستار شاہنشہ ذوالکرام
جہاندار کاوس لایا [illegible]
زر و مال و اسپان و [illegible]
ہوا پہلوان کا فزون اعتبار
[illegible]
جہان میں سرفراز اب [illegible]
[illegible]

وہ رستم او رطوس عالی وقار | وہ گودرز او رگیو جنگی سوار
یہ نکلے سے گردان جنگ آزما | زرہ فلک اونکو عنایت کیا

داستان لشکر کشی کردن کیکاؤس بر شاہ ہاماوران و ہزیمت خوردن شاہ ہاماوران و دادن دختر خود کیکاؤس را

تبا پیدا اقبال دلیر و سے تخت | ہوا مازندران کو لیا تاج و تخت
اگرچہ سوا ایران بفتح و ظفر | روانہ ہوا خسرو نامور
ہوئی ایک عالم کو یہ آگہی | کہ با شوکت و فر شاہنشہی
خدیو جہانگیر کاؤس کے | بلند اقتدار و زبردست ہے
کیا جیتے تسخیر مازندران | ہوا خیل دیوان پر اب گران
ہوئے سرکشان سب کے اندیشہ مند | مبادا کہ ناگاہ پہونچے گزند
بہت بادشاہان گردن فراز | ہوئے گام فرسائے راہ نیاز
ہر اک نے زر و گوہر و طوق و تاج | حضور اسکے بھیجا برسم خراج
اطاعت پہ جنسے نہ باندھی کمر | تو اسکی ولایت کو پہونچا ضرر
بہت کچھ جہان شہ نے سیر و کیے | مکان ملک توران کے اکثر لیے
ولیکن ہوا شاہ ہاماوران | مطیع شہنشاہ کشورستان
نمایاں ہوئی اُسکے جبیں سرکشی | تو کی شاہ نے اُسپہ لشکر کشی
کیا استقدر پہلوانوں نے تنگ | کہ ہرگز رہا پھر نہ یارائے جنگ
وہ رکھتا تھا اک دخت سودابہ نام | صنوبر قد و گلرخ و لالہ فام
جہاندار اُسکا ہوا خواستگار | نہ انکار اُس سے کیا زینہار
بندھا عقد باہم برسم شہان | ہوا شاہ کاؤس پھر مہربان
رہا ملک ہاماوران برقرار | مراعات کی اور بھی بیشمار
پیام سپہدار ہاماوران | یہ آیا حضور شہ خسروان
کہ تشریف اب قلعہ مین لایئے | یہان تک قدم رنجہ فرمایئے
قبول آپ مری میہمانی کرو | مرے حال پہ مہربانی کرو
کیا شہ نے اقبال اس بات کو | ولیکن وہ دلدار فرخندہ خو
یہ بولی کہ اے خسرو نامدار | مرے باپ کا کچھ نہیں اعتبار
وہ کمبخت ظالم سیہ کار ہے | بڑا ہی دغاباز و مکار ہے
نہ جاؤ غرض قلعے کے درمیان | کہ ہرگز نہیں خوب جانا وہان

داستان مہمان نمودن شاہ ہاماوران کیکاؤس را و گرفتار نمودنش و خبر یافتن رستم و نامہ نوشتن آن بہ شاہ ہاماوران

ہوا جا کے مہمان شہ کامگار | گئے ساتھ اُسکے کئی نامدار
وہان سات دن عیش افزا رہا | نہ وسواس و اندیشہ ہرگز کیا
تمنائے سالار ہاماوران | بر آئی کہ آیا وہ شاہ جہان
شب و روز خدمت میں حاضر رہا | جو کچھ شرط خدمت تھی لایا بجا
کہون کیا کہ خدمت سے خوش شہ کیا | شہنشہ کو حیلے سے غافل کیا
کیا قید پھر شاہ کاؤس کو | کیا بند گودرز اور طوس کو
ہوا جب گرفتار کاؤس شاہ | تو راہی ہوئی سوئے ایران سپاہ
یہ سنکر سپہدار افراسیاب | سپہ لیکے توران سے پہونچا شتاب
تصرف کیا آکے ایران میں | کیا ملک تسخیر اک آن میں
بزرگان ایران نے پھر ناچار | اطاعت انکی ترک کی اختیار
گئے زابلستان میں رستم کے پاس | شکستہ دل و پرغم و بے حواس
کیا جا کے احوال سارا بیان | کرے تاکہ تدبیر کچھ پہلوان
سنا جبکہ رستم نے یہ ماجرا | تو یون شاہ ہاماوران کو لکھا
سنا ہوگا احوال مازندران | کہ نیرو سے بازو سے میرے وہان
ہوا شاہ مازندران بھی ہلاک | ملے دیو سرکش تہ خون و خاک
تمہیں ہے یہ لازم کہ کاؤس کو | باعزاز و اکرام یان بھیجدو
مگر نہ سواران زابلستان | نہ چھوڑینگے ہاماوران کا نشان

جواب نامہ نوشتن شاہ ہاماوران برستم و روانہ شدن رستم بہاماوران و جنگ کردن و ظفریاب شدن کیکاؤس شاہ

لکھا اُسنے پاسخ کہ کاؤس کی
پڑھا جبکہ نامہ کا اپنے جواب
مخالف نے پھر جمع لشکر کیا
کیا پہلوان نے مبارز طلب
ہوا شاہ ہاماوران پر غضب
سراسیمہ وہین گریزان ہوئے
جو دیکھا کہ بیدل ہے ساری سپاہ
سو بارک سہ ور مصر ملے
تہمتن نے پھر اُسپہ ڈالی کمند
سپہ لیکے پھر حملہ آور ہوا
تباہ و پراگندہ لشکر ہوا
تہمتن سے پھر شاہ ہاماوران
جہاندار کاؤس پاکر وقسمہ
روان سوے ایران ہوا بادشاہ

نہایت ہے دشوار اب مخلصی
تو پھر زابلستان سے جون موج آب
شہ مصر و بربر کو باور کیا
لڑی ہی چاہے جسکا مقابل اب ہو
لگے پہلوانان بھی ناچار تب
یلان ہر سہ کشور ہراسان ہوئے
تو غیرت سے پھر مصر و بربر کے شاہ
کیا گذر رستم نے جب دم رہا
ہوا القصہ وہ گرفتار بلا
شتابان سو فوج بربر ہوا
گرفتار پھر شاہ بربر ہوا
ہوا آرزو مند امن و امان
ہوا تخت شاہی پہ پھر جلوہ گر

اگر تو بھی آویگا میدان مین
روانہ ہوا سوے ہاماوران
غرض باسپاہ گران پھر شاہ
ہوا دل مین ہر اک کے پیدا خطر
کیا قصد رستم نے پیکار کا
پھر آیا نہ میدان مین اک سوار
تھکے سامنے پہلوان کے دلیر
بچا کر وہ ضرب اُسکی بھاگا وہین
شتابی سے کر زین سے اُسکو چھڑا
گریزان سواران بربر ہوئے
نہ تنہا ہوا شاہ بربر اسیر
ہوئی شاہ کاؤس کی مخلصی
سپاہ سہ کشور بصد آرزو

تو ہوگا گرفتار اک آن مین
یل پیلتن لیکے فوج گران
تہمتن سے آگے ہوئے کینہ خواہ
کیا رزم سے اُسکی سب نے حذر
ولے جبکہ رستم نے حملہ کیا
مقابل کسو کی ہوا از نہار
مقابل ہوا وہ بھی مانند شیر
ولے بخت بد سے تھا چار اُنہین
اُسے ہر دمان کے حوالے کیا
نہ یک لخت دان بزم آور سے
چہل نامداران ہوے دستگیر
چھٹے قید سے طوس گودرز بھی
ہوئی ہمرکاب شہ نامجو
زیادہ تھی شش لاکھ سے بھی سپاہ

مراجعت فرمودن کیکاؤس شاہ بسمت ایران و بجنگ آمدن افراسیاب والی توران و ہزیمت او از دست رستم

جب آیا جہاندار عالیجناب
سپہدار توران نے پھر یون کہا
کہ ہون صاحب تاج و افسر اب سے
پھر آیا سو رستم افراسیاب
تو سالار توران ہراسان ہوا
ہوئے کشتہ تورانیان یان تلک
ہوا ملک ایران مین پھر بند و بست
مکان پاکے نادر بزیر فلک
سوا اسکے ہر جا تھے شیشے لگے
ولیکن یہ تنگ آ گئے تھے تمام

سپہ لیکے پہونچا تب افراسیاب
کہ لے پہلوانان جنگ آزما
سوا اوسکے دولت اپنی ذخیرہ
ولیکن نہ ہرگز ہوا کامیاب
سراسیمہ جان سے گریزان ہوا
کہ کشتون کے پشتے ہوئے تا فلک
ہوئے سرکشان جہان پست
بنائے بہت کوہ البرز پہ
جہاندار کاؤس کے حکم سے
وہ ناچار اس فکر مین تھے مدام

صف جنگ آراستہ وان ہوئی
پکڑ لائے رستم کو گر کوئی مرد
یہ سنکر کئی مرد میدان مین
یل پیلتن لیکے گرز گران
دلیرون کے پھر کھینچکر تیغ کین
گیا سوے توران پھر افراسیاب
ہوئے شہ کے محکوم دیو و پری
کہ دون ان مکانونکی تعریف کیا
غرض دیو فرمایش پادشاہ
کہ شہ کو کسیطرح کیجے ہلاک

جہان مین قیامت نمایان ہوئی
کرے قتل یا آنکہ وقت نبرد
گئے اور ہوئے کشتہ اک آن مین
ہوا جبکہ میدان مین حملہ کنان
ہزارون کیے قتل ترکان چین
ہوا شاہ کاؤس کے فتحیاب
لگے کرنے جون بندگان چاکری
کہ تھا ہر مکان زر و یاقوت کا
سر انجام کرتے تھے شام و پگاہ
جہان مین رہین تا کہ بے خوف و باک

پھر ابلیس سے سنکے ژرخیم دیو
کیا ابلیس وہیں پیش کیہان خدیو
وے بھیجا ہے کہ راز فلک
نہیں تجھکو معلوم کچھ ابتلک
اگر تو ہو عازم سوے آسمان
تو ظاہر ہو یکبار سب راز نہان
پہنچنے لگا اس سے پھر تاجور
کہ تو بیٹھکا نیچے پہنچ پر
دو بولا کہ تدبیر اسکی کرون

کیا عرض اے بادشاہ جہان
کواکب کی گردش کا بھی بیشمار
سنی بات جب دیو گمراہ کی
تو میں تجھکو انعام دوں بیشمار

تو ہی ہے خسرو خسروان زمان
نہیں تجھپہ احوال کچھ آشکار
تو گم ہو گئی عقل پھر شاہ کی
زیادہ کروں عزت و افتخار
سر چرخ پر آپ کو بھیجدون

رفتن کاوس شاہ بسیر آسمان وافتادن بدشت چین و آوردن سواران در ایران و بار دیگر بر تخت نشستن

کیا پیش ابلیس ژرخیم دیو
ویلے اسکی تدبیر فرمائیے
کیا پھر حضور شہ نامدار
انھیں ساتھ مردم کے خوگر کیا
عقابوں کو باندھا سر تخت سے
کہ قصد یہ تھا سیر آسمان
جہانتک انھیں زور پرواز تھا
گرا دشت چین میں وہ تاجدار
چہل روز غمگین و خستہ رہا
اشارت ہوئی خواب میں رات کو
کہی اسکے دیوؤں نے پھر خبر
تھا جلوہ گر شاہ جب تخت پر
ستم ہے کہ ہر بار اے بادشاہ
تباہ خراب کیا تجھسے کار [illegible]
لگا عذر کرنے وہ شاہ جہان
سے تاجداران تھا کیہان خدیو
[illegible] ایسا جو ہو نا اگر
[illegible] شاہ [illegible] پناہ

کہ کرد و بچہ کس طرح لیجائیے
عقاب اسکے [illegible] جا
کئی روز پھر انکو فاقہ دیا
کہا پھر یہ شاہ قوی تخت سے
کہ ہو رنج آور یہ تیر کمان
ہوے اوج گیر اور سے ہوا
گرے [illegible] بیشمار
پراگندہ [illegible]
کہ [illegible] تا جو
کہ ہر بیشہ چین میں وہ تاجور
تو گود [illegible] دان اگر
تو دیتا ہے [illegible] تو تختگاہ
کیا پھر [illegible]
کبھی [illegible]
پرستار [illegible] دیو
تو [illegible] نامور
[illegible]

بتائی وہیں اسنے تدبیر ایک
کھلایا انھیں گوشت شام و سحر
رکھی ران بکرے کی [illegible]
کہ اب بیٹھئے آپ اس تخت پر
اٹھے تخت کو لیکے چاروں عقاب
نہ ہرگز رہی تاب پرواز سے
کہ یکبار سے ہوئے تھا قوی [illegible]
[illegible] روتا تھا وہ زار زار
وزیر و [illegible] القصہ کی جستجو
روانہ ہوئے تب سران سپاہ
ملامت بہت کی کہ افسوس ہا
ہوا تو گرفتار خواری سے بار
یہ سنکر شہنشہ پشیمان ہوا
کیا اسکے [illegible] صبح و شام
جہان بخش گوئی شاہ گیتی پناہ
کمر باندھتا تھا وہ دان [illegible]
[illegible]

کہا یزدان کر راضی ہے کیہان خدیو
کہ نزدیک ابلیس کے [illegible]
قوی زور انکے ہوئے بال و پر
کیا آپ لایا پھر تخت زر
ہوا افتادہ گر [illegible] نامور
سو [illegible] پرواز کی [illegible]
سر خاک پر گر پڑا تخت سب
غرض دشت میں خسرو تاجور
خدا نے کیا ختم انجام کار
روانہ کیے دیو ہر چار سو
شہنشہ کو لاکے سوے تختگاہ
ہوئی پاک قلم [illegible]
و لیکن تھا [illegible]
خجالت سے سر در گریبان تھا
شہنشہ سے راضی ہوے خاص و عام
نہ ہرگز ہوا مثل کاوس شاہ
[illegible]
[illegible] اسکی داستان

داستان [illegible] سہراب از [illegible] دختر والی سمنگان

[illegible] نامدار
[illegible]

کیا دشت [illegible] آشکار
[illegible]

ہوا سیر اک [illegible] کیا
تو اترا [illegible] ڈالی [illegible]

کیا پھر [illegible] آرام و [illegible]
کیا [illegible]

گئے جبکہ نزدیک اوس رخش کے
پکڑ ملے لیگئے ترک واسنے اوسے
وہ لیتا ہوا پھر سراغ اسپ کا
تو وہ بھی پیادہ گیا پیشوا
ادھر اب قدم رنجہ کیونکر کیا
جہان ہو وہان سے تو لا رخش کو
کرم کیجیے میرے ایوان پر اب
یہ گفتار سنکر وہ شادان ہوا
پس پردہ وان رات کو ناگہان
جو دیکھی وہ دلدار آئینہ رو
کہ شاہ سمنگان کی دختر ہون مین
ولے تیری مدت سے دیوانہ ہون
کسیکی نہون جفت تیرے سوا
بجالائی مین شکر الطاف رب
غرض جبکہ خورشید ہوجاوے گر
یہ کہکر وہ جفت ہوئی دلستان
تو لاکر سجا شرط آئین و دین
کوئی مہرہ سام و نریمان کا تھا
تہمینہ ... اوسکو بازو سے باندھ
تو اوسکے مقابل نہو پیل و شیر
جدائی سے تہمینہ گریان ہوئی
جسیم و قوی پنجہ مانند سام
سہ سالہ ہوا جبکہ وہ شیرخوار
تہمتن نے زابل سے تہمینہ کو
ولیکن بت دلستان نے وہان
یہ ہر کوئی پوچھے پدر یان صبح و شام
ترا باپ ہے رستم پہلوان
ہوئی بعد ازان وہ بت مہ جمال
کہ بھیجون کسے ... ہنوز ...

تو اوسنے لکدا اور دندان سے
کیا جفت اک مادیان سے اوسے
پیادہ بسوی سمنگان گیا
تہمتن سے جاکر یہ اوسنے کہا
یہ رستم نے تندی سے پاسخ دیا
کہ آفت یہان کوئی برپا نہو
بسر کیجیے ان بعیش و طرب
سمنگان کے سلطان کا مہمان ہوا
نمایان ہوئی اک بت دلستان
تو حیران رہا رستم نامجو
پریچہرہ و ماہ پیکر ہون مین
قرار و صبوری سے بیگانہ ہون
تمنا ہے دل کی یہ صبح و مسا
کہ وارد ہوا اس مکان مین تو اب
مرے باپ سے میری درخواست کر
ہوا خوش بہت رستم پہلوان
تہمتن کو دی شہ نے دختر وہ مین
سو رستم نے اوسکو حوالے کیا
اگر ہووے دختر تو گیسو سے باندھ
وہ ہو مثل سام و نریمان دلیر
بہت اوسکی خاطر پریشان ہوئی
رکھا شاہ نے اوسکا سہراب نام
لگا پھرنے میدان مین پیل تنہا و
سہ یاقوت بھیجے تھے اور لعل دو
لکھا تھا کہ پیدا ہوئی دخت یا
کہ تیرے پدر کا بھلا کیا ہے نام
یل پیلتن گرد کشورستان
ثناگو ہے سام نریمان و زال
کہ پہونچا دے دونون طرف کی خبر

کیے چند کس کشتہ اک آن مین
ہوا جبکہ بیدار وہ نامجو
جو شاہ سمنگان کو پہونچی خبر
ترے ہم ہین فرمانبر و نیک خواہ
مرا رخش لائے ترے مردمان
وہ بولا کہ آشنا نہ گھبرائیے
رکھو جمع خاطر کہ رخش آپکا
مہیا کیا شہ نے چنگ و رباب
سمنبر گل اندام و شمشاد قد
یہ پوچھا کہ تو کون ہے کیا ہے نام
مرا نام تہمینہ ہے ای جوان
ہوئی والہ سنکر ترے جو بیان
کیے تھے یقین مینے یہ مردمان
یہ سنکر ترے پاس آئی دوان
وہ چاہے ہی مجھسے زیادہ تجھے
سحر موبد شاہ کو کر طلب
ہوا اوس سے ہمخواب یکشب جوان
کہا یون کہ اے دلبر سیمبر
بیان کیجیے کیا اثر مہرے کا
طلب رخش اپنا کیا بعد ازان
غرض نو مہینے کیے سب گذر
وہ یکتا ہے نظر وجہین یکسالہ تھا
ہوا جبکہ دہ سالہ وہ پیلتن
طلب کی تھی یہ نازنین سے خبر
غرض آکے تہمینہ سے ایک روز
کہون کیا مین تمکو بتاؤ مین کیا
دلیران گردان روی زمین
سنا جبکہ سہراب نے یہ سخن
وہ بولی کہ اے پور فرخندہ فال

رہائی ہوئی پر نہ میدان مین
نہ دیکھا کہین دشت مین رخش کو
کہ آیا یہان رستم نامور
خدا ہے ہمارے سخن کا گواہ
سراغ اسپ کا مجکو پہونچا یہان
نہ تندی کو اب کام فرمائیے
سحر آپکے پاس آجائیگا
شراب مصفا و نقل و کباب
پریچہرہ مہر رو خورشید خد
لگی کہنے تب یون بت لالہ فام
رہون جو پری مردمان سے نہان
خدا سے کیا عہد مینے کہ ہان
کہ لائین ترے رخش کو اب یہان
کرون تا حقیقت مفصل بیان
کریگا نہ انکار اس بات سے
تہمتن نے بھیجا یہ پیغام تب
ہوئی حاملہ وہ بت دلستان
اگر تجھسے ہووے تولد پسر
کہ ہو پاس جسکے بفضل خدا
سوار اوسپہ ہوکر ہوا پھر روان
تو پیدا ہوا نازنین سے پسر
رخ خوب و رنگ گل و لالہ تھا
لگے ڈرنے مردان شمشیرزن
کہ دختر تولد ہوئی یا پسر
لگا کہنے وہ کودک دل فروز
یہ سنکر پریچہرہ نے یون کہا
کوئی رہنما اوسکے ہمسر نہین
تو پھر یون لگا کہنے وہ پیلتن
نہ لانا یہ زنہار دل مین خیال

ترا نام سنکر جو رستم سے تجھے / ہوا اوسے تو پھر رنج و غم ہے تجھے
رکھے ہے ترے باپ سے بغض کین / یقین ہے کہ تجھکو وہ چھوڑے نہیں
ہوا تنہا وہ کوہ کی ارجمند / یہ بولا نہیں بات یہ دلپسند
سواران ترکان و مردان کار / فراہم کروں لشکر بے شمار
بٹھاؤں تہمتن کو میں تخت پر / کروں اوسکو ایران کا تاجور
جو رستم پدر ہو اور میں پسر / نہ دنیا میں کوئی رہے تاجور
ہوا اگرچہ سہراب پھر برق سان / کیا اسپ اوسنے طلب بعد ازان
پسند اوسکو لیکن نہ آیا کوئی / سواری کے لائق نپایا کوئی
ہوا اپنچہ رخش جب رو برو / تو شادمان ہوا وہ یل نامجو

سوا اوسکے وہ شاہ افراسیاب / کیا جسکو رستم نے اکثر خراب
غرض ہے یہ بہتر کہ تو ہوشیار / نکہ باپ کی نام کو آشکار
رکھو کہیں نہ پوشیدہ نام پدر / نہیں مجھکو ہرگز کسیکا خطر
پھر اک دم میں لیوں تخت کاؤس کا / مٹا دونگا میں نام و نشان طوس کا
کروں قصد پھر سوے افراسیاب / سر تخت لوں اوسکا جاکر شتاب
پر یہ چہرہ مانند ابر بہار / یہ گفتار سنکر ہوئی اشکبار
دکھا دے اوسے سنکے خواہشئے تمام / کہ تہمینہ سے اک اسپ تھا تیز گام
سر پشت تا ہاتھہ اوسنے جسکے رکھا / شکم اوس ہیونکا زمین سے لگا
کہ وہ بادپا چست و شایستہ تھا / قوی زور و چالاک و بایستہ تھا
سوار اوسپہ ہو کر یل شیرزاد / نہایت ہوا دل میں مسرور و شاد

روانہ شدن سہراب از توران بسمت ایران برای جنگ کیکاؤس مع ہومان و بارمان و کردن اسیر راہدار ایران را

جو ایمرد نے قصد ایران کیا / مہیا لڑائی کا ساماں کیا
لگا کہنے پھر یوں کہ اب ہے یہ عزم / کروں شاہ کاؤس سے چلکے رزم
سنے یہ تشفق اوسکے تورانیان / لگے کرنے اغوا اوسے ہر زبان
یہ سنکر ہوا شاد افراسیاب / پھر اوسنے یہ پیغام بھیجا شتاب
کمر باندھکر کینہ خواہی پہ چست / کیا قصد ایران جو تونے درست
روانہ کیا فوج کو پھر اودھر / کیے اوسمیں سرکردہ دو نامور
یہ افراسیاب اونسے کہنے لگا / کہ رکھیو ذرا دھیان اسبات کا
پدر سے پسر اور پسر سے پدر / نہو آشنا زینہار گر
قوی زور سہراب ہے اور دلیر / یقین ہے کرے یہ تہمتن کو زیر
کسی حیلے سے پہنچو تم ہلاک / اسے بھی ملانا تہ خون و خاک
نہ دشوار تسخیر ایران ہو پھر / ہلاک بد اندیش آسان ہو پھر
سپاہ گران لیکے وہ نوجوان / ہوا سوی اقلیم ایران رواں
اکیلا نکل وہ مقابل ہوا / سو جنگ سہراب مائل ہوا
یہ سہراب نے اوس سے پوچھا کہ ہاں / ترا نام کیا ہے بتا اے جوان
کروں سر کو اب تن سے تیرے جدا / یہ کہکر کیا زخم نیزہ رہا
دلیری سے سہراب نے بعد ازان / روان کر کے پہلو میں اوسکے سنان
شہ ایران ایک تھا گزدہم پہلوان / اور اوسکی تھی اک دختر دلستان

زرہ پوش مردان جنگ آورین / فراہم کیا لشکر بیکران
سر تخت کاؤس رستم کو دوں / سپہدار اقلیم ایران کروں
کہ ہم جانفشانی کو حاضر ہیں اب / نہ چھوڑینگے کاؤس کو زندہ اب
کہ بد خواہ میرا ہے کاؤس تباہ / یہ ہے آرزو اوسکو کیجے تباہ
تو میں ہوں رفیق اب ترا اے جوان / کروں تیرے شامل سپاہ گران
سنو نام کا اونکے مجھسے بیان / کہ ہومان تھا اک دوسرا بارمان
کہ سہراب رستم سے واقف نہو / تہمتن نہ پہچانے سہراب کو
کرو جہد و کوشش یہ صبح و مسا / کہ سہراب و رستم ہوں جنگ آزما
بوقت وغا رستم نامجو / مگر ہو وے کشتہ تو سہراب کو
جو کشتہ ہوں دونوں وہ جنگی سوار / رہے پھر کسے طاقت کارزار
سو فوج کو اونسے بید رد و رنج / روانہ کیا پیش سہراب گنج
کوئی قلعہ تھا راہ میں استوار / ہجیر دلاور تھا وان قلعدار
سپارز کیا جبکہ اوسنے طلب / گیا سامنے اوسکے سہراب تب
دیا اوسنے پاسخ کہ ہوں میں ہجیر / قوی بازو و زور مند و دلیر
بہت زور اوسنے کیا کین سے / ہلا پر نہ سہراب جب زین سے
اوٹھا زین سے ٹیکا وہ خاک پر / اوسے لیگیا پھر گرفتار کر
سو وہ پہلوانی میں تھی بے نظیر / ہنرمند دانا شجاع و دلیر

جہان مین تھا گرد آفرید اوسکا نام
تو مانند مردان شمشیر زن
خروشان ہوئی جبکہ وہ سیمبر
غرض اسکو سہراب وہ شیرزن
سنان سے اوٹھایا اوسی زین سے
سوار اسپ پر ہو کے پھر دلربا
اسیر کمند اوس پری کو کیا
درخشان ہوا جب رخ مہ جبین
تو بیہوش ہوکے گئے وہ ہشیار
گئی قلعہ مین جبکہ وہ نازنین
کہ اس دشت مین رہنا نہین خوب اب
شتابی سے توڑا در قلعہ کو
تو سہراب کا دل ہوا بیقرار
گیا پیش کاؤس گردون وقار
تماشا یہ ہے عمر مین خرد ہے
مقابل ہوا جبکہ اوسکے ہجیر
یہ اب مصلحت ہے کہ اے شہریار
کہ ای پیلتن رستم پہلوان
عدو سوز ہے تیری تیغ و سنان
دلیر و قوی پنجہ سہراب نام
سوا تیرے ای پہلوان جہان
ہوا گیو نامہ کو لیکر روان
یہ پوچھا کہ ای گیو یہ کر بیان
یہ دلمین لگا کہنے وہ پیلتن
وہی طفل شاید کہ ہو یہ جوان
دروغ اوسکی مان کیونکہ لکھی یہان
کہ پہونچے جوان ہو کے ایسے شتاب
یہ کہکر کیا جشن ترتیب وان
نہین اب ہے لازم توقف یہان

ہنر جنگ کے یاد اوسکو تمام
لباس نبرد اوسنے کر زیب تن
تو سہراب حیران رہا دیکھکر
ہوئی جون نگہ اپنی ناوک فگن
سر خاک ٹپکا رہ کین سے
ہوئی مثل مردان نبرد آزما
سر زین سے پھر ہوئی وہ جدا
تو سہراب عاشق ہوا اس زمین
کہ اس قلعہ مین ہے مرا اختیار
پدر او برادر سے اوسنے وہین
گریزان ہے سو الغرض وقت شب
گیا قلعے مین پھر دل ناصبور
ہوئی خاطر آشفتہ پھر لفت آ
کہا یون کہ ای خسرو نامدار
کم از چاردہ سال وہ گرد ہے
تو وہ لیگیا کرکے ووہین اسیر
تو غافل نہ ہو جلد کر فکر کار
یل نامور گرد کشور ستان
جہانگیر ہے تیر اگر ہے گران
زبون اوس سے ہین پہلوان سب تمام
نہین کوئی اوسکے مقابل یہان
بفرمان شہ سوے زابلستان
کہ کس شکل و صورت کا ہے وہ جوان
کہ جاہی تھی بیٹے سمنگان مین زن
جسے سام سکے کہے ہے جہان
بھلا کسلیے مجھسے کھتی نہان
حضور شہنشاہ عالیجناب
رہے سات دن تک وہ شادی کنان
بجا لائیے حکم شاہ جہان

سنا جبکہ گرد دلاور ہجیر
شتابی سے ہو بادپا پر سوار
گمان لیگیا زن ہے یہ یا مرد
لگی بخیلا چھوڑنے تیر جب
ولے دخت نے کھینچکر تیغ کین
دلیری پہ اوسکی جب آئی نظر
گرا خود تارک سے پھر خاک پر
کہا دلستان نے یہ سہراب سے
رہا اوسکو سہراب نے پھر کیا
جو کچھ ماجرا تھا کیا سب بیان
ہوا جبکہ خورشید جلوہ کنان
نپایا کہین مردمان کا نشان
ادھر تھا یہ ہمدوش فتح و ظفر
جوان ایک آیا ہے توران سے
ولے پیلتن ہے جوان دلیر
گئی سامنے جبکہ گرد آفرید
یہ سنکر ہوا شاہ اندوہگین
تو ایرانیونکا ہے پشت پناہ
تو جلدی سے پہونچ زابلستان سے
سوار توانا و پر زور سے
ہوا نامہ طیار جب سر بسر
وہان جاکے رستم کو نامہ دیا
وہ بولا کہ کہتے ہین یون خاص و عام
تولد ہوا ہو وہ اوس سے پسر
یہ پھر سوچ کرنے لگا نامور
تہمتن سے کہنے لگا پھر یہ گیو
وہ بولا کہ کیا اضطراب اس قدر
یہ پھر گیو نے رو برو رستم کہا
یہ بولا وہ پیلتن رستم نامدار

ہوا وقت پیکار زندہ اسیر
دلیرانہ آئی پئے کارزار
ہوا یا کوئی طفل پرخاش جو
سپر لیکے سہراب نے منہ پہ تب
دو نیزہ کیا نیزہ کو بس وہین
تو مشتاق سہراب نے زود تر
پریشان ہوکے سر بسر موے سر
کہ ہو بند سے گر رہائی مجھے
ولے عہد و پیمان محکم لیا
یہی مصلحت سب نے دیکھی وہان
تو آواز مردم نہ آئی وہان
نہ دیکھی جو وہ دخت دلستان
اودھر گردہم قلعے سے بھاگکر
سنا یہ ہے سام نریمان سے
قوی بازو و ہیبت مانند شیر
تو یہ بھی رہی فتح سے ناامید
تہمتن کو نامہ لکھا پھر وہین
تو ہے سرگروہ سران سپاہ
کہ آیا ہے اک گرد توران سے
یہان زور کا اوسکے اک شور ہے
دیا گیو کو شاہ نے مہر کر
وہ حیران ہوا جبکہ نامہ پڑھا
کہ ترکیب و شکل اوسکی ہے مثل سام
کہ تھی حاملہ مجھسے وہ سیمبر
کہ دختر ہوئی وان یہ آئی خبر
کہ ہے اسطرح حکم کیہان خدیو
ذرا بادۂ لعل گون نوش کر
کہ اے پہلوان نبرد آزما
نکر خوف و اندیشہ کچھ زینہار

نہین کوئی پہونچو مرے نزدیک کو
غنیمت ہے یہ صحبت ہمدگر
ہوا جبکہ روز دوہم جلوہ گر
زوارہ جو اوسکا برادر تھا خورد
تو دو وہین وہ شاہنشہ نامور
کہا اتنا توقف وہان کیون کیا
ہوا پر غضب طوس پر شہریار
تہمتن نے جھٹکا وہین اوسکا دست
سمجھتا نہین کون کاوس ہے
مخاطب ہے اوس سے شہریار
تو سہراب کو کھینچ اب دار پر
کرون آتش خشم کو تیز گر
کہ سر پر یہ رکھو اپنے تاج شہی
پٹہ یہ اجو کرتا ہین تاج شہی
یہ کہکے وہین رخش پر ہو سوار
یہ احوال گودرز سے پھر کہا
جو رستم کو آزردہ خاطر کیا
توقف نکر اب شتابی سے جا
یہ ظاہر ہے اور سب کو معلوم ہے
پشیمان ہوا خود بخود بادشاہ
کہے ہین یہ ہی گرد ہر ایک پاس
خدا اسکے لیے اسے پیل نامور
سمند غضب کی پھرا اب عنان
زبان پر جو لوگ لگے پھر یہ سخن
یہ سنکر وہین رستم پہلوان
یہ تندی دگرمی ہے میری سرشت
ترا دیر آنا ہوا ناگوار
ہوا رستم گرد بھی عذر خواہ
کرین آج ترتیب بزم طرب

یہ ہے تاب کسکی مقابل جو ہو
کہ ہے آخر کار چلنا ادھر
تو پھر زابلستان سے باکروفر
اونسے لیگیا ساتھ اپنے وہ گرد
ہوا خشمگین رستم دیدہ ور
مرا حکم لائے نہ ہرگز بجا
کہا جلد لیجا انھین سوے دار
غضب شندہ پھر ہوکے جون شیر مست
مرے آگے کیا چیز پھر طوس ہے
یہ تندی سے بولا ہل نامدار
بداندیش کو خستہ و خوار کر
تو جس سے بھی کمتر ہے پھر تاجور
کرو ملک ایران تمہین فرمان دہی
سپہ بخشی نہ تجھہ تک کلاہ بہی
روان سوی زابل ہوا نامدار
وہ سنکر حضور شہنشہ گیا
یہ زنہار تجھکو مناسب نتھا
دلاسا تو کرکے تہمتن کو لا
کہ عاری ہے دانش سے کاوس کے
سر نو کیے عہد ہو عذر خواہ
کہ سہراب ہے وہ دلاور جوان
تو ایرانیون پر دہ اس سم کر
تو ہرگز نجا سوے زابلستان
کہ اک طفل سے رستم یلتن
پھر آیا حضور شہ خسروان
نہین چھوٹی مجھسے یہ خو سرشت
ہوا تند پھر تجھہ پہ بے اختیار
کہ بندہ ہون تیرا ہین آباد شاہ
بسر ہم کرین عیش و عشرت سے اب

کہ اونکا جب اسپ کو جا کر وان
رہی اور دو روز بزم طرب
روانہ ہوا رستم پہلوان
غرض کے ہو منزل بمنزل روان
کہا طوس سے یون ز روے غضب
زبردست تھا طوس ہر چند پر
پھر اوسنے سوی رستم سرفراز
یہ بولا کہ ہے کون نامور
مجھے جز خداوند یزدان پاک
ہو گرم مانند شعلہ تو اب
تو یہ کاسہ کی تو نے اب اختیار
دلیران گردنکش و نامجو
ولیکن نہ اقبال سے تیرے کیا
ہے بیہودہ سر اتو نے جو کچھہ کہا
جو آزردہ ہوکر گیا پہلوان
کہا اوسنے یون شاہ کاوس کو
پشیمان ہوا شاہ گیتی ستان
ہوا اون سے گودرز و بیژن روان
تمیز اوسکو ہے پہلوان کچھہ نہین
تو ہوویگا آزردہ شہ سے اگر
کوئی پہلوان جسکے ہمسر نہین
کہ پشت و پناہ دلیران ہے تو
وگرنہ ہون گردان لشکر ان دلیر
یہانتک ہراسان ترسان ہے شاہ
اوٹھا تخت سے شاہ تعظیم کو
بلایا تجھے اسلیے میں یہان
ہوا تو جو آزردہ اے شیر دل
جو کچھہ حکم ہو وے سو لاؤن بجا
سحر پاتے لیکر سپاہ گران

رہیگا نہ سہراب کا پھر نشان
خوشی سے رہے بادہ کش روز و شب
گئی ساتھ اوسکے سپاہ گران
گیا پیش کاوس جب پہلوان
کہ دونونکو تو دار پر کھینچ اب
کیا رستم نامور سے حذر
کیا لاجرم ہاتھہ اپنا دراز
جو لیجا کے کھینچے مجھے دار پر
نہین ہے کسیکا ذرا خوف و باک
کہ بیفائدہ ہے شہا یہ غضب
تو شاہی کے لائق نہین زیبا
یہ کہتے تھے مجھسے بصد آرزو
کہ جز بندگی کچھہ ارادہ نتھا
بجا ہے روا تو نے جو کچھہ کہا
تو بیدل ہوے وہین پر جوان
کہ یہ کیا کیا اے شہ نامجو
لگا کہنے گودرز سے یون کہ ہان
تہمتن سے جا کر کیا پھر بیان
جو آوے زبان پر کبھی بس وہین
تبہ ہونگے ایرانیان سربسر
کوئی گرد اوس سے قوی تر نہین
نگہدار اقلیم ایران ہے تو
دلیری کرین آ کے مانند شیر
کہ جو جنگ یا سے گریزان ہوا
کہا پھر کہ اے رستم نامجو
کہ ہون چارہ جو تجھسے اے پہلوان
تو کچھہ مین پشیمان ہوا اور خجل
شہنشہ نے ارشاد یون کیا
سو دشمن کمینہ جو ہو وردان

رفتن کاؤس شاہ و رستم پہلوان بہ عزم جنگ با سہراب

درخشان ہوا جبکہ مہر منیر
یل پیلتن با سپاہ گران
جو پہونچا وہ نزدیک حصن متین
جو سہراب نے قلعہ سے کی نگاہ
جو یہ کثرت فوج آئی نظر
کھڑا تھا کچھ سراپردہ پیش حصار
زرافشان وہ مردم کے ہوکر نہان
مہیا ہے بزم نشاط و طرب
ادھر تھا وہ ہیں اوسکے آرو برو
گیا وہ اپنے بچھڑے رستم نامور
کوئی دیکھنے کو جو لایا چراغ
نمودار ہی دکھلا گیا اب بیان
نچھپوں میں سحر زندہ کاؤس کو
یہ کہتا تھا اے بادشاہ جہان
سکا جو نہیں ایمن کچھ نہ زنہار
سنی اور دیکھی بہت رزم و بزم

تو کاؤس سلطان آفاق گیر
ہوا اسکو سہراب اپنے روان
تو لشکر ہوا وان اقامت گزین
تو دیکھا کہ ہے بیکران یہ سپاہ
تو ہومان کچھ ہوش اوڑ گئے سر بسر
ابھرمان سہراب عالی تبار
لگا کرنے احوال دریافت وان
خوشی سے می لعل پیتے ہیں سب
لگا پوچھنے یون کہ ہے کون لقب
اور اک شخص ناگاہ آیا اودھر
تو زندہ کا وان کشتہ پایا چراغ
خبر لیگیا آن کر بے گمان
ملاؤن تہ خاک و خون طوس نے
کرون کیا میں سہراب کا اب بیان
بعینہ ہے ہمشکل سام سوار

دلیران ایران کو کرکے طلب
چھپا کر دل شکستہ رخسار زرد
گیا پھر وہاں شاہ کاؤس بھی
یہ ہومان سے کہنے لگا دیکھ تو
یہ سہراب بولا ہراساں نہو
گیا اوس سراپردہ میں رات کو
جو دیکھا تو سہراب ہے تخت پر
کوئی بزم میں زندہ تھا پہلوان
تعقب اسکے اک مشت مارا بخشت
جو دیکھا تو افتادہ ہے اک جوان
یہ سہراب لوگوں سے کہنے لگا
عوض زندہ کا صبح میں جاکے تو
زبان پر تھا سہراب کی یہ سخن
جوان قوی ہیکل و زور مند
یہ جا ہے کہ ہے اب جنگ ...

یہ بولا کہ ہیچ ہو رستم کے سب
نشان ہوگیا مہر گیتی فروز
گئے گیو گودرز اور طوس بھی
کہ ہے کس قدر لشکر جنگ جو
کرون قتل اک دم میں سب فوج کو
خبر کے لیے رستم نامجو
تب اور ... ہیں اوسکے ...
پڑی اوسپہ اوسکی نظر ناگہان
تو کشتہ ہوا زندہ خفتہ بخشت
کہ ہرگز نہیں اوسکے قالب میں جان
کوئی آکے جاسوس کاؤس کا
کرون ایک لشکر کو میں غرق خون
ادھر شام سے رستم پیلتن
قد اوسکا ہے مانند نخل بلند
پدر اور پسر میں ہے ہونے کو جنگ
ہے اب سنیے سہراب و رستم کی رزم

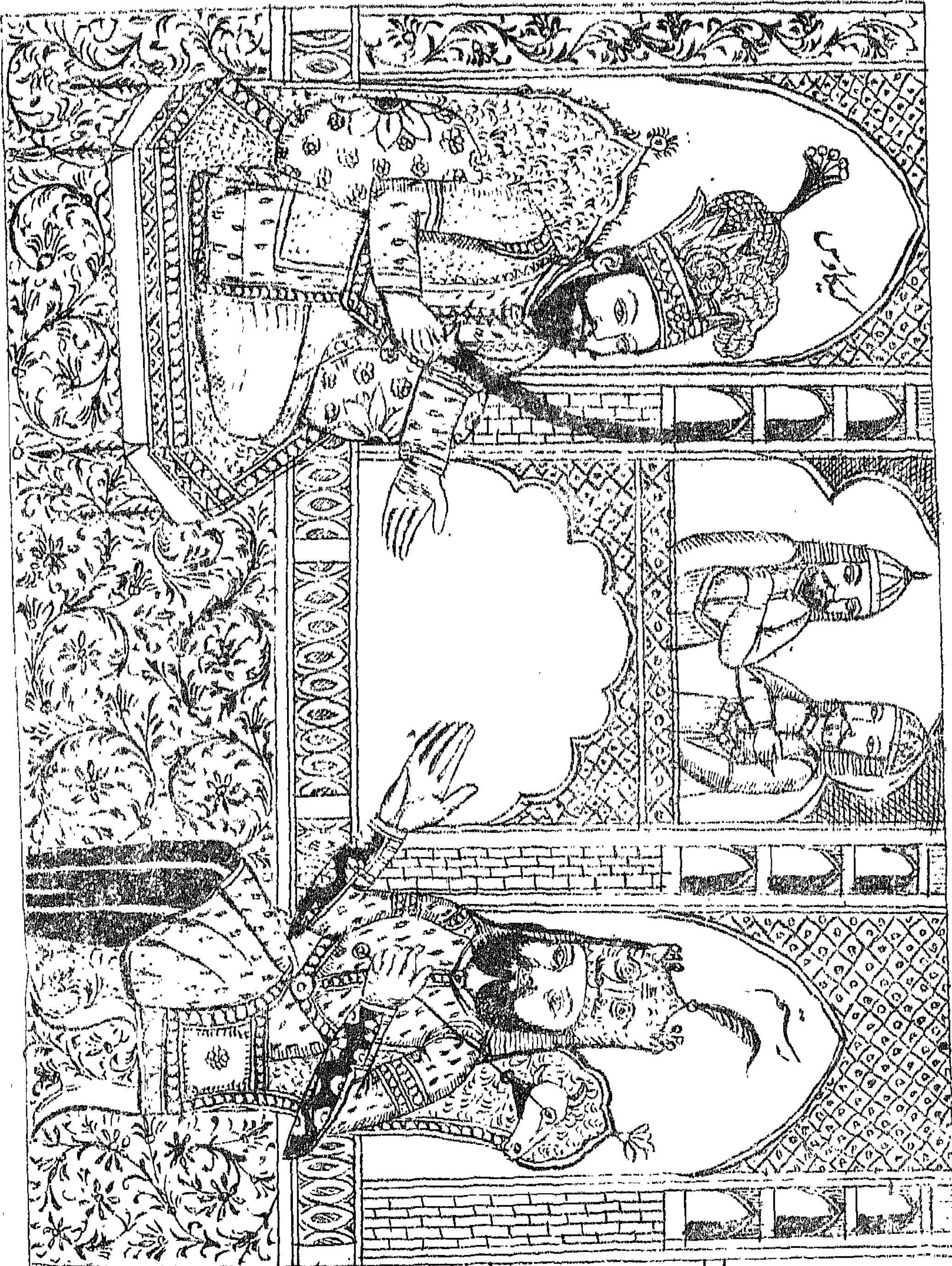
داستان جستن سہراب نشان رستم از ہجیر و ہومان و بارمان و نیافتن سراغ

سپہر چرخ مہر جہانتاب نے
کہ تم بھی نہ تاخیر کو راہ دو
تو بخشوں رہائی تجھے بند سے
ہجیر اور سہراب یل پھر وہیں
یہ کسکا ہے جلدی بتا مجھکو تو
سو راست کسکا ہے خیمہ کہا
وہ بولا کہ گودرز جنگ آزما
کھڑا ہے جہان کا دیانی درفش
اگرچہ تھا واقف دلاور ہجیر

کیا جبکہ جلوہ تو سہراب نے
کروا ہی آراستہ فوج کو
وہ بولا وہیں طوس نوذر کا ہے
گئی وان ہے بالای حصن حصین
کہ ہاتھی ہیں جسکے بہت پیش در
وہ بولا کہ یہ خیمہ ہے طوس کا
خداوند ہے خیمۂ سرخ کا
کہ ہے یک قلم سرخ و زرد و بنفش
کہ ہے خیمہ رستم شیر گیر

جب آراستہ اپنا لشکر کیا
ہجیر دلاور کو کرکے طلب
دروغ آگے مردم کے ہے بے فروغ
یہ سہراب کہنے لگا اے ہجیر
وہ بولا کہ اے گرد باعز و جاہ
کہا پھر سراپردہ لالہ رنگ
کہا پھر یہ سہراب نے بعد ازان
سوا اوسکے جون تخت کاؤس کے
دلے دل میں اندیشہ اوسنے کیا

یہ ہومان ہے اور بارمان کہا
کہا گرچہ ہے راست تو ہے اب
بھلا کسلیے کوئی بولے دروغ
پلنگی سراپردہ گردون نظیر
یہ ہے شاہ کاؤس کی بارگاہ
یہ کسکا ہے مجھکو بتا بیدرنگ
سراپردہ کا سبز کسکا ہے وان
رکھا اک سراپردہ میں تخت ہے
سپاہ ادا کہین ترک جنگ آزما



سنے نام رستم کا اور ناگہاں
یہی سلطنت ہو گی اب زینہار
کہ ہو یاور شاہ کاؤس کے
کہا دل میں آئے گر اب نہ آئے وہاں
کہا پیر ... غور ست کر نگاہ
کہا پھر سہراب نے کہ کہاں

کرے جنگ و پرخاش جا کر وہاں
نہ بتلاؤں نام پل نامدار
یہ اوسکا سراپردہ سنہری
بتایا تھا رستم کا جو کچھ نشان
کہ کس کا سراپردہ سب ہے یہ بارگاہ
سراپردہ رستم پہلوان

وہ غافل ہوا اور کشتہ ہوا کہیں
کہا یوں کہ خاقان چین نے یہاں
وہ بولا کہ اوس گرد کا نام کیا
وہ سب دیکھتا ہوں عجب
یہی اوسنے سہراب سے پھر کہا
یہ سنکر دیا اوسنے پاسخ نہیں

قیامت ہو برپا بروئے زمین
سپہ لیکے بھیجا ہے اک پہلوان
کہا نام اوسکا نہیں جانتا
کہ ظاہر کیا اوسنے کچھ اور اب
کہ خیمہ ہے یہ چین کے گرد کا
کہ وہ زابلستان سے آیا نہیں

کہا پھر یہ اوسنے بہ لطف سخن
جواب اوسنے اوسکو دیا پھر وہی
اگر جان کی خیر چاہے ہے تو
کرون ورنہ تن سے تیرا سر جدا
کہ کیا ہے یہ تندی و قہر و غضب
یہی جسمین ہے تو بہانہ ہے کیا
تن اوسکا ہے مثل تناور درخت
کہا سنکے سہراب نے پہلوان
سو اونکو وہ دیو بل نوجوان
لیا نیزہ و گرز و تیغ و کمند
عوض زندگی کے گرات کھائی قسم
اگر پاس نام اور عزت کبھی ہے
یہ کہکر لگا کھینچنے انتظار
کوئی جب اوسکا ہوا ہم نبرد
چھوڑ آیا ہے دل رزم سے جو شہا
کوئی جلد رستم سے جا کر کہو
وہاں طوس بیشک تہمتن گیا
کوئی اور جا کر سوے رزمگاہ
دلے طوس نے جب کیا یہ بیان
یہ سہراب بولا کہ لشکر سے ہم
تو سہراب نے یون کہا اے جوان
یہ سنکر وہین رستم نامدار
وہ میں ہون پلا اور یل نامجو
وہ کہنے لگا سنکے یہ داستان
یہ سنکر اوسے پاس آ قرون ہوئی
ہوا زخم کوئی نہ وان کارگر
سو ہم ضرب پر ضرب ... تیغ
کہ حیران رہا دیکھ ...
عرق میں ہوا تر سراپا بدن

کہ بتلا نشان تہمتن مجھے
جو پہلے کہا تھا کہا پھر وہی
تو کہہ رستمی اب مرے روبرو
کرون قید یا تو ہے تجکو رہا
عبث ہی مرے ساتھ یہ کینہ اب
کہ تن سے کرونگا ترے سر جدا
زبردست و چست و توانا و سخت
کہان تونے دیکھے ہین جنگ آوران
کہ رستم کا ہرگز نہ پایا نشان
نشانہ ہوا سو ہے میدان جنگ
کہ رستم نے کاؤس کو صبح دم
تو آکر مقابل ہو کاؤس کے
کہ آتا ہے اب کونسا نامدار
ہوا تب تر و تشنہ وہ شیر مرد
تو کینہ سے نام کاؤس اپنا رکھا
کہ یارا نہین ہے کسی گرد کو
تہمتن سے یہ ماجرا سب کہا
بد اندیش سے آج ہو کینہ خواہ
لگا ناچار ہے رستم پہلوان
ستیزندہ ہون چلکے اک بہم
نہین ہے کسیکو یہ تاب و توان
لگا کہنے اے کودک خاکسار
کہ دیو سپید ... سپہ کار کو
کہ شاید تو ہی رستم پہلوان
سہم جنگ پھر زیر گردون ہوئی
وہ نیزے شکستہ ہوئے سربسر
شکستہ ہوئی آخر کار تیغ
ہوئے آخرش گرز اسکے جو
ہوئے خشک یکدست کام و دہان

تو ہو قید سے تاکہ جلدی رہا
ہوا پھر وہ تند اور کہا اے ہجیر
تہمتن کا خیمہ بھی ہوگا مگر
کیا آؤ پھر اوسنے انکار صاف
تہمتن کی تجکو خبر ہے نہین
یہ کہکر لگا کہنے پھر یون ہجیر
ہزاران و دلیران و پیل و پلنگ
سپاہ ایسی ہیں ایسے خداوند زور
بلندی سے اوسنے فرود آن کر
جدھر قلب میں شاہ کاؤس تھا
سواران ایران کو میدان میں
سو اسکے ہوئے سب نہ عزم جنگ
ولیکن نہ نکلا کوئی نامور
کہ شاہونکو غیرت ذرا چاہئے
یہ آواز کاؤس نے دی جو وہین
ہوا اوس گروہ سے جا کے ہو کینہ خواہ
کیا تھا یہ رستم نے اوس دم قرار
سپاہ اور سب پہلوان تو ...
سہی کر زرہ رخش پر ہو سوار
کہا یون تہمتن نے اچھا چلو
ہوئے سے مقابل ہو میدان مین
نہ سختی اب پختہ کار ہے تو
گیا کشتہ اکدم میں ہنگام جنگ
وہ بولا کہ زنہار رستم نہین
ہوے لیکے نیزہ ستیزہ کنان
دلیرون نے پھر کھینچکر تیغ تیز
لیا ہاتھ میں پھر عمود گران
ہوئی پارہ پارہ زرہ یک قلم
جدا گانہ پھر دونون استادہ ہو

کرون تجھپہ میں صرف لطف و عطا
نہین یہ تری بات کچھ دلپذیر
تو زنہار اب مجھسے پنہان نہ کر
وہ لایا زبان پر یہ گفتار صاف
تو کھینچے ہے کسواسطے تیغ کین
کہ رستم ہے مرد شجاع و دلیر
مقابل نہو اوسکے ہنگام جنگ
کہ رستم کو سمجھیں ہیں مانند مور
زرہ اور جوشن کیا زیب بر
اودھر جا کے سہراب نے یون کہا
تہ تیغ کھینچو نہیں اک آن میں
نبرد آزما مجھسے ہو سیہ رنگ
کہ تھا دل میں ہر اک کی خوف و خطر
نہ جنگ آوروں سے ڈرا چاہیے
کہا ہی تا مداران ایران زمین
ہراسان و خائف ہی یکسر سپاہ
کہ پہلے کرونگا نہ میں کارزار
تو پھر مین نبرد آزما اوس سے ہون
گیا سو کے میدان پہ کارزار
گئے جبکہ کیسو وہ پیکار جو
کرونگا تجھے قتل اک آن میں
نہ جنگ آوری ... جو
نہ جا نبر ہوئے ... شیر و پلنگ
میں اوسکا ہوں اک جا کر ...
لگی چلنے تا ہم سنان پر سنان
کیا گرم بازار کین و ستیز
لڑے اسقدر وہ جنگ آوران
رہا پھر نہ زنہار گھوڑون مین دم
وہ سہراب اور رستم نامجو

ذرا سست کرنے لگے اپنا دم
نہ زنہار دیکھا جہان میں یہ شیر
سہم دو میں لیکر کمان و خدنگ
پکڑ کر کمر ہمسر گر بعد ازان
تو دیتا جبل کو زمین سے ہلا
اوسے چھوڑ سہراب نے بس وہین
یہ ہنسکر لگا کہنے سہراب پھر
تو رکھ جمع خاطر کہ وقت پگاہ
تہمتن ادھر کھینچکے تیغ کین
یہ رستم کے پھر دل میں آیا وہین
شتابی سے گھوڑے کی موڑی عنان
ذرا صبر کر اسکو آج ای جوان
لڑے بھی نہ تھی رستم کی تاب پھر
تہمتن کو شہ نے کیا پھر طلب
تن اوسکا ہی آہن سے بھی سخت تر
تسلی اوسے دیکے شہ نے کہا
کہ سہراب ہر چند ہے خردسال
سپاہ گر گزشتہ ہون وقت رزم
تو ماں باپ سے جاکے کہیو یہی
زوارہ سے جب کہہ دیکا یہ سخن
تو بدخواہ پر کر مجھے فتحیاب
یہ ہومان سے بولا کہ اے نیک مرد
وہ پاتا ہون اوسمین سراپا نشان
یہ سہراب کو اوسنے پاسخ دیا
ولیکن یہ رستم نہین زینہار

ولیکن نہ کینہ ہوا دل سے کم
نہ ہرگز کوئی دیو آیا نظر
دلیران جنگی لگے کرنے جنگ
لگے زور کرنے وہ دونون جوان
ولیکن نہ سہراب زین سے ہلا
لیا ہاتھ میں گرز از روی کین
کہ ہی جنگ کی تجھ میں کچھ تاب پھر
ترے ساتھ پھر آکے ہون شعلہ وار
شتابان ہوا سوئے ترکان چین
سپاہ دا کہ سہراب از روی کین
کہا اگے سہراب نے یون کہ ہان
سحر تو ہی اور میرا گرز گران
گیا اپنے لشکر میں سہراب پھر
جب آیا تو پوچھا وہ احوال سب
موثر نہین جسم پر تیغ و تیر
کریگا ظفریاب تجھکو خدا
ولے اوسکو ہے زور و قوت کمال
تو پھر رزم کا اوس سے کچھ نہ غم
ہوا وہ جو کچھ چاہتے تقدیر تھی
لگا کرنے گریہ یل پیلتن
بد اندیش مغلوب ہوکر شتاب
عجب پہلوان ہی مرا ہم نبرد
مری ماں نے جو کچھ کیا تھا بیان
کہ رستم کو ہون خوب پہچانتا
یقین جان تو اے یل نامدار

تہمتن بھی یہ دل میں کہنے لگا
پھر اتنے میں سہراب نے یون کہا
ہوئے دم میں ترکش تہی سر بسر
کیا پہلے رستم نے زور اس قدر
کیا زور اوسنے بھی ہر چند پر
جو مارا تہمتن کے بالای سر
تہمتن یہ بولا ہوا دن تمام
وہ سہراب پھر لیکے گرز گران
کہوں کیا کہ اک ہم میں یاران [illegible]
کہین شاہ سے جاکے [illegible]
تو جنگ [illegible] و قوت [illegible]
سوا اسکے گر اب ہی خواہان جنگ
وہاں سے وہ سہراب جس دم گیا
وہ بولا کہ ای شاہ فرخندہ [illegible]
اثر او سپہ کرتا نہین [illegible]
شہنشہ سے رخصت ہوا پیلتن
خدا جانے کیا پیش آوے سحر
سوئے زال لشکر کو بھیجا [illegible]
عبث زاری آہ و سوز و بکا
کہا کر کے زاری کہ ای کردگار
ادھر پیلتن کا یہ احوال تھا
قوی بازو و سخت چنگال ہے
گمان ہی مجھے یہ مرا ہے پدر
تہمتن کے ہمشکل ہی یہ جوان
وہ سمجھا کہ یہ رستم آشنا [illegible]

کہ اس قدرت و قوت و زور کا
کہ تیر و کمان سے ہو جنگ آزما
ہوا پر نہ اک تیر بھی کارگر
کہ وہ زور کرتا اگر کوہ پر
نہ ہرگز ہلا رستم نامور
تو رنجہ ہوا رستم نامور
قریب آگیا ایسے ان وقت شام
سوئے لشکر شاہ آیا دوان
ہزاروں کو تونے کیا قتل ہے جوان
وہ غیرت سے شاکی [illegible]
عبث تم یہ بیباکی [illegible]
تو پھر ہو مقابل مرے [illegible]
سرا پردہ میں اپنے رستم گیا
[illegible] ہے خردسال
ہر اک روز یاں دو دم کارزار
زوارہ سے جاکر کہا یہ سخن
نہ ہے بخت گر ہمقرین ہو ظفر
خیال اور دل میں نہ تجھہ لائیو
بھلا چارہ کیا جبکہ آوے قضا
تھکے ہون کرم کا میں امیدوار
ادھر جاکے سہراب جنگ آزما
بعینہ وہ رستم کی تمثال ہے
جہان پہلوان رستم نامور
[illegible] بھی ہے کچھ [illegible]
ہمارا ہوا خواہ و غمخوار ہے

جنگ رستم و سہراب بروز دوم و زیر آمدن رستم در کشتی

ہوا مہر تابان جو پرتو فگن
وہی رزم سہراب کا دل ہوا

تو سہراب و رستم یل پیلتن
سوا الفت و مہر مائل ہوا

یہ ہنسکر زرہ [illegible] پہ ہو سوار
تہمتن سے پہلے ہو صلح جو

گئے سوئے میدان پی کارزار
کہا وہ ہی ہنسکر کہ ای تند خو

مصمم کیا تونی اب دل مین کیا
بہم محفل آرا و می نوش ہون
تو کیا سو ہوتا اور کوئی جوان
نشانی جو کچھ تجھسے چاہی عیان
تو شاید کہ ہے زال زر کا پسر
کہو تھا یہ دل مین یل پیلتن
بہت سینے دیکھا فراز و نشیب
جو دیکھا کہ رستم ہے اب گرم کین
نہین چاہتا یہ کہ ستا جوان
کیا زور رستم نی وان جانے بیش
جو کھینچا پکڑ کر کمر بند کو
گرا خاک پر جب یل نامور
کیا حیلہ رستم نی اوسوقت وان
تو سر کو کرے اوسکے تن سی جدا
یہ سنکر وہ اوسکی اوٹھا سینہ سے
کہا جبکہ ہومان سے یہ ماجرا
نہ دیکھا تھا گاہے فراز و نشیب
ہوئی بیوقوفی یہ تجھسے کمال
گیا جبکہ رستم سوے خیمہ گاہ
اوسے ابتدا مین تھا زور اسقدر
ہوا تھا جب اس بات کا خواستگار
غرض کرکے شب زاری و انکسار

ارادہ لڑائی کا یا صلح کا
بچنگ نی و می طرب کوش ہون
یہان آنکہ ہو ستیزہ کنان
ولے نام تیرا ہے مجھسے نہان
یل پیلتن رستم نامور
نہین طفل کا اعتبار سخن
نکر مجھسے گفتار مکر و فریب
تو ناچار سہراب بولا وہین
مرے ہاتھ سے کشتہ ہوویگا یہان
گیا آگے سہراب کچھ پیش پیش
تو سنبھلا نہ پھر رستم نامجو
تو سہراب بیٹھا وہین سینہ پر
لگا کہنے سہراب اے جوان
مگر ہو دگر بار زور آزما
غرض ہاتھ اوٹھایا وہین کینہ سے
کیا اوسنے افسوس یون پھر کہا
تو اک طفل تھا تونے کھایا فریب
رہائی تری اوس سے اب ہے محال
رہا شکوہ زاری کنان تا پگاہ
زمین چاک ہوتی تھی سر گام پر
کہ کچھ زور کم ہووے یا کردگار
ہوا زور بیشین کا پھر خواستگار

یہ بہتر ہے ہم تم نہون رزم خواہ
کرین عہد پیمان محکم بہم
مری دل مین پیدا ہوئی تیری مہر
کسی نے بتایا نہین تھا نہان
سر صلح ہر چند تھا وہ جوان
یہ پاسخ دیا پھر کہ سن اے جوان
کمر باندھ پشت ہیون سے اوتر
تو مائل ہوا سوے کشتی اگر
یہ کہکر وہ دونون یل نامدار
ہوا وہ خروشندہ چون پیل مست
زمین سے بہم پشت رستم ہوئی
لیا کھینچ پھر خنجر آبگون
یہان تک ہے آئین نہین زینہار
اوسے قوت و زور سے لاو زیر
گیا پھر وہ سہراب فرخ نہاد
کہ عیاری و مکر سے کینہ خواہ
تہ دام آیا تھا شیر ژیان
یل نوجوان نے کہا کیا ہے غم
دعا اوسنے مانگی کہ اب یا خدا
وہ عاجز بہت وقت قتال تھا
ہوئی تھی سنا جا اوسکی قبول
خدا نے پذیرا کی اوسکی دعا

کرین رستی اور شام و پگاہ
پشیمان ہون اب کینہ خواہی سے ہم
نہو کینہ جو تو بھی زیر سپہر
تو کر نام کو اپنے اب آشکار
پر امین نتھا رستم پہلوان
نہین مین بھی کودک کہ تو کہتی جوان
کہ سرگرم کشتی ہون اب بار دگر
تو ہان مین بھی کشتی کو حاضر ہون
لگے کرنے کشتی کے فن آشکار
کیا زور سے اوسنے رستم کو پست
خرابی تہ چرخ پر خشم ہوئی
یہ چاہا کہ اوسکو کرے غرق خون
کرے زیر جسکو کوئی ایکبار
کرے شوق سے قتل پھر وہ دلیر
طرف اپنی لشکر کے خندان و شاد
رہا ہو گیا ہاتھ سے تیرے آہ
دیا چھوڑ تونے کیا قہر یان
کرونگا اوسے زیر پھر بیدرم
دیے زور سے تجکو پہلے جو تھا
زمین پر خرام اوسکا دشوار تھا
مراد اوسکی وہ مین ہوئی تھی حصول
دیا زور اوسکو کیا پھر عطا

داستان کشتہ شدن سہراب از دست رستم بروز دگر و نوحہ نمودن رستم در ماتمش

سحر دیکھکر قوت و زور تن
گیا شاد و خرم سوی رزمگاہ
تو پھر آج آیا سوے کارزار
وہ کرنے لگے پھر و کشتی بہم
کمر بند سہراب کا

ہوا شادمان پہلوان زمین
ہوا جا کی سہراب کینہ خواہ
عزیز اپنی شاید نہین جان زار
ہوے مائل زور و کشتی بہم
زمین سے لیا پیلتن نے اوٹھا

سپاس عنایات پروردگار
یہ سہراب بنخوت سی کہنے لگا
تہمتن یہ بولا کہ جبتک ہے جان
بہم خوب زور آزمائی ہوئی
پٹک کر زمین سے اوسی پھر وہین

سجالا کے اور خشش پر ہوسوار
کہ چنگال سے میرے ہو کر رہا
ترے ساتھ ہونگا ستیزہ کنان
نہ سہراب کو پھر رہائی ہوئی
سر سینہ بیٹھا وہ اژدر ہمین



یہ سوچا کہ یہ گرد زور آزما
وہ خستہ جگر کھینچی ایک آہ
تمناے دل کچھ نہ حاصل ہوئی
مرا باپ سمجھا کہ چھوڑیگا وان
جب اوس خستہ تن نے سنا یہ سخن
لگا کہنے اوس سے یہ گریہ کنان
یہ سہراب نے سنکے پاسخ دیا
نشانی تو دیکھ اپنے رہ کر کے وا
وہ مہرہ جو دیکھا زرہ کر کے وا
پسر کو کسی نے بھی مارا نہین
یہی سب سے بہتر کہ ہوون مین ہلاک

جو پھر اوٹھکر کھڑا ہو تعجب کیا
یہ بولا کہ ہے بخت میرے سیاہ
ہلاکت عدم جان حاصل ہوئی
کریگا ہلاک آن کر اے جوان
تو غمگین ہوا رستم پیلتن
ترے پاس رستم کا کیا ہے نشان
کہ صد حیف اے گرد کشورکشا
کہ مہرہ ہے بازو پہ میرے بندھا
تو رستم نے پھر شور و نالہ کیا
نہین یہ ہوا جو رہے گر کہین
کرون اپنے سینے کو خنجر سے چاک

غرض کھینچکر خنجر آبدار
یہان مین جو آیا تو یہ تھی مراد
جو دنیا مین اب ہووے سکن کرن
کہا نام کیا اوسنے تب یون کہا
پڑا ہوکے بیہوش بس خاک پر
کہ مین ہی سیہ بخت رستم ہون آہ
بہت گرم الفت مرا دل ہوا
نہین غم سے اب یہ طاقت مجھے
یہ بولا کہ اے جان من بیگناہ
نہ چھوڑیگا زنہار سمجھو یہ غم
یہ سہراب بولا کہ کیا فائدا

کیا سینہ و دل کو اوسکے فگار
کہ دیدار سے باپ کے ہون نہ شاد
دیا جا ہی بالای سینہ برین
کہ ہے نام رستم مرے باپ کا
جب آیا ذرا ہوش تب نالہ کر
جہان جسکی آنکھون مین ہووے سیاہ
دلے تو اوسکے تئین نہ مائل ہوا
جو کھولون زرہ اور دکھاؤن تجھے
تو کشتہ ہوا ہاتھ سے میرے آہ
رہونگا گرفتار رنج و الم
نہین چارہ زنہار پیش قضا

تڑپتا تھا سہراب بسمل ادھر
اودھر رستم گرد تھا نوحہ گر

تو سمجھے یہی دل میں پیر و جوان
کہ کشتہ ہوا رستم پہلوان

گئی یہ خبر پیش شاہ زمان
کہ رستم سے خالی ہوا اب جہان

سوئے رزمگہ جا کے لاؤ خبر
مبادا ہوا کشتہ رستم اگر

جو سہراب سے ہووے پھر کینہ خواہ
نہیں تاب رکھتی یہ ہرگز سپاہ

کری ہے فغان اور بیتاب ہے
تڑپتا پڑا وان بھی سہراب ہے

اوٹھا کر سر رستم نامور
لگے پوچھنے سب کہ کیا ہے خبر

ہوا ہاتھ سے میرے ایسا ستم
رہیگا قیامت تلک یہ الم

یہ کہکر وہین کھینچ خنجر لیا
کہ تن سے کرے اپنی گردن جدا

زوارہ نے پارہ گریبان کیا
غم و درد سے شور و افغان کیا

جگر پر مرے زخم کاری لگا
نہیں کچھ بھروسا ہے اب زیست کا

ہمیشہ سیہ بخت سے بارہا
جو پوچھا تو پوشیدہ اوسنے رکھا

مقابل مری جبکہ رستم ہوا
تو پرسان حال اوس سے ہر دم ہوا

کوئی کیا کری کسکا ہے اختیار
نہیں چارہ تقدیر سے زینہار

یہ احوال سنکر ہوے نوحہ گر
زوارہ ادھر اور رستم ادھر

یہ سہراب دلخستہ نے پھر کہا
کسیکو نہیں اس جہان میں بقا

بحل تمکو بیٹے کیا اپنا خون
ولے التماس ایک کرتا ہون

نہ جا کی ترکو نسے پھر کینہ خواہ
نہ کھینچے سوئے ملک توران سپاہ

اگر زندہ رہتا تو ہر ایک پر
مراعات کرتا میں شام و سحر

جگر خستہ نے جو کہ اوس دم کہا
تہمتن نے یکسر پذیرا کیا

جو ہی خاص تر نوشدارو وہ لا
مگر اوس سے چارہ ہو سہراب کا

لگا کہنے سنکر یہ شاہ جہان
مہیا ہے وہ نوشدارو یہان

پرا ہی یہ پیر مرد خجستہ صفات
کچھ ہے یاد رستم کی اوس نے بات

کیا سرکشی سے نہ پاس ادب
رہ و رسم دی ہاتھ سے اوسنے سب

سوا اسکے سہراب کی گفتگو
سنی خوب تو نے وہ واقف ہے تو

کہے تھا وہ مردم سے ہر دم یہی
کہ رستم کو دون تخت و تاج شہی

سنا جبکہ گودرز نے یہ سخن
گیا پھر وہ پیش یل پیلتن

تہمتن یہ سنکر ہوا دردمند
گیا آپ پیش شہ ارجمند

کہ سہراب کا کام آخر ہوا
نشان مٹ گیا نام آخر ہوا

جو دیکھا کہ رخش یل نامدار
کھڑا ہے بہت دیر سے بے سوار

وہین اوڑ گئی یکقلم سبکے ہوش
اوٹھا ایک لشکر میں شور و خروش

کیا حکم شہ نے کہ یکبارگی
اودھر جاؤ دوڑا کے اب بارگی

تو کیجا ہے تدبیر کچھ اور یان
کہ ایسا نہیں اب کوئی پہلوان

سواران لشکر گئے جب ادھر
تو دیکھا کہ رستم پڑا خاک پر

یہ جانا کہ زخمی ہیں وہ نوجوان
لگا زخم کاری ہوئے ناتوان

ذرا پارہ اور چاک کر پیرہن
لگا کہنے یون رستم پیلتن

مرے رنگ و سر پر پڑے ہای خاک
پسر کو کیا میں نے ناحق ہلاک

پکڑ کر شتابی سے رستم کا ہات
لگے ہونے گردان فرخ صفات

کہا پھر یہ سہراب سے کیا ہی حال
وہ بولا کہ ہے درد مجکو کمال

یل پیلتن کے سراپا نشان
مری ماں نے مجھسے کیے تھے عیان

مجھے نام رستم بتایا نہیں
رکھا ہے غافل جتایا نہیں

رکھا اونے بھی نام اپنا نہان
کیا تیرے آگے نہ ہرگز عیان

پسر کی اجل باپ کے ہات تھی
ازل سے یہ ٹھہری ہوئی بات تھی

لگے کوٹنے سینہ و سر وہان
کیا دیدۂ تر سے دریا روان

نہ تم گریہ و نالہ اتنا کرو
ذرا صبر کو دل میں اب دو

کہ زنہار اب رستم ارجمند
نہ پہونچا دے لشکر کو میرے گزند

کہ مولد مرا ملک توران ہے
مری جان کے بازی وہ میدان ہے

پدر بعد میرے مدارا کرے
تلطف مدام آشکارا کرے

کہا پھر یہ رستم نے گودرز کو
کہ جا کر حضور شہ نامجو

وہین آگے پیش شہ نامدار
ہوا نوشدارو کا وہ خواستگار

کہ جب سے ہوے سہراب پھر تندرست
توانا و زور آور و چاق و چست

کہ کیا کیا مجھے نا ملائم کہا
زبان پر جو آیا وہ اوس دم کہا

سخن ناہی دشوار کہکر گیا
اوسے قید کوئی نہ یان کرسکا

سمجھ اپنے دل میں کہ فہمیدہ ہے
جہان میں تو مرد جہاندیدہ ہے

جب ایسی دلاور ہوں وہ پہلوان
رہے پھر یہ اورنگ و افسر کہان

کہا یون کہ خوب ہے یہ شہریار
بیان کیا کرون تجھسے میں آشکار

محل میں تھا اوس دم شہ نامور
برآمد ہوا تب یہ پہونچی خبر

ہوا سنکے رستم پیادہ دوان
گیا نعش پر اوسکی زاری کنان

فغان کرکے کہتا تھا یہ دمبدم
مرے ہاتھ واجب ہین کرنی قلم
جگر گوشہ کو اپنے میرے سوا
جہان مین بھلا قتل کسنے کیا

سنے جبکہ بان اوسکی تب کیا ہے
جو کچھ وہ کہے سو نہ بیجا کہے
غرض رکھکے تابوت مین نعش کو
گیا سوے خیمہ دل ناصبو

وہ خیمہ اور اسباب تھا جسقدر
جلا کر کیا خاک پھر سر بسر
ہوے اوسکے ماتم مین پیر و جوان
خروشان و گریان و نالہ کنان

گیا شاہ کاوس رستم کے پاس
جو دیکھا تو وہ ہے بہت بیحواس
کہا سخت ماتم ہے اور قہر درد
ولے کچھ نہین چارہ اے نیکمرد

ہر اک کو ہے آخر یہی رہگذر
کوئی دیر جاوے کوئی زود تر
سمجھ اب تو دانا و ہشیار ہے
شکیبائی و صبر درکار ہے

کیا عرض رستم نے ای تاجدار
ہوا سو ہوا کچھ نہین اختیار
ولے یہ مصیبت ہے سہراب کی
[illegible] کشتی

یہی عرض کرتا ہون اب بار بار
یہ لطف و کرم کا ہون امیدوار
کہ سوبان کی حسرت [illegible]
[illegible] پراگندہ اوسکی سپاہ

کرو رخصت اوسکو بعز و وقار
یہ سنکر لگا کہنے یون شہریار
ہوا اب جو تجکو یہ رنج و الم
تو میرے بھی دل کو ہوا درد و غم

پذیرا کیا مینے تیرا سخن
مجھے پاس خاطر ہے ای پیلتن
کرین مجھسے گو ترک اب کشتی
[illegible] کشتی

زوارہ سے رستم نے پھر یون کہا
کہ جیحون تلک ساتھ ہو بان کے جا
زوارہ گیا ساتھ جب [illegible]
گیا آب جیحون سے ہو بان گذر

معاودت کاوس بایران و رفتن رستم با تابوت سہراب طرف سیستان و آمدن تہمینہ

باقبال و دولت سوی تختگاہ
روانہ ہوا شاہ گیتی پناہ
یل نامور رستم پہلوان
گیا ہو کے رخصت سوی سیستان

غرض لیکے تابوت سہراب کا
پراگندہ دل شہر مین جب گیا
سیہ پوش ہو زال پہونچا وہان
ہوا ساتھ تابوت کے وہ روان

خروشان و گریان گئو کھر تا فلک
قیامت تھی برپا بزیر فلک
وہ رودابہ رستم کی مان اسقدر
ہوئی دیکھ تابوت کو نوحہ گر

کہ برپا وہان شور محشر ہوا
غضب ایک روی زمین پر ہوا
کیا دفن پھر لاش کو زیر خاک
دل پیر و برنا ہوا دردناک

گئی جب یہ سو سمنگان خبر
تو تہمینہ کو غم ہوا اسقدر
کہ آتش وہین کرکے افروختہ
گرے آگ مین بادل سوختہ

لیا کھینچ مردم نے پھر دوڑ کر
ولیکن جلے سب سراسر سوی
تن نازنین بھی ہوا داغ داغ
جہان اوسکی نظرون مین تھا بیچراغ

لگی باپ سے کہنے ای ناسمجھ
کیا قتل رستم نی سہراب کو
سوی سیستان کھینچ جلدی سپاہ
تہمتن سے جا لے تو ہو کینہ خواہ

کہا اوسنے ای دختر نازنین
سپاہی رستم کے ہمسر نہین
دیا شاہ نے جب اوسے یہ جواب
تو پھر دل مین کہا کر بہت پیچ و تاب

گئی آپ تہمینہ لیکر سپاہ
سوی سیستان بادل کینہ خواہ
قریب آنکے اوسنے اک پہلوان
روانہ کیا اور کہا یون کہ ہان

تہمتن سے جا کر تو کہہ یہ سخن
کہ تہمینہ آپہونچی اے پیلتن
وہ لائی ہے ساتھ اپنی فوج گران
دلیران و گردان جنگ آوران

رکھے ہی یہی دل مین اب عزم جزم
کرے سر کو تیرے قلم وقت رزم
فرستادہ پیش تہمتن گیا
سنا تھا جو اوسنے وہ یکسر کہا

یہ سنکر سراسیمہ رستم ہوا
پشیمان بہت دل مین اوس دم ہوا
وہین ساتھ لے زال و رودابہ کو
گیا سوی تہمینہ وہ ناصبو

سراپردہ مین اوسکی پہونچی خبر
نکل آئی تہمینہ پردے سے تب
بغلگیر دونون ہوے نوحہ گر
کیا نوحہ سہراب کو یاد کر

کہا زال نے سوی خانہ چلو
شبستان کو رشک گلستان کرو
لگی کہنے تہمینہ اے نیکمرد
گئے دلکو رستم سے پہونچا ہی درد

مرے سامنے رستم کو لاؤ شتاب
کہا جسنے یون اپنے گھر کو خراب
مین پوچھون یہ اوس سے کہ اپنے کشتہ کو
کیا کشتہ کیون تونے فرزند کو

گیا پیش تہمینہ جب پہلوان
تو کھینچ اوسنے پھر خنجر جانستان
یہ چاہا کہ رستم کا چیرے شکم
کرے غرق خون اوسکو بیدرد و غم

پکڑا ہاتھ اوسکا لیا زال نے
یہ تہمینہ سے پھر کہا زال نے
کہ تقدیر پر کچھ نہین اختیار
نہین چارہ پیش قضا زینہار

عدم سے جو پھرتا ہو سہراب کا ۔ تو کر رستم و زال کا سر جدا
غرض خوب سمجھا کر وہ نا سزا ۔ گیا لیکے تہمینہ کو اپنے گھر

رفتن تہمینہ بہ شبستان رستم پہلوان بہ تفہیم زال زر و حاملہ شدنش از رستم و بعد انقضای مدت نہ ماہ ولادت فرامرز و جان بحق سپردن تہمینہ بغم والم سہراب در یک سال

وہ تہمینہ اور رستم نامدار ۔ بہم وان لگے رہنے لیل و نہار
ہوئی حاملہ پھر وہ رشک قمر ۔ ہوا بعد نہ ماہ پیدا پسر
قوی بازو و گلرخ و لالہ فام ۔ تہمتن نے رکھا فرامرز نام
سپرد ایک دایہ کو وہ وہین کیا ۔ لگا پرورش پانے وہ مہ لقا
[illegible] نہ رہتی تھی غمگین مدام ۔ تصور تھا سہراب کا صبح و شام
دل اوسکا تھا نالان شب خونچکان ۔ گہے آہ کرتی تھی گاہی فغان
[illegible] مرگ سہراب وہ مہ جمال ۔ رہی زندہ با رنج و غم ایک سال
نہ غم سے رہائی ہوئی زینہار ۔ وہ غم سے بیٹھی جان اپنی انجام کار
یہ قصہ تو مین کر چکا سب بیان ۔ سیاوش کی آگے سنو داستان

داستان تولد شدن ملکزادہ سیاوش از بطن دختر شاہ بلغار و برای تعلیم و تربیت ہمراہ رستم رفتن

کوئی بیشہ خرم و دلکشا ۔ کہ نزدیک دریائے جیحون کے تھا
گئے ایکدن وان برائے شکار ۔ بہم طوس اور گیو جنگی سوار
[illegible]ہی ناگہان ایک دختر نظر ۔ پری پیکر و مہوش و سیمبر
لباس اور زیور تھا شاہانہ سب ۔ کرشمہ ستم آن و غمزہ غضب
[illegible] جوانون نے اسے مہ لقا ۔ تو ہے کون تیری حقیقت ہے کیا
بت ماہ پیکر یہ کہنے لگی ۔ کہ دختر ہون مین شاہ بلغار کی
[illegible] اوسکا جہان مین ہے نام ۔ وہ نسل فریدون سے ہے ذوالکرام
مجھے چاہتے تھے بہت تاجور ۔ ولیکن یہ چاہے تھا میرا پدر
[illegible]ین کا جو ہے بادشاہ ۔ پشنگ دلاور جسے اوندجاہ
مرا باندھے ساتھ اوسکے عقد نکاح ۔ نہ زنہار بھائی مجھے یہ صلاح
[illegible] زشت خو ہے پشنگ ۔ نہ کچھ زشت خو زشت وہی پشنگ
کیا مجھسے جب ذکر اسبات کا ۔ تو بس صاف انکار مینے کیا
[illegible]ب نے مارا [illegible] ۔ نہ ہرگز ہوا یہ گوارا مجھے
نکل گھر سے اوس اسپ پر ہو سوار ۔ شتابی سے لی مینے راہ فرار
[illegible] اسپ جیحون [illegible] ۔ [illegible] اسپ پر ماندگی سے لئے اٹھ
غرض جبکہ رفتار سے رہگیا ۔ تو پھر راہ مین چھوڑ اوسکو دیا
[illegible]ی چند [illegible] ۔ ہوئی آکے اس دشت مین اب نہان
وہ دونون جوان اوسپہ مائل ہوئے ۔ خدنگ نگہ کے وہ گھائل ہوئے
[illegible] ۔ لگے کرنے پرخاش باہمدگر
بہم بعد پرخاش پایا قرار ۔ کہ لے چلیے پیش شہ نامدار
جسے حکم [illegible] و ناجو ۔ وہ لے شوق سے اس پریچہرہ کو
گئے لیکے جب پیش کاوس شاہ ۔ ہوا شاہ دیوانہ رشک ماہ
[illegible]کہار [illegible] نے دیا ۔ پریچہرہ کو پاس اپنے رکھا
ہوا عقد باہم بآئین دین ۔ ہوئی حاملہ پھر وہ زہرہ جبین
[illegible]ے نو مہینے جب اوسپر گذر ۔ تو پیدا ہوا پور رشک قمر
نظر کرکے طالع مین شہزادہ کے ۔ منجم شہنشہ سے کہنے لگے
کہ اے شاہ اسکے پریشان ہین بخت ۔ ہوا اسکے غمگین جسند اوندبخت
سیاوش رکھا نام شہزادہ کا ۔ لگا پرورش پانے وہ مہ لقا

ولیکن دل شاہ تھا پر ملال
اسے زابلستان مین لیجاؤن مین
ہنر پروران کے حوالے کیا
سیاوش جہان مین ہوا بے نظیر
مجھے یہ تمنا ہے شام و سحر
کیا عرض شہزادے نے یون کہ اب

تھا تربیت کا کچھ اوسکے خیال
ہنر ہائے شاہانہ سکھلاؤن مین
ہوئے پھر وہ مصروف صبح و مسا
ہنرمند دانا شجاع و دلیر
کہ حاصل کرون پا بوس پدر
روان ہو جیسا بانشاط و ظفر

کہین تو دنون رستم آیا وہان
کیا شاہ نے رو برو اوسکو پیش
طریق ہنر و شکار و ادب
سیاوش نے رستم کو پھر ایکروز
یہ سنکر مہیا کر اسباب جاہ
وہ بولا کہ تجھ بن نہین جاؤنگا

لگا کہنے اے خسرو خسروان
غرض لیگیا زابلستان مین گرد
ہنر ہائے شاہانہ سکھلائے سب
کہا یون کہ اے رستم نیک زاد
زر و نعمت و اسپ و فیل و سپاہ
تہمتن نے پھر پاس خاطر کیا

باریاب شدن سیاوش بحضور پدر بمعیت رستم و پیشوا رفتن سروران سپاہ

گیا ساتھ شہزادے کے آپ بھی
بہت لطف سے مصروف اسپر کیا
[illegible] ہفت سال
سپاہ و حشم [illegible] روان
یہ کہنے لگی شاہ کاؤس سے
جہاندار [illegible]
سیاوش پہ عاشق تھی وہ نازنین
ہوئی گرم [illegible]
[illegible] خوشی
[illegible] تسلیم کا
یہ دختر جو جاندار ہین تیرے حضور
رہا سنکے خاموش وہ نامدار
یہ کیا ذکر جو مہر و شفقت کرے
وہ کہتی تھی تاک کھولی اپنی زبان
کیا اسکو رخصت اکیلی رہی
تو پلا اشتابی سے اب کام دل
سپاہ جہاندار کاؤس کے
[illegible] سرکو وہ نامدار
[illegible]
[illegible]
ولیکن [illegible] آرزو

حضور شہنشاہ با صد خوشی
سیاوش کی خاطر کو خوشتر کیا
رکھا اوسکو مشغول کسب کمال
سیاوش کرے حکمرانی وہان
کہا ای شاہ یہ آرزو ہے مجھے
سیاوش کو راضی کرا ای سپہر
سیاوش گیا جب اوسنے وہین
[illegible] سمجھا کہ ہے الفت مادری
سیاوش سے سودابہ کہنے لگی
شہنشاہ ہو سفت تسلیم کا
کہ ہین پس مین رشک غلمان و حور
نہ پاسخ دیا شرم سے زینہار
تعجب نہین گر عداوت کرے
یہ لتنگ و لب بستہ تھا غنچہ سان
سیاوش سے پھر یہ حکایت کہی
کہ حاصل مجھے ہوئے آرام دل
سراسر مرے تابع حکم ہے
یہ چاہے تھا لے وہ اپنے راہ فرار
کہ تندی و سختی کرون کچھ اگر
بناچار بولا وہ فرخ نہاد
ادب سے ترا سبکو مادر ہے تو

ابھی لیگئے پیشوا آکے سب
ہنر جب اوسکے ہوئی آگہی
یہ دل چاہتا تھا پسر شہر کا
کہ اتنے مین سودابہ مہ جبین
سیاوش کو اک دختر خواندہ دون
طلب اوسنے شہزادے کو جب کیا
[illegible]
کئی دختر خواندہ زہرہ جبین
سوا اسکے ان سے کچھ عیان
یہ سنکر تمنا ہوئی یہ مجھے
تو انہین سے کر ایک کو اب قبول
کیا یہ بھی اندیشہ دل مین وہین
سوا اسکے کہتے ہین سب سحر سا
وہ سمجھی کہ ہے اسکو شرم و حجاب
ہوئی منقضی مدت ہفت سال
تجھے بعد کاؤس کشورستان
فریب اوسنے ہر چند اوسکو دیے
اوٹھا جب تو سودابہ نے بے درنگ
سبا داغضبناک ہوجائے یہ
دو عقد دختر جو تو نے کہا
سیاوش نے یہ بات جس دم کہی

ہوا دیکھکر شہ قرین ظفر
تو رستم کو بھی آفرین خوب کی
کہ بالک اوسکو دیکھ ماوالنہر کا
جہاندار کی زوجہ اولین
اوسے کتخدا ساتھ اوسکے کرون
تو یہ شہ سے لیکر اجازت گیا
لیے اوسکے بوسے کئی دوڑ کے
کہ ہے نسل سے بادشاہون کی تمیز
نئے تخم سے اک پسر ایکجوان
کہ وہ میری دختر کے ہو بطن سے
تمنا ہے دل تا کہ ہو وے حصول
کہ یہ بات حقیقی مری کچھ نہین
حذر اوس سے بہتر ہے اور احتراز
جو دیتا نہین بات کا کچھ جواب
کہ عاشق ہون تجھ پہ اے مہ جمال
کرونگی مین فرمانروائے جہان
لب اپنے شہزادے سے لگا کے
لیا بوسہ پھر کھینچکر بر مین تنگ
بلا کو لی سر پر مرے لائے یہ
یہ البتہ مینے پذیرا کیا
تو سودابہ کی جمع خاطر ہوئی

کیا اوسکو رخصت بلطف و طرب
ہوا شاد وہ خسرو شہ ذوالکرام
زر و گوہر و نعمت بیکران
یہ سب نعمت و دختر رشک ماہ
کہا جا کے اسنے شاہ رکو زہین
وہ لائی زباں پر سخنہا سے دوش
تو سیراب ہو تجہ سے دل شاد کر
تو ہی یا نو سے شاہ کشور کشا
کیا شاہزادے نے انکار جب
سیاوش سے ہان سے شتابان ہوا
غرض فتنہ اک اوسنے برپا کیا
خراشیدہ ناخن سے رخ کو کیا
یہ سنکر گیا خسرو نامور
کہ شاہا سیاوش نے یان آن کے
بدشواری اوس سے ہوئی ہین رہا
کہا یون کہ اب راز کر آشکار
یہ بولی وہ سودابہ حیلہ گر
سخط تھی پوشاک سودابہ کی
اگرچہ یہ منظور تہا کہینچ تیغ
سبادا کہ برپا کرے کچھ فساد
شبستان مین ہے کوئی نازنین
یہ سودابہ سے شاہ نے پہر کہا
نہ سمجھی ولے دل مین وہ حیلہ ساز
ولے بات اوسکی شہ نامدار
ہوئی حاملہ ناگہان ایک زن
حضور اپنے کر کے طلب زود تر
شہنشاہ کاؤس پرسان ہو جب
کنیزان یکایک خروشان ہوئین
کنیزون نے کاؤس سے یون کہا

کہا پہر یہ کاؤس سے وقت شب
دیا اوسکو اسباب شادی تمام
ترے واسطے شہ سے لائی یہان
تجہے دونگی اب آج کے مین بیاہ
سیاوش ہے پاس آتا نہین
کہا کچھ نہین عشق مین تیرے پیش
تجہے بند سے غم کے آزاد کر
بہلا کس طرح مجہسے ہو کچہ خطا
وہ سودابہ فتنہ انگیز تب
وہ دامن چھوڑا کر گریزان ہوا
کہ اکبارگی شور و غوغا کیا
پریشان کیے بال سرتا بپا
یہ احوال سودابہ کا دیکہ کر
یہ پہاڑا ہے مجہے زور سر پنجہ سے
مرا پاک عصیان سے دامن رہا
نہ کہتا بجز راستی زینہار
کہ باطل ہے گفتار یہ سر بسر
سیاوش کا جامہ تہا بو تہی
کرے سر کو اوسکے جدا بیدریغ
خلل ملک مین آئے وہ بدنہاد
نہتی مثل سودابہ مہ جبین
سیاوش کو دیکہا تو ہی بھلا
نہ آئی ذرا بیحیائی سے باز
پذیرا نکرتا تہا کچہ زینہار
ہوئی خوش وہ سنکر یہ ظالم سخن
کیا شاد دیکے اوسے سیم و زر
سیاوش کا لو لیجیو نام تب
وہ سرگرم فریاد و افغان ہوئین
فلانی حرم سے جو تیری شہا

کہ دختر کو میری پذیرا کیب
سیاوش کو پہر اوسنے روز دگر
سوا اوسکے اسباب شادی جدا
نہ آیا وہ شہزادہ کامگار
شہنشہ نے اوسکو تقید کیا
ہوا ان یہ میری ذرا کر نگاہ
یہ سنکر لگا کہنے وہ نامدار
یہ کہتا ہون تجہسے اصاف صاف
اوٹھی تخت سے ہو کے خشمگین
لگی کہنے سودابہ کرکے فغان
کیا پارہ پارہ گریبان کو
کنیزان بہی اوسکی اشارے سے وان
لگا پوچہنے کہہ حقیقت ہے کیا
کیا یہ ارادہ کہ بیخوف و باک
سنا جب قصہ ہوا پُر غضب
کیا اوسنے احوال سارا بیان
لگا سونگہنے اونکے پیرہن کو
ہوا شاہ سودابہ پر خشمگین
ولیکن یہ اندیشہ دل مین کیا
سوا اوسکے تہا مبتلا اوسکا شاہ
بہت خرد تہے اوسکے فرزند بہی
تو خاموش ہو راز کو کر نہان
یہی شہ سے کہتی تہی صبح و مسا
اسی فکر مین تہی وہ بیترس و باک
لگی کہنے پہر اوس سے وہ کینہ جو
کنیزونکو میری ہوا دمبدم خبر
بہم خفتہ تہی ایک دن رات کو
ہوا اسکے بیدار فرمان روا
ہوے اوس سے پیدا دو مردہ پسر

ملکزادہ وہ نامور نے شہا
یہ پیغام بہیجا کہ اے نامور
تکلف سے سینے مہیا کیا
گئی پہر حضور شہ نامدار
ملکزادہ ناچار پہر وان گیا
نہ سنتہ مٹو زینہار اے شاہ ماہ
توقع یہ مجہسے نہ رکہہ زینہار
کہ اس کام سے رکہہ مجہے معاف
سیاوش کے دامن کو پکڑا اوسنے
بلا کیا ترے سر پہ لاتی ہون آن
کیا چاک چاک اپنے داماں کو
لگین کرنے غوغا و شور و فغان
رہ مکر سے اوسنے ظاہر کیا
کیے سیدے داماں عصمت کو چاک
سیاوش کو شہ نے کیا پہر طلب
وہ راز نہفتہ کیا سب عیان
شہ نامور خسرو نامجو
کیا خوار اوسے جیا گر کو دہین
کہ پر زور ہے باپ سودابہ کا
کہ تہی حسن مین غیرت مہر و ماہ
غرض اسلیے درگذر اوس سے کی
نہ خوار عالم مین کرکے فغان
سیاوش کو پہونچا عقوبت شہا
کسی حیلے سے اوسکو کیجے ہلاک
کہ اس حمل کو کر دیے اسقاط تو
کرین تاکہ غوغا وہ سب سربسر
وہ سودابہ اور خسرو نامجو
یہ پوچہا کہ یہ شور و غوغا ہے کیا
کہا شہ نے لاؤ او نہین و دختر

وہ رکھہ طشت مین لیکئین پیش شاہ
یہ بچے سیاوش کے ہین تخم سے
وہ رفعل دیکھا سیاوش کا اب
وہین اوٹھکر فی الفور باہر گیا
یہ ظاہر کرو کے ہین تخم سے
کہا بعد یکہفتہ اے شہریار
جو اختر شناسون نے ظاہر کیا
نہین راست گفتار یہ زینہار
رہا سنکے خاموش کاوس شاہ

لگا شاہ حیرت مین کرنے نگاہ
کہ یہ خواب سے آو کیا تھا مجھے
کہ کیا کام اوسنے کیا ہی غضب
طلب اہل تنجیم کو وان کیا
خبر راز پنہان سے اب دو مجھے
یہ تخم کیان سے نہین زینہا
تو سودابہ سے جاکے شہ نے کہا
نہین انکی کچھ بات پر اعتبار
کہ بیچارہ شہزادہ تھا بیگناہ

جب اوسنے ان سے پوچھا حقیقت ہے کیا
یہ سودابہ نے سنکے شہ سے کہا
شہنشاہ خاموش حیران ہوا
دکھائے اونھین سر دو مردہ پسر
وہین طالع بخت کو دیکھکر
کیا راز پنہان ناپاک زن
وہ بولی کہ ای شاہ جوہر شناس
سیاوش کو واجب ہے دینی سزا
بد اندیش از بسکہ سودابہ تھی

یہ کمبخت نے تب گزارش کیا
مری بات کا تجھکو باور نہ تھا
بہت اپنے دل مین پشیمان ہوا
کہا انکے طالع مین کرکے نظر
لگے غور کرنے وہ شام و سحر
شیان سر بسر پیش شاہ زمن
نہتھن سے ڈرتے ہین اختر شناس
سزاوار ہے قتل اہل خطا
شہ نامور سے یہ کہنے لگی



حمایت تو کرتا ہے بیٹے کی اب
ستم پر ستم ہی غضب پر غضب

کہا یون کہ مرتی ہون مین کھا کے زہر
ہوا اسکے ناچار تب شاہ دہر

اگر ہے گنہگار جل جائے گا
وگرنہ نہ ایذا ذرا پائے گا

خطر کیا ہے ای شاہ فرخ خصال
نہین راستی کو کبھی ہرگز زوال

خداوند غفار کو یاد کر
سیاوش گیا آگ مین بیخطر

سیاوش کو شہ نے بغل مین لیا
سر و چشم پر اوسکے بوسہ دیا

ولیکن شفاعت سیاوش نے کی
بہانہ ہی چاہے تھا کاوس بھی

کیا اور کرتا ہے مجھکو خراب
یہ کہکر لیا

یہ ٹھہرا کہ شہزادہ نامدار
پڑے آگ کے درمیان

ہوئی آتش افروختہ جب وہان
لگا کہنے تب شاہ سے وہ جوان

خدا ہے نگہبان مرا ہر زمان
کہ ہے واقف آشکار و نہان

نہ پہونچا اوسے کچھ ضرر زینہار
سلامت وہ نکلا پھر انجام کار

ہوا سخت سودابہ پر خشمناک
کہا یونکہ کرتا ہون تجھکو ہلاک

سر خون سے گذرا شہ دین پناہ
غرض اوسپہ کی مرحمت کی نگاہ

داستان رفتن ملکزادہ سیاوش بجنگ افراسیاب و فتح کردن بلخ

وہ سودابہ از بسکہ بدکیش تھی
سیاوش کی ناحق بداندیش تھی

خطرناک رہتا تھا وہ نامدار
دعا مانگتا تھا یہ لیل و نہار

یہ پہونچی خبر اون دنون ناگہان
کہ توران سے بالشکر بیکران

ہوا خشمناک اور کہنے لگا
کہ ای نامداران جنگ آزما

کبھی صلح جو ہون کبھی کینہ خواہ
یہ رکھتے ہین دل مین خیال تباہ

سیاوش نے کاوس سے یون کہا
کہ اے شاہ شاہان کشورکشا

کہا شہ نے تجھکو کہان ہے یہ تاب
جو ٹھہرے ذرا پیش افراسیاب

یہ مقصود تھا اوسکو اسبات سے
کہ دوری ہو اب خصم بدذات سے

وہ بولا کہ اوس سے نہ کمتر ہون مین
ہنر اور قوت مین ہمسر ہون مین

حضور شہنشاہ جوہر شناس
کیا پھر تہمتن نے یہ التماس

کرو آپ تکلیف ہرگز نہ اب
رہو یان بآرام عیش و طرب

اونھین الغرض دیکے سامان جنگ
روانہ کیا شاہ نے بیدرنگ

وہانپر جو تھا حکمران تازیان
سو آیا پے کینہ خواہی دوان

نہ ہرگز رہی طاقت کارزار
ہوا جاکے محصور انجام کار

دلاور تھا گرشیوز اوسکا تھا نام
ہوا دیکھکر تازیان شادکام

رہا خوب دو روز تک کشت خون
کیا فوج ایران نے اونکو زبون

گریزان ہو جیحون سے گذرے شتاب
گئے خستہ دل پیش افراسیاب

کہ ہوکر روان بلخ سے پیشتر
گذر آب جیحون سے با کر و فر

سران سپہ نے یہ اوس سے کہا
کہ جلدی کو ست کام فرما ذرا

سیاوش نے مرقوم نامہ کیا
لکھا یہ کہ اے شاہ کشورکشا

ملکزادہ کے قتل کا قصد تھا
یہ تدبیر تھی اوسکو صبح و مسا

کہ یا حضرت ایزد ذو الجلال
شتابی کہین یان سے مجکو نکال

ادھر پھر ہوا عازم افراسیاب
یہ سنکر جہاندار عالیجناب

بداندیش ترکان نخوت شعار
نہین عہد و پیمان پہ استوار

سپہ کھینچکر بلخ تک اگلی بار
کرون اونکو آوارہ و قتل و خوار

مجھے بھیجیے سوے افراسیاب
کرون جاکے اوسکو تباہ و خراب

زبردست ہے تجھسے وہ پہلوان
قوی جنگ مین اوسکے سب پہلوان

یہ بہتر ہی مین آپ لیکر سپاہ
بداندیش سے جاکے ہون کینہ خواہ

یہ لشکر بھی اپنا ہی جنگ آزما
سدا فوج توران پہ غالب رہا

کہ ہمراہ شہزادہ نامدار
مجھے کیجیے رخصت اے شہریار

ملکزادہ اور بندہ کافی ہین یان
پئی جنگ ترکان نخوت نشان

وہ شہزادہ اور رستم نامور
دلیری سے پونہچا در بلخ پر

ہوئی فوج ایران جو گرم ستیز
تو بس اوسنے لی وہین راہ گریز

یہ سنکر سو بلخ پہونچا شتاب
سپہ لیکے داماد افراسیاب

بہم متفق ہوکے پھر بیدرنگ
ہوئے شاہزادے سے خواہان جنگ

ہوئی رزم کی پھر نہ تاب و توان
تو ناچار گرشیوز تازیان

ہوا بلخ مین دخل شہزادے کا
یہ شہزادے نے پھر ارادہ کیا

سپہدار توران سے ہو رزمخواہ
کرے اوسکے لشکر کو یکسر تباہ

تو لکھ شاہ کو نامہ اے نامدار
وہ کینہ جو لکھے جو تجھے شہریار

گیا حاکم بلخ کھاکر شکست
اور اپنا ہوا بلخ مین بندوبست

گذر جاؤن جیحون سے گر حکم ہو
سپہدار توران سی ہو رزم جو

اگر وہ نہ جیحون سے آیا ادھر
تو ہرگز ادھر کا ارادہ نہ کر

لکھا شاہ کاؤس نے یہ جواب
کہ ہے سخت پیکار افراسیاب

سیاوش بفرمان شاہ جہان
ہوا بلخ مین پھر توقف کنان

آمدن گرشیوز داماد افراسیاب باہدایہ نزد سیاوش بدرخواست و آزردگی کاؤس طلب سیاوش

جہان تھا سپہدار توران وہان
گئے جب وہ گرشیوز قہ ازبان

گیا خواب مین شب جو افراسیاب
تو ناگاہ آیا نظر ایک خواب

یہ پوچھا کہ اے سرور نامور
تجھے خواب مین اب پڑا کیا نظر

یہ کہنے لگا اوس سے افراسیاب
کہ اسوقت دیکھا ہے مینے یہ خواب

نمایان ہوا ابر مین ایک مار
ہوا ابر سے ایران کے آشکار

کیا ہے لشکر کو اوسنے ہلاک
ملایا ہر اک کو تہ خون و خاک

جوان ایک تھا رشک خورشید و ماہ
وہ بیٹھا تھا نزدیک کاوس شاہ

ہوا دلکو از بسکہ اوسوقت درد
خروشان ہوا پھر وہین ابر گرد

نہ دلمین ذرا خوف اندیشہ کر
سپہ تجھے ہو گی فتح و ظفر

طلب اوسنے دانشورون کو کیا
مفصل کہا ماجرا خواب کا

دلے ایک نے عہد و پیمان لیا
سپہدار توران نے پھر یون کہا

وگرنہ خرابی پڑے ہے نظر
مبادا کہ ہو جائے نوع دگر

روان پھر کیا شہ نے داماد کو
سو بادشہ زادہ نامجو

گیا جبکہ گرشیوز نامجو
سیاوش دیکھا وہین تعظیم کو

سیاوش ہوا دیکھکر شادمان
پھر اک بزم آراستہ کی وہان

اوٹھا وہین داماد افراسیاب
ہوا جا کے سرگرم آرام و خواب

ہوا آشتی خواہ افراسیاب
تہمتن نے سنکر دیا یہ جواب

ولے سخت مکار ہے بد نہاد
نہین اوسکے کچھ قول پر اعتماد

جنہین ہم کہین سو وہ آوین یہان
برسم گرو یان رہین جاودان

ہمین اس طرح صلح منظور ہے
وگرنہ رہ آشتی دور ہے

یہ احوال لکھ اوسنے قاصد شتاب
روانہ کیا پیش افراسیاب

سنجار او خوارزم اور چاچ بھی
سمرقند و سنجال کے تھی سبھی

تہمتن نے جنکا لیا نام تھا
روان پیش شہزادہ اونکو کیا

لکھا صلح کا شہ کو احوال سب
کیے تحفے توران کے ارسال سب

اوڑے سوال سی جسکے ہوش و حواس
بہت سا لمین اوسکو ہی خوف و ہراس

گزارش کیا اوسنے احوال جنگ
یہ سنکر اوڑا اوسکے چہرے کا رنگ

ہوا ہول سے اوسکے گرم فغان
سنا جب کہ گرشیوز آیا وہان

جو یکبارگی تو خروشان ہوا
ہراسان ہوا دل پریشان ہوا

کہ اک دشت مین سیکڑون سائبان
مری فوج بھی ہے وہان اور مین

وہین باد صرصر ہویدا ہوئی
پھر اوسمین سے اک فوج پیدا ہوئی

پکڑ کر مجھے لیگئے مرزبان
شہنشاہ کاوس بھی تھا جہان

اوٹھا وہین کھینچکے اوسنے تیغ
کیا چاک پہلو مرا بیدریغ

لگا کہنے داماد افراسیاب
کہ برعکس ہوتی ہے تعبیر خواب

یہ تعبیر اوسکی نہ آئی پسند
کیا اونسے ہرگز نہ خوف گزند

ہوے سنکے خاموش دانشوران
کہ تھا دل مین ہر ایک کے خوف جان

کہ ہرگز نہ کر قصد پیکار تو
سیاوش سے اے شاہ ہو صلح جو

پسند آئی گفتار اختر شناس
عطا کی اوسنے نعمت بیقیاس

فقط نامہ اوسکے حوالے کیا
تحائف بھی انواع وہ لیگیا

وہ تحفہ دیا اور نامہ دیا
لیے آشتی اوسنے کی التجا

ہوئے محفل آرا بعیش و طرب
گئی الغرض جب گذر نصف شب

سیاوش نے رستم سے پھر یون کہا
کہ اے پہلوان مصلحت اب ہی کیا

کہ بدخواہ عاجز ہوا جب کمال
کیا آشتی کا تب اوسنے سوال

فرستادہ کو دیجیے یہ جواب
کہ گردان و خویشان افراسیاب

تعلق ہی ایران کے جو کچھ کہو
کہ اوس سے بھی اب دست بردار ہو

سحر جبکہ گرشیوز آیا وہان
کیا اوسنے مرکوز خاطر عیان

کیا شاہ توران نے سب کچھ قبول
ہوئی آرزوے دلی سب حصول

عزیزان و خویشان فرخ نہاد
دلیران و گردان عالی نژاد

ہوا شاد شہزادہ نامدار
تہمتن کو بھیجا سوے شہریار

سنی تھی خبر شاہ نے پیشتر
کہ بدخواہ کو خوب آیا نظر

ہوا اوسکی اختر شناسون نے بھی
کہا شاہ کاوس سے تھا یہی

کہ تیرا معاون ہے پروردگار
ظفرمند ہوگا تو اے شہریار

حضور شہنشہ جو رستم گیا
کیا اجراسب بیان صلح کا

یہ پھر رستم پہلوان نے کہا
کہ ہے جنگ سے صلح بہتر شہا

تہمتن نے آزردہ ہو کر کہا
کہ حاضر رہونگا میں یان خسروا

کیا کچھ تامل توقف درنگ
نہ کیجو ذرا ہو جیو گرم جنگ

تہ ہو گئی افواج افراسیاب
وہ ہوگا گرفتار رنج و عذاب

لگا کہنے تب بادشاہ جہان
نہیں صلح منظور اے پہلوان

کہا شہ نے تم عذر کرتے ہو گر
تو میں اور کو بھیجتا ہوں ادھر

روانہ کیا طوس کو پھر شتاب
سپہدار نے سوے افراسیاب

سیاوش کو پھر ایک نامہ لکھا
کہ تورانیوں کو تو یاں لیکے آ

آزردہ شدن بادشاہزادہ سیاوش از کیکاؤس و رفتن نزد افراسیاب و پیش آمدن او بتعظیم و تواضع و دادن دختر خود و ملک بخشیدن بہ شاہزادہ سیاوش

پڑھا شہ کا نامہ سیاوش نے جب
ہوا دل پریشان و آزردہ تب

دیا سب نے پاسخ کہ بہتر یہ ہے
کہ لاؤ بجا حکم کاؤس کے

کرے قتل ہر ایک کو بے یقین
کہ دلمیں بھرا اوسکی ہے بغض و کین

سوا اوسکے سودا یہ ہے کینہ جو
مری دشمن جان ہے وہ زشت خو

نظر آوے جب یہ گزند و ضرر
تو پھر جاؤں کیونکر حضور پدر

یہ سنکر بہت ہو گئے اندوہگین
یہ گودرز و بہرام بولے ہمین

سمجھ اے ملکزادہ نامجو
کہ ہرگز نہیں اعتماد عدو

تو بہتر ہے اوس سے کہ لیل و نہار
رہوں میں حضور پدر خوار و زار

لکھا یوں کہ اے خسرو نامور
مرا باپ راضی نہیں صلح پر

مرا عہد و پیمان ہے استوار
اگر سر بھی جاوے تو یان زینہار

غرض کچھ نہیں شاہ کاؤس سے
نہیں ہے مجھے کام کچھ طوس سے

نہ پہونچے جہاں ہاتھ کاؤس کا
رہوں اب میں وان میں صبح و مسا

تمھارے عزیزان و خویشان کو اب
کیا میں نے رخصت بعیش و طرب

کہ مجھکو سمجھ عہد و پیماں ہے چست
ترے ساتھ ہے صلح میری درست

کہاں طوس کو تاب اے نیکمرد
کہ ہوتے آنکے مجھسے اب ہم نبرد

تو میں نے کیا تجکو اپنا پسر
محبت کروں میں بطور پدر

تو جو چاہے تجکو وہ اقلیم دوں
زر و گنج و اورنگ و دیہیم دوں

یہ نامہ پڑھا شاہزادے نے جب
ہوا اوسکے غم سے آزاد تب

کروں عرض کیا ہے یہ تقصیر کیا
کہ پہلے تو اے شاہ کشورستان

یہ چاہا کہ مجکو کرے تو ہلاک
خدا کا نہ ہرگز کیا خوف باک

گیا آخر آتش میں یہ خاکسار
ولیکن بالطاف پروردگار

سپہدار توران کو عاجز کیا
زر و افسر و تاج اوس سے لیا

سران سپہ کو بلا کر کہا
کہو سوچکر مصلحت اب ہے کیا

وہ بولا کہ خویشان افراسیاب
جو واں جاؤں تو شاہ عالیجناب

مرے عہد و پیمان کا پھر اعتبار
نکوئی کریگا یہاں بیشمار

خدا جانے کیا ظالم نابکار
مرے سر پہ لاوے بلا ایک بار

یہ دلمیں ہے یاں چھوڑکر سب سپاہ
سپہدار توران کی لوں میں پناہ

نہیں مصلحت یہ قرین صواب
کہ بدخواہ تیرا ہے افراسیاب

دیا شاہزادے نے پھر یہ جواب
کرے گر مجھے قتل افراسیاب

یہ کہکر وہیں ایک نامہ لکھا
سو شاہ توران روانہ کیا

کہ کاؤس نے بھیجا اودھر طوس کو
کہ ہووے اب آنکے ہمرزم او

نہ پھیروں میں ہر عہد و پیمان کو
رکھوں راہ رسم وفا دوستی

یہ ہے قصد اب زیر چرخ بریں
کہیں دور جاکر ہوں ساکن گزیں

بتا دیجیے کوئی ایسا مکان
کہ جاکر کروں میں اقامت وہاں

گیا پڑھ کے حیرت میں افراسیاب
لکھا اوسنے نامہ کا پھر یہ جواب

دلے وہ جو کینہ ہے کاؤس سے
وہی جنگ و پرخاش ہے طوس سے

جو منظور رکھکر تو پاس وفا
ہوا میری خاطر پدر سے جدا

کروں بلکہ فرمانبری روز و شب
تو آ شوق سے یاں بلطف و طرب

تجھے بعد کاؤس بیداد گر
کروں ملک ایران کا تاجور

وہیں عزم توران مصمم کیا
اور اک نامہ کاؤس کو یہ لکھا

کیا یہ ستم تجکو سودا نے
کیا یہ غضب تجکو سودا نے

ستارہ شناسوں نے جو کچھ کہا
وہ زنہار تو نے نہ باور کیا

سلامت رہا کچھ نہ پہونچا ضرر
کیا بلخ کو فتح یاں آن کر

سمجھ لی یہاں آشتی ہے بہم
دلے تو نہ راضی ہوا اے ستم

غرض مہر کے تو ہوا خشمگین
جو ہے سر نوشت اپنی وہ ہوئیگا
طلب کرکے بولا وہ خورشید جاہ
یہ کہکر ملکزادہ نامدار
یہ نزدیک تر شہر کے جب گیا
کیا یکسر آراستہ شہر کو
سیاوش سے بولا یہ افراسیاب
سپہدار نے پھر بآئین نیک
تواضع مدارا و تعظیم کی
تو ہے نور پور شہ کیقباد
مسیں تفاخر کا سامان ہوا
جھکا کر ادب سے سر اپنا سا
کوئی نامدار اک یہان لیکیا
بہت تجپہ ہی مہربانی شاہ
تو ہو کتخدا اے ملکزادہ اب
کہ ہستی سے جب جا سوی عدم
جو دیشہ نے شہزادے سے یون کہا
اوسے دیجئے با دل پر صفا
لگا کہنے ساتھ اوسکی ذرات شاہ
فرنگیش ہے دخت افراسیاب
سیاوش یہ بولا کہ اب کیا گیا
طلب کرکے پھر موبد خاص شاہ
عجب کیا جو دی اپنی دختر مجھے
حضور سیاوش پھر آیا وہین
خوشی ہو اجازت تو اے دلربا
یہ بہتر ہے مجکو بھی اے نامجو
یہ کہکر خوشی سے وہ گلرو شتاب
ہوئی جا کے گلشن بخدمت کنار
فرنگیش کی مان نے سونپا اوسے

تو توقع مجھے تجھسے اب کچھ نہین
ہے کب لکھا کلک تقدیر کا
کہ یہ کشور ملک بلخ و سپاہ
روانہ ہوا لیکے نہ صد سوار
خوشی سے وہ آیا وہین پیشوا
بآئین دلخواہ و طرز نکو
تجھے دیکھکر ہین ہوا کامیاب
کیا جشن شاہانہ ترتیب ایک
برسم پسندیدہ تکریم کی
جوانمرد و دانا و فرخ نہاد
کہ تھا ملکزادہ مہمان ہوا
ہوا وہ پرستندہ شہریار
سیاوش سے اک روز دستی کہا
وفور محبت سے شام و پگاہ
بسر کر بعیش و طرب روز و شب
تو ہو شاہ ایران بجاہ و حشم
تو اوسنے خوشی سے پذیرا کیا
کیا ساتھ شہزادے کے کتخدا
نکرنا تھا کاؤس کو گاہ ہے یاد
کہ جسکا نہ جسکے حضور آفتاب
دگر بار ساتھ اوسکے ہوون کتخدا
لگا کہنے اوس سے وہ خورشید جاہ
کہ ہے سب سے رتبہ تو برتر مجھے
وہ مژدہ خوشی سے سنایا وہین
فرنگیش کے ساتھ ہوون کتخدا
کہ تھا شاہ توران کا داماد ہو
سو خانہ شاہ افراسیاب
ہوا اوس سے ہر ایک شادان تن
ہوا خواہ دختر کا سمجھا اوسے

ہوا سخت ناچار و مجبور آہ
وہ نامہ سوئے خسرو نامجو
تئے اب جواب آئے ہے طوس آوے جب
وہ دریائے جیحون سے گذرا شتاب
اودھر شاہ اور شاہزادہ ادھر
درشہر سے تا در شہریار
کیا تو نے توران کو گلستان
دف و بربط و شاہد و جام
ملکزادہ کا پھر ہوا مدح خوان
نکو رو کے و خوش خلق و پاکیزہ خو
سنی جب گفتار لطف و کرم
غرض روز و شب عیش گیتی پناہ
کہ تو ہے دل و جان افراسیاب
یہی اب ہے مقرون رای رزین
بفضل خدا العبد کاؤس شاہ
یہان ہے سے ہے نزدیک ایران یہین
جریرہ کی تھی دختر گلعذار
جو دیکھا رخ دلبر سیمبر
کہنے سیاوش سے پھر یہ کہا
تو ہوتا اگر اوس دخت کا خواستگار
یہ ہے رسم شاہان عالی وقار
کہ مصروف ہے خسرو نامور
کہا جا کے تو نے ہر سلطان کے پاس
ہوا شاد شہزادہ نامور
دیا سنکے گلشہر نے یہ جواب
لبہان کنیزان ہین لیکن سناک
گئی لیکے اسباب شادی تمام
پھر اپنی طرف سے بھی اسباب
رہا سات دن جشن شاہانہ دان

سو خانہ خصم لیتا ہون راہ
روان کر چکا جب تو بہرام کو
تو کر دیجئوا دسکے تفویض سب
گیا الغرض سوئے افراسیاب
پیادہ ہوئے دور سے دیکھکر
ہوا سر پہ شہزادے کے زر نثار
ہوئی تیرے آنے سے رونق بہار
مہیا تھی عشرت کی ہر ایک شی
کہ مجسے سخن ہے تو اے جوان
حقائق شنو عاقل و راست گو
ہوا شاد شہزادہ جمجشم
فزون تھا سیاوش کا اعزاز و جاہ
ہوا جبکہ مہمان افراسیاب
کہ اس شہر مین ہوئیے ساکن گزین
تو ہی وارث تخت و تاج و کلاہ
نہ زنہار جا روز و شب اب کہین
کہ گل شہر تھا نام رشک بہار
ہوا خوش ملکزادہ نامور
کہ ساتھ اوسکے کیون ہوا کتخدا
تو دیتا خوشی سے تجھے شہریار
کہ زن چاہیے شوق سے تین چار
مری پرورش ہین مثال پدر
پذیرا کیا شہ نے یہ التماس
کہا جا کے گلشہر سے یون کہ
کہ راضی ہو نہین کیجیے اب شتاب
فرنگیش کی ہونگی خدمت گزار
فرنگیش کی مان ہوئی شادکام
بصد شادمانی و عیش و طرب
بصد حشمت و جاہ و توقیر و شان

کیا کتخدا رستم و آئین سے ۔ فرنگیس کو ساتھ شہزادے کے
کہ جسکا نہیں ہو سکے یان بیان ۔ سوا اسکے ہو کر بہت شادمان
سنی جبکہ کاؤس نے یہ خبر ۔ کہ وہ بادشہ زادہ نامور
ہوا یہ پسر کی جدائی کا درد ۔ کہ ہر دم لگا کھینچنے آہ سرد
سپہدار توران نے پرخاش کا ۔ ارادہ جو کاؤس کے دل مین تھا

در و لعل و اسپان فیلان و زر ۔ بہیر اوسکو اوسنے ملا اسقدر
دیا شہ نے اوسکو دیار ختن ۔ گیا لطف سے شہریار ختن
گیا بلخ سے پیش افراسیاب ۔ ہوا شاہ کے دل کو اک اضطراب
خفا ہو کے شہ سے سوی سیستان ۔ روانہ ہوا رستم پہلوان
رکھا شہ نے موقوف [illegible] ۔ لکھا یون کہ پھر آؤ اے نامجو

رفتن شاہزادہ سیاوش طرف ختن و باعث ناموافقت آب و ہوا در روانہ شدن طرف دریای گنگ و طیار نمودن قلعہ سنگین و دیگر مکانات رفیع و دلپسند و حسد بردن گرشیوز برادر افراسیاب و رغلانیدنش افراسیاب را و

سیاوش ملکزادہ نامجو
فرنگیس کو لیکے با فر و شان ۔ گیا سوی شہر ختن شادمان
نقیبون کے مردان جابجا ۔ کہ ہووے وہان خوب آب و ہوا
لب گنگ اک جا عجیب تھی ۔ ملکزادہ کو سکے اگلے دی آگہی
بنایا وہان ایک حصن حصین ۔ حضور اوسکے تھا پست چرخ برین
ہر اک جا تھے انواع نقش و نگار ۔ بصد رنگ ان جلوہ گر تھی بہار
سپہدار کاؤس عالیجناب ۔ پشنگ سپہدار افراسیاب
لکھی اسکی صورت بخوبی وہان ۔ بنا ہر مکان غیرت گلستان
سوا اسکے بھیجا بہت مال و گنج ۔ حضور ملکزادہ بے درد و رنج
سیاوش ملکزادہ اسواسطے ۔ گیا چھوڑ تھا باپ کے گھر اوسے
سپہدار توران ہوا شادکام ۔ رکھا پھر خوشی سے فرود اوسکا نام
حضور سیاوش روانہ کیا ۔ تحائف بہت بھیجے اوسکے سوا
سیاوش سے کہتا تھا وہ [illegible] ۔ یہ چاہی تھا کمبخت بیداد دین
دل کینہ سینہ مین پوشیدہ تھا ۔ بظاہر تھا مداح شہزادے کا
بہت ساتھ اوسکے مدارا کیا ۔ نہ آیا وہ در تک وے پیشوا
تو پھر دل مین اوسکے ہوئی اوکد ۔ زیادہ ہوا بغض و کین و حسد
تو ظاہر کیا یون کہ اے تاجدار ۔ سیاوش سے غافل ہنوز [illegible]
دماغ اوسکا نخوت سے یکسر بھرا ۔ نکی میری تعظیم اوسنے ذرا

کشتہ شدن سیاوش از دست افراسیاب

غرض سپہدار توران سے ہو
ہوا جبکہ رونق فزای ختن ۔ نہ ہرگز خوش آئی ہوائے ختن
خبر دو کہ سنگین گزین جا ہو ۔ بآرام و عیش و فراغت ان رمون
کہ ہے اک مکان مثل باغ جنان ۔ ملکزادہ رہنے کی سکونت وہان
بنا ہے درون حصار بلند ۔ مکانہای تھے سب خاطر پسند
کیومرث و جمشید فرخ نہاد ۔ فریدون منوچہر اور کیقباد
نریمان و ہم رستم و سام و زال ۔ یہ کھنچے تھے کردار ماضی و حال
سنی شاہ توران نے یہ جو خبر ۔ نقیبے وہان اور اہل ہنر
پری چہرہ گلشہر رشک چمن ۔ کہ تھی حاملہ وقت عزم ختن
ہوا اون دنون اوس سے پیدا پسر ۔ کہ تھا حسن مین رشک شمس و قمر
وہین طفل کے ہاتھ کو زعفران ۔ لگا اوس بچہ کا اوسکے نشان
گیا لیکے گرشیوز نامدار ۔ بحکم سپہدار توران دیار
کہ شہزادہ رہوے نہ اوس شان سے ۔ نکلوا دے اقلیم توران سے
گیا تہنیت نامہ وہ لیکے جب ۔ ہوا شاہزادہ قرین طرب
بزرگی و خودی کا آداب وان ۔ فدا یا بجا وہ ثریا نشان
وہ رخصت ہوا تا کا لیکر جواب ۔ گیا ماسنے جب پیش افراسیاب
نہین ہے وہ سیاوش جو تھا پیشتر ۔ بیان کیا کردار اوسکا مین کر و فر
فراہم بہت کی اب اوسنے سپاہ ۔ وہ رکھنے ہے دل مین خیال تباہ

اطاعت سے تیری نہین اوسکو کام
سنے ہا ے باطل کو افراسیاب
لگا کہنے یون شاہ توران زمین
مناسب ہے یہ اور بہتر یہی ہے
کہ دیکھا سیاوش نے توران دیار
یہ ہے مصلحت اے شہ ارجمند
یہ سنکر لگا کہنے افراسیاب
سیاوش کو نامہ دیا جا کے جب
یہ سنکر وہ گرشیوز بدنہاد
فریب اوسنے اسطرح دینا کیا
وہ خاموش رہا کچھ نہ پاسخ دیا
سیاوش کو اوسنے دیا یہ جواب
تمہین چاہتا ہے زمین سے بلند
نہین ہے گمان یہ سمجھے نہان
کیا کسطرح اوسکو شہ نے ہلاک
ارادہ یہ اوسنے مصمم کیا
وہ بولا کہ ہون بر سر آشتی
نکو چل اب تو ہے گر ہوشیار
یہی مصلحت ہے کہ جاؤن وہان
غرض رفتہ رفتہ یہ پایا قرار
کہ ای نامور بادشاہ جہان
ذرا بھی خفا ہو تو با چشم سر
حضور شہنشاہ توران دیار
ذلیل اوسنے مجھکو کیا ہی سخت
کہا یون کہ ہرگز نجاؤن وہان
گیا اوسطرف شاہ لیکر سپاہ
تہی دست نزدیک اوسکے تمام
فرنگیش یہ سنکے گریان ہوئی
کہا اوسنے چل تو بھی ای دلربا

یہی سوچتا ہے وہ ہر صبح و شام
سمجھ اور کہا بس ہین ہیچ و تاب
کرون اوسکو ضائع تو لازم نہین
کہ بھیجون اسے پیش کاوس کے
سب احوال پایا ہوا آشکار
کہ لکھے سیاوش کو اب کر کے بند
کہ ہیش سیاوش تو پھر جا شتاب
کہا پڑھکے اوسنے یہ با صد طرب
یہ سوچا کہ گر یہ گرامی نژاد
یہ شہزادہ نامور سے کہا
قسم دیکے شہزادہ نے پھر کہا
کہ ہے بدگمان شاہ افراسیاب
کہ ہو تجھ سے تری جان کو کچھ گزند
کہ مجبور کرے کچھ ستم شہریار
خدا کا نہ ہرگز کیا خوف اب
کہ کھینچے تجھے زیر تیغ جفا
غلط شاہ ہو ہے گمان پاپی
دہن مین بلا کے سخت زیبا
بجا لاؤن فرمان شاہ جہان
کہ ہان لکھیے عذر آنیکا ابکا
یہی آرزو ہے کہ حاضر ہون ان
قدمبوسی حاصل کرون آنکر
جو پہونچا تو بولا کہ ای شہریار
کہ بیٹی بٹھایا مجھے زیر تخت
جو چاہے کرے بادشہ بیگمان
کہ تاشا نرا ہوتے ہوئے کینہ خواہ
لگا کہنے شہزادہ دو والکرام
کمال اوسکی خاطر پریشان ہی
فرنگیش نے تب یہ پاسخ دیا

کری ملک توران مین برباد شاد
دہن اپنے دل مین یہ لایا خیال
نہ جو کوئی لاوے اپنے حضور
سنی جب یہ گفتار افراسیاب
یقین ہے کہ ستم تو لا وگر بہانہ
بہانے سے اوسکو طلب کیجیے
دلاسا اوسے دیکے اب لائیے یہان
کہ ہیش شہنشاہ والا جناب
روانہ ہوا پہونچے شتابی وہان
کہ جانا مناسب نہین اب یہان
زبان تک سخن کو دلا سکیے
تو ہے اک ملکزادہ با تمیز
سیاوش نے سنکر یہ پاسخ دیا
یہ سنکر وہ بدکار کہنے لگا
فراہم کیا تو نے لشکر یہان
کیا ہے یہ راز تجھسے عیان
لگا کہنے گرشیوز بدنہاد
سیاوش نے سوچا ہے کیا
ولے اوسنے ہر بات کو رد کیا
فریب اوسکا دوان ہوا کارگر
ولیکن فرنگیش رنجور ہے
وہ گرشیوز بد بہ …
سیاوش ملکزادہ سے خبر ہے
نہ ہرگز پڑھا نامہ کو ایکبار
سنی شاہ توران نے یہ بات جب
سیاوش نے جس دم سنی یہ خبر
کہ جاتا ہون گر پیش افراسیاب
سیاوش سے بولی کہ ای نامدار
کہ اب پہنچا ہے چل محبت ہی

اخیر دارا ہے شاہ والا نژاد
کہ شہزادہ کو یا اپنے دیکھے کمال
وہ نا ساتھ اوسکے ہو دانش سے دور
تو کم بخت نے پھیر دیا یہ جواب
کہ ہے ملک تسخیر سب بیگمان
نہ تاخیر کیجیے اب نہ سستی کیجیے
غرض لیکے نامہ ہوا وہ روان
سر چشم سے جاؤنگا میں شتاب
تو باطل مری بات ہو بیگمان
وہ بولا کہ کیا واسطہ کر بیان
حقیقت ہے کیا مجھسے فرمایے
مری جان ہے اور دل سے عزیز
کہ سلطان نے دانا مجھکو کیا
کہ اغریرث اوسکا برادر جو تھا
شہنشاہ توران ہوا بدگمان
وے دل مین اپنے تو رکھیو نہان
کہ اے نامدار گرامی نژاد
کہ دوستی اس سے ہرگز نہین ہے روا
کہ تھا دشمن جان وہ شہزاد کا
لکھا نامہ شہزادے نے زود تر
تو ناچار یہ بندہ مجبور ہے
روانہ ہوا اوسکے لیے نامہ جو
دماغ اوسکا اب عرش سے دور ہے
نہ میرا سخن کچھ سنا زینہار
ہوئی مشتعل آتش قہر تب
تو گفتار گرشیوز حیلہ گر
تو بیشک مجھے قتل کرنا شتاب
گریزان ہوا اب سوی ایران دیار
گرونگی مین کیونکر کھلا راہ طے

مجھے چھوڑ کر یان روانہ ہو تو
روانہ ہوا اور کہا یہ سخن
یہ سنکر شہ شاہ افراسیاب
ہوے سربسر قتل ایرانیان
شجاع و دلیر و قوی تھے یہ مرد
یہی مصلحت ہے کہ کیسر سپاہ
بھلا قتل یان کسلیے کیجیے
تو پھر قتل کا حکم شہ نے دیا
روان ہوکے پھر واسطے افراسیاب
فرنگیش آئی حضور پدر
کہ ایران سے آکے ای بادشاہ

سلامت تو لیجا غرض جان کو
کہ پیدا پسر گر ہوا ای سمتن
مقابل سیاوش کے پہونچا شتاب
رہا ایک تن بھی نہ زندہ وہان
دلیری و مردانگی مین ہی فرد
کرے تیر کا اوسکو آماجگاہ
مگر زندہ اوسکو پکڑ لیجیے
تو یون پہلوان پلسیم نے کہا
سکا پر سیاوش کے آیا شتاب
پراگندہ گیسو و خستہ جگر
سیاوش تیرے پاس لایا پناہ

سواران جنگ آزما یک ہزار
تو کیجئے و اوس طفل کا کچھ نام
ہوا اس مین گرم بازار جنگ
سیاوش کو بے اسپ آخر کیا
سیاوش کے نزدیک جو جائیگا
پسے کیا رحم اور یون کہا
بہم آخرش لاکے مرد و زن
کہ شہزادے کے قتل مین زینہار
ہوا دیکھ حیران وہ سارے سکان
خروشان گریبان و تن چاک کیا
کیا قصد کیون اوسکے اب قتل کا

لیے وان سے ساتھ اور وہ نابکار
اوسے دیکھکر رہیو تو شادکام
ہوا کار خنجر پہ تیغ و خدنگ
سپہدار توران نے پھر یون کہا
تو بس جان کو اپنی وہی آئیگا
سیاوش ہے ای نامور بیٹھا
سیاوش کو بس لیگیا کر اسیر
نہین چاہیے جلد ای شہریار
کرے کیا قلم غیرت گلستان
لگی کہنے یون باول دردناک
ستم بیٹھا پر کہا کیون روا



مگر خستہ و خوار مجھکو تو مان
براے خدا بخش اسکی تو جان

سمجھ بات کو اور مت کر وہ کام
کہ نفرین کرین خلق تجھپر مدام

ہوئی گرچہ زاری کنان شک باک
وُلے پر سر رحم آیا نہ شاہ

فرنگیس آخر ہوئی ناامید
ہوا بس شب تیرہ روز سفید

یہ کہنے لگی ہو کے زاری کنان
کہ آیا وطن چھوڑ کے تو یہان

خدا جانے کیا شہ پہ آئی بلا
جواب عہد و پیمان سے یون پھر گیا

مجھے باپ سے یہ نہین تھی امید
کہ غصے مین لرزان ہوا تہدید

غرض دیکھکر روتا اک پہلوان
بحکم سپہدار آیا وہان

گیا ساتھ اوسکے وہ گریہ کنان
سیاوش ہوا پھر مناجات خوان

دلیر و جوانمرد جو پائے نام
کہ لے دشمنون سے مرا انتقام

کیا سر کو آویختہ پھر شتاب
بحکم سپہدار افراسیاب

کہ پر سیاوشان مین گیلکا ہے نام
اوٹھا تا ہی شور اوس سے عالم تمام

سپہدار توران کو وہ دردمند
لگی کرنے نفرین بہ بانگ بلند

شتابی فرنگیس کو باندھ کر
تو کر ضرب شلاق اب اس قدر

جو حاضر تھے اوس بزم مین نامور
گئے دل مین نفرین کنان سر بسر

گیا سنکے پیران وہ پُرشتاب
کہ تھا دایۂ شاہ افراسیاب

کہ مردی سے یہ بات بس دور ہے
کہین بھی نہ ہرگز یہ دستور ہے

فرنگیس خواہان اس سے نہین
طلبگار اورنگ پر زر نہین

کہا شاہ نے یون کہ لیجا اسے
ترے واسطے مینے بخشا اسے

جو شہ نے کہا سو پذیرا کیا
فرنگیس کو اپنے گھر لیگیا

ہوا فتنہ انگیز از بسکہ کین
سیاوش کی تقصیر تھی کچھ نہین

کہ دنیا کا ہرگز نہین اعتبار
نہ دم کا بھروسا کچھ نہ شمار

ابھی رستم زال بھی زندہ ہے
سر تخت قائم ہے کاؤس کے

نہ خاطر مین لایا ذرا اوسکی بات
اوٹھایا نہ خون سیاوش سے ہاتھ

حضور سیاوش گئی با ہنر
کہ دیدار آخر کی تھی آرزو

رکھا شہ نے تیغ بر لبان پسر
اوسے تو نے سمجھا بجائے پدر

ترے خون پہ ہا باندھی کمر
خدا کا نہ ہرگز کیا کچھ خطر

خدا تیری مشکل کو آسان کرے
دل بیگناہان ہراسان کرے

سیاوش کو میدان مین لیگیا
سیاوش پہ دل پیلسم کا جلا

کہ پیدا کرے داور دادگر
مرے تخم سے ایک فرخ پسر

پھر اک طشت قاتل نے لاکر کیا
کیا تن سے شہزادے کا سر جدا

رواں خون اوسکا زمین پر گیا
ہوئی خون سے روئیدہ اک وان گیا

فرنگیس گریان نالہ کنان
سیاوش کے مشہد پہ آئی دوان

وہ گرشیوز اوس وقت حاضر تھا وہان
سپہدار اوس سے یہ بولا کہ ہان

کہ گر جاہے اوسکا حمل بیگمان
نہ تخم سیاوش کا رہیگا نشان

نہ طاقت رکھی تھی کوئی ناسجو
کہ مانع ہوا اس امر سے شاہ کو

یہ بولا کہ اے خسرو انجمن
روا رکھ نہ ایذا سے بیچارہ زن

جو کوئی کرے دخت پر یہ ستم
کرے خلق نفرین اوسے دمبدم

شہنشہ کو ہے اس کا خطرا اگر
تو بھیجے فرنگیس کو میرے گھر

وُلے اس سے پیدا ہو جب دم پسر
تو لانا مرے پاس اسے نامور

ہوا شاہ پہ ظاہر آخر یہ راز
کہ بدبخت گرشیوز کینہ ساز

پشیمان ہوا خسرو نامدار
گرا سفلہ کی نظرون سے وہ نابکار

ولادت کیخسرو از بطن فرنگیس و خواب پریشان دیدن افراسیاب

فرنگیس بیچاری خستہ جگر
رہے تھی بآرام پیران کے گھر

رکھا نام کیخسرو اوس طفل کا
پھر اندیشہ پیران کو دلمین کیا

شہ لایا غرض پیش افراسیاب
بیابان مین کودک کو بھیجا شتاب

لیے شمع اک شخص آیا وہان
سیاوش سے دنبال اسکے دوان

کہ بیدار ہو خواب سے زود تر
شقاوت پہ ایام کی کر نظر

ہوا خوف پیدا جو دیکھا خواب
اوٹھا کانپتا شاہ افراسیاب

جو نو ماہ گذری تو پھر ایک پور
تولد ہوا حسن مین شک حور

کہ لیجا کون گر پیش شاہ جہان
تو ضائع کرے طفل کو بیگمان

ادھر خواب مین شاہ توران کو شب
نظر آئی یہ واردات عجب

لیے ہاتھ مین تیغ الماس کا
یہ کہتا ہے وہ سرور نامدار

شب جشن ہو اور روز طرب
کہ پیدا ہوا شاہ کیخسرو اب

طلب شہ نے پیران کو وہین کیا
جو حاضر ہوا وہ تو اوس سے کہا

کہ یہ آج مجھکو ہوا پیدا ہوا
لگا کہنے وہ داسے شہ نا سمجھ
ہوا خوف و اندیشہ او سے بیشتر
اور اب دو سخن ناحق اس طفل کو
غرض اس طرح سے یہیں لایا نہیں
سیاوش کو جیسے کیا تھا ہلاک
سنی بات پیران ویسہ کی جب
وہ پرورده ہو کر بیابان میں جیسے
کریں ان تیسیں تا کہ شام و سحر
سیاوش کے فرزند کو سر و مان
ولیکن یہ پہونچی خبر اب سے جیسے
مگر لوگ کہتے ہیں دیوانہ ہے
وہیں پیش کیخسرو نہ دوالکرام
غرض لیکے وحشت سے مردمان
لگا پوچھنے اس کچھ شہریار
سنی گفتگو طفل کی اس نے جب
جو کوئی بیابان میں پرورده ہے
نہیں کچھ بد و نیک کا اس کو ڈر
سیاوش کا جو ساختہ ہے مکان
سنی جب یہ گفتار افراسیاب
فرنگیس سمیت وہ کہ پہونچی وہان
فرنگیس و کیخسرو مہ جبین

فرنگیس سے یہ پسر پیدا ہوا
بیابان میں پھنکوا دو یہ طفل کو
کہ ضائع کرے تو سیاد آدمی
کرے قتل گر اسے شہ ناسمجھ
اسے لاکے مجھکو دکھایا نہیں
سبب یہ تھا دل تاجور خوفناک
رہا وہ سپہدار خاموش تب
ہوا دس برس کا بالکا تب
سکھایا اسے القصہ سپہبد
بیابان میں پال کے تجھ تا کرون
کہ اس وحشت سے ایک جیان آگے
شعور و خرد سے وہ بیگانہ ہے
یہ پیران ویسہ بھیجا پیام
اسے بالباس شاہی وہان
وہ پاس چلا دیکھ دیوانہ سا
سپہدار سنکر لگا کہنے تب
کہ گو دن ہو کیونکہ اے شہ ناسمجھ
نہیں کینہ جوئی کا ہرگز خطر
عیان ہے فرار سیاوش یہان
تو پیران ویسہ نے اسکو شتاب
تو ویران پایا وہ شہر مکان

کیا اس نے اقرار تب یوں کہا
یہ سنکر لگا کہنے افراسیاب
ہوا ایک تو ظلم یہ تجھ سے آہ
تو ایسا نہو پھر کہ آوے بلا
تری بہتری چاہو ہوش میں کہ نگاہ
وہ دیکھے تھا خواب پریشان مدام
نہ لایا زبان پر سخن کو ذرا
تو پیران ویسہ نے بھیجے وہان
وہ پیران تھا شہ کا جو سپہسالار
نہ زندہ رہے کو وہ کبھی شیر نر
خوشی سے اٹھا لیگیا اپنے گھر
یہ پیران سے بولا تب افراسیاب
کہ دیوانہ بنکر تو یان آئیو
گیا تاجور کو سلام آئیے جب
کہا شہ نے کچھ طفل نے کچھ کہا
کہ یہ طفل دیوانہ ہے بیگمان
کہا شہ نے یہ طفل دیوانہ ہے
جو چاہو تو لیجا کے اس طفل کو
یہ کہہ دو کہ مسکن گزین ہے وہ
عدو الکیا بس فرنگیس کے
ملک اوسے کے مشہور پایہ سپہ

کہ اس طفل کو اب گھر پاس لا
کہ یان کیوں نہ لایا دیا یہ جواب
سیاوش کو کشتہ کیا بیگناہ
تو ہو گے گرفتار قہر خدا
کہ ہو مکین تراشیدہ نیکخواہ
پراگندہ خاطر تھا ہر صبح و شام
تو پوچھا پھر اوس طفل کا ماجرا
سنے سنند دانا و کار آگہان
لگا ایکدن کہنے اسے شہریار
نہ گر ویسہ تیری ہو خون زینہار
کیا اسکو پرورده مثل پسر
کہ دیکھیں اسکو بلا و شتاب
زبان پر پریشان سخن لائیو
ہوا کچھ سپہدار شرمندہ تب
سوال اور تھا وان جواب اور تھا
یہ بولا وہ پیران دیکھ یان
نہیں ہے کسی کام کا زینہار
فرنگیس کے اب حوالے کرو
رکھے پاس تیرے اپنے فرزند کو
گیا گھر سے پھر اپنے رخصت اوسے
جو دیکھا تو ویرانہ ہے اک شجر
ہوئے اسکے سایہ میں مسکن گزین

خبر یافتن شاہ عالیجناب کیکاؤس از کشتہ شدن شہزادہ والاتبار سیاوش و طلبیدن رستم پہلوان از زابلستان و عزیمت نمودن با فوج گران برائے انتقام سیاوش طرف توران و جنگ با افراسیاب و فتح یافتن و ہفت سال در توران ماندن

سنی شاہ کاؤس نے یہ خبر
کہ رستم کو زابل سے بلوائیان
کہ ترکون نے کاٹا سیاوش کا سر
یہ سنتے ہی وہ رستم پہلوان
ہوا اسکے دلگیر و اندوہگین
روانہ ہوا زابل سے با شتاب
کیکو روانہ کیا پھر وہین
حضور جہاندار کیوان جناب

سیاوش کا اسکو ہوا جو الم / کہ ظاہر ہے جسکے بیان سے قلم
گیا اس سبب سے وہ پاتوکل / گیا بلخ سے لیکے سوے اجل
وہ بولا کہ اے شاہ آفاق گیر / تو اسکا بچا کیون زمانے بلند
یہ بدکیش ہے سخت بیداد گر / کرون تن سے اسکے جدا اب کا سر
کیا قتل وان اسنے سودابہ کو / یہ بولا فرامرز شہ تاجور
کرون قصد اب سوے افراسیاب / قیامت کرون جا کے برپا شتاب
دلیران و گردان ایران دیار / گئے پھر وہ رستم نامدار
وہ پہونچے جو سرحد مین توران کے / مقابل ہوا ایک گردان کے
وے وقت پیکار کے وہ جوان / ہوا چھید ہستی سے آزاد وہان
عزیز دل شاہ افراسیاب / پے جنگ و پیکار آیا شتاب
گر زرم سے خود کو کرسکے اسیر / حضور پدر لے گیا وہ دلیر
لیا طوس نے خنجر تیز جب / یہ کہنے لگا طوس سر خود جب
تصدق مین شہزادے کی روح کے / مجھے بخش اور درگذر خون سے
کرے ہے یہ الحاج و زاری یہان / کے تو اسے جان دون امان
نہ ہرگز کرون رحم اے پہلوان / کرون قتل ترکون کو یا دون جہان
وہین پھر سر سرخہ کر دو سیاہ / روانہ کیا پیش کاوس شاہ
گئی جب خبر پیش افراسیاب / گیا گر یہ اسنے مثال سحاب
غرض لیکے پھر لشکر بیحساب / روانہ ہوا شاہ افراسیاب
دو لشکر مقابل ہوے جب وہان / ہوا گرد سے چھپ گیا آسمان
کروں جا مین ساتھ رستم کے جنگ / کرون غرق خون اسکو بیدرنگ
تو مین مملکت نصف بخشون تجھے / اور اک دختر مہ جبین دون تجھے
اگر ساتھ اسکے کرے کارزار / تو جانبر نہو پیلسم ہوشیار
یقین ہے کہ یہ پہلوان دلیر / کرے وقت پیکار رستم کو زیر
عنایت کیا اور کہا اون کہان / تہمتن سے کرجا کے جنگ اے جوان
کہ وہ رستم پیلتن ہے کہان / جسے لوگ کہتے ہین شیر ژیان
یہ بولا کہ اک ترک سے آن کر / نہ ہرگز لڑے رستم نامور
پریشان ہوا اتنے مین جون پیل مست / ہوا گرم کین ترک چالاک دست
ہوا گیو جنگی پہ جب وقت تنگ / مدد کو فرامرز تب بادرنگ
پیلادس ترک نے کھینچکر تیغ کین / کیا کینہ خواہونکو زخمی وہین

یہ بولا کہ تھا اسنے شہ نامدار / اسے تو دے سودابہ نابکار
کہا شہ نے سودابہ کمبخت ہے / مرا دل بہ تنگ آتش اب سخت ہے
جو کوئی کہ ہو سحر ور انجمن / یہ لازم نہین ہو جو تجھکو زن
یہ باتکے خاموش شاہ جہان / گیا پھر شبستان مین وہ پہلوان
تہمتن لگا کہنے یہ بعد ازان / کہ ہے شاہ شاہنشہان جہان
یہ کہکر وہین با سپاہ گران / روان سوے توران ہوا پہلوان
صغیر و کبیر اور پیر و جوان / سبھی تشنہ خون تورانیان
کہ اس گرد کا نام آباد تھا / وہ یعنی کہ حاکم تھا سنجاب کا
یہ جب شاہ توران کو پہونچی خبر / تو شہزادہ اک سرخہ نامور
فرامرز پور تہمتن وہین / مقابل ہوا اسکے از رہ کین
کہا طوس نے اسنے اے نامور / کہ شکل سیاوش اوسکے قتل کر
کہ تھا شاہزادے کا مین دوستدار / بہت اسکے غم سے ہوا اشکبار
سر رحم آیا و طوس دلیر / یہ بولا کہ اے رستم شیر گیر
یہ بولا تہمتن خدا کی قسم / جہاندار کشور کی قسم
شتاب اسکی تن سے تو کر سر جدا / یہ سنکر اسے ذبح اسنے کیا
شہنشہ نے دروازے قلعہ کے / کیا اسکو آویختہ کنگرے سے
عزیز اس شکر کو تھا وہ پسر / ہوا اسکے غم سے بہت نوحہ گر
شتابی سے پہونچا لب کارزار / سب پہلوانان ایران دیار
برادر جو پیران کا تھا پیلسم / وہ بولا کہ اے شاہ کیوان علم
کہا شاہ نے تو نکو گرسنہ ہو / ترے ہاتھ سے رستم تاجور
یہ پیران نے سنکر گزارش کیا / کہ رستم ہے گرد نبرد آزما
کہا شاہ نے پیلسم سے جوان / دلیر و قوی بازو و پہلوان
یراق اسنے پھر پیلسم کو تمام / دیے اور اک توسن تیز گام
وہین پیلسم سوے میدان گیا / یہ گردان ایران سے اسنے کہا
یہ سنکر وہین گیو جنگی سوار / گیا سوے میدان پئے کارزار
یہ کہکر وہین گیو نے بیدریغ / یہ چاہا کہ سیجے اوسے زیر تیغ
کمر مین گیا گیو کے نیزہ بند / کہ زین سے جدا ہو یل ارجمند
گیا کرکے تیغ سرافشان علم / گیا نیزے کو پیلسم کے قلم
ہوئے جبکہ زخمی فرامرز گیو / تو مدد پہونچا تہمتن بھی گرکے غریو

یہ بولا تو کرتا ہے جسکو طلب
تہمتن سے کہنے لگا پیلسم
تہمتن یہ بولا کہ اے بدفلک
یہ کہکر ہوا ترک سے گرم کین
کہا دل میں رستم نے ایسا سوار
کمربند میں پیلسم کے وہیں
سرِ خاک پہ اُس جوان کو ڈال کر
اسے کشتن اب وقت تاج و سریر
سیاوش کی جان پر کیا وہ جفا
نہ رستم سے کوئی مقابل ہوا
کہ اے نامداران توران دیار
سپہدار نے پھر مکرر کہا
اُسے جبکہ رستم نے مانند کاہ
ہمارا ہوا سب قتل منظور گر
وگرنہ ہمسے ہوگا شدید شمار
کیا آپ ناچار پھر قصد جنگ
قراب جیسے ہوا آنکے ہم نبرد
یہ کہکر گیا سوے میدان شتاب
سپہدار نے نیزہ اک آن کر
یہ چاہا تھا پھر رستم ارجمند
تہمتن نے مارا جو نیزہ شتاب
غرض ترک نے رخش کو زخم تر
لگی ہاتھ فرصت تو افراسیاب
دلیری سے پھر رستم پہلوان
وہیں لشکر رستم نامور
سرِ فرسنگ جوان اژدہا کے وہان
ہوئی فوج رستم ظفریاب جب
روانہ کیے بس وہیں ہر دمان
وہ آیا تو پیران سے شہ نے کہا

وہ رستم بھی آیا خبردار اب
یہ ہے شرط مردی کہ تم اور ہم
پہنچا ہی کبھی بیٹھے ہرگز کمک
اور اُس ترک نے تیغ ماری بہت
نہ ترکو نے دیکھا کبھی زینہار
کیا پھر نیزے کو از روے کین
پریشان ہوا رستم نامور
کہ یہ مصلحت ہے بہت دلپذیر
اب اوروں سے تو کیا کریگا وفا
کہ یکسر سپہ کا نہ یون دل ہوا
کہو کونسا آج جنگی سوار
سران سپہ نے یہ پاسخ دیا
اُٹھا زین سے پھینکا سوے قلبگاہ
تو پھر سنگ کو کی نہ زنہار سر
جو اُس اژدہا سے کرین کارزار
گیا سوے میدان غرض بیدرنگ
یہ سنکر ہوا خندہ زن شیر مرد
مقابل ہوا اُسکے افراسیاب
جو مارا سپر رستم نامور
کمربند میں کرکے نیزے کو بند
لگا بر سر اسپ افراسیاب
دلیری سے مارا جو گرز آن کر
سوار اور گھوڑے سے ہو کر شتاب
ہوا سو وہان جو حملہ کنان
تہمتن کے شامل ہوا آن کر
گئی فوج ایران تعاقب کنان
ہوا شاہ توران کو اندیشہ تب
کہ تا شاہزادے کو لے او پہلوان
کہان رکھیے اُسنے یہ پاسخ دیا

یہ سنکر وہین عطف کر کے عنان
کرین جنگ میدان میں اور رقیبان
کہا پھر یہ دونو نے پھر جاؤ تم
شکستہ ہوئی لگ کے بس خود پر
یہ ترک دلاور نے چاہا کہ دست
اُٹھا کر اسے زین سے جون گیرگاہ
کہا یون کہ اے شاہ توران پناہ
بامید دخت و زر و ملک و گنج
یہ کہکر سخنہا نے دشوار و سخت
کہ جسیخ روز گر آفتاب
مقابل تہمتن کے ہو دیگا وان
کہ تنہا جا سکے اک بل نامدار
کسے تاب ہے پھر کون ایسا ہے مرد
یہاں ہاتھ سے زنجیر آیا ہے کو
کہا پہلوانوں نے جب یہ سخن
کہا شاہ نے وان ببانگ بلند
کہا جا کے یون شاہ توران سے اب
ہوئی بارش تیر پہلے وہان
تو جا پہونچی جسم تک سنان
زمین سے سپہدار کو لے اوٹھا
یہ بیتابی اُسدم ہوئی سب کو
ہوا رخش اُس فرسے دردمند
گریزان ہوا چھوڑ میدان کو
تو سوران نے لی تب کہ راہ فرار
نہ تورانیوں میں رہی تاب جنگ
غرض اسطرح ترک کشتے ہوے
کہ شہزادہ کیخسرو نامجو
گئے لوگ اور اسکو لاؤ شتاب
رکھو اسکو دریاے جیحون اودھر

وہ آیا سو رستم پہلوان +
نہ ٹھہرین یہان اب یہ دونون سوار
توقف نہ اب در سیاق لاؤ تم
ہوا ایک پر در در رستم کا سر
توانا جو تھے زور جون پیل مست
گیا جانب قلب توران سپاہ
یہ ہے پہلوان با شکوہ و وقار
یلان کو تو کرتا ہے پامال رنج
پھرا واسطے وہ گردہ فیروز بخت
جو نکلا تو بولا یہ افراسیاب
رہے سنکے خاموش سب پہلوان
توانا و پرزور جنگی سوار
کرے جو تہمتن سے جاکر نبرد
تو کیونکر قتل اسے خسرو نامجو
تو غمگین ہوا سب سر انجمن
کہ اے پہلوان رستم ارجمند
سیاوش کا کینہ بالطاف رب
لگی چلنے باہم سنان بعد ازان
رہا شیر سے لگکے جسم جوان
وہین ایک جانب سے ہومان گیا
کہ بس گر پڑا دہشتہ کینہ جو
رہا ایک قائم پل ارجمند
بچا لیگیا اپنی وہ جان کو
گیا اُسکے دنبال وہ نامدار
فراری ہوے سر سپہ بیدرنگ
کہ کشتوں کے تاچرخ پشتے ہوے
پڑے ہاتھ رستم کے ایسا نہو
حضور سپہدار افراسیاب
کہ ہرگز نہیں ہو وہاں کچھ خطر

دیا بھیج شہزادے کو پھر وہاں کہ تا کوئی اُسکا نہ پاوے نشان
بہت ملک کشمیر اُسنے لیا بہت گنج اور تخت و افسر لیا
کیا قتل ترکوں کو بس جا بجا نہ اک ترک واں جز رعیت رہا
بہمن بصد فر و جاہ و جلال رہا ملک توران میں تا ہفت سال
بہمن نے پھر قصد ایران کیا طلب کر کے بیٹے گیو کو یہ کہا
غرض گیو کو کر کے رخصت وہ گرد فرامرز کو ملک کر کے سپرد
سو مال و اسپان با زین زر غلامان ترک اور گنج و گہر

سپاہ ار توران کو کر کے تباہ بہمن ہوا ملک توران کا شاہ
سر ان سپہ کے لگا ہاتھ زر تونگر ہوئی وہ سپہ سر بسر
سو لیتا کوئی نام افراسیاب تو رستم اُسے قتل کرتا شتاب
روانہ کیا لشکر بے حساب بدنبال سلطان افراسیاب
گرا سے گیو اب الگ کب بھیجو تو کیخسرو نام بردار کو
ہوا آسودہ ایران و ہاں کی رواں شگفتہ دل و خرم و شادمان
گیا لیکے [illegible] پشین کا وہ شاہ بہت خوش ہوا شاہ گیتی پناہ

رفتن گیو تبلاش کیخسرو و نشان یافتن ملکزادہ بمعاودت طرف ایران و جنگ با کلباد و پیران

یل نامور گیو جنگی سوار اکیلا ہو وہ رستم نامدار
کسی کو نہ ساتھ اپنے وہ لیگیا فقط آپ تھا یا کہ شبدیز تھا
ہر اک سے تھا پرسان ہر کی زبان نشان ملکزادہ کچھ نشان
ہر اک راہبر کو وہ جنگی جوان کہے سے قتل تھا [illegible]
روانہ ہو گیا گیو جب بعد اذان بیگو درز نے [illegible]
جو دیکھا تو پھر اُسنے وقت سحر روانہ کیے چند مردم ادھر
لیا وہیں آکے اُس جزیرہ کا نام جہان ہی وہ شہزادۂ ذوالکرام
اُٹھاتا ہوا محنت و رنج و درد شب و روز تھا گیو صحرا نورد
نہ خواب اُسکو تھا اور نہ آرام تھا بیابان نوردی ہی ہر کام تھا
کہیں خسرو نامور کا نشان نہ پایا تو عاجز ہوا پہلوان
خیال آگیا دل میں یہ ایکبار کہ پھر چلیے اب سوئے ایران دیار
کیا گیو نے رنج بے اختیار رکھا سر سوئے وادی کوہسار
لگے پوچھنے گیو سے رہروان غلو گشتہ کیون ہو اکیلا یہاں
کیا راہ کو گم شکار افگنان بیابان میں آگیا تا کہاں
کہا گیو نے یہ او تمنی بیان کہ پیران کے ہیں ہم فرستادگان
سنا یہ سخن جب تو وہ شیر مرد ہوا اُنکے ہمراہ جادہ نورد
گئی نصف شب گیو خواب میں تھا اُسے خواب میں رات کو آگیا
اُسے خواب میں الغرض چھوڑ کر وہاں سے وہ غائب ہوا سر بسر
کیا تھا جو دریافت اُسنے ادھر روانہ ہوا گیو وقت سحر
گل تازہ کا طرہ سر پر ہر ایک کف دست پر اُسکے ساغر ہر ایک

شتابی سے شبدیز پر کر کے زین روانہ ہوا سوئے دریا سے چین
ہر اک سمت لیتا ہوا راہبر ہوا جادہ پیما یل نامور
نشان اُسکا کوئی بتاتا نہ تھا مکان اُسکا ہرگز وہ پاتا نہ تھا
نہ پہونچا ہے تا کوئی جا کر کہین خبر پیشن سالار توران زمین
[illegible] کا اپنے بتاتا ہو نام ملکزادہ کیخسرو ذوالکرام
کہ تا گیو کے جا کے ہوں راہنما رہیں ساتھ اُسکے صبح و مسا
نشان یاں ہو زین چپ فر بدین ولیکن ملا گیو اُن کو کہیں
خورش گور پوشش بھی تھی چرم گور بجائے نمک تھا وہاں آب شور
گیا گیو دریا چین سے گذر نہ مقصد کا پھر ہاتھ آیا گہر
لگا کرنے افسوس کر کے کمال گئی رائیگان محنت ہفت سال
سو لیکن دلی نے اجازت نہ دی حیا نے بھی زنہار رخصت نہ دی
دو چار آکے چاکر ہوئے چند کس یکایک ہوئے آن کر ہمنفس
تبرکی زبان گیو نے یون کہا مجھے شوق ہے بیشتر صید کا
ولے یہ کہو یاں تمہارا گذر کدھر سے ہوا جاؤگے تم کدھر
خبر لینے خسرو کی جاتے ہیں ہم فلانی جگہ ہے وہ فرخ شیم
نمایان ہوئی رفتہ رفتہ جو شام تو دیکھا کیا رہروان نے مقام
لگے گیو سے کچھ وہ اندیشہ مند کہ ایسا ہوا اُس سے پہونچے گزند
وہ جاگا تو اُنکو نہ پایا وہاں ولے خسرو نامور کا نشان
پھر اک چشمے پر جا کے پہونچا وہاں یہ دیکھا کہ بیٹھا ہے اک نوجوان
عیاں ہے جبیں سے شکوہ شہی نمایاں ہے یکدست فر سہی

کہا اپنے دل میں اُسے دیکھکر
مگر ہے سیاوش کا فرزند تو
کہ ہے گیو گودرز کا تو پسر
لگا کہنے پھر وہ یل نیک خو
مرے باپ کا ایک ایران ہے
ہم رستم و طوس و گودرزیان
یہ بولا کہ اے خسرو خسروان
پر اک اور بھی عرض ہے خسروا
مقرر سپہ ہو کے تھا اک نشان
سخن سنکے خسرو نے یہ گیو کا
یہ دیکھا تو شاداں ہوا پہلوان
کیا اوسکو گھوڑے پہ اپنے سوار
فرستادہ پیران کے اوس خیمے پر
ہوئے جب مقصد پہ وہ کامیاب
غرض گیو و خسرو قرین طرب
مبادا کہیں مردمان حسود
وہاں ہیں اور اک گرد بہزاد نام
یہ سنکر گیا گیو جنگی جوان
سوار ادھر ہوکر وہاں سے تبھی
یہ پیران کو سنکر ہوا اضطراب
سہ صد لیکے ساتھ اپنے مردان کار
اوسے دیکھکر گیو جنگی سوار
سنی تھی یہ اغیر شناسوں کی بات
رہیگا یہ محفوظ آفات سے
ہر اک طرف گھوڑے کو دوڑے اٹھا
پھر اگیو جنگی بفتح و ظفر
کہا گیو سے شاہزادے نے یوں
مدد سے شہا تیرے اقبال کی
ہوئی راہ پیران سے ویران

کہ شاید یہی ہے یہ خسرو نامور
جہاندار کیخسرو نامجو
یہ سنکر وہیں پشت زین سے اوتر
کہا اے بادشہزادہ نامجو
کہ خوبی سے رشک گلستان ہے
جو آویں تو پہچان لوں بیگمان
شکوہ کیانی ہے تجھ سے عیان
کہ بازو کو اپنے ذرا کیجئے وا
سر بازوئے خسروان کیان
وہیں اپنا بازو برہنہ کیا
ادب سے ہوا وہیں سجدہ کنان
جاء میں ہوا گیو فرخ تبار
گئے جب لب پانی اونکو یہ خبر
تو بس جیسے گئے سو پیران شتاب
گئے جب فرنگیس کے پاس تب
خبر پاکے پہونچیں یہاں مثل باد
بہت تھی پسند اور ہی تیز گام
بس اوسی جاگاہ سے یہاں دوان
فرنگیس کیخسرو و گیو بھی
سر خاص تھا وہ پیش افراسیاب
کیا کر کے یلغر شقاوت شعار
ہوا آکے آمادہ کارزار
کہ ہو گا کیخسرو خوش صفات
غرض جمع خاطر تھی اس بات سے
نہ ترکو انکو خاطر میں کچھ کا تھا
کیا پیش کیخسرو نامور
کیا تیغ سے بیدار مجھکو نے یون
مخالف کی سب فوج پامال کی
وہ کھایا جو کچھ ہاتھ آیا دہان

وہیں گیو نے اوسکو کرکے سلام
یہ سنکر کہا اوس جوان نے وہیں
دیا گیو نے اپنے سر کو جھکا
مجھے تو نے پہچان کیونکر لیا
کہنچی صورت پہلوانان تمام
مرے کس طرح تو نے جانا مجھے
تری شان سے یہ ہوا آشکار
نشان کیان تا پدیدار ہے
کہ شاہا لقب ارث کیقباد
برہنہ ہوا جبکہ بازوئے شاہ
سپہدار ایران و توران کا
قرین طرب وہ ایسے ہو کے روان
کہ اک گرد اقلیم توران کا
فرستادہ گودرز کے بھی ہیں
وہ بولے کہ تاخیر کیجئے نہ یان
یہاں سے ہے نزدیک اک مرغزار
سیاوش کے گلے کا ایک سمند
وہیں کرکے لایا اسیر کمند
روانہ ہوئے سوئے ایران دیار
روانہ کیا اُسنے گلباد کو
ادھر خوار ہیں تھا وہ نگونبخت
یکہ گرزاور کھینچکر تیغ تیز
جہاں تا ہے وہ بادشاہ عظیم
وہ گرد دلاور یل شیر زاد
جو میدان میں مغلوب ترکان ہے
کیا جنگ کا ماجرا سب بیان
وہ بولا نہ تھا یہ گوارا مجھے
ہوا شادوان خسرو پاک زین
کیا جبکہ گلباد پیران کے پاس

گزارش کیا یوں کہ اے ذو الکرام
کہ اے پہلوان مجھکو ہے یہ یقین
ادب سے زمین بوس حاصل کیا
سیاوس نوجوان نے یہ پاسخ دیا
نیا یا مجھے ماں نے ہے اسکا نام
ہوا نام معلوم کیونکر تجھے
کہ ہے تو ہی کیخسرو نامدار
تشفی گزیں خاطر زار ہو
دلیل درستی و نسل نژاد
نمایاں ہوا وہ نشان سیاہ
بیاں ماجرا اُسکے آگے کیا
جہاں تھی فرنگیس آئی وہاں
یہاں سے ملکر اوسکو لیکیا
لگے کہنے پھر کہیں گیو پایا یہیں
ابھی ہوچکے سوئے ایران روان
کہا سپاہ سلطان توران دیار
اوسے جاکے لایا یل ارجمند
نہ تھا وہ سپاہ وہ بھی اک سمند
ہوئی ساتھ تائید پروردگار
بدنبال کیخسرو نامجو
کہ پہونچا ادھر وہ نگونسار بخت
بیاباں میں برپا کی اک رستخیز
لیا بہ فضل خدائے کریم
کہ رکھتا تھا اُس قول پہ اعتماد
سراسیمہ یکسر گریزاں ہوئے
ہوا اُسکے خسرو تاسف کناں
کہ بے چین کرتا جگا کر تجھے
کہا مرحبا صد ہزار آفرین
عیاں اُسکے چہرے سے تھا فر کیان

کہا گیو کا جا کے احوال جنگ
وہ کلپاد کہتا تھا یہ بار بار
سپہ لیکے تو رستم سے پیکار شد
سپہدار پیران کینہ پژوہ
ہراول تھا وسکا دلاور پشن
نمایاں ہوا اور جب علم
جگا یاد ہین خسرو و گیو کو
ستیزندہ افواج توران سے ہین
ابھی تو نے پیکار دیکھی نہین
کہا پھر پشن نے اے شیر مرد
یہ سنکر دیا گیو نے یہ جواب
نہ رستم سے نہ تہا کہتر ہو نہین
اور ایک شہ دختر سے بیان
در اتفاق ہو مرد یہ بار ہے
پیدا کرو ہین گیو جنگی سوار
پشن سے لگا کہنے وہ پہلوان
قسم ہے گیو آیا ہو ایران سے
بہ پیکار اوٹھایا جو گرز گران
شہ ہر گزیدہ یلا گیو مرد دلیر
تو جیسے کہ پشن کے گرز
وہ پشن وہ لشکر پھر آیا تیغ
لگاین شیر دار اسپ پہلوان
سپہدار اب تک کرد ہین
کہ وہ ین ہو وہ مرد گرز کی ہین
جہاتین بگیر رستم شیر مرد
کیا پشت وہ خستہ تر اسپ کو
کوئی نہ زندہ اس فوج مین چھوڑ کر
دیا آیا ہمین آن پاکر و فر
یہ گفتار جنگی یل نامور

ملامت کیا اسنے آئے یہ جنگ
نہین ہے سالار و رستم کرو دستار
سوا آپ پیران ویشہ مردان
کہ ہو رہے نہ ٹلتا تھا یکہ مرد
قوی دست و گرد ونکش پیلتن
تو سوچی نکش فوج شیم
ہو سکے یکہ سپہدار و ناجو
تن پیل ترکان کرد تن
دیا دل کیوں اسپ کے پیچ کو ہین
کمر چٹکا مار دیتی و وقت نبرد
کہ سپاہ یہ پیشرو یار
ہے شیر اور قدرت ہین یکسر نہین
دشمن نے دی ہی جو شاہ کلکلان
اور اقبال شاہی مددگار ہے
گیا سو میدان پہ کارزار
کہ لدکو دیکھ تہا آنجوان
چو رستم آیا شہ کو توران سے
تو لایا سپہ سر پہ وہ پہلوان
بہ پشت تا پشن پہ قائم شش
ہو کی کا لیہ یرسنان کار گر
لگا گیو سے کہنے از رہ کین
کہ ہین آن پہنچا یکسر سنان
تو جس اسکے پہنا کون تجھکو کفن
پکڑ لے گیا تو دار رہ کین سے
نہین ہے کہ کوئی بھی مرا ہم نبرد
ہرا تہ دلی سوار ترکو تورانی
تو ہیچ پشت مرد میدان جنگ
جہاندار خسرو کو لیکر ادھر
ہوا شکر یہ اک دلیر خطر

کر اک پہلوان تیغ زن نوجوان
وہ پیکار پیران کو تھا کمترین
زنکش شکست مرد آفتاب
تفحص کنان جا کے پہونچا وہان
وہ کیخسرو وگیو سے تھے جہان
کہ پیران ولینہ یہ آیا ادھر
تو کہنے لگا خسرو نامدار
وہ بولا کیا سے شاہ فرخ خصال
مرے تن میں ہی جیتا جان زار
او مرد تو تنہا اور مرد جوان
تو تن کے ماند بیٹے کہین
بہت اُسنے وہان آزمایا مجھے
لگا کہنے پھر گیو فرخندہ خو
یہ لشکر تمام اگر نہ تھا تو دیکھ
او وہ پشن لیکے نیزہ بڑھا
دیا پاس اُسنے کہ ہین پشن
یہ فرزندی تو کرے کہان جائیگا
لگی ضرب گرز گران اسقدر
سپہ جیسے گر لیکے نیزہ وہین
ہوا غرق خون ہین سر پا بدن
کہ تو نے مری فوج کو دی شکست
تیرے سر پہ لاتا ہون کیا کیا بلا
دیا اُس جوانمرد نے یہ جواب
تری تاب کیا ہے جو میدان مین
تو تن کو دیکھا ہی تو نے وہان
اور اب فوج کو تیری میدان مین
گرفتار کرکے پھرے نابکار
نہ توران رہے پھر افراسیاب
ہوا نا امید اپنی وہ جان سے

گریزان تھے جو تین سو پہلوان
ہوئی شکستہ یہ ماجرا غمگین
نرکھتی تھی ترہا بلنہری تاب
ملکزادہ منزل گزین تھا جہان
کہ پہونچے وہان جا کے تورانیان
وہین تا کہ لیجاوے پابند کر
کرا سے پہلوان مین بھی زاری کی بار
تو ہر نوجوان بلکہ ہر خرد سال
یہ شایان نہین تو کرے کارزار
رکھے ہیں بہت ساتھ اپنے سپاہ
مدد وقت پیکار چاہی نہین
برابر غرض اپنے پایا مجھے
کہ رکھ تیغ خاطر تو اس نامجو
سر جنگ کرتا ہو کیا تو دیکھ
ہوا گیو یل سے وہ جنگ آزما
سرافراز گرمان یل پیلتن
یہاں سے تو جانے نہین پائیگا
روان خون ہوا تن و جو سر
چو مارا دلاور نے از رہ کین
ہوئی لبس تہ خاک جا کے پشن
کیا سر بلند ونکو پست پست
تہ خاک دیتا ہون تجھکو ملا
وہی ہو نہین اسکے ترک خانہ خراب
مرے ساتھ ہو آ سکے جنگجو
کہ تنہا گئے یازدہ پہلوان
تہ تیغ کھینچو نہین اک آن مین
تجھے پہلوون نے سو ایران دیار
کرین ملک توران کو یکسر خراب
لگا کہنے اس مرد میدان سے

کہ جا در گذر تجھسے اب بیٹے کی
یہ کہکر وہین گیو جنگی جوان
وہین پھر دلاور نے پھینکی کمند
گلے اس جوان کے ذرا جسم پر
اور اک ہاتھ سے اسکے ہر دم ہلائے
کمند اسکے دی ہاتھ مین وہ جوان
ظفریاب ہوئے جب سپہر بلند
بصد عجز پیران زاری کنان
کہا اے گیو یہ ترک ہے دوستدار
رکھا اسنے خسرو کو چھپا کے گھر
شب و روز حاضر تھے خدمتگزار
وگرنہ ہمین شاہ توران زمین
اگر اسکو بخشی کے اے پہلوان
غرض اسکی جانبخشی اب ہے ضرور
کہ گلگون کرون اسکے خون سے زمین
جو ٹپکے ذرا تیرے خنجر سے خون
غرض گیو نے اسطرح سے کیا
حقیقت جو کچھ تھی سو یکسر کہی
کیے مردمان نے سوے جیحون روان
سپہدار توران بھی پھر بعد ازان
وہ چلتا تھا ہر روز سے صد گروہ
گئے رفتہ رفتہ وہ جب گھاٹ پر
کہا یون سنا ہے ترا پاس گر
گذربان نے پاسخ دیا یہ کہ خیر
کہا گیو نے تب کہ اسے نوجوان
گذربان نے پھر یون کہا العزیز
کہا یہ گذربان نے پھر گیو سے
سوا اسکے یہ ہے نشان اپنا
ملے اور چندین زرہ لیجیے

رہائی تجھے ہاتھ سے اسکے دی
ہوا سوے بیژن وہ حملہ کنان
ہوئی جا کے گرد شمن پر گرہ بند
کوئی زخم ہوتا تھا کارگر
پیچ راست تھی ضرب گرز گران
کیا پھر پیے جنگ توران بتیان
گیا پیش خسرو پیل ارجمند
وہ لایا تھا عذر خطا بر زبان
مخالف ہمارا نہین زینہار
بد اندیش سے ہاتھ کھینچے خسرو
پی خدمت خسرو نامدار
کیا چاہیے تھا قتل ازرہ کین
ہوئی اک خطا اس سے شہ دہان
نکیجے تو لطف و کرم سے ہے دور
لگا کہنے پھر خسرو پاک دین
تو پھر بیگمان ہو زمین لالہ گون
کہ جسطرح خسرو نے فرمان دیا
ہوئی شاہ تورانکو جب آگہی
کیا حکم یون بر گذربان کہ تم
ہوا آپ پھر فوج لیکر روان
لیے ساتھ تورانیونکا گروہ
تو جیحون بطغیانی آیا نظر
تو کشتی مین جا شو قسمی بیٹھکر
ملیگی نہ کشتی سند کے بغیر
ہمارا خداوند زادہ ہے یہان
حوالے مرے کیجیے یہ کنیز
کہ وہ تاج زر اس سے لیکر مجھے
نہ اسکے لیے کیجیے زنہار کد
شہ ہیٹ اس زرہ کے لیے کیجیے

یہ بولا کہ تو نے تو چھوڑا مجھے
وہ پیران گریزان ہو بسد رنگ
ہٹے ترک اوسوقت حملہ کنان
یہ دیکھو دلیری گیو ارجمند
وہ پیران کو لایا وہان کھینچکر
مقابل نہ آیا کوئی زینہار
کیا عرض اے خسرو تاجو
تری رو سے عتاب تھے وہ شفقت کہین
ترکیش سے بھی کہا یونکہ ہان
بحد لی وہان بھیجکر دایہ کو
رکھا ہمکو پیران نے خون سے کیا
قدم ہرگز نرکھ خون اسکا روا
قدم ہرگز شمار اس خطا کا نہین
گزارش پھر اس پہلوان نے کیا
کہ اک ہاتھ خنجر پہ گستاخ کر
رہا کر اسے بند سے بعد ازان
روان ہوکے پیران لیے شتاب
تو غمسے ہوئین اسکی آنکھین پر آب
کہ اس شکل کی ایک ان مرد و
ہوا گرم بلغر شہ کینہ جو
ملے ہر زمان فضل لطف خدا
گیا گیو وہین گذربانکی پاس
یہ سنکر لگا کہنے وہ پہلوان
مگر تم یہ اسپ سیہ مجھکو دو
نہ دیگا یہ گھوڑا تجھے زینہار
یہ سنکر کیا گیو نے یہ بیان
پھر اس سے یہ اس پہلوان نے کہا
وہ بولا کہ اپنی زرہ دو مجھے
گذربان یہ کہنے لگا العزیز

ولیکن مین کب چھوڑتا ہون تجھے
کہ دیکھی نہ زنہار یارائے جنگ
لگے چلنے وان تیغ و تیر و سنان
کہ اک ہاتھ سے کھینچا تھا کمان
جہان تھا ملکزادہ نامور
ہوے جبا وہ بیکاوستہ فرار
کرون قتل پیران بد کیش کو
لگا کہنے یون خسرو پاک دین
یہ اپنا نکو خدا سے ہے بیگمان
کیا پرورش اس گرانمایہ کو
شہ الطاف نکو کی کی لایا سبب
کہ یہ ہے سزاوار لطف و عطا
کچھ اسکی طرف سے نرکھو کین
یہ کھائی ہے بیٹے قسم خسروا
تو اب کان مین اسکے سوراخ کر
کہ تا ہو وہ یہ سوے توران روان
وہان سے گیا پیش افراسیاب
لگا کرنے افسوس افراسیاب
جد پھر جاوین تم قتل انکو کرو
کہ جانے نہ دے خسرو گیو کو
مددگار تھا خسرو و گیو کا
گذربان لگا کرنے گفتار پاس
سند گم ہوئی راہ مین ناگہان
گذر پھر یہان سے بخوبی کرو
ہمارا نہین اسپ کچھ اختیار
کہ اوسکی ہے یہ مادر مہربان
نہ دیگا یہ افسر کہ ہے بے بہا
یہ بولا کہ یہ تو نہ دونگا سے تجھے
طلب کیون نہ یہین سے جو چاہ چیز

کہ انھین سے وہ رکے نہ تم ایک بھی
تو پیاسے گذارا انھو گا کبھی

ولیکن گذر یان رہا تند و سخت
لگا کہنے تب گیو فیروز بخت

وہ سمجھا کہ بیہودہ گفتار ہے
کسیکی نہین جائے زنہار ہے

پھر آہستہ خسرو سے وہ پہلوان
یہ بولا کہ اے خسرو خسروان

مبادا کہین شاہ افراسیاب
بیابان کو گہ کے یلغار ہو کے شتاب

پھر آخر ہوا بادشاہ عظیم
فریدون بفضل خدائے کریم

سنی گیو سے جب یہ خسرو نے بات
تو غیبت سے ہین آیا وہ فتح حضات

گذر کر گئے وانسے پا آب بس
کہ اقبال تھا ہمقدم ہم نفس

پہر آتشنے مین پہونچا وہان خشک آب
کئی رستے جیحون کے افراسیاب

تو وہ وہین گذر یانسے کشتی منگا
اوترنیکا سے نے ارادہ کیا

تو ہرگز نجا یا لیے دریا کے پار
کہ ہو فوج ایرانیان ہوشیار

غرض پھر گیا شاہ توران مین
بصد رنج و غم سوئے توران زمین

بجا لائے وہ لشکر بیکران روان
ہوئے پیشتر جیحو پانسے روان

روانہ کیا پیش کاوس شاہ
ہوا شاد ... کہ وہ کیوان کلاہ

گئے پیشوا ہر سو نام آوران
گئے اور بھی ساتھ والا نشان

جب آیا وہ کیخسرو نامدار
ہوا دیکھکر چشم تر شہریار

وہ لایا بجا رسم عجز و نیاز
ادب سے خصوص شہ سرفراز

کہ اس تخت پر بیٹھے کامگار
وہ بیٹھا تو شادان ہوا تاجدار

لگا گیو پھر کرنے نرمی وہان
کہ لازم تھی ہرگز نہ گرمی وہان

کہ ناچار دریا مین آئے ہین ہم
گذر یا لیے پا آب جاتے ہین ہم

جو اس شرف دریا سے جاوے گذر
ہے جسمین مرغابیونکو خطر

توقف نہین یان مناسب ہے اب
کہ ترکونکا یلغار اسپے غضب

فریدون نیکو لایا تھا یان کا وہ جب
وہ جیحون سے گذرا تھا پا آب تب

لگا ورکو اسپ تو دریا مین ڈال
کہ فضل خدا سے مبارک ہو فال

گیا اسنے جیحون سے گذرار روان
فرنگیش اور گیو بھی بعد ازان

گذر یان تعجب مین تھی سر بسر
ہوئے لوگ حیرت زدہ دیکھکر

فرنگیش کیخسرو گیو کو
یہ دیکھا شتابان ہوا کینہ جو

لگا کہنے ہویان کا ہے بادشاہ
تر ے ساتھ آئی بہت کم سپاہ

نگہبان تورہ ملک توران کا
مگر قصہ اقلیم ایران کا

فرنگیش کیخسرو و گیو جب
قلمرو مین ایران کے آئے تب

کسان زمیندار کرکے طلب
رقم کرکے اک نامہ با صد طرب

وہین طوس گرگین گودرز کو
کہا جا کے تم پیشوائی کرو

بہا نہار نے با نشاط و خوشی
شتابی سے آرایش شہر کی

اوتر تخت سے بچو بغل مین لیا
سر و چشم پر اسکے بوسہ دیا

طلب کرکے پہر ایک و زنگ زر
لگا کہنے خسرو سے یہ تاجور

نہ تنہا ہوا خوش شہ نیکنظر
ہوئے شاد و خرم امیر و وزیر

کمر بستن ایرانیان با طاعت کیخسرو عالی تبار بموجب حکم شاہ بلند وقار و انحراف طوس از کیخسرو و اغوا نمودن فریبرز پسر شاہ کاوس را و مہیا شدن سامان جنگ فیمابین طوس و گودرز و لشکر کشیدن ہر دو و منع فرمودن کاوس و طلبیدن ہر دو را پیش خود و فرستادن فریبرز و کیخسرو را برائے جنگ قلعہ دژ بہمن و تباہ شدن لشکر فریبرز و فتحیاب شدن کیخسرو

دلیران و گردان والا سران
یہ خسرو کہ پور سر ہے مرا
ہوے وہ ہین خسرو کی فرمان پذیر
کہ تو شاہ کاوس کا ہی پسر
بہت اوسنے اعزاز و اکرام
کیا جشن گودرز نے اپنے گھر
بزرگان ایران گئی سب وہان
یہ کہتی لگا گیو سے ایجوان
نہ خسرو کے آگے ہین ہرگز جہان
تو ای گیو یان اوسکو لایا عبث
دلاور جوان و قوی جنگ ہی
یہ گفتار سن گیو فرخندہ خو
ثنا خوان تھا ہر چند وہ پہلوان
کیا طوس کا ماجرا سب بیان
یہ کہکر گیا اسپ پر ہو سوار
پسر اور نبیرہ تھی ہفتاد و ہشت
رکھے ساتھ تھا کاویانی درفش
جو ہو گرم بازار پیکاریان
بہم دیکھکر جنگ ہوئی شتاب
خبر شاہ کاوس کو بھیجی
جو پہونچا یہ فرمان جہاندار کا
مناسب ہی اب دریوین صلاح
کیا طوس نے عرض لیکن بپیش شاہ
کہ ہی پور شاہ خلائق پناہ
یہ سنکر وہ گودرز کہنے لگا
کرے سوچ کو اب سیاوش کی شان
لسان فریدون فرخ خصال
فریبرز کو ہے یہ طاقت کہان
تو کیون جہل کا کار فرما ہوا

وہ جلنے تھی گردن ازان وہان
جگر گوشہ نور بصر ہے مرا
سو اطوس کے سب صغیر و کبیر
سزاوار دیہیم و اورنگ زر
خوشی سے دیا طوس کو گنج زر
رکھا اک مرصع وہان تخت زر
لفرمان کاوس شاہ جہان
تو اب طوس کو جا کے لی آ یہان
نہ اوس جنگلی کی اطاعت کرون
یہ سنج اوسکی خاطر اونچا یا عبث
سزاوار دیہیم و اورنگ ہے
یہ بولا کہ کیخسرو نامجو
دلی طوس ہر دم تھا نفرین کنان
غضبناک سنکر ہوا پہلوان
سو طوس جنگی بے کارزار
غرض اس حشم سے گیا جو درشت
کہ تھا فتح کی وہ نشانی درفش
تو بس گشتہ ہو فوج ایرانیان
کرہی قصد ایران کا افراسیاب
کہے شاہ جو کچھ سو سن لیجیے
کہ اے گرد گودرز جنگ آزما
کہ تو اور طوس آدمی بایلی سلاح
کہون جا کر و بندہ بارگاہ
وہ ہی وارث تخت و تاج و کلاہ
سیاوش مہین پور تھا شاہ کا
ندے ہاتھ سے رسم و آئین ...
تگا در کو دریا میں جیحون ڈال
کہان یہ دلیری یہ جرات کہان
نگاہ سجکو ای طوس سودا ہوا

یہ اوسنے لگا کہنے وہ شہریار
تم اسکی اطاعت کرو اختیار
تہی مغز و بےعقل جو طوس تھا
اطاعت جو خسرو کی تیری حضور
سر ہیچ خورشید رخشندہ جب
سر تخت کیخسرو نامدار
دلے طوس بےعقل و بیدین دل
گیا گیو جب طوس لعین لا یہ تب
وہ ہی عقل و ہوش و خرد سے تہی
فریبرز فرزند کاوس کا
کرون اب مین اوسکی پرستندگی
یہ تدبیر و فرزانگی فر ہے
غرض ہو گئی آشفتہ و خشمگین
بزرگو نے گودرز کہنے لگا
دلیران جو باشوکت و جاہ تھے
گیا طوس بھی سامنے سید رنگ
مقابل ہوئیں جبکہ دونون سپاہ
ہمین کچھ بھی ہرگز نہو فائدا
پیام اوسنے بھیجا یہ گودرز کو
جو پہونچی شہ نامور کو خبر
سپہ کھینچی اب کیسلیے طوس ...
گئے طوس گودرز یا لیے ہم
جو شہ سپہر شاہی ہو آیا تو ہان
نہیں ہے کو شاہی حضور پدر
ہو اشتہ ناحق وہ بیچارہ آہ
کرے اپنی خسرو کو اب بادشاہ
دلیرانہ آیا وہ عالی تبار
دلیران بحکم شہ دادگر
یہ سچ ہے کہ نوذر کا ہی پور ...

کہ ای نامداران ایران دیار
خوشی سے بحکم شہ نامدار
فریبرز سے جا کے کہنے لگا
کرو تم ہی تو ہے عقل و دانش سے دور
ہوا جلوہ گر دوسرے روز شب
سوار و نق افزا بجاہ و وقار
نہ آیا تو گودرز فرخ نہاد
کرے ہے مسخر تراب پاپ اب
نہین ہی سزاوار تاج شہے
رکھے ہے دلیری و فہم و ذکا
بجا لاؤن رسم و رہ بندگی
دلیر و شجاع و جوان مرد ہی
حضور پدر گیو آیا وہین
شاؤن جہان سے نشان طوس کا
وہ ہشت ہزار اوسکے ہمراہ تھے
سواران جنگی لیے بید رنگ
لگا کہنے تب طوس زرین کلاہ
مگر شاہ توران کا ہی مدعا
کہ پیکار موقوف اک دم رکھو
کہ گودرز اب چڑھ گیا طوس تک
خرابی یہ کیون تونے باندھی کمر
حضور جہاندار کیوان علم
فریبرز ہو بادشاہ جہان
نہین پہونچے زنہار ایسے نامور
مناسب یہی ہو کہ کاوس شاہ
کہے ہے وہ سزاوار تاج و کلاہ
کیا کچھ نہ خوف خدا و خطر بیشمار
جو ہے تاج خسرو نامور
تو دیوانہ ہے اور وہ تھا تند خو

کہا طوس نے یون کہ اے تشنہ بخت
ترا باپ تھا مفلس و ناتوان
ہماری ہوی کی بندگی اختیار
تو سن گوش جان سے کہ کچھ نہ نہیا
مرا باپ تھا کاوہ نیک مرد
فروزندہ کاویانی درفش
یہ طاقت کہان اور تری تاب کیا
اگر تو ہے مرد شجاع و دلیر
کرے تیر جوشن سے تیر اگذر
کہ ناحق بہم کینہ آور نہو
جسے دیکھیے لائق سروری
لگا کہنے شاہنشہ نامجو
مین الہام کرتا ہون تدبیر نیک
بلند ایک دژ بہمن مین ہے دلیل
کرے فتح جو ہو مبارک وہی
کہ اوراس سے تدبیر بہتر نہین
فریبرز کو شہ نے رخصت کیا
ہوا ہر دم ہوتی تھی آتش فشان
ولیکن در دژ نہ آیا نظر
شہنشہ نے لیا اوسکے باکر وفر
تا خواب مین اسم اعظم دیا
لگا کہنے یون پہلوانوں سے کہ ہان
چلو پھر اوسکو خسرو نے فرمان دیا
بلندا اک ہوئی بانگ و سدم دہان
کہ یکبارگی تیر باران کرو
نمایان ہوئی روشنی و صبا دم
ہوا قلعہ تسخیر باگنج و زر
پھر اک سال کے بعد خسرو گیا
کیا فتح اوس قلعہ کو بھی وہین

تو کہتا ہے کیا اب سخنہا سخت
غریب ایک آہنگر اصفہان
ہوا تب وہ سالار عالی تبار
نہین مجھکو آہنگری سے ہے عار
تو ہو رہا مین یکتا دلیری مین فرد
وہ کاوہ ہے اے طوس جسکا درفش
جو ہو ساتھ میرے تو جنگ آزما
تو مین ہون شجاعت کے پیشے کا
سنان سے میری توڑی جبل کا جگر
نہ بولو زیادہ کہا بے سبب ہے
سزاوار شایستہ برتری
کہ دونون ہین یکسان مرد نبرد
کہ خوشنود دونو سے ہو جسکے اب ایسا
سر کوہ نزدیک دریائے نیل
اوسے بادشاہی ایران زمین
یہ سنکر فریبرز بولا وہین
سپہ لیکے طوس اوسکی ہمراہ گیا
ہوئے سوختہ دل ان بہت پہلوان
ہوئی فوج جنگی تہ سپہر
کیا دوہین خسرو کو نصیب اور وہ
خدا سے غرض رحم اوسپہ کیا
سر نیزہ اب باندھکر پہلوان
وہی گیو جنگی نے اوسدم کیا
کہ جیسے رعد کا ہو فغان
توقف کو اب راہ ہرگز نہ دہ
ہوئی رفع وان تیرگی یک قلم
ہوئی ہمقرین آکے فتح و ظفر
حضور شہنشاہ کشور کشا
بفضل خداے جہان آفرین

ہوا مجھسے گستاخ یون ہے غضب
نہ سردار زادہ نہ فرزند شاہ
دیا وہین گودرز نے یہ جواب
کہ خوبی بشر کی ہے مردانگی
کیا عہد ضحاک کا اوسنے چاک
کہ جسکا پسر مین ہون جنگی نہنگ
کہا طوس نے اے سرافراز پیر
گران کوہ سا گر ترا گرز ہے
ہوئی جبکہ باہم یہ گفتار سخت
یہ گودرز بولا کہ کیجے طلب
ولیعہد شاہا اوسے کیجیے
کرو نہین جو رتبہ بلند ایک کا
یہ کہکر کیا شہ نے اونکو طلب
نکلتی ہے آتش وہان سے مدام
یہ کی جبکہ گفتار کاوس نے
مجھے پہلے اے بادشہ حکم ہو
وہ پہونچے جو نزدیک حصن بہمن
کیا لیتہ یک ہفتہ گرد حصار
فریبرز اور طوس ہو تفتہ جان
سپاہ گران لیکے پہونچے وہ جب
ہوا جبکہ بیدار وہ ظلم جو
تو رکھا اوسکو دیوار پر قلعے کی
وہ کاغذ رکھا جبکہ دیوار پر
شکستہ ہوا سب وہ جادو سخت
لگی ہونے پھر بارش تیروان
در دژ نمایان ہوا تب وہین
بنا ایک خسرو نے گنبد کیا
دیا اوسنے سپہد اوعالیجناب
ہوا شاد کاوس لیس دیکھکر

مگر آپ کو یون گیا بھول اب
نہ زنہار تھا صاحب عز و جاہ
کہ خاموش اے طوس خانہ خراب
ہنرمندی و خلق و فرزانگی
نہ لایا ذرا دل مین کچھ خوف و باک
مرا تیر و نیزہ ہے جوشن گذار
یہ گفتار تیری نہین دلپذیر
مری تیغ بھی آب البرز ہے
لگا کہنے تب شاہ فیروز بخت
فریبرز و خسرو کو پاس اپنے اب
بلندی و جاہ و حشم دیجیے
تو کیجیے وہ سر اپنے سے ہووے خفا
وہ جب آئے وان یہ کہا اونسے تب
اوراوس قلعے مین دیو کا ہے مقام
کہا تب یہ گودرز اور طوس نے
کہ جا کر کرو فتح اوس قلعہ کو
تو دیکھی زمین سر بسر آتشین
تردد کیا خوب لیل و نہار
پھر آئے حضور شہ شیروان
کسی نے ملکزادے کو وقت شب
رقم کرکے کاغذ یہ اوس اسم کو
کہ تا کار مشکل ہو آسان ابھی
ہوا ظاہر اک ابر تاریک تر
لگا کہنے تب خسرو نیک بخت
ہزاران ہیں دیو تسخیر دان
گیا قلعے مین خسرو پاک دین
کہ رفعت سے وہ ہمسر چرخ تھا
گیا جانب ملک افراسیاب
لگا کہنے اے خسرو نامور

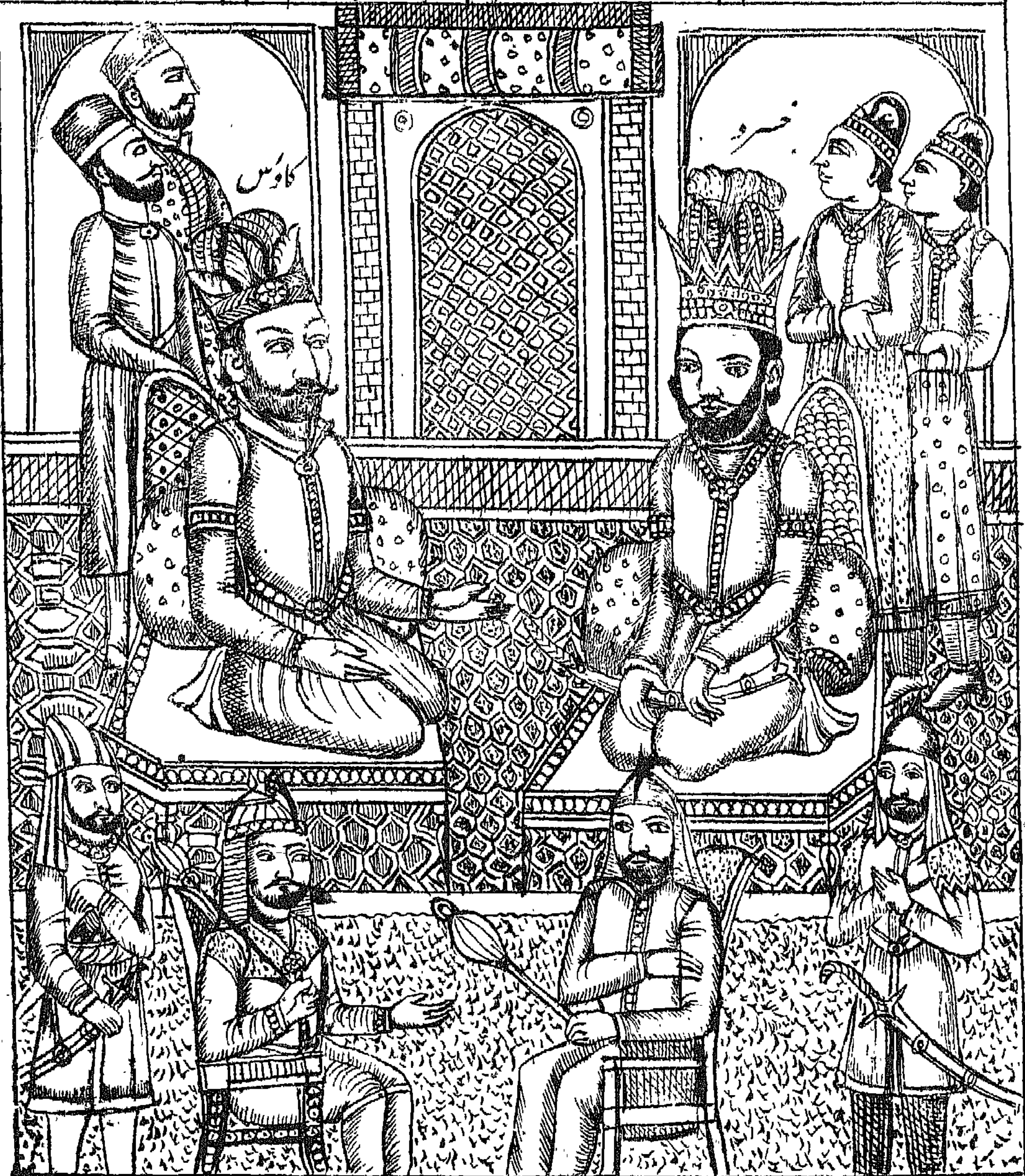
سپہر خلافت کا نیر ہے تو
جہاندار کاؤس فیروز بخت
بٹھایا جہاندار نے تخت پر
کیا حکم پھر یہ کہ سب نامدار
یہ فرما دیا جب کہ کاؤس نے
سپہدار کیخسرو خوش نہاد
یل نامور رستم و زال زر
جو نزدیک پہونچے تو با صد طرب
کہا یوں سیاوش کا تو دایہ ہے

بر تخت نشاندن کاؤس خسرو را و ممتاز ساختن و کمر بستن او بر توران

تو وہیں فریبرز اور طوس نے
ہمیشہ تھا سرو وفا انصاف و داد
ہوئے شاد و خرم یہ سنکر خبر
لگے پیشوائی کو سردار سب
ہمارا بزرگ ای گرانمایہ ہے

اطاعت سے خسرو کی پھیرا نہ سر
بہت اوس سے راضی تھا لشکر تمام
وہیں با دل خرم و شادمان
جب آیا قرین رستم نامدار
مددگار میرا ہو شام و سحر

سزاوار اورنگ و افسر ہے تو
جو سمجھا کہ زیبا ہے خسرو کو تخت
رکھا سر پہ خسرو کے دیہیم زر
اطاعت کرین اوسکی لیل و نہار
لگے چاکری کرنے شام و سحر
رعیت تھی آسودہ و شادکام
ہوئی سیستان سے ادھر کو گذار
اوٹھا تخت سے خسرو نامدار
کہ لوں جاکے ترکوں سے خون پدر



سہم ملکے دونوں ہوئے اشکبار
یہ کہنے لگا رستم نامدار

کہ ہوں میں ترا بندۂ کمترین
تو ہی شاہ شاہان روئے زمین

ہوا زال سے پھر بغلگیر شاہ
لگا کرنے شفقت جہانگیر شاہ

تہمتن نے خسرو کو تحفے دیے
بہت پیشکش لعل و گوہر کے

گئے پیش کاؤس روز دگر
سہم خسرو و رستم و زال زر

کیا شاہ نے جشن ترتیب ایک
بآئین فرخندہ و طور نیک

وزیر و امیران و شہزادگان
گئے سب بزرگان ایران وہان

ملک سے یہ کیخسرو تاجور
کہ تھا جسکا مطلوب کین پدر

یہ بولا کہ کین پدر جب تلک
نہ لوں شاہ توران سے میں تب تلک

نہیں مجھکو زیبا آرام و خواب
نہ ہرگز شکیب و قرار و نہ تاب

نہ سرور میں تخت و افسر سے ہوں
نہ شادان زر و گنج و گوہر سے ہوں

یہ پھر زال و رستم سے شہ نے کہا
کہ اے پہلوانان گردنکشا

کرو گے مدد اسکی تم وقت جنگ
یہ رستم نے پاسخ دیا بیدرنگ

تہا بیشتر ملک افراسیاب
کیا بیخ جا کر ستمہا خراب

اور اب یہ سپہدار عالی گہر
خدیو جہان خسرو نامور

کرے قصد تسخیر توران جب
کرو تم بھی جانفشانی یہ کب

فریبرز و گودرز اور طوس و گیو
یہ جتنے تھے گردان گیہان خدیو

شہنشہ نے ہر ایک سے یوں کہا
کہو تم تمہارا ارادہ ہے کیا

یہ سنکر لگا کہنے ہر پہلوان
کہ حاضر ہیں ہم جانفشانی کو ہاں

دیا الغرض اوسکو لشکر تمام
بتایا دلیروں کا خسرو کو نام

رفتن کیخسرو عالی تبار با فوج بیشمار و یلان نامدار بعزم جنگ افراسیاب والی توران

جو سالار ایرانی از روئے کین
کیا قصد تسخیر توران زمین

کیا دو میں ترتیب سب فوج کو
بآئین گشسپ و طوس نکو

فریبرز کو با صد و دہ جوان
کہ تھے اژدہا وہ سب پہلوان

کیا شہ نے سرکردۂ فوج پیش
گیا ساتھ وہ طوس فرخندہ کیش

جو البرز گودرز عالی وقار
یل نامور گیو جنگی سوار

نبیرہ دلیر ایک ہفتاد و ہشت
جو رنگین کریں خون دشمن سے دشت

مقرر ہوے جانب دست راست
بحکم شہنشاہ حق شناس

وہ گستہم بھائی جو تھا اوس کا
اوسے دست چپ کو مقرر کیا

جو میلاد کے تھے نبیرے پسر
ہوئے ساتھ گستہم کے شیر نر

نژاد پشنگ و دلاور سے ہاں
سپہر آزما سی و سہ پہلوان

نژاد نواسہ دلاور سے بھی
پیاسی جوان با نشاط و خوشی

صف آراستہ تن بتن ہم کو لاد سے
کہ یکدست با قوت و زور سے

گزارہ کے تھے یکصد و پنج تن
نہایت قوی زور اور صف شکن

مقرر ہوئے قلب میں با تسلم
بفرمان کاؤس انجم حشم

وہ بیژن کہ فرزند تھا گیو کا
اسے شاہ کاؤس نے یوں کہا

کہ اے پہلوان بیژن جنگجو
نہ ہو تا جدا گاہ خسرو سے تو

یہ تھے جسقدر نامور پہلوان
ہر اک ساتھ رکھتا تھا گنج گران

غرض ہو کے رخصت شہنشاہ سے
وہ کیخسرو اس حشمت و جاہ سے

سوئے ملک توران روانہ ہوا
سعین و ساعی زمانہ ہوا

تہمتن بھی لیکر سپاہ گران
گیا ہمرہ خسرو کامران

روانہ شدن فریبرز از راہ دیگر طرف توران بحکم شاہ گیتی ستان و رفتن طوس ہمراہ کلات و خیم و کشتہ شدن فرود پسر سیاوش کہ از بطن کلاشہ مقتول شد بوجہ و شبخون زدن پیران ویسہ بلشکر خسرو بہ طوس و معاتب شدن طوس باعث کشتہ شدن فرود

سپہدار کیخسرو پاک دین
گیا جبکہ نزدیک توران زمین

فریبرز سے تب یہ کہنے لگا
کہ ہو دست چپ لیکے گردان تو

رفاقت مین ان سے تیرہ امی نامجو
ولیکن سیاوش کا ہوا آکے پسر
وہان دخل اس نے کیجیو نہ زینہار
یہ سمجھا کے طوس و فریبرز کو
فریبرز سے شجاع و دلیر
گیا متصل لشکر طوس جب
نکل قلات سے وہین وہ نامور
یہ کہہ کر جبا کر اوس کے پہاڑ کہین
یہ گفتار سن ریو وہ ہین گیا
ہوا ریو کے ساتھ سرگرم جنگ
پسر کو وہین اوسنے بھیجا ادہر
گیا طوس سے آپ ہوکر سوار
شتابی سے پس چڑھ گیا کوہ پر
فرود دلاور کا جا لوہ تھا
گریزان ہوا اون سے وہ پہلوان
جو شہ نیزہ طوس سے وقت جنگ
لگا اسپ پر گیو کے ایک تیر
کہا گیو نے یہ کہ آ کے بجا
یہ کہہ کر شتابان ہوا وہ دلیر
ولیکن نہ بیدل ہوا زینہار
فرود دلاور نے اوس دم کہین
جہان تھا سوار دلاور فرود
گیا قلعہ مین ہو کے زخمی جوان
نہ آئی سمجھ شرم کچھ زینہار
ہوا اسکے پیچھے بہت خار و ننگ
لگا کہنے یون طوس کہا کر قسم
پہ پیچھے نگلچیرہ کو وقت شب
ہوئی خواب سے جبکہ بیدار تب
نہین تم کچھا سے مادر مہربان

ستمگر کیا گیو نے مرد کو
فریبرز دوڑا [illegible] پسر
کہ پھیر ادہر سے وہ نامدار
یہی بات کہکر فریبرز کو
ہوا آن کے سامنے مثل شیر
یہ سمجھا فرود دلاور سے تب
ہوا اسپ طوس کا آن کر
تو ہی ساتھ زنہار کچھ ہو مین
جو پیغام تھا سب کو شل کہا
گیا ریو کر کشتہ وان بیدرنگ
کر لائے فرود دلاور کا
سپہ لیکے گیو سے کارزار
گیا وان سے پھر قلعہ مین دوڑکر
سوار دلیر [illegible] ہو آشنا
گیا بھاگ کر قلعے کے درمیان
فرود دلاور نے مارا خدنگ
پیادہ ہوا پہلوان دلیر
یہ بیژن نے اوس وقت تیغ دیا
پھر آنے مین آیا ادہر تیغ گیر
پکارا یہ اوس دم کہ ای نامدار
خدنگ ایک پھر اوس پہ مارا وہین
یہ بیژن بھی تو بچا وہان مثل فیل
لگا کہنے تب بیژن پہلوان
دریغ ایسا جوان مرد جنگی سوا
ہوا جنگ بیژن کمان جنگ
کہ جاکر نہان ہو کے تا بچا
یہ آیا نظر خواب مین کر اب
لپٹ کے کہا قصہ خواب شب
کہ ہے سب کو آخر فنا بیگمان

قدم کیا تھا ہوا ملک یکسر خراب
کلات وخرم بین ہے مسکن گزین
خبردار کوئی سپاہ سے اودہر
روانہ ہوا جس دم کا سگار
ولی طوس نے کو کلات و خرم
کہ یان بھر سیاوش آیا ہی طوس
یہ سنکر کہا طوس نے ریو کو
تو سرپا جا سر راہ سے وہ جوان
نہ پھر کر گیا اوسنے کچھ اعتبار
غرض ریو مارا گیا تھا طوس کا
اسیر طوس کا بھی کشتہ ہوا وان
ولیکن مقابل نہ آیا فرود
لیا طوس نے گھیر اوس قلعہ کو
کیا طوس نے اوسکو آخر زبون
نکل قلعے سے پھر فرود دلیر
جو کشتہ ہوا بادپا طوس کا
اسیر گیو کا بیژن پہلوان
[illegible]
کیا کشتہ اوس اسپ تیز کو
تو ایک [illegible] تاخیر کر اور رنگ
گیا پہلوان کی سپر سے گذر
دلیری سے بیژن نے کو جولان دیا
گراکر تن پا سے بھاگا شتاب
مقابل پھر آیا نہ کوئی جوان
اسی کو وقت جب مہر روشن گیا
کرون فتح اس قلعے کو بیگمان
لگی آگ اس قلعے مین ناگہان
لگا کہنے کلشہر سے یون فرود
اگر مین بھی کشتہ ہوا مثل [illegible]

پہونچنے نہ پاسے سخت افراسیاب
بنایا ہے اک اوسنے حصن حصین
کرے ادہر جانب سے لشکر گذر
سو پست ہار [illegible] نامدار
شتابان ہوا با فراوان حشم
بعزم وغا فوج لایا سے طوس
کہ جس فرود [illegible] شتابان ادہر
کہ ہو تنبیر ان سے لشکر کو دون
نہ آیا اسے آشتی زینہار
کیا طوس نے اوسکے غم سے بکا
یہ سنکر ہوا طوس گریہ کنان
ذہ پیکار کی تاب لایا فرود
ہوا آگے سنحوار [illegible] رزم جو
ہوئی فوج سنحوار کی غرق خون
مقابل ہوا طوس کے مثل شیر
گیا پھر وہین گیو بہر وغا
گیا سامنے اوسکے گھوڑا دوڑا کن
قسم ہے کہ ہر گز نہ یان سے پھرو
پیادہ ہوا بیژن جنگ جو
کہ ہی ساتھ تیر سے تمنا ہی جنگ
ہوا اسپ جوشن مین تیر آنکر
فرود دلاور کو زخمی کیا
اقامت کی لایا تو ہرگز نہ تاب
گیا قلعے سے تیر باران وہان
سو خیمہ تب وان سے بیژن گیا
نہ چھوڑون کسیکو بھی زندہ وہان
سوی سر بسر سوختہ ہر وہان
کہ ہر گز نہ جیتے رہینگے وہ
تو کیا چارہ پیش قضا و قدر

ہوا جلوہ گر مہر تابندہ جب
عدو دشت شکستہ ہوا پھر وہین
دلیرانہ پھر بیژن جنگ جو
اثر کچھ نہ جوشن مین ہرگز کیا
ولیکن کمینگاہ سے بیدریغ
کہ ایوای افسوس شیل پدر
پھرا اپنا شکم کرکے خنجر سے چاک
یہ پہونچی خبر جا کے خسرو کو جب
وہاں سے بقصد شوکت و کروفر
سکندر پاپاسان ہوا گرم کین
نزادہ کو بھیجا برائے نبرد
پھر اک گرز بیران نے مارا کہ بس
ہوا ہے یہ تھا بیژن کہ پھینکے کمند
نزادہ کو وان سے اوٹھا لے گئے
ہوا دادا اسنے بیران ولیسہ بدوان
ہوئے کامسد رود آئے توران
غرض سمت و سدپوش غافل تھے سب
خط تاک بیدل ہوئی سب سپاہ
گیا نامہ خسرو و ناموس
ہوئی کلات خسرو ہم گیا
وہ ہر یان کیخسرو و ناموس
… اوسکو زمان شام و پگاہ
اگر … تو بیدرنگ
کرے جنگ … [illegible]
غرض جب گیا … [illegible]
ادھر ناموران … [illegible]
صف آرا ہوئے … [illegible]
ہوئی آتش جنگ افروختہ
سپہ کیو بیژن جو میدان مین

سپہ لیکے طوس جوانمرد تب
گئے قد مین سب کھینچکر تیغ کین
ہوا اوس جوانمرد کے روبرو
گیا ٹوٹ نیزہ بحکم خدا
رہام دلاور نے ماری جو تیغ
جوانی مین کشتہ ہوا ایسپہ
کیا آنکو اوسنے وہین ہلاک
خدا جانے کیا تجھپہ آئے غضب
کیا طوس نے کوچ پھر بیشتر
کیا کشتہ بیژن نے اوسکو وہین
پکارا وہ آوے جو ہو کوئی مرد
رہی جنگ کی پھر نہ اوسکو ہوس
کرے تا کہ بیخواہ کو اوس بند
تنگاور پہ اوسکو بٹھا لیگئے
ہوئی جنگ و پرخاش ایرانیان
کو لشکر تھا ایرانیان کا وہان
دلیران ایران رہے مست شب
روانہ ہوا طوس پھر صبحگاہ
بنام فریبرز عالی گہر
کہ بھائی کا قتل ناحق کیا
فریبرز نے طوس کو باندھکر
ہوا آپ سالار کیسر سپاہ
دلیر و تنگ آسامنے پھر جنگ

ہوا حملہ آور سوے حصار
پکڑ نیزہ اوسدم فرود لعین
فرود دلاور نے از روی کین
دگر بار یہ چاہے تھا وہ جوان
تو کشتہ ہوا مرد جنگی فرود
غرض وسکی ماں دوڑی آئی وہاں
وہان آکے بہرام نے طوس کو
ہوا طوس کو … [illegible]
پھر اک راہ مین اور آیا حصار
روان وان سے لشکر ہوا پیشتر
گیا سامنے بیژن پہلوان
نزادہ گرا اسپ سے جب
کہ اتنے مین گودرز کے … [illegible]
ولیکن نہ پھر جنگ کی لائی تاب
سواران ترکان … [illegible]
خطر کیو سے … [illegible]
کہ بیران سپہ لیکے آیا وہان
فریبرز کے آگے شامل … [illegible]
لکھا تھا کہ ہے طوس تقصیروار
غرض طوس کو قید کرکے بھیجو
کہا سخت دشنام وہ بیشمار
لکھا پھر یہ بیران کو نامہ کہ ہان
فریبرز کا جب یہ نامہ پڑھا

دلیری لگے کرنے مردان کار
ہوا ریزہ بھوا آ گیا مانند شیر
رہا اک کیا زخم او سپر وہین
کہ بیژن کو لے زیر گرز گران
فغان اک اوٹھا … [illegible]
ہوئی … [illegible]
کہا کرکے نفرین کہ اے تندخو
فراوان غم … [illegible]
جہان اک پاپاسان تھا وہان … [illegible]
یہ سالار توران نے سنا خبر
ہوا کارزار تیغ و سنان
پریشان … [illegible]
سواران توران … آئے وہان
گئے بھاگ کر پیش افراسیاب
پھر … مردان کار
تو … چار بس قصد شبخون کیا
ہزارون کئے قتل ایرانیان
فریبرز کا پھر الم دل ہوا
ولایا بجا حکم وہ نابکار
خطائی سزا اوسکا اب … [illegible]
کیا … ذلیل ادبار
کہ شبخون نہین … [illegible]
تو بیران نے اوسکو یہ پاسخ دیا
مہیا ہے یان گرز و تیر و خدنگ
دو … مقابل ہوے آن کر
ادھر لشکر ترک ہو یاسے کین
دلیران جنگ آور و کینہ جو
ہوئی گرم پیکار یکسر سپاہ
ہزارون ہی کشتہ ہوئے … [illegible]

جنگ کردن فریبرز با لشکر پیران شکست خوردہ آمدن نزد کیخسرو در توران

ہوا خانہ آشتی سوختہ
تو برپا ہوا حشر اک آن مین
مبارز لگے چاہنے کینہ خواہ
ہوا جسطرف گیو ناوک فگن

نبرد آزما بیژن پہلوان
ولے اور جانب سے تورانیان
دلیران ہوے کشتہ ہنگام جنگ
ہٹا جا سے تھا وانے گودرز بھی
تو ہے صاحب گرز تیر و خدنگ
تماشا مرا دیکھ وقت وغا
کرون قتل لشکر کو اک آن مین
یہ گودرز و گستہم جنگی بہم
قدم الغرض کرکے محکم وہان
یہ کہہ اوسے پہونچا یہان آپ کو
بھلا کس طرح سے مین آؤن وہان
فریبرز نے یہ کہا اوس سے جب
کرون کیا بیان ماجرای ستیز
روان خون تھا مانند دریاے آب
رہا زندہ گودرز با لست تن
ہوے کشتہ میدان مین ہنگام جنگ
رہی لیک تو انکی غالب سپاہ
ہوا سنکے خوش شاہ افراسیاب
روانہ کیا اور یہ نامہ لکھا
کہ کیخسرو و رستم پہلوان
شب و روز تم کامرانی کرو
جہان مین نہ رکھو نشان سپاہ
غرض جبکہ لشکر ہوا پایمال
ہوا شہ کو تنہا نہ لشکر کا غم
کئی دن تلک اوسنے ماتم رکھا
شکیب و صبوری تو کر اختیار
چھوڑا یا وہین قید سے طوس کو
ستمتن نے وہین یذیرا کیا
ملاؤن مین اوسکو تہ خاک و خون

جدھر کو گیا لیکے تیغ و سنان
جہان تھا فریبرز آئے وہان
فریبرز بروان ہوا وقت تنگ
کہ گودرز کی فوج مغلوب تھی
جہان مین بہت تونے دیکھی ہے جنگ
یہ پیران ویسہ تو ہے چیز کیا
نچھوڑون مین اک ترک بیداد گر
لگے کہنے میدان مین کھا کے قسم
ہوے گرم پیکار جنگ آوران
درفش اپنا پایا نہیج اے نامجو
کہ غالب ہین اسوقت تورانیان
ہوا بیژن جنگجو پر غضب
کہ برپا تھا اک دشت مین رستخیز
سر پہلوانان تھے مثل حباب
ہوے کشتہ سفتا و شمشیر زن
زمین خون سے یکسر ہوئی لالہ رنگ
ہوئی فوج ایران سراسر تباہ
ز روی عنایات شاہی شتاب
بڑا نام تمنے کیا مرحبا
ادھر لیکے آونگے فوج گران
بعیش و طرب زندگانی کرو
باقبال شاہنشہ نامدار
فریبرز بتاب دل پر ملال
ہوا اوسکو مرگ برادر کا غم
شب و روز آنکھوں کو پرنم رکھا
کہ چارہ قضا سے نہین تھا
لگا کہنے پھر خسرو نامجو
ولے طوس خسرو سے کہنے لگا
تلافی تقصیر سابق کرون

ہوی قتل ترکان ادھر بیشمار
ہوے حملہ آور سوے قلبگاہ
ہوا جب فریبرز جنگی ستوہ
ولیکن نہین کیو مرد و بیم
نہ ٹھہر سکا پیران کے گرد برد
اگر کوہ ہووے تو کندہ کرون
پھر آئے مین گستہم آیا دوان
کہ مرجائیگی اب کارزار
یہ بیژن سے گودرز کہنے لگا
یہ بیژن جب گئے اوس سے کہا
مناسب نہین ہے یہ اے نامور
علمدار کو قتل کرکے وہان
سر و حلق گردان جنگ آزما
جوان لسیل کاوس گستہم کے
وہ خویشان پیران افراسیاب
ہوا اوسکے ترکان ایرانیان
سو خیمہ ترکان گئے شاد دل
لیے سروران خلعت پر گہر
پر اس فتح پر صرف قانع نہو
ملاؤ انھین خاک و خون مین اگر
خوشی سے یہ پیران نے پاسخ دیا
ادھر ترک خونخوار تھے شادکام
شتابی روان ہوکے پہونچا وہان
کہا یون کہ مثل پدر بیگناہ
بزرگان ایران و رستم بہم
یہ کہہ سوگ سے پھر اوٹھایا اوسے
کہا ہے رستم پہلوان جا شتاب
کہ مجکو اجازت ہو پھر اپنی بار
یہ سنکر سوے رستم پیلتن

بیابان ہوا خون سے لالہ زار
کیا آکے ایرانیون کو تباہ
گیا وہ وہین سیدان سے بالا کوہ
لگا کہنے یون اے سرافراز پیر
رہیگی بھلا خاک کچھ آبرو
سر سربلندان فگندہ کرون
ہوے متفق اوسکے جنگی جوان
نہ منہ موڑیے جنگ سے رہنما
کہ تو اب فریبرز کے پاس جا
فریبرز نے تب یہ پاسخ دیا
کہ بھجواؤن اپنا درفش اب ادھر
علم لیکے آیا وہ جنگی جوان
نثار وہم خنجر و تیغ تھا
بہت وقت پیکار مارے گئے
ہزار و دو صد مرد والا جناب
ہوی کشتہ جتنے کرون کیا بیان
ہوے بند سے غم کے آزاد دل
سرا پے سپہ شاہ نے گنج و زر
ذرا دل مین اپنے یہ تم سوچ لو
تو پھر اس جہان مین لفتح و ظفر
کہ خسرو کا اور رستم گرد کا
ادھر اہل ایران تھے غمگین تمام
کہ کیخسرو نامور تھا جہان ÷
فرود دلاور ہوا کشتہ آہ
گئے اور کہا اے ثریا علم
یہ بزم مسرت بچھایا اوسے
لیے جنگ پیران خانہ خراب
کرون جا کے پیران سے تا کارزار
لگا دیکھنے سرور انجمن

توکی عرض رستم نے اے شہریار (?) — سنا او اجی چتر و سر پر کلاہ
جو آؤ نگا لے فوج افراسیاب — تو میں ہونگا ہم رزم اوسکا شتاب

اجازت ہو گا نی پھر طوس دلیر — کرے نگا یہ پیران ویسہ کو زیر
یہ سن طوس کو اوسنے رخصت کیا — دیا حکم گیو و رزبے کو بھی جب

بار دگر رفتن طوس بجنگ پیران و بارش برف بسحر سازی ساحر و زبون شدن ایرانیان و قید شدن در قلعہ

سپہ لیکے پھر طوس جنگی جوان — ہوا سو پیران ویسہ روان
سہم ہر دو لشکر ہوئے گرم جنگ — رہی سات دن جنگ گرد نہنگ
جدا ہو کے لشکر سے اپنے گیا — کیا ہم نبرد ان کے سر کو جدا
کہا دو ہیں گیو و رزبے نے طوس کو — توقف ذرا کر تو اے نامجو
گیا گیو و دوڑا کے شبدیز کو — ہوا ساتھ ہو بان کے پیکار جو
نہ کوئی ہوا کامران نے ہوشیار — گئے پھر سوئے لشکر انجام کار
وہاں ساحر اک شخص پر زور تھا — کہ بازور تھا نام اوس شخص کا
وہاں جا دو بیا تو کر اسپیران — کہ ہو بارش برف و باران بہاں
پس سنگر قلعہ کوہسار — وہ ساحر ہوا اب کہ مشغول کار
نہ گرتا تھا اک قطرہ بھی اودھر — برستی تھی لشکر میں ایران پہ برف
پہ اتنے میں پیران و پہلوان [illegible] — ہوئے حملہ آور پہ فوج گران
ہر اک جا تھی برف اور جاری تھا خون — سواران ایران پہ تھے نگون
الٰہی کو کر فضل جیسا ان شتاب — گیا دور سو برف و باران شتاب
کوئی غیب سے مرد فرخ [illegible] — رہا ہم دلاور کو تا [illegible]
جو دیکھا تو [illegible] — پیادہ گیا قلعہ کوہ پر
جوانمرد نے جا کے اور وہ کہیں — پس پشت ہاتھ اوسکے باندھے وہیں
ہوا قید جس دم وہ خانہ خراب — ہوئی دور وہ برف باراں شتاب
ہوا دن تمام اور دونوں [illegible] — گئی رنگ سے سو خیمہ گاہ
[illegible] — کہ کم تھی بہت فوج ایرانیان
[illegible] — [illegible] کو وہ بھاگ یوں شتاب
سر داس کو وہ طوس [illegible] — ہوا پیلی لشکر کو آرام گیر
یہ پیران سے ہوا تیغ اور سر قلم کہا — کہ محصور کرنے سے کیا فائدہ
[illegible] — کہ تھا [illegible] کینہ وہ کینہ جو

گیا کر کے یلغار نزدیک جب — مقابل ہوا آ کے پیران بھی تب
ہوا آٹھواں روز جب آ تنگ — تو میدان میں [illegible]
بہت گرد ایران ہوئے کشتہ جب — کیا طوس نے قصد پیکار تب
کہا گیو سے پھر کہ اے شیر نر — تو [illegible] بہم نیزہ ور
گئے گرز تھا کام تیغ و سنان — لڑے خوب باہم وہ دونوں جوان
دلیروں نے پھر تیر باران کیے — بہت پہلوان اوسکے بیجان کیے
لگا کہنے پیران کہ اب زود تر — [illegible] تو قلعہ کو [illegible]
دلے کچھ نہ ترکوں کو پہنچے ضرر — تبہ ہوئیں ایرانیان [illegible]
ہوا ابر تیرہ نمایاں وہیں — ہوئی بارش برف باران وہیں
ہر اک ہوش سے عاری تھا کانپتا — ہوئے بیکار وہ ان دست و پا
بہت قتل ایرانیوں کو کیا — ضرر برف سے کچھ نہ پہنچا ذرا
لیے بار زاری دگر پیر و جوان — لگے مانگنے یہ دعا سر زنان
قرین اجابت ہوئی یہ دعا — کرم حق نے بیچارگان پر کیا
کہ انگشت سے [illegible] — کیے ہے اشارہ سو کوہسار
وہ ساحر تھا اس کے مشغول کار — تھی کچھ خبر اوسکو وان [illegible]
کہا پھر یہ اوس سے کہ ہاں زود تر — تو اس برف و باران کو اب دور کر
اوتر کوہ سے پھر گیا پیش طوس — اوسے قتل لا کر کیا پیش طوس
[illegible] آیا سحر ہوئے پیران [illegible] — ہوا آ کے آمادہ کارزار
زبون ہو کے ناچار سوئے عقب — وہ لڑتے ہوئے ہٹتے آتے تھے تب
حصار ایک تھا کوہ پر سو آ — کیا زخمی رستم نے وان قرار
دوان آ کے ترکان پیکار جو — کیا آ کے محصور وان طوس کو
سر راہ مسدود تھے سب کیے — [illegible] جا وہیں [illegible]
بستہ قلعہ میں غلہ و آب تھا — ہوا تھا سامان ہر اک قسم کا

خوشی سے دلیران ایران دیار ‎— اوسے صرف کرتے تھے لیل و نہار
بد اندیش سے با سنان و خدنگ ‎— دلیرانہ کرتے تھے ہر روز جنگ

رسیدن رستم پہلوان در قلعہ ہمایون باستمداد و استعانت طوس و آمدن کاموس وشنکل و پہلوان و خاقان چین بالشکر بیکران باعانت پیران و جنگ با رستم و کشتہ شدن اشکبوس و کاموس از دست رستم و ہراسان شدن افراسیاب

سنی خسرو نامور نے خبر ‎— کہ محصور ہے طوس والا گہر
تہمتن کو کر کے طلب یون کہا ‎— کہ یاور ہو تو جا کے اب طوس کا

یہ سنکر وہین رستم پہلوان ‎— ہوا سوئے کوہ ہمایون روان
گیا کر کے یلغار نزدیک جب ‎— ہوا خرم و شادمان طوس تب

یہ گودرز سے طوس کہنے لگا ‎— کہ آیا تہمتن تو جب پیشوا
شتابی سے اوسنے بفرط خوشی ‎— تہمتن سے جا کر ملاقات کی

جو کچھ ماجرا تھا کیا سب بیان ‎— کہا پھر کہ اے پہلوان جہان
تو ایرانیون کا ہے پشت و پناہ ‎— کیا تو نہایت ہوئے ہم تباہ

وہ بولا کہ خاطر کو اب شاد رکھ ‎— غم و فکر سے دل کو آزاد رکھ
پھر آئے بہم سوئے در پہلوان ‎— در دشت تک طوس جنگی جوان

تہمتن کے لینے کو آیا وہین ‎— ملا جب تو یہ عذر لایا وہین
رہا مین حفاظت کو قلعے کی یان ‎— نہ تک آ سکا پیشتر اے جوان

بہت اوسکی رستم نے دلجوئی کی ‎— گئے قلعے مین پھر بفرط خوشی
تہمتن سر تخت بیٹھا وہان ‎— کھین و پیار اوسکے سب پہلوان

یلان سرافراز ایران دیار ‎— یہ بولے کہ اے رستم نامدار
ہوئی زندگی تیرے آنے سے یان ‎— وگرنہ تھی سبکو اپنے جان

ہر اک کی تسلی تہمتن نے کی ‎— ہوئی اوسکے آنے سے سبکو خوشی
خبر لاؤن پیران کے لشکر کی اب ‎— کرونمین بیان آکے احوال سب

لکھا اوسنے تھا شاہ توران کو ‎— کہ کر کے زبون فوج ایرانکو
کیا تھے محصور سے بادشاہ ‎— ہر اک فوج مین لی ہے او نھونے پناہ

کہ کوہ ہمایون پہ ہے وہ حصار ‎— نہین تاب جنگ اونمین اب زینہار
جو فوج اور بھیجو تو اونکو شتاب ‎— کرونمین ہلاک و اسیر و خراب

سپہدار توران نے دو پہلوان ‎— گئے سوئے کوہ ہمایون روان
جوانمرد کاموس و شنکل لعین ‎— دلیری سے جیسے کہ غرندہ شیر

سرافراز گردان چین و ختن ‎— توانا و پیل افگن و پیلتن
سوا اسکے خاقان چین کو لکھا ‎— کہ پیران کی امداد کو خسروا

روانہ تو کر اور بھی کچھ سپاہ ‎— کرے تا کہ ایرانیون کو تباہ
بہم اسکے دونو مین اخلاص تھا ‎— کیا پاس خاقان نے اخلاص کا

نہ تنہا گئی فوج ترکان چین ‎— روانہ ہوا آپ خاقان چین
تہمتن سے پہلے یہ پہونچے وہان ‎— کہ تورانیان خیمہ زن تھے جہان

شتابی سے پیران کے شامل ہوئے ‎— پئے جنگ و پرخاش مائل ہوئے
غرض آئے جب رستم پہلوان ‎— ہوا شامل فوج ایرانیان

وہین پیش کاموس پیران گیا ‎— ثنا خوان ہوا رستم گرد کا
کہ رستم ہے ایسا سوار دلیر ‎— مقابل نہین جسکے غرندہ شیر

یہ کہنے لگا ہو کے وہ گرم و تند ‎— کہ آگے مرے تیغ اوسکی ہے کند
تو کرتا ہے تعریف کیون اسقدر ‎— مرے سامنے آوے پیدا نہین کر

تو بس لاؤن رستم کا دم ناک مین ‎— ملاؤنمین سب رستمی خاک مین
جو پیدا نہین جانو تم وزراہیون ‎— کرون دشت کو سر بسر بحر خون

یہ گفتار سنکر ہوا شاد دل ‎— ہوا اسسے غم کے آزاد دل
گیا پھر وہین پیش خاقان چین ‎— کہا اوسنے اے شاہ روے زمین

تو ہی یان نگہدار تورانیان ‎— تو ہی اب مددگار یاری سان
سحر کر کے مین گرم بازار جنگ ‎— کرون قافیہ فوج ایران کا تنگ

تو ہو قلب مین با سپاہ گران ‎— رہے تا تو ہی پشت جنگ آوران
لگا کہنے پیران سے خاقان چین ‎— پئے رزم یکدل ہین ترکان چین

یہ سنکر ہوا وہ قرین طرب
اودھر آکے پیران خاقان ہم
خروشان ایسے ہونا سے ترکی وہان
ولے یاد وہ وہین خدا کو کیا
کہ تھا اشکبوس اوس لاور کا نام
لگے کرنے وہ نیزہ بازی وہان
ہوئی کارگر زکی بھی نہ ضرب
ولے اسقدر گرز کاری لگا
جو زخمی ہو رہام پل پھر گیا
ہوا نعرہ زن جا کے تا نت شہیر
پھرا اشکبوس نبرد آزما
نہ اک تیر برسا ہوا کارگر
ہوا اوسکے سینے پہ کیا کارگر
جو دیکھا کہ ہے برق خو ننا یہ بر
تو ابر گرد پیران کے تھا درست
خطر سے نہ آیا کوئی نامور
کیا رات کو سب نے آرام خواب
لگا کہنے لشکر سے خاقان چین
تہمتن سے لیتا ہی ازروئے کین
کیا اسپ کو سوی میدان روان
تہمتن کا شاگرد اوے پل
کیا ترک نے جبکہ نیزہ روان
لگا کہنے رستم سے وہ پہلوان
وہ بولا کہ جب سامنے آ نظر
تہمتن شتابی چو برسر گیا
کیا زور کاموس در رستم نے جب
کہ شمشیر پر اپنے ہو کر سوار
ہوا اوسکا گھوڑا وہان سے فرار
کیا قتل کاموس کو پھر وہین

گیا اپنے ڈیرے مین ہنگام شب
اودھر رستم و طوس انجم حشم
ہوئے گرم پیکار جنگ آوران
ذرا دی نہ اندیشے کو دل مین جا
دلیر و جوانمرد مشہور عام
نہ لیکن ہوئی کارگر کچھ سنان
پھر اوس مرد جنگی نے ہنگام حرب
کہ توڑی سپر سر کو خستہ کیا
تو اوس ترک نے یہ ارادہ کیا
لگا کہنے اوس ترک سے یون دلیر
سو ہلتن تیر باران کیا
کمان لیکے رستم نے پھر زود تر
کیا تیر نے پشت سے بھی گذر
ہوا شاہ حیرت زدہ دیکھکر
کہ رستم ہے مرد توانا و چست
مقابل تہمتن کے باکروفر
سحر گاہ نکلا جو پھر آفتاب
کہا اے نامداران ترکان چین
کہا سنکے کاموس نے پھر وہین
دلیرانہ جا کے پکارا کہ ہان
کہ ہی جنگ اوسکو نہ ٹہری تھی کل
تو الوای جنگی نے دی اپنی جان
نہ سمجھ مت سمجھ اشکبوس ایسا جوان
تو کیونکر نہ غرندہ ہو شیر نر
ہوا اوس سے وابستہ سر رخش کا
شکستہ ہوئی درمیان سے وہ جب
گرو نہین تہمتن سے پھر کارزار
لیا فوج خاقان مین اوس نے قرار
سواران ایران نے ازروی کین

ہوا مہر رخشندہ جب جلوہ گر
ہوئی لشکر آرا بقصد وغا
وہ انبوہ لشکر جب آیا نظر
نکل خیل ترکان سے اک کینہ خواہ
گیا اپنے رہام جنگی سوا
جوانمرد جنگی نے ازروئے کین
اوٹھا گرز مارا جو بالائے سر
کیا جبکہ گرز گران نے ستوہ
طرف اپنے لشکر کے موڑی عنان
کھڑا رہ کہ پہونچا ترا ہم نبرد
رہے اتنی تھی فرصت پیلتن
رہا تیر جب سکو دشمن کیا
ہوا اشکبوس الغرض وان ہلاک
یہ بولا کہ جون رستم پیلتن
نہین ہے لشکر مین کوئی بھی مرد
نہ باہم ہوا پھر کوئی کینہ خواہ
تو میدان مین گردان پیکارجو
کہو کون ہے آج جنگ آزما
کہ رستم سے کرتا ہو نبرد جنگ
شتابان ہوا رستم نامدار
دلیرانہ آیا سوی رزمگاہ
دوان کر کے میدان مین تب رخش کو
ڈرو نہین نہ ہرگز ترے شور سے
دلیری سے کاموس نے پھر کمند
پکڑ لی تہمتن نے پھر وہ کمند
ہوا بلکہ کاموس تن سے جدا
تہمتن نے پھر جلد پھینکی کمند
ہوا جبکہ وہ ترک جنگی اسیر
کوئی لشکر ترک سے اک سوار

دلیروں نے کینے پہ باندھی کمر
گیا تا فلک پر فغان بوق کا
گیا سوچ مین رستم نامور
شتابان ہوا سوئے ناوردگاہ
ہوا جا کے آمادہ کارزار
سر ترک پہ گرز مارا وہین
تو اوس وقت رہام نے لی سپر
گیا واپس رہام پھر سوئے کوہ
کہ اتنے مین وان رستم پہلوان
مقابل ہو پھر آکر تو سے مرد
کہ لرزندہ تھا دست ناوک فگن
سہ و مہر نے تب کہا مرحبا
ملا جسم اوسکا نہ خون و خاک
نہ دیکھا کوئی ہمنے ناوک فگن
کہ رستم سے میدان مین ہو ہم نبرد
گئے ہر دو لشکر سو خیمہ گاہ
صف آرا ہوئے جنگ ہر دو سو
عوض اشکبوس جوانمرد کا
یہ کہکر شتابان ہوا سید رنگ
مے ساتھ کر آکے کارزار
ہوا آکے کاموس کینہ خواہ
ہوا نعرہ زن رستم جنگجو
کرون آج تجکو زبون زور سے
رہا کی سو رستم ارجمند
ہوئی رخش کے سر پہ جو آکے بند
ولے اوسنے پھر یہ ارادہ کیا
کیا شل نخچیر اوسے پا بہ بند
کشان لے گیا رستم شیر گیر
ہوا پھر نہ آمادہ کارزار

سنو آگے خاقان رستم کی جنگ ذرا دیکھو دور زمانے کا رنگ

جنگ رستم با خاقان چین و گرفتار آمدن خاقان و گریختہ رفتن تورانیان و فتحیاب بودن رستم پہلوان

ہوا جبکہ کاموس جنگی ہلاک
تو پیران ویسہ ہوا سہمناک
لگا کہنے خاقان سے ای تاجور
سپہ اپنی بیدل ہوئی سربسر

یہ بہتر ہے عطف عنان کیجیے
سو خانہ لشکر روان کیجیے
نہین تاب پیکار رستم نہین
کہا سنکے خاقان نے کچھ غم نہین

کرون صبح اوسکو اسیر کمند
تو بیدل ہوا سے یل ارجمند
پھر اتنے مین اک گرد جنگش نام
یہ کہنے لگا اے شہ ذو الکرام

تہمتن کے سینے کو ہنگام جنگ
کرونمین سحر گہ نشان خدنگ
لگا کہنے خاقان کہ ای جنگجو
کرے قتل رستم کو میدان مین تو

تو بخشون تجھے سیم و زر بے شمار
بہت دوون تجھے گو شتا ہوا
غرض جنگش گرد وہ زور گر
دلیرانہ میدان مین آن کر

پکارا کہ اے رستم سرفراز
مرے ساتھ ہو آنکے رزم ساز
گیا رستم گرد خنجرکشان
کہا تجکو لائی ہے اجلت یہان

کرون مثل کاموس تجھکو ہلاک
زمین کو کرون جسم سے تیرے پاک
جو انبوہ جنگش نے لیکر کمان
کیا تیر سے تہمتن روان

جو دیکھا کہ ہے تیر جوشن گزار
سپر سر پہ لایا وہین نامدار
ولیکن سپر سے گذر بیدرنگ
ہوا سینہ جوشن مین جاکر خدنگ

علم کرکے شمشیر کو بعد ازان
تہمتن ہوا سوے جنگش دوان
وہ ہیبت سے اوسکی گریزان ہوا
عقب اوسکی رستم شتابان ہوا

پہونچکر تہمتن نے یکبارگی
جو کھینچی پکڑکر دم بارگی
تو جنگش ہوا پشت زین سے جدا
اوسے قتل رستم نے وہین کیا

یہ پھینکا تھا تیغ برہنہ بکف
بیان شہ سربزیان ہر طرف
نہ رستم سے کوئی مقابل ہوا
سو جنگ ہرگز نہ مائل ہوا

ولے بعد دیر آکے ہومان وہان
لگا کہنے رستم سے ای پہلوان
نہ زنہار ترکان کو ہر باد کر
وصیت تو سہراب کی یاد کر

وہ کہتا تھا وقت دم واپسین
کہ ہو با نہ ترکون سے تو گرم کین
یہ سنکر تہمتن نے پاسخ دیا
سمجھ اس سخن کو جو کچھ ہے لکھا

نکرتے سیاوش کو گر تم ہلاک
تو ہوتا مرا سینہ کینے سے پاک
سیاوش تھا سہراب سے بھی عزیز
بجا ہے جو ہون تمسے گرم ستیز

وہ بولا کہ اے رستم فتنہ جو
کسیطرح کین سیاوش نہو
لگا کہنے رستم کہ پیران یہان
اگر آوے تو راز دل ہو عیان

یہ سنکر وہین پیش پیران گیا
یہ ہومان نے پیران سے جاکر کہا
تہمتن نے تجکو کیا ہے طلب
تو جا پاس اوسکے کہ بہتر ہے اب

وہ پہلے گیا پیش خاقان چین
کہا یون کہ ای شاہ ترکان چین
بلاتا ہے اب رستم پہلوان
جو ہووے اجازت تو جاؤن وہان

اوسے منع خاقان چین نے کیا
خردمند ہومان سے پھر یون کہا
تو کیون پیش رستم گیا تھا اگر
ترے دل مین ہے اوس سے خوف و خطر

کہا سنکے ہومان نے اے شاہ چین
تہمتن سے پیکار لازم نہین
کہان تاب ہے لشکر شاہ کو
کہ ہو سامنا تیرے رستم کے پیکار جو

جو صحرا و دریا مین ہو گرم جنگ
مقابل نہو اوسکے شیر و نہنگ
تہمتن ہے پیل افگن پیلتن
سوار جہانگیر و لشکر شکن

نہو رزم ساز اوس سے افراسیاب
کہ البرز ہے نام سے جسکی آب
یہ سنکر ہوا تند خاقان چین
کیا دور ہومان کو اپنے وہین

دگر بار پیران بعجز و نیاز
لگا کہنے یون ای شہ سرفراز
سخن پہلے رستم کا سن لیجیے
جو کچھ پھر ہو منظور سو کیجیے

بہت چاپلوسی جو پیران نے کی
تو جانبکی دی شہ نے پروانگی
گیا پاس رستم کے ڈرتا ہوا
بہت دلمین اندیشہ کرتا ہوا

ہوا رستم گرد کا مدح خوان
کہا اوس سے پیران نے یون الامان
کہ کیخسرو نام بردار کا
یہ مخلص بھی ہے بندۂ باوفا

بہت کی ہے اپنے پرستندگی
فراوان ہی ہے سیدا حق بندگی
رہا قتل سے اپنے اوسکو کیا
جو کچھ پیشتر خدمت تھی لایا بجا

یہ سنکر لگا کہنے وہ پیلتن کہ خالی نہیں صدق سے یہ سخن
کہا پیشتر پیران نے ای نامدار کروں میں نہیں اب سمجھے عہد استوار
تو کر صلح سو قوت کر عزم جنگ مگر اسقدر فوج توران کو تنگ
کیا تھا اسواسطے یان طلب مری بات سن گوش جان سے تو اب
حوالے کرے سب کے افراسیاب زر و مال بھی دے مجھے بے حساب
جو جنگ کرے سر کو اوسکے جدا تو خالی ہو کینے سے دل شاہ کا
و لیکن اس خاطر سے تیرا ضرور پذیرا ہی صلح تھی ورنہ دور
سنا جبکہ خاقان نے احوال سب لگا کہنے گردان چین سے یہ تب
کیا عرض شنگل نے ای شہریار نہیں صلح منظور یاں زینہار
یقین ہے کہ کوئی پیل کینہ جو کریگا زبون رستم گرد کو
یہ سنکر خوشی سے لگا کہنے شاہ کہ بہتر ہے پھر جنگ سے کیجیے نگاہ
وہ بیٹھا تھا خاموش بھی عقل دنگ کہ مجلس کا اوس وقت تھا اور رنگ
گیا سو سے میدان ہوا نعرہ زن پکارا کہ اے رستم پیلتن
کمر میں تھا الفت کے ازروے کین کیا سند رستم نے تیرہ زمین
وہ اوٹھکر بیا وہ گریزان ہوا سو لشکر چین شتابان ہوا
سلامت وہان ہی اوسکے لیگیا یہ شنگل نے خاقان سے جاکر کہا
دلیری مین یکتا ہے وہ شیر مرد نہیں کوئی اوسکا یہان ہمنبرد
ہمیشہ تھی وہ مجلسیان میں وگراف یہ ظاہر ہوا یا وہ گو تو ہی صاف
شہ چین نے شنگل کو انجام کا سواران جنگی دلیر ہزار
ہوئے گرد رستم کے یکسر سوار ہوا گرم ہنگامہ کارزار
گئے پھر دلیران پیکار جو ادھر سے بھی رستم کی امداد کو
ہوئے آنکے انبوہ سے ہمناک کر دکوشش و جہد بیحد و باک
یہ کینہ نگر جیسے کہ پیکار تھی قیامت وہان اک پدیدار تھی
ہوا ساوہ داماد کاموس کا تہمتن سے آگے نبرد آزما
مقابل ہوا آکے پھر کالکا ولے اس سے غافل گیا تا زوا
دہمن نبرد آزما تھا رستم کے لف کیے کشتے صدہا گیا جس طرف
تہمتن کے تو نیزے سے تھا جوش کین ہوا حملہ آور سو شاہ چین
میدان ہو پہلوان رستم کینہ خواہ گیا جبکہ نزدیک قلب سپاہ
سواران چین اسکے کشتے ہوئے پھر سلطین کشتون کے پشتے ہوئے

ولیکن دو روییہ ہے ای نامجو اسیر بلا اس سبب سے ہے تو
کہ فرمانبری سے نہیں پھیرون سر رہوں تابع حکم شام و سحر
وہ بولا کہ اے مرد فرخ نہاد تری بات کا ہے مجھے اعتماد
جو یہ آرزو ہے ہم صلح ہو تو کر رشتہ مفسد دہر کو
کہ کیخسرو ناسوے کے حضور روانہ کرون پھر ہو پرخاش دور
تو یہ جانتا ہے ترے شاہ سے نہیں صلح منظور ہرگز مجھے
تہمتن سے رخصت ہو پیران گیا یہ احوال خاقان سے ظاہر کیا
کہ ای نامداران کہو تم شتاب تہمتن کی ہے بات کا کیا جواب
بلا سے ہوے کشتہ و جا گرد بفضل خدایان ہیں بسیار گرد
جو یہ بات شنگل سے کہنے لگی تو سب نامداران نے تائید کی
ولے دل میں پیران کے تھا پیچ و تاب نہ تھا اس بات کا کچھ جواب
غرض شنگل گرد و زور دگر دلیرانہ ہو کر سوار اسپ پر
کہوں ہو نہیں تجسے تمنائے جنگ گیا سنگے وہ گرد پولاد چنگ
اوٹھا کر گرایا اوسے خاک پر کیا چاہتا تھا قلم اوسکا سر
ہوا اوسکے دنبال رستم روان ولے آن کر لشکر چینیان
کہ رستم کے آگے ہیں سب گرد پست بچا لی اوسے کہہ کر ہے شکست
یہ سنکر ہوا شاہ چین پر غضب لگا کہنے یوں کیا ہوا تجکو اب
وہ بولا مر ساتھ گر ہو سپاہ تو پھر جاکے رستم سے ہو کینہ خواہ
دگر بار شنگل بقصد وغا سوے رزم گہ لیکے لشکر گیا
ولیکن رستم کو تھا کچھ بھی غم بہ یک تیغ وہ نیزہ کرتا قلم
دلیر وہ لگا کہنے پہلوان کہ اس جنگ میں یان نہیں کچھ زیان
بگرز گران اب ستیزہ کرو سر چینیان ریزہ ریزہ کرو
بیادے تھی یون ضرب گرز گران کہ جسطرح سے پتک آہنگران
خروشان ہوا لیکے گرز گران کہ ساوہ نے دی ساوہ جی سے جان
لگا گرز جو ایک بالا سے سر تو بس ہو گیے بیدم گرا خاک پر
وہ شنگل کہ تھا گرد جنگ آزما تہمتن کے ہاتھوں سے مارا گیا
سواران ایرانیان یک ہزار گئے ہمرہ رستم نامدار
ہوئی فوج خاقان کی حملہ کنان قیامت ہوئی ایک برپا وہان
جو رستم کی دیکھی دلیری ہان تو خاقان چین کو ہوا خوف جان

پیام اوسنے بھیجا کہ اے نامور
تو پیل سفید اور دے سیم زر
غضبناک سنکر ہوا شاہ چین
ہوئی بارش تیر ہر چند پر
گرا خاک پر فیل سے شاہ چین
غرض لشکر چین گریزان ہوا
نہیں اک وتیرے پہ یہ دور چرخ
نہ پیل و نہ اورنگ زرکار تھا
یہ بولا کہ ترکون کو جانے نہ دو
گریزان ہوئے شب کو تورانیان

نہو گرم پیکار بس صلح کر
مرصع وہ اورنگ گنج و گہر
سپہ سے یہ بولا کہ از روے کین
تہمتن کا ہر گام تھا پیشتر
لیا باندھ ایرانیون نے وہین
سو کشور چین شتابان ہوا
ہمیشہ سے مشہور ہے جور چرخ
شہ چین پیادہ گرفتار تھا
یورش کر کے ہر چار سو گھیر لو

یہ سنکر لگا کہنے وہ ناسجو
بیان بھیجے اسپ کہ ہر یہ تمام
کرو تیر باران سو پہلوان
یہ سنکر جو رستم نے پھینکی کمند
زد و کشت اوس دم ہوئی استقدر
شہ چین کا اسپ تھا روان جو
زمانہ کا ہر دم ہے رنگ دگر
اوسے طوس کے پاس لایا کشان
ولیکن جو نزدیک تھا وقت شام

جو خاقانکو تھی صلح کی آرزو
سنا جو ادا کیخسرو ذوالکرام
دلیرانہ ہو گرم پیکاریان
تو خاقانکے سر پر ہوئی
کہ صحرا ہوا بحر خون سر بسر
سواران ایران نے غارت کیا
کبھی شام ہے اور کبھی ہے سحر
دلیرون سے پھر رستم پہلوان
ہوا جا کے آسودہ لشکر تمام
نہ ہرگز رہا دان کسیکا نشان

روانہ شدن رستم از کوہ ہمایون برای جنگ افراسیاب و آمدن پولادوند شاہ ختن بمقابلہ رستم و ظفر یافتن رستم پہلوان بفتح و فیروزی مراجعت نمودن و آمدن رستم بحضور کیخسرو

ہوئی صبح تابندہ جب آشکار
سواران ترکانکو فرصت ملی
یہ کہکر کیا مال سب خسرو کو
گیا لیکے اوس اوگ کے حضور
فرامرز کو خلعت و زر دیا
پے طوس و گودرز و گیو و رہام
روانہ ہوا سو ہے افراسیاب
کہ لشکر نے یکدست کھائی شکست
ہوا پر الم سنکے افراسیاب
لگے کہنے مردان جنگ آزما
کہ رستم گرد سے جا کے جنگ
بہت جنگ مین آزمایا اوسے
غرض قتل بدخواہ دشوار ہے
ختن کا سپہدار پولادوند
سہم شاہ توران و پولادوند

تو کوئی نہ ترکون کا دیکھا سوار
بیابان مین رستم نے تھی راہ لی
روان پیش کیخسرو نامجو
فرامرز رستم کا فرخندہ پور
اوسے مورد لطف و احسان کیا
کہا تا کہ مین یون پہلوانکی نام
تہمتن کرے تاکہ اوسکو خراب
کیا سر بلند انکو رستم نے پست
بہت دل کو اوسکے ہوا اضطراب
کمک چین و ماچین طلب کی شہا
ملا دین اوسے خاک مین بیدرنگ
کسی نے ذرا بھی نہ پایا اوسے
نہین سہل یہ کام زنہار ہے
دلیر و ہنرور آزما زورمند
سو لشکر رستم ارجمند

لگا کہنے رستم کہ واہ
سلامت گئے حیف تورانیان
وہ پیل سفید اور وہ تخت عاج
ہوا شاد کیخسرو نامدار
تہمتن کو بھی خلعت پرگہر
وہ جتنے تھے گردان جنگ آزما
حضور سپہدار توران دیا
شہ چین کو میدان سے دور تر
کیا نامدار انکو اوسنے طلب
نہ سمجھا کہ مین مرد میدان اگر
وہ بولا کہ رستم ہے لشکر شکن
خدنگ و سنان گرز تیغ و تبر
لکھا اک نامہ شاہ ختن کو لکھا
ختن سے روان ہو کے نزدیک شتاب
شتابان ہو با سپاہ گران

تھین شب ہوا پیل آرامگاہ
رہے خواب غفلت مین ایرانیان
فراوان ہو گوہر و گنج و تاج
شگفتہ ہوا دل برنگ بہار
زر دی بھنا یا تھا باگنج و زر
سراک کے لیے خلعت زر کیا
کیا جا کے پیران نے یون آشکار
پکڑ لیگیا رستم شیر مرد
کہا یون کہ ہان مصلحت کیا ہے اب
ذرا حکم ہو دے تو اب زود تر
توانا و زور آور و پیل تن
بجز نیز اوسکے سو کچھ کارگر
طلب ہو امداد اوسکی کیا
ہوا شامل شاہ افراسیاب
دلیران و گردان جنگی جوان

تہمتن بھی سر روز نظارہ نبرد — توقف نکیا تھا وہ شیر مرد — کہیں تھا وہین ایک آیا حصار — کہ دوران گردون کا تھا وہ مدار

وہ رستم سے آکر ہوا کینہ خواہ — عدم کی طرف لے اوسے [illegible] — وہ حصن حصین فتح جس دم ہوا — روان پیشتر [illegible] رستم ہوا

سپہدار توران کے جب مستقل — ہوا شیر زن رستم شیر دل — تو سالار ترکان سے پولادوند — لگا کہنے یون اے شہ ارجمند

جو شب گذری اور صبح ہوا آشکار — کرون جا کے رستم سے مین کارزار — غرض دو سے سر روز وقت نگاہ — دلیرانہ آیا سوئے رزمگاہ

مبارز طلب آ کے جب کیا — یہ جنگ تب گیو جنگی گیا — سہا کر کے شاہ ختن نے کمند — کیا پہلوان گیو کے سر کو بند

یہ چاہا کہ لیجائے کھینچ کر — کہا اسنے مین یہ چاہا کہ گر کو قفا — رہا ہم وہ بیژن نے جا کر کمند — رہائی سے جب شاہ پولادوند

ہوا شاہ کا بند بازو و سر — ولیکن کیا اسنے زور بیقدر — کہ دو مین گیسین ٹوٹ دونون — علم کر کے پھر تیغ پولادوند

ہوا اسکو گردان جنگی دوران — کیا اسنے زخمی وہین [illegible] — پہونچکر یہ یک ضرب شمشیر کین — کیا خستہ تب گیو کو بھی وہین

جو میدان مین زخمی ہو کے بہرتن — تو کو وہ بڑا خاطر سے سخن — گیا پیش رستم وہ نالہ کنان — کہا یون کہ اے پہلوان جہان

ہوئے پائے زخمی نبرد سپہ — شتابی سے تو جا کے امداد کر — یہ سنکر گیا رخش پر ہو سوار — سوئے رزمگہ رستم نامدار

کمند آگے رستم نے کی جب رہا — تو شاہ ختن نے جو یہ سر لیا — جو خالی گئی پہلو انکی کمند — تو گرز گران لیکے پولادوند

گیا اور مارا جو اوس گرز کو — تو بہ نجہ ہوا رستم نامجو — ہوا خون روان سر سے او درد — رہا زین پہ قائم [illegible]

ولے درد سے بھی نہ تاب سقدر — رہا جو کرے زخم بدخواہ پر — خدا سے تہمتن نے کی التجا — کہ عاجز ہوا اب رستم یا خدا

وہ طاقت مجھے بخش [illegible] — کرون تا کہ بدخواہ کو اسکی لوٹ — پھر اسکے مین بدخواہ نے آن کر — روان تیغ کی گرد کے کتف پر

نہ جوشن مین لیکن اثر کچھ کیا — یہ شاہ ختن دلمین کہنے لگا — کہ افسوس پیدل یہ گرز ہے — کہ لرزان سدا جس سے البرز ہے

ولے کھا کے یہ ضرب گرز گران — نہ [illegible] سے پہلوان — مری تیغ بران بھی خارا شگاف — دوپارہ کرے سنگ آہن کو صاف

پیرا ہوا اس گرد کے جسم پہ — ذرا بھی نہ سہر گر ہوئی کارگر — پھر اوسنے کیا میل کشتی وہان — تہمتن سے کی خواہش [illegible] عیان

تہمتن نے سنکر پذیرا کیا — ولیکن یہ اوس وقت اوسنے کہا — کہ افراسیاب دلاور کو ہان — طلب کیجئے تا کہ اے پہلوان

کرے آگے پیمان عہد استوار — کہ بھیجے مدد کو نہ کوئی سوار — غرض اس سخن سے یہ تھا مدعا — کہ رستم نے دم بھر [illegible] اپنا کیا

سپہدار توران گیا پھر وہان — تہمتن نے اوسکی کیا یون بیان — شہا عہد و پیمان یہ باہم تو کر — کہ ہٹ جائے لشکر عقب [illegible]

رہے فاصلہ نیم فرسنگ کا — مدد کو نہ پہونچے کوئی دوسرا — پذیرا کیا شاہ نے یہ سخن — پھر آہستہ آکر رستم پیلتن

لگا کہنے شاہ ختن سے کہ ہان — زمین پر گرے جبکہ یہ پہلوان — جگر چاک اسکا وہین کیجیو — توقف کو تم راہ مت دیجیو

رہا ہاتھ سے تیرے گر ہوویگا — تو پھر کام دشوار تر ہوویگا — گیا کہکے افراسیاب دلیر — فرود آئے گھوڑے سے دونون دلیر

ہوئے دونون مصروف کشتی بہم — لگے کرنے ہر دم درشتی بہم — کیا زور رستم نے انجام کار — کہ دشمن نہ قائم رہا زینہار

اوٹھا کر جو پٹکا اوسے خاک پر — تو بیدم ہوا وہ شہ کینہ ور — ولے دم جو پایا بداندیش نے — کیا مکر بدخواہ بدکیش نے

یہ سمجھا وہین رستم ارجمند — کہ بس مر گیا شاہ پولادوند — گیا پہ سوئے رخش تا ہو سوار — گریزان ہوا اور ٹھٹکے وہ شہریار

کہا جا کے اے شاہ افراسیاب — نہیں زینہار آدمی کی یہ تاب — کہ ہو رستم گرد سے ہم نبرد — حضور اوسکے ہے کوہ البرز گرد

رہائی مجھے اوس سے سوجھے نہیں — ہوا کر وہ حیلہ [illegible] — عقب اوسکے پہونچا جو گرد دلیر — تو گردان [illegible]

تہمتن کی بھی فوج پہونچی وہین — ہوا گرم بازار پرخاش و کین — لگا کہنے لشکر سے پولادوند — کہ [illegible] گنج و نام بلند

سپاہ نے نہیں کچھ بھی حاصل ہنوز
لگا کہنے پیران سے شاہنشہا
مناسب نہیں ہے تو قصد یہان
لگا ہاتھ رستم کے پھر مال و گنج
بفتح و ظفر لیکے پھر مال و زر
سوا اسکے سب مال و رخت بھی
کہ رون تعاقب نہ اسپ و رنگ
کہ جشن آراستہ ایک مہ
امیران و گردان ایران دیار
کہیں آہیں دشت سے آگیا
تعجب سے حیرت کا ہے یہ مقام
کہ ہے ایک اکوان دیو لعین
سنا جبکہ یہ دیو کا ماجرا
نہیں اور کو تاب یہ زینہار
سو گورخر جا کے پھینکی کمند
کیا چاہیے تھا زخم او سپر رہا
غرض اس طرح سے وہ دیو پلید
بروز چہارم سوار رسید
زمین کو شتابی سے بریدہ کیا
کہ دریا میں پھینکوں میں یا کوہ پر
کہا دیو سے پھینک دے کوہ پر
گرا جبکہ دریا میں تب بیدرنگ
زرہ ہی دلیری علم کر کے تیغ
شناور تھا یکدست سے پہلوان
سلاح و لباس اپنا کر خشک وان
جوانمرد کا رخش چرتا تھا وان
سپہدار توران کا گلہ بان
خبر پا کے چوپان افراسیاب
یہ بولا کہ رستم مرا نام ہے

بھلا کس لیے ہو گئے گرم کین
سپہ لیکے شاہ ختن اٹھ بھگیا
سو خاقان بس ہو چکے اب روان
سنبھل ہو اساتھ رخت کے گنج
گیا پیش کیخسرو نامور
تہمتن کو بخشا الغرض خوشی

چلو پھر لبوی دیار ختن
سوئی اس سبب سے یہ بیدل سپاہ
غرض شب کو وان بصد اضطراب
تہمتن نے ہر اک کو با صد طرب
ہوا شاد کیخسرو نامجو
کیا بزم و لگیو کو پھر طلب

جنگ رستم با دیو اکوان و کشتہ شدن آن از دست رستم

حضور اوسکے حاضر تھے سب نامدار
کوئی اسپ کو اوسنے ضائع کیا
کہ آ کر کیا گورخر نے یہ کام
سر چشمہ صحرا میں مسکن گزین
تہمتن نے خسرو سے تب یون کہا
یہ تکلیف بھی تو ہے کر اختیار
وہ غائب ہوا کچھ نہ پہونچا گزند
نظر سے وہ پوشیدہ پھر ہو گیا
گہے تھا نمایان گہے ناپدید
ہوا او صحرا میں آرام گیر
اوٹھا کر تہمتن کو بس لے گیا
جو ہو خواہش دل بیان کیجیے کر
کہ تا استخوان ریزہ ہون سر بسر
سو رستم گرد دوڑے نہنگ
لگا قتل کرنے اونھیں بیدریغ
بدست دگر تھا ستیزہ کنان
ہوا پھر سوئے دیو اکوان وان
ہوا پھر سوار او سپہ پہلوان
کہیں اپنے گلے کو لایا وہان
سو رستم گرد آیا شتاب
بفرد آنہ مانگی مرا کام ہے

کہا ایک چوپان نے وان آن کر
یہ کہنے لگا خسرو پیل زور
یہ سنکر وہیں سو دہان کہن
ہوا دشت میں آشکارا آنکر
کہ ای پہلوان رستم پیلتن
وہیں لیکے گرز و کمند و سنان
پھر اک دم میں پیدا ہوا وہ لعین
یہ سمجھا تہمتن یل پیل زور
رہا تین دن تک تہمتن خراب
گیا خواب میں جبکہ وہ پہلوان
ہوا جبکہ بیدار وہ پیلتن
سمجھتا تھا یہ رستم شیر گیر
اوسے دیو ناپاک نے پھر وہین
جوانمرد او سوقت لایا پناہ
یل پیلتن خوب تیراک تھا
بعون عنایات و لطف خدا
یہ اوس چشمہ پہ رفتہ رفتہ گیا
جو چوپان تھا خسرو کی سرکار کا
روان لیکے گلہ ہوا پیلتن
اوسے دیکھ کر رستم نامور
پکارا جو ہی شاہ افراسیاب

یہ کہکر گیا شہریار ختن
نہیں ہو سکے پیکار مائل سپاہ
گریزان ہوا شاہ افراسیاب
کیا ملک توران کو تقسیم سب
دیا گنج و زر رستم گرد کو
وہ توران سے آئے سب لیکے کب
سنا ون میں اکوان رستم کی شتاب
سخن جنت خسرو تھا جلوہ فروز
کہ لگنے میں اسپان اک گورخر
نہیں زور میں ہمسر اسپ گورخر
لگے کہنے یون پیش شاہ زمن
وہی دیو ہے صورت گورخر
ترا کام ہے کشتن اہرمن
تہمتن ہوا سوئے صحرا روان
یہ دوڑا وہیں کھینچ کر تیغ کین
کہ ہے ہو گیا ان دیو اکوان ہو گور
نہ آرام تھا دن کو نے شب کو خواب
تو پھر آ گئے دیو اکوان وان
لگا کہنے تب اوس سے یون اہرمن
کہ برعکس ہے کار دیو شریر
دیا پھینک دریا میں از رہ کین
سو آفرینندہ مہر و ماہ
دلیر و جوانمرد و بیباک تھا
کنارے پہ یہ پہونچا وہ جنگ آزما
کہ گھوڑے نکا یعنی چراگاہ تھا
وہان اوسنے گلے کو لہانہ تھا
سو خسرو جب وان زمین
خروشندہ وان ہو کے جون شیر نر
کیا اوسنے اوسکو تباہ و خراب

بھلا کسلیے تم مقابل ہوے — عبث سوی پیکار مائل ہوے
یہ مردانگی دیکھ حیران ہوے — وہ ناچار یکسر گریزان ہوے
ولے تھا وہ منزل بمنزل رسان — کہ ترکونکی پہونچی سپہ ناگہان
گیا کرکے یلغار بہر نبرد — مقابل ہوا اوسکے وہ شیر مرد
کیے کشتہ پھر گرز سے بیدرنگ — چہل نامداران ہنگام جنگ
وہ سرکردہ فوج توران دیار — ہوا جا وہ بیجا دشت فرار
طرف سے تھا خسرو کے اک اہلکار — گیا پیش اوسکے وہ جنگی سوار
روانہ سوے بیابان ہوا — لیے جنگ اکوان شتابان ہوا
کہا دیکے سوگند گر تو ہے مرد — تو اے دیو آسامنے کر نبرد
دلیرانہ آیا مقابل وہ دیو — لگا کہنے رستم سے کرکے غریو
یہ سنکر تہمتن نے ڈالی کمند — کمر کو کیا دیو اکوان کے بند
جدا دیو کے جسم سے کرکے سر — شتابی سے فتراک سے باندھکر
جو دیکھا سر دیو حیران ہوا — تہمتن کا خسرو ثنا خوان ہوا
پھر اک جشن ترتیب شہ نے کیا — مہیا تھا اسباب سب عیش کا
رہی بزم عشرت وہاں چند روز — رہا دور جام مے دل فروز
مرے دلمیں ہے آرزوے وطن — مجھے کیجے رخصت سوے وطن
وہ منزل گیا اوسکے ہمراہ شاہ — تہمتن کا افزون کیا عز و جاہ
کہوں کیا میں ہے عجب داستان

یہ کہکر وہیں کھینچکر تیغ تیز — کیا قتل کتنوں کو وقت ستیز
تہمتن ہوا پھر رواں پیشتر — نگہبان تھا گلے کا شام و سحر
خبر پاکے رستم کی اک نامدار — سپہ لیکے اور پیل جنگی ہزار
کیے کشتہ گردان بہت تیر سے — کیا قتل کتنوں کو شمشیر سے
سواروں کو یکدست کرکے تباہ — لیے گرد نے چار پیل سیاہ
بفتح و ظفر رستم پہلوان — ہوا پیشتر پھر وہاں سے روان
وہ گلہ بھی اور چار پیل بلند — سپرد اوسکے کرکے پیل ارجمند
پہونچکر سر چشمہ وہ پہلوان — خروشان ہوا مثل شیر ژیان
نہیں کار مردان پیکار جو — کہ آزار دین خواب میں مرد کو
کہ جنگ نہنگان سے ہوکر رہا — پھر آیا بیابان تو سر [illegible]
بیک ضرب گرز گران پھیر دیا — پریشان کیا مغز دیو لعین
روان ہوکے پھر پیش خسرو گیا — شہنشہ نے اعزاز اوسکا کیا
طلب کرکے سیم و زر بے شمار — کیا رستم پہلوان پر نثار
بہم خسرو رستم نامور — ہوے مائل عیش شام و سحر
کیا عرض رستم نے یون بعد ازان — کہ اے خسرو خسروان جہان
تہمتن کو خسرو نے رخصت کیا — بہت مال اور گنج اوسکو دیا
اب آگے بیان رزم بیژن کرون — کہوں قصہ کوتاہ کی [illegible]
کہ سننے سے ہوا شاد جسکی روان

رفتن بیژن پسر گیو بطرف ارمان برای جنگ گرازان و فتحیاب شدن و رسیدن در مرغزاری و فریفتہ شدن منیژہ دخت افراسیاب بجمال بیژن پہلوان و ہمراہ بردنش بشبستان خود و خبر یافتن افراسیاب ازین ماجرا و قید کردن در چاہ تاریک و رہا کردن رستم از بند و رفتن سوے ایران

کہیں آگے ارمانیان ایکروز — حضور جہاندار گیتی فروز
کہ ارمان میں خسرو سرفراز — تعدی کنان ہیں ہزارون گراز
ستم سے گرازونکے ہم آئے یان — نظر کیجے حال ستمدیدگان
اوٹھا بیژن پور گیو دلیر — شہ شیر صولت سے بولا وہ شیر
دلیر گیو بولا کہ اے شہریار — یہ کار آزمودہ نہیں زینہار

ابھان غریبان و بیچارگان — لگے کرنے فریاد و شور و فغان
مجھے چھوڑ میں زحمت نہ رکہ تجھ — ستاتے ہیں مردم کو شام و سحر
یہ خسرو نے سنکر نظر کی وہیں — سو پہلوانان ایران زمین
مجھے حکم ہوا اے شہ نامجو — کردن مقتل خوکان خونخوار کو
یہ سنکر لگا کہنے گرد [illegible] — جوان ہیں ولیکن بتدبیر پیر

یہ کہکر وہین بیژن پہلوان
گرازونکے بیشے مین پہونچا وہ جب
نہ زنہار گرگین مددگار تھا
وہین کھینچا خنجر آبگون
گرازان خونخوار کو قتل کر
بفتح وظفر خرم وشادمان
کہ یان دشت ہے ایک رشک جنان
وہ ہر سال آتی ہے وان سیر کو
کہ صحرا مین ہے اندنون نازنین
سنا وصف جب ماہ رخسار کا
کہ بیٹھی ہوئی ہے بناز و ادا
مہیا ہے وان بادہ و چنگ و رود
ہوا پہلوان عاشق دلستان
کہ کوئی نہین آسکے ہے یہان
منیژہ نے دایہ سے پھر یون کہا
شتابان ہوئی دایہ خوشخصال
لیے جنگ خوکان مین آیا ادھر
مجھے شوق دیدار لایا یہان
کیا اور بھی اوسکو امیدوار
یہ سنکر گئی دایہ باصد طرب
گئی دایہ پھر پیش بیژن دوان
لگا کہنے گرگین سے ٹھہرون یہان
یہ جانا کہ وان بیژن پہلوان
وہین لیکے بیژن کے شبدیز کو
کیا پھر محبت سے وان ہمکنار
ہوئی بادہ پیما بفرط طرب
ہوا مستی بادہ کا جبکہ جوش
نہفتہ کیا قصر مین رات کو
بہت دل مین اپنے پشیمان ہوا

ہوا شاہ سے جو کہ رخصت روان
گرازان مقابل ہوئے آکے سب
فقط وہ جوان گرم پیکار تھا
دلاور نے اوسکو کیا غرق خون
کیا دشت کو بحر خون سر بسر
رہا جاکے پھر دشت مین پہلوان
ہر اک رنگ کے گل شگفتہ وہان
لیے ساتھ اپنے کئی شعلہ خو
لیے سیر کو بس جا اقامت گزین
ہوا دل سے مشتاق دیدار کا
لیے ساتھ اپنے کئی دلربا
گل و سرو و مینا و جام و سرود
ہوئی دلستان عاشق پہلوان
عجب ہے کہ یہ بیشہ اور یہ جوان
کہ تو اس جوان سے ذرا پاس جا
ہوئی جاکے بیژن سے پرسان حال
کیا دفع مینے اونھین سر بسر
بفکر و تمنا مین آیا یہان
کہا پھر یہ تدبیر کر ایک بار
کہی دلستان نے حقیقت یہ سب
لگی کہنے اوس سے کہ ای پہلوان
تری پاسبانی کو ای نوجوان
اسیر بلا ہوویگا بیگمان
روان سوے ایوان ہوا کینہ جو
منیژہ نے بیژن کو بے اختیار
رہے عیش سے وان روز و شب
رہا کچھ نہ زنہار بیژن کو ہوش
رکھا سب سے پوشیدہ اس بات کو
نہایت دل اوسکا پریشان ہوا

چلے اوسکے ہمراہ گرگین گیا
گرازون سے بیژن ہوا ہم نبرد
گراز ایک آیا سو پہلوان
غرض اسطرح سے بگرز و خدنگ
لگا دی وہان آگ بھی چار سو
کئی روز مشغول عشرت رہا
منیژہ ہے اک دخت افراسیاب
یہ گرگین نے قصہ کیا جب بیان
ہر اک نے منیژہ کی تعریف کی
جو پہونچا وہان بیژن نامور
کنیزان ہین پیراہن نازنین
گیا بیژن گرد جب متصل
لگی کہنے وہ غیرت ماہتاب
چلا آیا اسطرح سے بیخطر
شتاب اس سے احوال دریافت کر
یہ کہنے لگا دایہ سے وہ جوان
سنا مینے یہ دخت ہے خوبرو
یہ کہکر اوسے دی وہ انگشتری
کہ دیکھون منیژہ کی پاس آنکر
منیژہ یہ بولی کہ لاو اوسے
منیژہ نے تجکو کیا ہے طلب
ہر اک طرح تھا گرچہ گرگین پر
گیا جب ادھر بیژن نامدار
گیا جبکہ بیژن تو وہ نازنین
ہوا جب ہم آغوش آرام دل
بروز چہارم ہوا بیخبر
عماری زرین مین پھر ڈالکر
ہوا جبکہ بیدار اور ہوشیار
لگا کہنے اے کردگار جہان

بحکم جہاندار کشور کشا
لگا کرنے تیر و بیل سے ستیز
کہ پارہ کیا جوشن سینہ بان
ہزارون کیے کشتے ہنگام جنگ
چلے سب گرازان بیکار جو
پھر اک روز گرگین نے اوس سے کہا
نہین کچھ وکش اوسکے منہ آفتاب
لگے کہنے تب ان کے باشندگان
بیان حسن کی اوسکی توصیف کی
تو یہ دور سے اوسکو آیا نظر
ستارے ہون جون گرد ماہ مبین
ہوا شیفتہ تب منیژہ کا دل
کہ ہے اسقدر خوف افراسیاب
نہ تہ کر کیا کچھ بھی اسنے حذر
کہ ہے آن پہونچا ہے کیونکر ادھر
مرا نام ہے بیژن پہلوان
ہوئی دیکھنے کی مجھے آرزو
جسے دیکھ حیرت مین ہو جو پری
تماشا ہے رخسار رشک قمر
مرے پاس لاکر بٹھاؤ اوسے
گیا ساتھ اوسکے وہ با صد طرب
دلے کینہ آور تھا مانند گرگ
یہ بہیش ٹھہرا وہان زینہار
گئی سوے خرگاہ اور تھا جہین
میسر ہوا اسپر کام دل
گیا خواب مین بیژن نامور
منیژہ اوسے لیگئی سر بسر
گرفتار حیرت ہوا نامدار
تو ہے عالم آشکار و نہان

پڑھے مجھپہ گرگین نے صدہا فسون / سو راہ بد وہ ہوا رہنمون
منیژہ نے کی جمع خاطر کمال / کہا یون کہ دل کو نہ کچھ ہو ملال
فدا ہو مین اور تجھپہ قربان ہون / رضا جو تری با دل و جان ہون
اگر شاہ توران سے پہونچے ضرر / تو جان ہو مری تری آگے سپر
یہ کہکر لگے پینے باہم شراب / ہوے دولت وصل سے کامیاب
نتھا دخل نامحرمونکو وہان / کسی پر نہ یہ راز تھا کچھ عیان
پھری گردش چرخ انجام کار / کہ یکسان نہین رہتا روزگار
گیا وہ مین دربان خانہ خراب / کیا عرض یون پیش افراسیاب
ہوا شاہ سنکر بہت خشمگین / فراخان سالار کو لیکے وہین
شنیدہ کا ہرگز نہین اعتبار / کوئی جاکے وان دیکھلے ایکبار
وہ ہی لائق قید و بند گران / عقوبت ہی اوسپر سزا بیگمان
کہ لیجا سواران پیکار جو / تو محصور کر جاکے اب کاخ کو
یہ سنکر ہو گرشیوز کینہ خواہ / گیا تا در کاخ لیکر سپاہ
در کاخ مسدود آیا نظر / شکستہ کیا در کو پھر زود تر
جو دیکھا بہوشیکر دور خانہ پر / تو اک مرد بیگانہ آیا نظر
نہ چنگ و دف و رود و تہنا ہین ان / سہ صد حور چہرہ پرستندگان
شہنشاہ توران کا یہ کاخ ہی / یہان اسطرحسے تو گستاخ ہے
کہ یان ہے نہ توسن نہ گرز و خدنگ / کرون کسطرح ساتھ دشمن کے جنگ
نہین کوئی اس دم مددگار ہے / جہان آفرین بس مددگار ہے
دلیرانہ آیا در خیمہ پر / خروشان ہوا آکے جون شیر نر
مقابل ہو میرے جو کوئی جوان / تو کھووے سر اپنا وہین رائگان
تو نیکی کرے مجسے گر ایکبار / چلون ساتھ تیرے سوے شہریار
ہو دیکھا کہ بیژن دلیر جوان / کریگا کشتہ لشکر کو اب بیگمان
کیا ساتھ بیژن سے عہد استوار / لیا اوس سے وہ خنجر آبدار
[illegible] گیا سوی افراسیاب / کشان سر برہنہ بحال خراب
کیا وہ گرفتار جب پیش تخت / کہا شاہ توران نے ای نیکبخت
لگا کہنے بیژن کہ ای تاجور / بجنگ گرازان مین آیا ادھر
سر ایار گم ہو گیا ناگہان / سو وہ دشت آیا تفحص کنان
یکایک ہوا اک پری کا گذر / اوڑا لیگئی مجکو وان آن کر

اسیر بلا اوسنے مجھکو کیا / عوض اوس سے لے یارب اسبات کا
جوانونکو درپیش ہو رزمگاہ / کبھی شادی و عشرت و بزمگاہ
سے گھر کو اپنا ہی تو خانہ جان / مری جان مجکو نہ بیگانہ جان
تو اب شب تلک سی نوش کر جام مے / کہ ہرگز نہین جا ہے اندیشہ ہے
شب و روز رہنے لگی ہمکنار / نتھا کار جز عیش وان زینہار
کئی سال گذری بعیش و سرور / قرین عیش و عشرت غم و رنج دور
خبردار دربان ہوا ناگہان / ہوا اوسکو اندیشۂ خوف جان
کہ شاہ آگیا ننگ و ناموس ہفت / منیژہ کا اک گرد ایران ہی جفت
بلا کر کہا مصلحت اب ہے کیا / فراخان لگے یہ عرض شہ سے کیا
اگر کاخ مین غیر کو بار ہے / تو پھر اسمین کیا جای تکرار ہے
سخن شاہ نے سنکے سالار کا / یہ گرشیوز کینہ جو سے کہا
شبستان مین دیکھے کسیکو اگر / تو لے آ کشان یان سے او باندھکر
سنی بانگ قانون و چنگ و رباب / لیا گھیر ہر اک طرف سے شتاب
گیا اندرون محل کینہ خواہ / گیا پھر ادھر تھی جدھر رشک ماہ
منیژہ ہی اور وہ جوان ہمکنار / بہم مے کے پیمانہ ہین بادہ خوار
یہ دیکھا تو گرشیوز کینہ جو / ہوا نعرہ زن یون کہ ہے کون تو
ہوا سنکے بیژن کو تب اضطراب / لگا کہنے کھاکر وہ پیچ و تاب
ہوا بخت برگشتہ انجام کار / نہ ہرگز ہوا فیق رہا زینہار
یہ کہکر وہین لیکے نام خدا / لیا کھینچ خنجر جو موزے مین تھا
کہ بیژن ہون مین پور گیو دلیر / شجاعت کی بیشے کا اک نرہ شیر
مین اس خنجر تیز سے اب کرون / بہت نامدارونکو بس غرق خون
رہا شاہ مجھپر نہ رکھی ستم / شفاعت کرے تو مری کھا قسم
گرفتار کرنا ہے دشوار تر / کہ مرنے پہ اب ہے باندھی کمر
ہوا ہاتھ سے جبکہ خنجر جدا / گرفتار بیژن کو اوسدم کیا
نہو طالع نیک یاور اگر / تو ہرگز نہ کچھ کام آوے ہنر
ترا کیونکہ توران مین آنا ہوا / شبستان مین کسطرح جانا ہوا
لگا کرنے صید افگنی بعد جنگ / خوشی سے تہ چرخ فیروزہ رنگ
ہوا خفتہ پھر مین بزیر درخت / ہوئی خفتہ گویا مری بخت سخت
نمودار پھر فوج توران ہوئی / عماری اک اوسمین نمایان ہوئی

پری کی سنکر غضب یہ کیا
اثر سے فسون کی وہین بیخطر
نہین تھی پری بخت گشتہ تھا
تو وہ ہو کہ با گرز و تیغ و خدنگ
نہین ست تیرا سخن زینہار
مرا بستہ کرنا کچھ آسان نتھا
دلیران و ترکان جنگی سوار
رہے زندہ ترکونسے گر اک سوار
لگا کہنے کھینچ اسکو اب دار پر
برادر نتھا نے کوئی یار تھا
یہ انبوہ دیکھا تو حیران ہوا
یہ کہکر وہ سردار والا خطاب
نہ بیٹھا تو شہ نے یہ ہنسکر کہا
جو پیران نے دیکھا یہ لطف و کرم
کئی بار دی پیشتر میں نے پند
کہ کین سیاوش کو تازہ نکر
کہا شہ نے زندہ اگر چھوڑ دون
یہ سنکر وہ جور و بیداد سے
اور اک دیو کو اونے سنگ گران
منیژہ کو بھی پا نسے لیجائیے
کیا قید بیژن کو لیجا کے وان
کہ دختر یہ ایذا نہ کچھیے روا
سبب سے محبت کے اور چاہ کے
وہ بیژن کو روزی پہونچاتی تھی
سنو کارسازی جہان آفرین
کہان سے بتا بیژن پہلوان
جو پہونچے تو اک بیشہ آیا نظر
ملا نے گرازان تہ خون خاک
بیابان مین اک گور آیا نظر

کہ مجکو عماری مین بہلا دیا
پریزاد مجھے لیگئی اپنے گھر
کہ جسنے کیا یون اسیر بلا
گدا اسپ کرتا تھا میدان جنگ
تو جانا نہ ہوویگا انجام کار
نوالے تیرے داماد کی دغا
مقابل ہے گرشہ ایک ہزار
تو مت کہہ مجھے بیژن نامدار
نگون بخت کو تو نگونسار کر
خدا لیکن اوسکا مددگار تھا
یہ پیران ویسہ نے سنکر کہا
شتابی گیا پیش افراسیاب
گزارش تو کر اب ہو کیا مدعا
تو بولا کہ اے شاہ عالی ہمم
نہ شنوا ہوا جب شہ ارجمند
درخت بلا کو نکر بارور
تو دنیا مین رسوا و بدنام ہون
کہا شاہ نے اپنے داماد سے
بیابان مین پھینکا جو تھا اک جوان
نگونسار پیشے مین لٹکائیے
کوئین کے رکھنا منہ پہ سنگ گران
گزند اسکو پہونچائیے مت شہا
رہی جا کے نزدیک اوس چاہ کے
کچھ اک اوسمین آب بھی کھاتی تھی
کہ گرگین گیا سوے ایران زمین
یہ راز نہان سر بسر کر عیان
پڑے خار یجا تھے بریدہ شجر
کیا دشت کو جسنے خوکا تباہ
پسندیدہ و خرم و خوب تر

عماری مین بیٹھی جو تھی نازنین
نہین اسمین زنہار میرا گناہ
لگا کہنے پھر شاہ توران بپا
اور اب دست بستہ مثال زنان
سنی جبکہ گفتار افراسیاب
تو اک توسن گرز اب دیجھے
تماشا تو پھر دیکھ میدان مین
ہوا پر غضب سنکے افراسیاب
اوسے لیگیا وہ سوار جب
سنو کارسازی کا حق کی بیان
کہ یاور نہ جلدی کو بان اہ دو
ہوا ایستادہ ادب سے وہان
اگر گنج مطلوب ہو دون مجھے
نکر بیژن نامور کو ہلاک
ہوا کام سے دست بردار تب
سیاوش کو جو قتل تونے کیا
کیا سنکے پیران کی پھر یون بیان
کہ کر چاہ تاریک مین اسکو بند
دہن پر تو رکھ چاہ کے اب وہ سنگ
بفرمودہ شاہ افراسیاب
منیژہ کی مان دوڑی آئی شتاب
شفاعت ہوئی گو عقوبت سے پر
گدائی وہ کرتی تھی ہر صبح و شام
جہان آفرین داور دادرس
کہا گیو و گودرز سے جا کے جب
یہ گرگین نے پاسخ دیا گیو کو
گرازان خونخوار آئے وہین
ہوے وانسے پھر سوے ایران ان
طرف اوسکی دوڑا کے شبدیز کو

پڑھا اوسپہ افسون پری نے وہین
نہ آلودہ عصیان سے ہو رشک ماہ
کہ اے بخت برگشتہ روزگار
یہ گفتار مستانہ کہتا ہی یان
دیا بیژن پہلوان نے جواب
کہ دکھلاون اپنی دلیری تجھے
کرون قتل سبکو مین اک آن مین
یہ کرشیوز کینہ جو نے شتاب
کیا خلق نے آ کے انبوہ تب
کہ پیران اودھر آگیا ناگہان
ہلاک اس جوان کو ابھی مت کرو
کہا شہ نے اے پیر پہلوان
اگر تاج چاہے تو بخشون تجھے
ذرا دل مین کر خوف یزدان پاک
ولے پھر مین کہتا ہون اے شاہ اب
تو پھر کیا اوٹھایا بھلا فائدہ
کہ رکھیے گرفتار بند گران
ہر اک طرح سے اوسکو ہو جائے گزند
نہ زنہار اس بات مین کر درنگ
سنا جب تو اوس کینہ جو نے شتاب
کیا عرض یون پیش افراسیاب
کیا شہ نے دختر کو گھر سے بدر
جو کچھ ہاتھ آتا تھا اوسکو طعام
ہوا آخر کار فریاد رس
لگا پوچھنے گیو گرگین سے تب
کہ نزدیک ارمان ہم ای نامجو
ہوئی اونسے ہم گرم پیکار کین
طرب ساز و شادان و جھید و گمان
شتابان ہوا بیژن نامجو

سو بیژن آیا وہ مانند سیل
خروشان و جوشندہ جون رود نیل

ولیکن ہوا گور واں سے روان
عقب اوسکے تھا بیژن پہلوان

نہ زنہار بیژن کا پایا نشان
نہ دیکھی کہین صورت پہلوان

ہوا دل مراسمت اندوہگین
کئی دن ہوا وان اقامت گزین

یہ سنکر سخنہائے بے اعتبار
ہوا گیو بے اختیار اشکبار

یہ جانا کہ گرگین بدکیش کا
کرے خنجر تیز سے سر جدا

اسے پیش کیخسرو نامدار
تو جانا لیکے اے پور فرخ شعار

کہ تو لیگیا تھا مرے پور کو
کہان گم کیا تونے اے کینہ جو

کرے ہی تو اب مکر کی گفتگو
ملاؤن تری خاک مین آبرو

شتابی سے پھر تیغ کین کھینچکر
کرون مین جدا جسم سے تیرے سر

دو صد تازیانے لگائے وہین
کیا خستہ گرگین کو از رہ کین

گیا گیو لیکر اوسے پیش شاہ
بچشم پر آب و دل کینہ خواہ

مرا ہائے تھا ایک نور بصر
کہ دل شاد تھا جس سے شام و سحر

کرے ہی یہ گفتار مکر و فریب
یہ سنکر اوٹھا اوس قرار و شکیب

پہونچ داد کو میری اے شہریار
کہ گرگین نے مجکو کیا سوگوار

کہ گرگین نے تجھسے بیان کیا
سنا تھا جو اوسنے وہ شہ سے کہا

شہنشہ نے گرگین کو دینگے امان
کیا پھر گرفتار بند گران

نظر کرکے وہ طالع و وقت پر
لگے کہنے پیش شہ نامور

یہ سنکر کہا شہ نے پھر گیو کو
کہ رکھیہ جمع خاطر تو اے نامجو

چھڑالاؤں بیژن کو اب بند سے
ملاؤن تجھے تیرے فرزند سے

کہ اختر شناسونکی گفت کا
اوسے کچھ بھی زنہار باور نہ تھا

نشان پاوین اوسکا تو فہو المراد
خبر دین یہین آنکر شاد و شاد

تو نوروز تک کیجیو انتظار
کہ جب آوے نوروز و فصل بہار

ہوا گیو شادان یہ سنکر سخن
دعا دی کہ اے سرور انجمن

یہ کہکر گیا پہلوان اپنے گھر
وہین پھر سواران پرخاشجو

ہوے ہر طرف وہ تفحص کنان
ولیکن کہین کچھ نہ پایا نشان

گیا گیو با حسرت و صد الم
دل زار بیتاب و چشم پرنم

طلب کرکے پھر جام گیتی نما
لگا دیکھنے شاہ کشور کشا

بہت غور سے تھا نظارہ کنان
سو ہفت کشور شہ خسروان

شتابی سے بیژن نے ڈالی کمند
گرے گور کے سر کو تا وہین بند

نظر سے ہوا گور و بیژن نہان
شتابان ہوا مین تفحص کنان

ولے توسن بیژن نامدار
جو دیکھون تو صحرا مین ہے بے سوار

غرض باغم و درد آیا یہان
یہ توسن جو پایا سو لایا یہان

یہ سمجھا کہ بیشک ہوا وہ جوان
گرفتار رنج و بلا ناگہان

کہا لیک گودرز نے پھر وہین
کرست کھینچ اسپر تو اب تیغ کین

وہین گیو پھر با دل دردمند
یہ گرگین سے بولا بیانگ بلند

کیا تونے مجکو تباہ و خراب
گیا چشم و دل سے مری صبر و خواب

تجھے لیچلون پیش خسرو ابھی
اوسے اس حقیقت سے دون آگہی

پکڑ بال گرگین کے پھر بعد ازان
اوسے لیچلے واں سے گردنکشان

ہوا نیلگون سر بسر جسم زار
ہوا اوس وہ بیہوش انجام کار

کیا عرض اے شاہ گیتی پناہ
مرے سر پہ آئی یکایک بلا

اوسے کرکے گم آپ آیا یہان
یہ گرگین بدکیش تہمت نشان

بجز توسن بیژن پہلوان
نہین اور بیژن کا ہرگز نشان

یہ سنکر ہوا شاہ اندوہگین
لگا گیو سے کہنے خسرو وہین

پھر احوال گرگین سے پوچھا تمام
وہ بیہودہ کرنے لگا وان کلام

کہا شہ نے پھر سو بدانکو طلب
کہا دیکھو احوال بیژن کا اب

کہ توران مین ہی زندہ وہ پہلوان
ولے ہے گرفتار بند گران

سو ملک توران مین کینہجو سپاہ
وہان جاکے ترکون سے ہو کینہ جو

یہ کہتا تو تھا خسرو پاک دین
ولے گیو کو تھا نہ ہرگز یقین

کہا شاہ نے پھر کہ اے نامدار
لیے جستجو بھیج ہر سو سوار

سبادا نہ ہووے اگر آگہی
تو مت کیجیو صبر سے دل تہی

نظارہ کرون جام گیتی نما
کہ دریافت احوال ہو گرد کا

جہان مین تو رہ جبتلک ہے جہان
بصد حشمت و دولت و فر و شان

روانہ کئے گیو نے چارسو
کرین جا کے بیژن کی وہ جستجو

جو نوروز فرخ ہوا جلوہ گر
تو پھر پیش کیخسرو نامور

جو خسرو نے دیکھا اوسے بیقرار
پریشان و دل مضطر و اشکبار

ستارے جو ہین ہفت افلاک پر
لگے تھے وہ اوس جام مین سر بسر

نشان بیژن نامور کا نہین
پدیدار ہوتا تھا ہرگز نہان

سو کشور کر گساران مگاه
اور اک دخت اوسکی ہی خدمتگزار
نگر چاہ مین قیدا و خستہ ہے
وہ بولا کہ اے خسرو نامجو
تہمتن ہی پیل افگن و شیر جنگ
ہوا گیو لے نامہ شہریار
زبان پر سخن اور آنکھون مین نم
کہ آرام سے اب وطن مین ہون
ولے بیژن نامور کا یہ حال
مرا بیژن پہلوان پور ہے
یہ کہکر بچنگ وصے دل فروز
جو نزدیک پہونچا یل نامدار
وہ پشت و جواہر مہیا کیا
ہوا رستم گرد کا مع خوان
لے بیژن پور گیو دلیر
زمین بوسہ دیکر وہ جنگ آزما
اگر سامنے آوے تیر و سنان
لگا کہنے خسرو کہ اے پہلوان
تہمتن یہ بولا کہ اے تاجور
شتابان ہوا ب بشکل بازرگان
یہ سنکر ہوا شاد شاہ جہان
گرانمایہ ہشت ادہم با دیا
شتر ہا پراز پرنیان و حریر
یلان نبرد آزما ایک ہزار
تہمتن نے جب قصد توران کیا
تو گرگین کو رستم نے پاسخ دیا
کیا یہ سخن گرد نے جب بیان
کہ گرگین کو اب شہ رہا کیجیے
کہ بیژن رہا ہوکے آوے ادہر

پڑہی جب تو کیا دیکھتا ہے وہ شاہ
کہ نسل کیانی ہے وہ گناہگار
سلاسل سے بس دست و پابستہ ہے
شتابی سے پروانگی مجکو ہو
نہ گانہ کام اوسکے بن بیدرنگ
شتابان ہو سو رستم نامدار
فغان کھینچتا تھا بصد درد و غم
یہاں لشنہ نہ زنہار جنبش کرون
ہوا سنکے ای گیو غمگین کمال
مرے دیدۂ زار کا نور ہے
رہے محفل آرا ہمیشہ روز
تو در ہی مین بحکم شہ کامگار
وہان تخت زر ایک برپا کیا
کہا تو ہی پشت و پناہ کیان
گوارا تو کر رنج اے نرہ شیر
دعا و ثنا کرکے کہنے لگا
ترے حکم سے مین موڑون عنان
یلان قوی جنگ جتنے ہین یان
سپاہ گران لیکے جاؤن اگر
کرون جاکے تدبیر ایسی وہان
مہیا کیا رخت سوداگران
وہ اشتر پراز گوہر بیبہا
تحائف ہر اقلیم کے بینظیر
گئے ہمرہ رستم نامدار
یہ گرگین نے اوسوقت اوس سے کہا
کہ صادر ہوئی تجہسے ایسی خطا
ہوی پور گرگین کی زاری کنان
مرے ساتھ رخصت او دستگیر ہو
تو جانبخشی اوسکی بھی ہو زود تر

کہ بیژن کنوئین مین نگونسار ہے
کیا شہ نے پھر گیو سے یون بیان
نہ اندیشہ کر رکھ خدا پر نظر
کہ جاؤن چھوڑا لاؤن بیژن کو یان
مرا نامہ لیجا سو سیستان
اوسے جاکے نامہ دیا شاہ کا
یہ سنکر تہمتن نے پاسخ دیا
بہت مین نے کھینچے ہین رنج و محن
ترے درد سے مین جگر خستہ ہون
تو رکھ جمع خاطر نکر اضطراب
بروز چہارم لباہان نو ساز
گئے اوسکے لانے کو سب پہلوان
بٹھایا تہمتن کو اوس تخت پہ
مددگار گردان ایران دیا
کہ تیرے سوا [illegible] نامدار
کہ ای شاہ شاہان زیب زمین
مین اس کام پر چست باندہون کمر
او نکھین ساتھ لیجا جنہین چاہے تو
تو ایسا ہو کہ جسکے وہ پیچ و تاب
کہ آسان ہو یہ کار مشکل شتاب
جو طیار یکدست سامان ہوا
پراز جامہا سے یہ صد شتر
ہزار اشتر القصہ ہمراہ تھے
وہ پہونچے ہوئے جا بہ کاروان
رہا کرکے اے گرد فرخندہ خو
کہ لینا خطا ہی ابای شہ نیکبخت
کیا عرض رستم نے پھر لاجرم
یہ رستم کو خسرو نے پاسخ دیا
کرون ورنہ گرگین کو بیشک ہلاک

بصد رنج و خواری گرفتار ہے
ترا پور زندہ ہے ای پہلوان
کہ آوے رہا ہوکے پیر اسیر
لگا کہنے خسرو کہ اے پہلوان
کہ تا آوے یان رستم پہلوان
سب احوال بیژن بمفصل کہا
کہ اے گیو میرا ارادہ یہ تھا
نہین چاہتا دل کہ چھوڑون وطن
پے کار بیژن کمر بستہ ہون
کہ لاؤن رہا کرکے اوسکو شتاب
روانہ ہوا رستم سرفراز
وہ آیا تو خسرو ہوا شادمان
وہان بیٹھا تو کیخسرو نامور
بخصم افگنی تو ہے لیل و نہار
نہین چارہ گر یان کوئی زینہار
ترا ہمنشین اک سپاہ گر کمترین
چھوڑا لاؤن بیژن کو اب زود تر
روان لیکے ہو لشکر جنگجو
کرے قتل بیژن کو افراسیاب
ملے دست افسوس افراسیاب
تو رستم روان سوے توران ہوا
متاع گرانمایہ با کینہ تر
پراز تحفہ خوب و دلخواہ تھے
نہے سر بسر صورت ساربان
مجھے لیچل اب اپنے ہمراہ تو
ترا نام بیش خداوند تخت
حضور شہنشاہ کیوان علم
کہ یہ عہد مین نے ہے دلمین کیا
ملاؤن تن اوسکا تہ خون خاک

ہوا ضامن اسباب کا پہلوان
تہمتن غرض مثل بازارگان
ولیکن ہوا رستم شاد بہر
جو رستم نے دیکھا تو آیا شتاب
کیے پیشکش اور کیا عجز وان
لگا پوچھنے ای خجستہ جوان
رکھون سو نہین ای سر فراز
وہ بولا کہ تو شہر مین جا کے رہ
ہوے جبکہ آگاہ پیر و جوان
ہوا گرم بازار سوداگری
سو رستم کے گرد آئی دوان
خبر بیژن نامور کی کہین
وہ ہی نوجوان گیو کا پور ہے
نہین مجکو دربار مین شہ کے بار
نہین گیو گودرز سے آگہی
لگی کہنے یون کھینچکر ایک آہ
کہ بیچارہ ہون و ستمدیدہ ہون
سر رحم سے پھر تہمتن وہین
بیان کر کہ تو کون ہے کیا ہے نام
منیژہ مین ہون دخت افراسیاب
پھرون ہون مین ہر بیجال تباہ
وہ یک چاہ تاریک مین قید ہے
کنوئیں کے وہین ہے ہر سنگ گران
تو پہونچا سکیگی اوسے کچھ طعام
کہ لیجا تو مرغ بریان و نان
وہ خاتم جو رستم کی تھی نام کی
کہ ہر روز و شب کھینچتا تھا تو آہ
منیژہ یہ بولی کہ سنتے گیا
وہ بولا کہ اے گلرخ لالہ فام

ہوا ساتھ رستم کے گرگین ان
جہان کا ارادہ تھا پہونچا وہان
اقامت گزین جا کے بیرون شہر
حضور اوسکے کچھ تحفہ لایا شتاب
نہایت ہی پیران ہوا شادمان
تو ہے کون آیا کہاں سے یہان
متاع گرانمایہ و دلپسند
مرے پاس اب شوق سے آکے رہ
کہ ایران سے آیا ہے اک کاروان
ہر اک جنس کے تھی وہان مشتری
دو دیدہ گہربار نالہ کنان
نہ پہونچی مگر سوی ایران مین
پڑا قید مین سخت مجبور ہے
کسی سے بھی واقف نہین شہریار
مگر بیژن بیرا تو ناحق تھی
کہ بیچارگی پہ مری کر نگاہ
پریشان و دلریش و رنجیدہ ہون
یہ بولا کہ زیر سپہر برین
ہوا زرد کیون عارض لالہ فام
کیا گردش آسمان نے خراب
لکھا تھا قضا نے یہی سر پہ آہ
ستمدیدہ چرخ پر کید ہے
کیا سنگ کا تاجر اسپ بیان
وہ پہونچا دے تھی جسطرح سے ادم
رکھی اوسمین اپنی انگوٹھی نہان
یکایک جو ہاتھ اوسکا انگلی لگی
سبب کیا جو اسدم کیا قہقہا
ترے عشق مین مال و جان کو فدا
کہا اوسنے تو یہ آج لائی طعام

ولیکن ہے بیژن قید اوسکے لیے
کوئی شہر پیران ویسہ کا تھا
ہوا دل کو جب میل نخچیر کا
وہ اسپ گرانمایہ اک جام زر
ولیکن بنایا یہ کچھ زینہار
یہ پیران کو رستم نے پاسخ دیا
ہوا آگے وارد ترے شہر مین
نہین مال کا تجھپہ تیار کچھ
تب آئے حضور شہ نامور
منیژہ نے یہ جبکہ پائی خبر
کہا یون کہ اے مرد عالی گہر
کہ ابتک کوئی ہوا چارہ گر
ہوا پر غضب رستم نامجو
کہ سو نہین تو اک مرد بازارگان
منیژہ لگی رونے پھر زار زار
نہین چاہیے سرد مہری تجھے
یہ آئین ایران سے ہی دور تر
پڑا تجھپہ یکبارگی کیا غضب
منیژہ لگی کہنے کر کے فغان
محبت سے بیژن کی اے نامور
کہون کیا مین احوال اوسکا خراب
بندھے اوسکے زنجیر مین دست و پا
دلا سا بہت دیکے وہ پیلتن
وہ طور اوسنے رستم سے ظاہر کیا
منیژہ نے جا کر دیا جب طعام
کیا قہقہہ دیکھکے انگشتری
وہ بولا رکھی راز کو گر نہان
دلی ابتلک بھی تو ہے بدگمان
کہا یہ منیژہ نے اوس سے بیان

بحکم شہنشہ بجا ہے پدر
مقام اوسجگہ پیلتن نے کیا
سو دشت اک روز پیران گیا
کہ اوس جام مین بہا تھی گہر
کہ یہ شخص ہے رستم نامدار
کہ بازارگان ہو نہین ایران کا
کہ تو صاحب داد ہے دہر مین
کسیکو نہین تجسے بیکار کچھ
خریدار دیبا و اسپ و گہر
ہوئی تب شتابان وہ رشک قمر
تجھے کچھ ہے گودرز یا گیو کی خبر
کسینے نہ بیچارے کی لی خبر
کہا دور ہو سے مرے دور ہو
نہ سردار ہو نہین نہ کچھ پہلوان
ہوئی دیدہ زار سے اشکبار
نکر دور کر در بدر سے مجھے
کہ بیچارگان کی نہ پوچھین خبر
ہوئی جو گرفتار رنج و تعب
کر دون حال اپنا مین کیا اب بیان
پڑی افسر و تخت سے دور تر
پڑا ناگہان اوسکے سر پر غضب
فغان دلسے کھینچے ہے صبح و مسا
لگا کہنے اوس سے کہ ای گلبدن
یہ سنکر تہمتن نے اوس سے کہا
ہوا بیژن پہلوان شادکام
لگی کہنے وہین وہ رشک پری
تو آگے ترے مین کہون بیر سجان
بڑا حیف ہے تجسے ای پہلوان
کہ آیا ہے ایران سے اک کاروان

طعام اوسنے تیرے لیے یہ دیا
یہ پوچھہ اوس سے ای مرد زور آزما
شتابان ہوئی واں سے وہ دلربا
گئی نصف شب الغرض جب گذر
دہن پر کوئین کے رکھا تھا جو سنگ
کوئین مین جو وہ تھا گرفتار بند
وہ زنجیر توڑی وہین سربسر
کرون ایک شبخون مین اسدم شتاب
اسیری سی بیژن کو کرکے رہا
جو مانند دزدان یہان آنکر
چلون ساتھہ تیرے یہین ای شیر مرد
غرض رستم و بیژن پہلوان
کیا پاسبانون کو یکسر ہلاک
ہوا پھر روان رستم نامدار
کوئین مین جو بیژن گرفتار تھا
تلافی کو بیژن کی آیا مین یان
پہونچکر تہمتن نی از روی کین
ہر اک گرد اک اک زن مہ جمال
یلان نے کیا جاکے آرام و خواب
ہزار اوسکے ہمراہ تھے پہلوان
مقابل ہو آیا کوئی رہنمار
ولے ساتھہ میری نہین تاب جنگ
دلیری و مردی و جرات مری
ہوا سنکے شرمندہ افراسیاب
دلیرانہ تم گرم پیکار ہو
سنی جب سواران نے گفتار شاہ
تہمتن نے لیکر وہین گرز و تیغ
ہوا جب میدان مین کچھہ کاپتا
کیے کشتہ و خستہ صدہا ہزار

سنا جب یہ بیژن نے تب یون کہا
تو بیژن کو کیونکر کرے گا رہا
تہمتن سے پیغام بیژن کہا
تہمتن نے اوسوقت باندھی کمر
دیا پھینک اوسکو وہ ٹھا نگہ بدر
نکالا اوسے ڈالکر پھر کمند
لگا کہنے بیژن سے پھر نامور
کہ ہے شبستان افراسیاب
دلیرانہ ساتھہ اپنے اب لیگیا
شتابش ہو خوف سے رہ بسر
کرون حلقے تورانیان سے نبرد
سو قلعہ با ہفت جنگ آوران
گئے قلعہ مین پھر وہ بیخوف و باک
سو خانہ شاہ توران دیار
ہوا اسند سے آج بارے رہا
مرا نام ہے رستم پہلوان
سر تخت اک گرز مارا وہین
شبستان سے لیکر گیا خوش کمال
ولیکن ہم صبح افراسیاب
نبرد آزمایان جنگ آوران
تہمتن سے کھینچا بہت انتظار
نکرکچھہ نہین ہی تجھے عار و ننگ
بہت آزمائی سپہ نے تری
سوارون سے بولا یہ کرکے عتاب
کہ بیژن و رستم جنگجو
ہوئے حملہ آور سو رزمگاہ
کیے قتل ترکان بہت بیدریغ
گیا سوئے چین جو الٹے افراسیاب
پھر آیا بہ فتح و ظفر نامدار

یقین ہے کہ رستم ہے وہ کاروان
کہے تجنسے جو کچھہ تو وہ کیجیو
یہ کہکر بفرمان رستم وہان
لیے ہفت گردان جنگ آزما
پڑا سنگ جاکر سو دشت چین
گرفتار زنجیر پایا اوسے
کہ کھینچے بہت تونے رنج و تعب
کہ تا اوسکو معلوم ہو یہ سخن
وگرنہ کہینگے یہ تورانیان
لگا کہنے یون بیژن نامدار
کیا منع ہر چند رستم نی پر
ز روی دلیری شتابان ہوے
سپہ ساتھہ اونکے گئی گرم کین
یہ آواز دی جاکے دہلیز پر
ذرا سوچ دل مین کہ جور اسقدر
یہ آواز سنکر بصد اضطراب
پھر اکنا زمین سپہ پھر کہ
ہوا اسکے کتنی سپہ پھر گان
سپہ لیکے آیا پے کارزار
مبارز لگا کرنے رستم طلب
کہا پھر کہ اے شاہ افراسیاب
کئی بار دیکھا ہے تونے مجھے
زبون سخت ہین مجھی تیری سوار
کہ ای نامداران توران زمین
نہ جا نبر ہون سید اب زینہار
سواران توران ایرانیان
ہوئے کشتہ تورانیان بیشتر
گیا اوسکے دنبال رستم دوان
زبردبال و ہمراہ افراسیاب

رہائی کو میری اب آیا یہان
تغافل کو تو راہ مت دیجیو
رہی وہ پری پیکر دلستان
سر چاہ پر وہ دلاور گیا
ملی اوسکے صدمے سے توران زمین
گلے سے شتابی لگایا اوسے
منیژہ کو تو لیکے جا یا اپنے اب
کہ آکر یہان رستم سیلتن
کہ نامرد تھا رستم پہلوان
نجات دن تجھے چھوڑکر زینہار
گیا ساتھہ رستم کے وہ نامور
مقابل وہان پاسبانان ہوے
ولیکن ہوے کشتہ یکسر وہین
کہ سن لے تو ای شاہ بیدادگر
روا کون رکھتا ہی داماد پر
گریزان ہوا شاہ افراسیاب
پھر اوا لشنے لیا رل ناجو
گئین آپ ہمراہ ایرانیان
ہوا سنکے رستم بھی وہ ہین سوار
کہ ہو ہم نبرد آنکے کوئی اب
اگرچہ تری فوج ہے بیحساب
کہ دی مینے تنہا شکست تجھے
تو آیا عبث یان پے کارزار
یہ ہی رزمگہ جا ہی عشرت نہین
نہ ایران کا زندہ رہی اک سوار
ہوئے گرم پیکار باہم وہان
رہے غالب ایرانیان سربسر
دو فوج نگر بانند شیر ژیان
گیا لیکے پھر سوئے ایران شتاب

سنا جبکہ یہ مژدۂ دلنواز / ہوا شاد کیخسرو سرفراز
گئے پیشوا نامداران تمام / ہوئے دیکھکر اوسکو سب شادکام

گیا جبکہ نزدیک درگاہ شاہ / تو آکر جہاندار گیتی پناہ
تہمتن کو باصد خوشی لیگیا / ثناخوان ہوا رستم گرد کا

دعا و ثنا کی تہمتن نے بھی / شہنشہ کی لایا بجا بندگی
ستیزہ بھی اور بیژن پہلوان / گئے جب حضور شہ خسروان

ہوا شاد کیخسرو پاک دین / ہوئے گیو و گودرز بھی خوش وہین
ہوا دور خاطر سے اندوہ و غم / لگے رہنے مسرور و خرم بہم

ہوئی ختم بیژن کی اب داستان / سنو قصۂ برزوی پہلوان

جنگ کردن برزو با رستم و رسیدن افراسیاب در ایران و رفتن کیخسرو بمقابلۂ او با فوج گران و شکست خوردن افراسیاب و باز رفتن بطرف توران

جو ناکام ہوکر بصد اضطراب / سوئے چین گیا شاہ افراسیاب
تو آیا نظر راہ مین اک جوان / تنومند مانند پیل دمان

کہ ای بادشہ ہے یہ دہقان پسر / نہین جانتا لیک نام پدر
سنا ہے یہ ماں سے کہ اک روز یان / کہین اک سوار آگیا ناگہان

ہوا آن کے وہ طلبگار آب / پلایا اوسے اوسنے پانی شتاب
ہوئی اوسکی دلمین جو غالب ہوس / جوان لے گیا اوسکو ہمخواب بس

روانہ ہوا یان سے پھر وہ سوار / بحکم خدا یہ ہوئی باردار
خدا جانے تھا کون وہ پہلوان / نہین اوسکا معلوم نام و نشان

جو پیدا ہوا یہ تو شاہنشہا / مرا نام مادر نے برزو رکھا
جو دیکھا اوسے شاہ نے پیلتن / روان ساتھ اوسکے کیا یہ سخن

مرا ایک دشمن ہے رستم بنام / دلیری و مردی مین مشہور عام
مجھے سخت تاب اوسنے عاجز کیا / پراگندہ خاطر ہون صبح و مسا

اگر یہ نہووے تو جرات نہین / کہ ہو گرم کین فوج ایران زمین
گمان ہے یہ مجھکو کہ ہنگام جنگ / تہمتن ترے ہاتھ سے ہووے تنگ

سنا جب یہ برزو نے تب یون کہا / کہ افسوس صد حیف شاہنشہا
تو اک گرد سے ہے زبون اسقدر / ترے ہی دلمین ہے خوف و خطر

لگا کہنے سالار عالی وقار / وہ یکتن ہے مانند یکصد ہزار
توانائی اوسکی بیان کیا کرون / بجا ہے اگر کوہ آہن کہون

نہ اوس پر ہو گر دستان کارگر / نہ ہرگز کرے تیغ و ناوک اثر
یہ سنکر ہوا خندہ زن وہ جوان / کیا شاہ سے اوسنے پھر یون بیان

کہ میدان مین جسدم ستیزہ کرون / تو صد کوہ آہن کو ریزہ کرون
سپہ تیری اور تو بھی نامرد ہے / کہ دل یون تہمتن سے پر درد ہے

نہین ہے اگر رزم کی تجھکو تاب / رکھا نام کیون شاہ افراسیاب
نہین تجھکو شایان ہے نام شہی / نہین تجھکو زیبا کلاہ مہی

یہ سنکر ہوا منفعل بادشاہ / ہوا اوس سے خواہان امداد شاہ
کہا یون کہ گر کشتہ ہو پہلوان / ترے ہاتھ سے رستم پہلوان

تو دون تجھکو مین ختن سے چین / کرون تجھکو سالار اقلیم چین
قسم کھا کے برزو نے پھر پیش شاہ / کہا یون کہ ای شاہ خورشید جاہ

شہ چین کو اور شاہ ایران کو / کرون بند مین ہوکے پیکار جو
لگا کہنے مین اب اگر ایران مین / کرون خون روان زابلستان مین

ہوا شاد یہ سنکے افراسیاب / سوئے خانہ برزو کو لایا شتاب
سراپردہ و فیل و ایوان زرین / دو صد نازنینان ماچین و چین

زر و افسر و گنج و لشکر دیا / سرافراز برزو کو شہ نے کیا
ہوا شاد برزو گردن فراز / جہان مین ہوا الغرض بے نیاز

لیے اوسکی ماں دوڑی آئی وہان / کیا آگے برزو سے اوسنے بیان
کہ ہے دولت و جاہ جی کا وبال / اوٹھا جاہ و دولت کا جی سے خیال

تہمتن سے عہدہ برائی نہین / تجھے تاب جنگ آزمائی نہین
وہ قاتل ہے دیوان خونخوار کا / نہ کر قصد تو اوس سے پیکار کا

کئی بار دی اوسنے شہ کو شکست / کیا نامداران توران کو پست
تو اون نامدارون کے ہمسر نہین / دلیری مین اوسنے فزون تر نہین

وہ ابتک اگر رستم سے ہون نژند / مرے آگے ہے پست پیل بلند
دیا پاسخ اوسنے کہ وہ شیرزاد / ہنر پہلوانی کے رکھتا ہے یاد

تو ہی کودن محض اور بے ہنر نہ کچھ صفت جان عزیزی پسر
نہ لیکن ذرا لائق کار تھے موافق نہ برزو کے زنہار تھے
طلب کرکے مردان جہان باہنر یہ بولا کہ برزو کو اب وہ ہنر
اٹھارہ جوانان زور آزما لگے کرنے تعلیم صبح و مسا
یہ ہیں وہی سمجھ وہ ناجو زبون روز کرتا تھا اوستاد کو
جو اوستاد ہیں تیرے شیر و یلان کہے تو انہیں باندھ لاؤن یہان
کہ ہے رستم کا کچھ اسمین فروغ یہ گفتار ہے یا سراپا دروغ
درشت و تنومند سپت و دلیر حضور اوسکے اک لشہ ہی پیل شیر
ہوا شاد یہ سنکے افراسیاب دیا گنج برزو کو پھر بے حساب
کہ ہو ہمین شتابی سپاہ کے روان سو خسرو و رستم پہلوان
ہوا شادمان شاہ توران دیار طلب کرکے پھر تخت گوہر نگار
کہانا مداروں سے پھر یون کہ اب کرو اسکی فرمانبری روز و شب
ہوا اسسے رخصت یل شیر مرد بہت لیکے سامان جنگ و نبرد
عقب تیرے مین بھی بصد زور و شان پہونچتا ہون لیکر سپاہ گران
کیے ہمرہ برزو سے نامدار سواران جنگی لیے دہ ہزار
گئی سوی ایران یہ جس دم خبر تو بولا یہ کیخسرو نامور
تعجب کہ اب وہ ہی تورانیان برای وغا سوی ایران روان
کیا شہ نے رخصت بصد فر و شان روانہ ہوئے ہر دو نام آوران
عقب اونکے شہ بھی بصد کروفر جہاندار کیخسرو نامور
ہوئی اک شب و روز جنگ کلان کہ جسکا نہین ہو سکے کچھ بیان
فریبرز اور طوس میدان مین جو آئے مقابل تو اک آن مین
ہوا شادمان شاہ توران دیار ہوا گم زدہ خسرو نامدار
ہوا پر غضب رستم پہلوان لگا کہنے اے خسرو خسروان
فریبرز اور طوس کو کر رہا ترے پاس لاؤن بفضل خدا
گئی نصف شب تھی کہ پہونچا وہان اسیران بند بلا تھے جہان
سر تخت زرین ہی افراسیاب خوشی سے ہے پی پیا شراب
فریبرز اور طوس بھی پیش تخت کھڑے ہین بندھے دست و بازو
اسیر انکو پھر لے گئے مردمان کہ منظور تھا اونکا رکھنا جہان
اوٹھا ایک کو اپنی پھر پشت پر شتابان ہوا رستم نامور

یہ سنکر گیا پیش افراسیاب سلاح و سلب لیکے لایا شتاب
سنے اور طیار انجام کار مہیا کیے بعد ازان شہریار
ہنر پہلوانی کے سکھلاؤ سب کرو کوشش و جہد ہر روز و شب
تعلیم و ہنر وہ یگانہ ہوا سخن وران زمانہ ہوا
غرض برزوی پہلوان ایک گرد لگا کہنے اے شاہ گیتی فروز
سنی شاہ توران نے یہ بات جب لگا پوچھنے پہلوانوں سے تب
وہ بولے شہا برزو کے پہلے ہین نہین آدمی ایسا ہے اسمین
شب و روز برزو کو ہے میل رزم غرض رزم کو وہ سمجھتا ہے بزم
لگا کہنے برزو کہ اے بادشاہ مرے ساتھ کیجیے تعین سپاہ
نہ خسرو رہے اور نہ رستم بجا کرون تجکو ایران کا فرمانروا
یہ بولا کہ اے برزو نیک بخت تو با صد طرب بیٹھ بالائے تخت
وہ بیٹھا جو بالائے زرین سریر تو کیخسرو کو کرو فرمان پذیر
یہ بولا سپہدار توران دیار کہ رہنا شب و روز تو ہوشیار
دہ سردار جنگ آور و ذوالکرام کہ ہومان تھا اور بارمان جنکا نام
شتابان ہوا آپ بھی بعد ازان سپہدار با لشکر بیکران
کہ گردان ایران جو کرتی تھی عزم ہوئی تھی ترکونکو پھر تاب رزم
فریبرز اور طوس کو پھر شتاب لیے جنگ گردان افراسیاب
سواران جنگی و مردان کار کیے ساتھ اونکے وہ دو ہزار
فریبرز اور طوس کی فوج جب گئے سامنے فوج برزو کی شب
ہوئی فوج ایرانکو آخر شکست سواران توران ہوئے چیرہ دست
اوٹھا زین سے برزو اونہین لیگیا بہ بند گران اونکو بستہ کیا
طلب رستم نامور کو کیا یہ احوال خسرو نے اوس سے کہا
تو رکھ جمع خاطر کہ جاؤن شتاب سوئے پہلوانان افراسیاب
یہ کہکر گیا رستم جنگ جو و لے لیگیا ساتھ گستہم کو
یہ سمجھا کہ برزو کی خرگاہ ہے جو دیکھا تو بیٹھا وہان شاہ ہے
جب ورست با خاطر شادمان نشستہ ہین پیران و برزو و بارمان
یہ کہتا ہے اونکو وہ کمبخت شاہ کرون قتل مثل سیاوش پگاہ
نگہبان جو غافل ہوا تھا وہان تہمتن نے کھینچا تیغ کین
اوٹھا دوسرے کو وہ گستہم یل سر انکے وہین آئے نکل



وہ بند گران زور سے سر بسر
سراپردہ مین شاہ توران کے
کہ وہ گرگ ہوگا تہمتن مگر
کہ لیکر سپہ جا سوے رزمگاہ
سنا جبکہ خسرو نے شور و فغان
نظر کر کے برزو کی ترکیب کو
تجھے سر کو توڑون ابھی گرز سے
سمجھا ہی کہ کچھ کم نہین تجھسے ہے
یہ کہکر دہین ہاتھ مین لی کمان
سپاہی ہوئی بارش تیر پر

شکستہ کیے یکطرف پھینککر
یہ چرچا ہوا کوی گرد آ گئے
اسیرونکو جو لیگیا آن کر
وہین آن کر برزو کینہ خواہ
کہا تب کہ ای رستم پہلوان
قرین تحیر ہوا جنگ کا جو
سمجھ کے کم مجکو البرز سے
لگے ساتھ اسکے سپہ سب ستم
خدنگ ایک ڈالا سو پہلوان
نہ اک تیر ہرگز ہوا کارگر

غرض با دل خرم و شادمان
وہ بندی ہو تھے یان کا دھیان لگیا
دم صبح کہا کر بہت پیچ و تاب
خدو شان ہو سپہ کا بھی کہنی لگا
تو برزو سی اسب جا ہو گرم جنگ
کیا نعرہ زن ہو کے مانند شیر
لگا کہنے برزو کہ ای پہلوان
اگر تو ہی آتش تو مین بھی ہون آب
تہمتن نے اک تیر مارا وہین
بہم پھیر ہو کے لیکے گرز گران

گئے پیش خسرو وہ نام آوران
سپہدار سنکر یہ کہنے لگا
لگا کہنے برزو سے افراسیاب
کہ ای رستم اب تا بہ شب کے آ
یہ سنکر گیا پیلتن میدان کو
کہ جا سے تہمتن مین آیا
تو ہی پیر دیرینہ مین ہون جوان
نہین آب کے آگے آتش کو تاب
ہوے اسطرح دونو گرم کین
نبرد آزما مرد و جنگ آوران

بہت دیر تک ضرب پر ضرب تھی
کیا زور اتنا پاکر کمر
تہمتن نے جانا پڑا ایک کوہ
ولے از رہ عقل و فہم و ذکا
تہمتن سے برزو یہ کہنے لگا
ترے دست و سر کو جو رنجہ کیا
یہ برزو نے اندیشہ دل میں کیا
پر اتنے میں آخر ہوا روز تب
سہم جب پذیرا ہوا یہ سخن
جو برزو گیا پیش افراسیاب
مقابل ہوا مجھسے آج آن کر
نہیں اوسکو پیکار سے خوف و بیم
یہ گفتار کرتا تھا برزو ادھر
مرے ہاتھ کو آج پہونچی شکست
نہیں اور آتا نظر کوئی مرد
تو برزو سے لڑتا بہ تیغ و سنان
روانہ کروں اسکو ہندوستان
یہ سنکر نہ کچھ پیشتر پاسخ دیا
جوانان ہو خورشید وقت پگاہ
نہیں مجکو زنہار کچھ خوف جان
ہماری ہی قالب میں جبتک کہ جان
مقابل ہوں با تیغ و گرز و خدنگ
سوا اسکے جتنے ہیں گردن فراز
دگرگون ہوں گے زمانہ اگر
یہ سنکے رستم گرد جنگ آزما
عماری تو اسوقت طلب کر
لاؤ تیغ ان جا کے پہنچ کر
دلیران ایران یہ سنکر خبر
رکھیں ہے یہاں گر تو ہی پہلوان

الٰہی قیامت تھی یا حرب تھی
کہ ٹوٹا دوال کمر سر بسر
ہوا ضرب سے گرز کے بس ستوہ
تہمتن نے کچھ طور ایسا کیا
تعجب ہے اے گرد جنگ آزما
یہ سنکر تہمتن نے اوس سے کہا
مبادا کہ یہ گرد زور آزما
لگا کہنے برزو سے رستم کہ اب
تو پھر برزو و رستم پیلتن
تو بولا کہ اے شاہ عالیجناب
کہ تھا سنگ و فولاد سے سخت تر
مرا دل ہے اس پہلوان سے دو نیم
کہ جسکا بیان اب ہوا سر بسر
نہ ہرگز رہا زور بازو و دست
کہ جو برزوی گرد کا ہم نبرد
ولیکن وہ ہے سو ہندوستان
بلاؤں فرامرز کو اب یہاں
تہمتن کو لیکن وہ ہیں خفت کیا
تو برزو ہے یہیں جا ہوں مخواہ
سو جنگ کیوان شہا لائے
کروں غرق خون میں اوسے بیدریغ
دلیرانہ ساتھ اوسکے ہوں ہمنشاں
تو جو دل میں آوے کرے ناسزا
سراپردہ میں جبکہ اپنے گیا
کہ ہوں صبحدم میں شتابان ادھر
شتابی ہوں سیمرغ سے چارہ جو
دوان پیش رستم گئے سر بسر
تو قائم ہے پھر نہ کوئی جوان

ہوئے گرز پر خم مثال کمان
طرح شیر غرندہ کے کرکے شور
ہوا دست بیکار ٹوٹی سپر
نہ برزو یہ ہرگز ہوا آشکار
کہ لگتا مرا گرز گر کوہ پر
مجھے رنج کیا ہو ترے گرز سے
رہا اب کرے زخم گرز گران
ہوئے سب عاجز ہوا وقت تنگ
گئے رزمگہ سے سو خیمہ گاہ
تکبر مجھے زور پر اپنے تھا
تن سخت پر اوسکے ہنگام جنگ
نہیں مجکو معلوم یہ زینہار
ادھر پیش خسرو جو رستم گیا
مجھے سخت برزو نے عاجز کیا
فرامرز میرا دلاور پسر
وہ ہے پیہاں ہند میں گرم جنگ
نہ پہونچے فرامرز یاں جب تلک
گیا جبکہ رستم تو آشفتہ ہو
سنا ان سے کروں شفقتہ اوسکا جگر
کہا شاہ کو وزیر نے یہ سخن
مبارک ہو شہ کو
کرے جنگ برزو
یقین ہے کہ گردان خواہاں کین
کہا شاہ کو وزیر نے اسطرح
زوارہ سے بولا کہ اے بھائی جان
پہونچکر وہاں زال زر سے یہ بات
زوارہ نے سب سے کیا یوں بیان
لگا کہنے سر ایک یہ پیلتن
ذرا ایسے جنبش نکر زینہار

ہوا ایک کشتی ادھر میں بعد ازان
پھر اک گرز برزو نے مارا بزور
ہوا پر الم رستم نامور
کہ خستہ ہوا دست جنگی سوار
تو بس ریزہ ریزہ کیا اوسے سر بسر
کہ ہوں سخت تر کوہ البرز سے
خطا ہو اگر ہے یہ غافل بیان
رکھو روز فردا پہ موقوف جنگ
ہوئی جا کے آسودہ یکسر سپاہ
ولے طرفہ اک گرد زور آزما
ہوا کارگر کچھ نہ گرز و خدنگ
ملے خاک میں کون انجام کا
تو با چشم تر شہ سے کہنے لگا
نہیں مجکو مقدور پیکار کا
یہاں ابھی جاندار ہوتا اگر
یہ لیں ہے اک گرد کو نیک بد
سہم جنگ موقوف ہو تب تلک
لگا کہنے یوں خسرو نامجو
ملا دوں تہ خاک خون سپہر
کہ اے خسرو خسروان زمن
کہ جا کر ہیں بندے جنگ میں دہم
ستیزندہ ہیں ہوا مانند شیر
کریں جا کے برزو پہ
کہ سینے کیا آپ یہاں جسطرح
ارادہ ہے میرا سو سیستان
سر و دست کا اپنے درماں کریں
کہ ہے مرہم رستم سو سیستان
ترے ہی سبب سے ہے یہ انجمن
یہاں تک کہ کچھ تو پاہوں شتاب

تہمتن نے پھر یہ با دل درد مند
مجھے صبح میدان میں آن کر

ہوا زخم کاری سے بیکار مین
پھر اتنے میں پہونچی خبر یہ وہان
نعلمین لیا پیلتن نے وہین
تو پہونچی مجھے راہ میں یہ خبر
فرامرز سے جب سنا یہ سخن

دم صبح پھر برزو سے کینہ ور
فرامرز سے رستم پیلتن
یہ برزو سے کہتا کہ ہو ملتوی مرد
جو دیکھا تو گرگین ہے وان گرم جنگ
کہا شاہ نے یون فرامرز کو
روان کرکے توسن پیل زور مند
فرامرز تھا ایسکہ جون فیل و شیر
سو جنگ آیا تو با صد طرب
ترے ساتھ کل کرکے مین کارزار
سنی اوسکی برزو نے آواز جب
ولیکن جو دیکھون ہو ملتوی کر غرور
ہو آشفتہ یا خستہ شاید وہ مرد
فرامرز بولا کہ دیوانہ ہے
یہ کہکر دیے سب نشان نبرد
وہ بولا کہ ہون رستم پہلوان
سنا جسکا نام پیل ارجمند
پیا پے جو تھی ضرب بالا سپر
ہوئی ریزہ ریزہ جو اوسکی سپر
اوسے کشتہ کرنا نہ دشوار تھا
ہوا گرچہ برزو اسیر کمند
ہائے حملہ آور جو تورانیان
بہت گرز کو بان تھا وان

کہا یون کہ زیر سپہر بلند
کرے جب طلب ہو وہ کینہ

سو خانہ جاتا ہون ناچار مین
کہ آیا فرامرز جنگی جوان
دیے بوسے پا لا چشم و جبین
کمر بر زو سپہ لیکے آیا ادھر
لگا کہنے تب رستم پیلتن
پکارا سو رزمگہ آن کر
یہ بولا کہ اے پیر لشکر شکن
ہوا تھا جو کل تجسے گرم نبرد
وے دور سے ڈالتا ہے خدنگ
شتابی تو برزو سے ہو جنگجو
یہ برزو سے بولا بہ بانگ بلند
درشت و تنومند جیت و دلیر
نگر سیر ہے جان سے اپنی تو اب
گیا جب کہ وہ رات کو بادہ خوار
لگا کہنے جی مین کہ ہے یہ غضب
تو پاتا ہون آوازہ کیسا اور
کہ دیروز تھا جو مرا ہم نبرد
تمیز و خرد سے تو بیگانہ ہے
یہ سنکر ہوا غرق حیرت وہ مرد
مقابل نہیں ہیں شیر ژیان
تو برزو ہوا سخت اندیشہ مند
تو ہرگز نہ فرصت ملی اس قدر
پریشان ہوا زخم سے سر بسر
ولے یہ نہ منظور زنہار تھا
ولے شاہ توران ہوا درد مند
تو پہونچے ادھر سے بھی ایرانیان
چپ و راست جون تیغ آہنگران

بسر ہو گیا بس او وقت جنگ
کرون جنگ کیا دست بستہ سی
یہ سنکر لگے رونے سب زار زار
ہوا درد سے الم سر بسر
فرامرز بولا کہ اے پہلوان
یہ سنکر وہان سے ہوا میں روان
تو آرام کر جا سوئے خیمہ گاہ
کہ آوے مرے سامنے کوئی مرد
مرا سر بسر لیکے ساز و یراق
دیا سب نشان جنگ دیروزہ کا
فرامرز پیش جنگ گیا
مبادا کہ گرگین ہو کشتہ وہان
نہیں ہم نبرد ایجوان یہ سوا
ہوا مست برزو اوسے دیکھکر
فرامرز بولا کہ اے کینہ خواہ
کیا شب کو با عیش و عشرت سحر
کہ آپ یہ یراق و لباس عوض ان
نہیں گرد دیروزہ ہی یہ مگر
وہ ہرگز نہیں تو ولے تیری پاس
وہی ہون کہ تجکو کیا تھا زبون
لگا کہنے پھر یون فرامرز کو
مرا کام فیل افگنی ہے مدام
فرامرز نے لیکے گرز گران
کہ برزو کرے زخم او سپر رہا
زمین پر گرا برزو بے زور مند
یہ چاہا کہ لیجاے کرکے اسیر
سوار و ن سے بولا یہ افراسیاب
سفور زبردست پیل ارجمند
پھر اتنے مین پہونچا شہ نامدار

فلک نے کیا مجکو اب جان سے تنگ
نہ کام کیا زخمی و خستہ ہے
تہمتن بھی اوسدم ہوا اشکبار
ہوا شاد رستم اوسے دیکھکر
ہوا مین جو ہندوستان روان
غرض کرکے یلغار پہونچا یہان
کہ تا دور ہو سب رنج راہ
گیا سنکے گرگین برائے نبرد
تو جا سو سے میدان برائے لیاقت
سوار الغرض رخش پر ہو گیا
خوشی سے زمین پوس حاصل کیا
یہ سنکر شتابان ہوا پہلوان
تو اب آنکر سے کر کارزار
ولیکن یہ بولا کہ اے کینہ ور
دلیرونکو ہے رزمگہ بزمگاہ
مجھے اوس خوشی کا ہے اتنک اثر
وہی ہے جو دیروز تھا بیگمان
تو بولا وہین برزو کینہ ور
مقرر اوسیکا ہے یہ سب لباس
کرونگا غرض آج میں غرق خون
ترا نام کیا اے پیل نامجو
بجز جنگ شیران نہیں اور کام
کیا سخت برزو کو عاجز وہان
حفاظت میں اپنی وہ مصروف تھا
فرامرز نے پھر بہا کی کمند
حضور خداوند تاج و سریر
دلیرانہ ہو حملہ آور شتاب
کہ اک دست سے کھینچتا تھا کمند
سو رزمگہ رستم شیر یاد

تہمتن نے اندیشہ دل میں کیا
سواروں نے جہد فراواں کیا
کہ پہنچے ہیں وو شیر کے تھا اسیر
کمند اب جھپٹ میں یکے ہو گرم جنگ
ہوا دشت میں اس قدر کشت و خون
بہنگام شب جا کے افراسیاب
ہوا شاد کیخسرو نامور
ہوا پیش خسرو شفاعت کناں
سو خانہ رستم اوسے لیگیا
رہا بسار سے بعد شہ اک دم کیا

کہ برزو مبادا کہیں ہو رہا
بہت حملہ برزو نے بھی آن کیا
کہ دونوں تھے پیل افگن و شیرگیر
تو کرتا تھا جا کے ترکوں کا تنگ
کہ داماں صحرا ہوا لالہ گوں
کہا جا کے پیران نے شاہ شتاب
لگے تہنیت دینے فتح و ظفر
سر خوں سے گذرا وہ شاہ جہاں
فرامرز سے پھر یہ کہنے لگا

رہا کر وہیں وقت جب سے کمند
بہت سخت زور آزمائی ہوئی
زوارہ نے دو ہیں فرامرز کو
کمند اوسکو دیکر وہ مرد دلیر
غرض مہتابان ہوا جب نہاں
تو اب لے کے ملک توران کی راہ
پئے قتل برزو ہوا حکم شاہ
لگا کہنے رستم سے پھر شہریار
کہ لیجا اسے سوے زابلستان

کیا اونسے برزو کی گردن کو بند
نہ برزو کو لیکن رہائی ہوئی
کہا یوں کہ اے گرد پیکار جو
ہوا گرم پیکار مانند شیر
گئے تب سو خیمہ جنگ آوران
یہ سنکر روانہ ہوئی سپاہ
وے پہلوان رستم نیکخواہ
کہ برزو کو لیجا تو اے نامدار
وہ برزو کو لیکر سوے سیستان
گرفتار زنجیر اوسکو رکھا

خبر یافتن شہرہ مادر برزو از گرفتاری برزو و آمدن در ایران برای رہائی برزو و اظہار کردنش از رستم کہ برزو نبیرہ تست

جو برزو کی ماں نے سنی یہ خبر
نہ برزو کو پایا جو ایران میں
ملی مادر برزو سے نامور
یہ شہرو نے اوس سے کہا ایک روز
وہ بولی کہ لا خواہر نیکنام
وہ جب لیگئی پیش برزو طعام
زن نیکبخت آئی اک چین سے
کیا ہیں نے یہ راز پنہاں عیاں
تو پھر لا کے رہوار تازی سمند
پھر آئی وہ زن واں لیکے با صد طرب
گئی لیکے سو ہیں وہ برزو کے پاس
جب آیا وہاں برزو نامدار
سوار ہ بیرہ ہوئے رہ سپر
لگے کرنے اوس دشت میں کارزار
رکھی جنگ مع قوت انجام کار
زن مطرب خانہ پہلوان
پر اسوقت آئے رستم نیکنام
کیا واں طلب اوسنے دستار خوان

تو ایران میں آئی وہ خستہ جگر
تو وا لینے گئی زابلستان میں
کیا اوسکو راضی بہت دیکے زر
کہ اے مہرباں خواہر دلفروز
دیا اوسنے وو ہیں پکا کر طعام
ہو دیکھ انگشتری شاد کام
یہ سنکر لگا کہنے برزو اوسے
ولیکن تو سینے میں رکھیو نہاں
بہنگام شب زیر کاخ بلند
کہا آگے شہرو سے احوال سب
نہ لائی ذرا دل میں بیم و ہراس
تو اسپان رہوار پر ہو سوار
کہ کم تھا اودھر مرزبان کا گذر
بہم برزو و رستم نامدار
لگا کہنے برزو سے وہ نامدار
وہ بولی گنہگار ہوں بیگماں
گرسنہ ہوں کچھ مجکو دیجے طعام
یہ بولے تہمتن سے ہمراہیاں

اوس آشفتہ خاطر کا شہرو تھا نام
زن مطرب خانہ پیلتن
ہوئی نسبت خواہری بہم
تو پہونچا سکے پیش برزو اگر
رکھی اوسنے انگشتری بھی نہاں
لگا کہنے بھیجی ہے کسنے یہ چیز
یہ ہے میری ماں ہو تمہیں اسکا پاس
درون طعام اسکو یہاں تو لا
مرا کھینچا آن کر انتظار
بہت پال شہرو نے لا کر دیا
سمند شبدیز بھی تشکو لائی وہاں
وہ شہرو وہ زن اور برزو ہوا
ملا راہ میں رستم نامور
کیے زخم باہم رہا بسکہ شر
کہ کیونکر ہوا بند سے تو رہا
جو کچھ چاہئے اوسکو دیجے سزا
پذیرا کیا گر دے یہ سخن
مبادا جو برزو روان ہو شتاب

اپسر کی جدائی سے تھا بین ہم
رہی تھی وہاں اوس سے باکر وطن
و فور اوس محبت کا تھا دمبدم
تو بھیجوں طعام آج طیار کر
کہ معلوم برزو کو ہو وے نشاں
وہ بولی کہ اے مرد صاحب تمیز
تجھے دوست اپنا یقین جانکر
بریدہ کروں تاکہ زنجیر پا
کہ ہونگا روانہ ہیں ہو کر سوا
بہت اوسکو ممنون احسان کیا
کہ برزو نے اوسکو کہا تھا جہاں
شتابان ہوئے سوے توران زمین
پڑی جبکہ برزو پہ اوسکی نظر
نہ لیکن ہوا ایک بھی کارگر
سب احوال برزو نے اوس سے کہا
کہ مجھپر سے ہرگز نہ ایذا روا
گیا سوے اک گوشہ پھر پیلتن
تو خسرو کو کیا دیجیے گا جواب

تہمتن یہ بولا کہ مین کیا کرون / نہین مجھکو ہوتا ہی برزو پہ ظن
ملا کر وہین زہر بھیجا طعام / ولی پیش برزو جو پہنچا طعام
تو شہرو نے اوسکو نہ کھانے دیا / نہ زنہار اپنی زبان پر رکھا
زن مطرب و شوہر و بد سیر / ہوئی کھا کے سوسے عدم رہ سپر
ہوا خشمگین برزو سے نابکار / لگا کہنے اسے رستم با وقار
ہوا تجھسے جو کام سفر بہ پہان / نہین یہ سزاوار نام آوران
سفیداب محاسن ہوئے تیری سب / نہین شرم لیکن تجھے ہی غضب
ہوا شرمگین رستم نامور / خجالت سے ہرگز اوٹھایا نہ سر
نہ ہرگز دیا کچھ جواب سخن / لگا کہنے برزو کہ ای پیلتن
اگر مرد تو ہی تو اوٹھ کر نبرد / یہ سنکر اوٹھا رستم شیر مرد
دلیرانہ دونون یل سرفراز / ہوئے لیکے گرز گران رزمساز
پیاپی ہوئے گرز باہم روان / ہوئی سست بازو جنگ آوران
بہت جہد گرچہ کیا وقت کار / نہ لیکن گرا زین سے کوئی سوار
ہوا سیل کشتی اوٹھین پھر یہان / فرود آئی گھوڑون سے وہ پہلوان
دوال لجام سمندان وہین / کمر سے کیا بستہ از روی کین
لگے زور کرنے بجوش و خروش / بہنگام کشتی ہوئی سخت کوش
ہوئے پھر وہ اسپان ہم رزم ساز / نشال دلیران گردن فراز
تہمتن کے تو سن نے وقت ستیز / روان جب کیا زخم دندان تیز
تو برزو کا بھاگا وہین بادپا / وہ برزو کو بھی کھینچ کر لے چلا
یہ تھی خواہش برزو رزم ساز / کہ چھوٹے ذرا رستم سرفراز
کرون تا کہ رام اسپ کو زود تر / ولیکن نہ رستم نے چھوڑی کمر
زمین پر گرا برزو جنگ کار / نشانی سے پھر رستم نامدار
چڑھا اوسکے سینے پہ تا بید تیغ / کری اوسکے سر کو جدا بے دریغ
وہین مادر برزو پہلوان / لگی کہنے رستم سے کرکے فغان
کہ سہراب کا یہ جوان ہی پسر / نبیرہ یہ تیرا ہی اے نامور
تو برزو کو مت قتل کر بے گمان / ذرا دلمین کر خوف پروردگان
وہ بولا کہ باطل ہے تیرا سخن / یہ بولی کہ اے رستم پیلتن
گواہ اسکا یہ خاتم زرناب کی / نشانی ہے مین رکھتی ہون سہراب کی
یہ کہکر نکالی وہ انگشتری / نگین فروزندہ چون مشتری
ہوا دیکھ کر شاد وہ نامجو / بغل مین لیا برزو گرد کو
گرا پاؤن پر از سر انکسار / بفرط خوشی برزوی نامدار
پھر آئے بہم بادل شادمان / دوان ہو کے والی سوی سیستان
کیا ایک بر پا تہمتن نے تخت / کہ بیٹھا وہان برزوی نیکبخت
ملایا اوسی زال سی بعد ازان / ہوا دیکھکر زال زر شادمان
بصد شادمانی ہوا ہمکنار / کیا سر پہ اوسکے بہت زرنثار
مہیا کیا جشن عیش و طرب / نشاط و خوشی تھی وہان روز و شب

رسیدن سوسن خنیاگر در ایران کہ بجادوگری طاق بود و بہم کمک آمدن افراسیاب و شکست یافتن

گیا شاہ ایران جو کھاکر شکست / دلیران ایران ہے ہوئے چیرہ دست
ہوا تھا جو پیدا انہین برزو بیم / تو اس سے کہے افراسیاب لئیم
شب و روز چون غنچہ دلگیر تھا / تحیر مین تمثال تصویر تھا
زن گلبدن ایک سوسن بنام / کہ رامشگری مین تھی مشہور عام
یہ بولی کہ مین اے شہ نامجو / نہین صرف رامشگر و نغمہ گو
مجھے علم جادوگری بھی ہے یاد / زمانے مین اس فن کی ہون اوستاد
تہمتن کے آگے کہ ہی شیر مست / نہین پیش جاتا اگر زور دست
تو دیکھ اب تماشا مری سحر کا / کرون تن سے رستم کی اب سر جدا
ملاؤن فرامرز کو خاک مین / دلیرو نکا لاؤن مین مرناک مین
پذیرا نکرتا تھا افراسیاب / ولیکن زنان ساحرہ نے شتاب
فسون سازی اپنی دکھائی اوسے / طرف اس ارادے کے لائی اوسے
زر و مال و اسباب جو کچھ کہا / سپہدار توران نے اوسکو دیا
وہ ہوشیار رخصت شتابان چلی / روانہ سوئے ملک ایران ہوئی
یل جنگی اک اوسکے ہمرہ گیا / کہ تھا پیلسم نام اوس گرد کا
وہ جب ملک مین پہونچی ایران کے / تو رستے مین پھر زابلستان کے
بنائی سرا ایک در قلعہ ایک / پسندیدہ و خوب و دلچسپ و نیک
مسافر جو آتا تھا ہر صبح و شام / تو سوسن کھلاتی تھی اوسکو طعام
مراتب مسافر نوازی کی جب / ادا کرتی تھی وہ زراہ طرب
مہیا ہی و میوہ و چنگ و رود / شراب و کباب و رباب و سرود
مسافر نوازی نہ ہرگز تھی وہان / کہ نیرنگسازی تھی وہ بدگمان

ذرا ماجرا سنیے اک روز کا
دلیران ایران زمین تھے تمام
بہم طوس و گودرز مین تھا عناد
لیا طوس نے خنجر از روے کین
رہام و دلاور پہ شفقت کیا
کہا پھر یہ رستم نے گودرز کو
لگا کہنے گیو یل نام جو
جہاں ہے یہ مین بھی جاؤن وہان
شتہ من بھی پھر گستہم نام جو
خطر پھر ہوا رستم گرد کو
تو ہونے لگے سب بہم کارزار
سپہ مدید ہم یہ کہ اب جاؤ نہین
پھر آتا ہون اب سکو آشنا نکار
یہ دیکھا کہ خیمہ ہے اک خوب صنعت
کہ خیمہ یہ کسکا ہے تب مرزبان
گذرتا ہے جو کوئی اس راہ سے
اوترتا ہے یا دل شادمان
لگا کہنے اوس سے کہ اے بیستان
کہ تھا مرد سوداگر خوش سیر
جوان اک جوان لیگیا رخت جب
خطر سے مین اوسکے گریزان ہوئی
جوان دلاور نے دل مین کہا
غرض بھیجکر طوس عالیجناب
پکڑ طوس کو قلعہ مین لیگیا
جو آیا وہان بعد ازان گستہم
جو پہونچا وہان دوسرے روز زال
تو بیل ایک نے کی نشاط و سرور
پذیرانہ اوس نے کیا یہ سخن
پھر اتنے مین بیشن یل نامور

کہ رستم کے گھر جشن شاہانہ تھا
مہیا سرود و مے و رود و جام
لگے کرنے وان گفتگوے فساد
رہام و دلاور نے اوٹھکر وہین
یہ پھر سرد پہلوان سے کہا
کہ طوس دلاور کو ہے نا سجو
کہ گودرز اور طوس ہے تند خو
کہ دونو کو سمجھا کے لاؤن یہان
برادر تھا طوس اور دلاور کا جو
سپاہ لاکے ہون پہلوان کینہ جو
یہ سنکر گیا وہ یل نامدار
ملا کر اوسکو ساتھ لے آؤن مین
لکھون حال طوس یل نامدار
اور اک قلعہ محکم ہے تو ساختہ
لگے کہنے اوس سے کہ اے پہلوان
تو یہ اوسکو آئین و دلخواہ سے
گیا وہ وہین خرگاہ مین پہلوان
حقیقت تو اپنی ذرا کر بیان
رہون تھی مین آرام سے اوسکے گھر
یہ چاہا سپہدار توران نے تب
سو ملک ایران شتابان ہوئی
کہ خسرو کے لائق ہے یہ دلربا
لگا ہاتھ سے اوسکے پینے شراب
پھر اتنے مین گودرز جنگ آزما
رکھا اوس نے پھر قید گہ مین قدم
ہوا مرد بان سے وہ پرسان حال
خداوند مہمانسرا کے حضور
نہ ساتھ اوسکے ہرگز گیا پاسبان
کسی نے کہا کان مین آنکر

وہان گیو و گودرز جنگی سوار
تھی آراستہ محفل دوستان
زبانچہ جو اوس وقت گفتا تھی
کہ طوس نے کھینچ خنجر لیا
نہین جانتا کیا تو ہم پایان
تو اب جا کے آشتا بی یہان
سپاہ لا کے وان کھینچ کے تیغ تیز
یہ کہکر گیا گیو رزم آزما
روانہ ہوا لے کے جا زرتار و چہر
فرامرز سے رستم پہلوان
لگا کہنے لیون زال زر کو بلا
سوار اسپ پر ہو کے مانند باد
روان ہو کے پھر طوس پہونچا تمام
پکاتے ہین باورچیان ان طعام
زن تاجدار آئی ہے توران سے ایک
کھلاتی ہے نقل و شراب و طعام
جو دیکھی تو بیٹھی ہے اک نازنین
وہ بولی کہ ہو مین زن نغمہ گو
بہت مال و زر اوس جوان نے دیا
کہ اپنی پرستار مجکو کرے
پی خسرو نامجو آئی یہان
اسے لیچلون پیش شاہ جہان
ہوا بیخود و مست و بیہوش جب
گیا پیش سوسن تعجب وہ بھی وہان
ہوے جا کے پھر گیو و بیژن ...
گئے لوگ سوسن کے پھر پیش زال
مے و میوہ و نغمہ و چنگ و نے
یہ سمجھا کہ نیرنگ سازی ہے یہان
کہ یہ زن ہے مکار اے پہلوان

یل بیژن و طوس عالی تبار
قرین مسرت تھے پیر و جوان
سونا لائق و سخت دشوار تھی
وہان سے خفا ہو کے طوس اوٹھ گیا
کہ لازم ہے دیکھی یہ مہمان
ہوا سنکے گودرز وہین وان
بہم ہو وین کینہ سے گرم ستیز
وہ لے ہمرہ گیو بیژن گیا
کہ وان طوس تنہا ہے اور نامور
یہ بولا کہ اب تو بھی جا اے جوان
کہ شہزادہ اپنا ہے طوس گران
روانہ ہوا زال فرخ نہاد
سرا تھی زن ساحرہ کی جہان
لگا پوچھنے وہ یل نیکنام
کہ رکھے ہے وہ خصلت خوب نیک
مہیا ہے یان بادہ و رود و جام
صنوبر قد و گلرخ و سیمتن
مرا ایک عاشق تھا مرد نکو
بہت مجکو مسرور و شادان کیا
مرا مال لے خوار مجکو کرے
رہون اوسکی خدمت مین تا جاودان
کہ تا حسن مجرا مو ہیر اوہان
کمینگاہ سے پیلسم آکے تب
ہوا قید مانند طوس جوان
نہ مہمانسرا تھا وہ تھا دام کید
یہ بولے کہ اے مرد فرخ خصال
جو کچھ ہو سو مطلوب ہو سو کہو
کچھ افسوس لیکے خالی نہین مکان
کیے چار گرد اس نے غائب یہان

رکھے قلعہ مین اونکی پانچون ہیجمند — یہ سنکر وہین وہ یل ارجمند
لگا کہنے اس قلعہ مین جلد جا — خبر وانکی دریافت کر کے تو لا
یہ پھر زال زر نے ارادہ کیا — کہ دیتے تجھے زن ساحرہ کو سزا
گیا گرز لیکر یل کینہ جو — وہان جا کے توڑا در قلعہ کو
بوقت وغا سوی زابلستان — کسیکو کیا زال زر نے روان
یہ بولی فرامرز سے بعد ازان — کہ دروازے پر قلعہ کے ایجوان
کہا زال سے تو کنارے تو ہو — تو مین پیلسم سے ہون پرخاشجو
سر شام تک وان رہی کارزار — ہوئی جنگ سے تو وقت انجام کار
تہمتن نے بھیجا فرامرز کو — شتابی سے کیخسرو نامجو
در قلعہ پر آن کر بعد ازان — ہوا الغرض زن رستم پہلوان
ہوئی بارش تیر وان بیحد گر — نہ اک تیر پر گرز ہوا کارگر
ہوے کھینچکے تیغ پھر رزم ساز — غرض شام تک ہر دو گرد دلفراز
گیا جب سو کوہ مہر منیر — ہوے تب یلان جا کے آرام گیر
ہوئی دور سے اک گرد آشکار — ہوا یہ پدیدار انجام کار
کہ مین پیلسم سے کرون کارزار — تو جاسوس سے سالار توران دیا
ہوے گرم کین رستم و پیلسم — لبان ہر یلان جنگی بہم
ہوے رستم و زال پھر بعد ازان — سو لشکر شاہ توران روان
ولے برزو و رستم و زال زر — حد بھر حملہ کرتے تھے چون شیر نر
یہ ہنگام فرصت جو آیا نظر — تو پھر قلعے سے وہ زن حیلہ گر
پھر اتنے مین کیخسرو نامور — سپہ لیکے پہونچا بصد کر و فر
سواران ایران کے وان آنکر — لیے گھیر ترکان وہان سربسر
ہوا سیل اوس سو افراسیاب — کہ ترکو نکو پیکار کی تھی نہ تاب
کئی بار کھائی ہے تو نے شکست — نہین پیش جاتا ہے کچھ زور دست
سرانیدہ زن نے تجھے جو کہا — وہ افسوس تو نے نہ پیدا کیا
سپہدار نے سنکے پاسخ دیا — کہ ہونا تھا جو کچھ ہوا چارہ کیا
لگا کہنے پیرانسے یون شہریار — کہ امید دانشور ہوشیار
یہ کہکر دوان کر کے گھوڑا شتاب — ہوا الغرض زن شاہ افراسیاب
سنا سب نے میدان مین آ دیگر — سپہدار کیخسرو نامور
یہ سنکر وہ شاہنشہ نامدار — اوتر فیل سے اسپ پر ہو سوار

ہوا پر غضب اور اک شخص کو — کہ تھا چاکر زال فرخندہ خو
گیا اور گھوڑونکو پہچان کر — حقیقت کہی اوسنے سب آنکر
گریزان ہوئی وان سے وہ حیلہ گر — گئی قلعے مین بادل پر خطر
مقابل ہوا زال کے پیلسم — لگے چلنے گرز گران دمبدم
کہ پہونچا وہ رستم کو جلدی خبر — وہین پھر فرامرز پہونچا اودھر
دلیرانہ دو گرد ہین ہم نبرد — یہ سنکر گیا وہین وہ شیر مرد
لگے کرنے پھر وہین باہم نبرد — فرامرز اور پیلسم ہر دو مرد
سحر برزو و رستم پہلوان — شتابان ہو زابل سے پہونچے وہان
شتابان ہوا وہ یل نامور — کہ پہونچا وے جا کر یہ سبکو خبر
کہا پیلسم آگے ہو گرم جنگ — وہ پہونچا وہین لیکے گرز و خدنگ
ہوئی نیزہ بازی سہم بعد ازان — لگی چلنے پھر ضرب گرز گران
رہے گرم پیکار مانند شیر — نہ آیا ولے اسپ سے کوئی زیر
سحر پیلسم سے ہوا ہم نبرد — دلیر و جوان برزو و شیر مرد
کہ آیا سپہ لیکے افراسیاب — تہمتن یہ برزو سے بولا شتاب
لیے جنگ برزو گیا پھر شتاب — سوی لشکر شاہ افراسیاب
تہمتن کے بس ہاتھ سے بیدرنگ — ہوا پیلسم کشتہ ہنگام جنگ
تو آکر دے انکے سواران ترک — لگے ڈالنے تیر گردان ترک
تو ملتے تھے صد ہا تہ خون و خاک — بہت ترک ہوتے تھے اوسدم ہلاک
گریزان ہو لشکر مین داخل ہوئی — رہائی اوسے تجھسے حاصل ہوئی
جب آیا جہاندار فرخ نہاد — ہوئے برزو و رستم و زال شاد
برسنے لگے ہر طرف سے خدنگ — سواران ترکان ہوے سخت تنگ
درشتی سے پیران ویسہ ہین — یہ بولا کہ اے شاہ توران زمین
ترا ملک برباد یکسر ہوا — نہ میرا سخن کچھ موثر ہوا
کیا جانکو اپنی برباد ہاے — ہوئی عقل برگشتہ یکدست وائے
وہ بولا نہین ہمکو تاب ستیز — مگر کیجیے اپنے جنگ گریز
کہانتک مین جنگ گریزان کرون — یہ بہتر ہے سیدھین جان اپنی دون
کہ ضائع ہو کسواسطے اب سپاہ — کرین خلق کو کسلیے ہم تباہ
ملے ساتھ ہو آنکے رزمخواہ — خدا فتح دے جسکو ہو بادشاہ
شتابان ہوا سوے افراسیاب — ولے نامداران نے آکر شتاب

پکڑ کر عنان یون گزارش کیا
پھر اتنے مین پہونچا تہمتن جوان
کہ ہر دو تنومند جیالا درست
بہت جہد و کوشش سے روز وغا
بہاری آخر وہ زور آزما
سوا اسکے ہوئے نہ سند زینہار
کہ باندھے کمر سوے پیکار و کین
نہ جانب ہوئین ترکان جنگ آزما
یہ کہکر کیا شاہ سے وہ بن عزم
کہ پہلے مجھے قتل یان کیجیے
سر اپنا رکھا شاہ کے پاؤن پہ
دلیران جنگی ہین یان جس قدر
مرے تن مین ہے جب تلک جان زار
کیا عجز برزو نے جب اسقدر
نہایت ہی شیرین زبان یہ جوان
لگا کہنے برزو سے پھر بادشاہ
شتابان ہوا سوے افراسیاب
لگا کہنے برزو سے اے بدنہاد
سکھائی ہنر پہلوانی کے سب
کہان اب گیا خسرو نامدار
مجھے ہی تری جنگ سے عار و ننگ
یہ برزو نے اوسوقت پاسخ دیا
سیاوش جہان لیگیا تھا پناہ
تمکو ار تیرا رہا جب تلک
ترے ساتھ کیونکر نہون ز نجواہ
سپہدار افراسیاب دلیر
گرانی خم سے ہی جواب زینہار
کمان لیکے پھر شاہ نے بے درنگ
ولے وہ مین پہونچا وہ جنگی جوان

گرامی شاہ شاہان کشورکشا
تہمتن سے شہ نے کیا یون بیان
فنون و ہنر مین نہایت درست
رہا غالب اسپر بفضل خدا
رہا ہے سے پیچھے سے ہو گیا
فرامرز برزو سے جنگی ہوا
ہوا اسکے غصہ و بہت خشمگین
نہو شیر پیچھے سے میری رہا
کہ توسن کو کیجیے روان سوے رزم
دوان آپ کو اسیدا ازان کیجیے
لگا کہنے خنجر وہین کھینچکر
دکھاتا ہے ہر اک یہ اپنا ہنر
نکر عزم پیکار تو زینہار
ہوا زم تب خسرو نامور
سخن گو ہی خوش سیرت خوش بیان
کہ سالار توران سے کینہ خواہ
خروشندہ مانند دریاے آب
نہین ہے مگر تجکو یہ بات یاد
نہین شرم آتی تجھے ہی غضب
کہ آیا نہ اسدم پے کارزار
تو پھر جا بہانے نکر عزم جنگ
کہ ہون گرچہ پروردہ تیرا اکشا
اوسے قتل تونے کیا بیگناہ
ادا حق نمک کا کیا تب تلک
تو ہی دشمن خسرو دین پناہ
خروشندہ ہو مثل غرندہ شیر
رہیگا نہ میدان مین تو پایدار
روان سوے برزو کیا اک خدنگ
کرے تار ہا زخم گرز گران

نہین مصلحت یہ جو پیدا ہمین تو
کہ لیتا ہون اب جا کے خون پدر
کئی بار کی مینے ساتھ اوسکی جنگ
ولے کر سکا مین نہ ای بادشاہ
اگر اب وہ رکھتا ہے پھر عزم جنگ
یہ جنگی سواران ہین یان جبتلک
یہ بولا سیاوش کا ہو مین پسر
اگرچہ وہ آہن ہوا افراسیاب
تہمتن نے مضبوط پکڑی عنان
ہوا تند رستم پہ شاہ جہان
کہ سر کو کرون اپنے تن سے جدا
ذرا اب تماشا مرا دیکھ تو
جو سیدا نہین ہو کار سر انجام
لگا کہنے تب خسرو پاکدین
مری آتش خشم کی اتنے سر
بفرمان شاہنشہ نامدار
جو برزو کو دیکھا کہ ہے کینہ خواہ
کیا پرورش مینے کیونکر تجھے
کہ اب یون دلیرانہ سیدا ہمین تو
مگر شیر مردون سے وہ ڈر گیا
کہ تا خسرو اب آگے ہو گرم رزم
ولیکن ہے تو شاہ بیدادگر
روا قتل ہے تجھسے بد عہد کا
اور اب ہون نمک خوار اوس شاہ کا
یہ کہکر ہوا وہ دلاور دوان
لگا کہنے جون پیل مستی نکر
ہزار آفرین تجھے اگر پہلوان
گذر کر گیا اوسکے جوشن سے تیر
سپہدار توران ہنرمند تھا

سپہدار توران سے ہو جنگجو
یہ سنکر لگا کہنے وہ نامور
مقابل ہوا لیکے گرز و خدنگ
اوسے وای پابند سیدا نہین گناہ
تو سیدا نہین جاتا ہو مین نیدر
مناسب نہین شاہ کو تب تلک
دلیر و جوانمرد و صاحب ہنر
کرون تیغ بران سے دریاے آب
کیا عرض پھر ہوکے گریہ کنان
پہ اتنے مین برزو بھی آیا وہان
مرا خون گردن پہ تیرے شہا
کہ ہون شاہ توران سے مین جنگجو
تو مختار ہے ای شہ ذوالکرام
کہ ای نامداران ایران نہین
نبیرہ ہے رستم کا بیشک یہ مرد
وہین ہوکے توسن پہ برزو سوار
تو سالار توران نے کھینچی اک آہ
کیا نامدار و نے برتر تجھے
ہوا آنکہ مجھسے بپیکار جو
ہوا غالب اوسکو خطر جان کا
نہون خسروان بیچ جویا برزم
ستمگار پیمان شکن بدسیر
کہ پیمان شکن ہے عدو خدا
کہ ہی ہفت کشور کا فرمانروا
اوٹھا گرز مانند پیل دمان
مرے آگے تو بیٹھ مستی نکر
کرون قتل اکدم مین سکو یہان
ہوا خستہ پہلوے مرد دلیر
ہنر سے وہ ضربین بچا کر لگا

پڑی تھی جبکہ بیکار سر ضرب گرز
تو برزو سوف کی ضرب گرز

ہوئے رزم جو لیکے تیر و کمان
وہ شاہ دلاور وہ جنگی جوان

وہ پشت سے ہو نکلتا تھا تیر
سپر پر وہ لیتے تھے دونوں دلیر

ہوا جبکہ ترکش تہی تب زمین
دلیرانہ سالار توران زمین

مقابل ہوا تب لیکے گرز گران
یہ دیکھا تو ہومان نے اگر وہان

کہا شاہ سے یون کہ ہان نہنا
نہ یہ مقدور کر اے شہ نامدار

ہو گا تو عمدہ برا گرز سے
کہ برزو نہین کم ہے البرز سے

وہ بولا کہ اے لعین انی
فرو تیرہ جو خسرو سے برزو کا در

کرے دشمن تازہ یہ پہلوان
کیا شک نے ہومان نے پیچھے بیان

کہ ... گرگشتہ ہو
تو نام آوری کچھ نہین زینہار

سپاہ وا اگر تجکو پہونچے گزند
خرابی ہو کچھ اے شہ ارجمند

جو کچھ گرد ہومان نے ...
دی حرف پیران نے شہ سے کہا

یہ لشکر کو شہ نے کہا پھر کہ اب
دلیرانہ حملہ کنان ہو سب

کر و قتل بدخواہ کو ...
رہائی نپائے یہ گردہ دلیر

ہوئے حملہ آور ہزاروں سوار
لیا گھیر برزو کو انجام کار

سپاہی کیے زخم اور سپر ...
... زمین پہ قائم دلاور رہا

یہ احوال دیکھا تو آگے دوان
فرامرز و رستم بفوج گران

ہم گرم کین ہر دو لشکر ...
روان نیزہ و تیر و خنجر ...

با آواز شمشیر و گرز گران
ہوا دشت بازار آہنگران

روان ہر طرف اسقدر خون ہوا
کہ دریا سا خون حملہ ... ہوا

کہ اتنے میں کیخسرو شیر گیر
سنا نامور شہسوار دلیر

نکل قلب سے مثل شیر ژیان
کیا پھر ادا ... سر زد و ... ان

جہاندار پہونچا جو پیرم کے پاس
تو کلہ پست ترکان کے ہو یہ ہوا

گریزان ہوا وہ یہی افراسیاب
ہوا خسرو نامور فتحیاب

یہ چاہے تھا کیخسرو نامدار
کہ دنبال سالار توران چلا

شتابان ہو ...
لگا کہنے اسے بادشاہ جہان

یہی آرزو اور تمنائے دل
کہ زابلستان پاس ہے متصل

وہان آپ ...
... کو اپنے ...

ہوا پھر روان سوی زابلستان
جہاندار خسرو ... شادمان

رہا جاکے ...
ہوا شادمان رستم نامور

کیا پیشکش مال اسباب گنج
تہمتن لیے خسرو کو ...

گزارش کیا پھر کہ اے بادشاہ
ہوا چار ... خواہ

زر و سیم عنایت ہو فراوان اگر
تو مین چند دن رہون ...

فرامرز ...
... جہاندار گردون جناب

یہ بولا کہ اب شوق ...
ولیکن تو ہر وقت آنا ادھر

... گرم ...
... شہ ...

کہا یوں کہ ہاں ...
تو ملک رعیت کو آباد و شاد

فرامرز ...
کیا خرم و خوشدل و شادمان

سجاد و چشم ... تختگاہ
روانہ ہوا زابلستان سے شاہ

...
ہوا ... کاخ شہی

فرستادن کیخسرو گودرز را جانب توران بجنگ افراسیاب و آمدن پیران و ہومان با فوج گران مقابل پہلوانان و کشتہ شدن پیران و ہومان و شکست یافتن فوج توران و فتحیاب شدن گودرز

طلب کر کے گودرز کو ایکدن
لگا کہنے کیخسرو نیک خو

کہ لیکر سپہ رستم نامدار
سو ملک توران گیا چند بار

کیا نامداران توران کو پست
پھرا شاہ توران کو دیکر شکست

اور اب ہے تری نوبت ...
سپاہ گران لیکے تو جا وہان

... لی ... جمع فوج
... شتابی سے مانند موج

پراگندہ کر ...
کہ تا فتنہ کشور ... ہو

فرامرز سے یون کہا بعد ازان — کہ توجاکے اب سوے ہندوستان
تصرف مین لانا ہوا ملک کو — رہ ہند سے سوے چین آئیو
کہ توران مین گودرز جب پہنچ جان — ہم ہوکے ملحق دو فوج گران
بتدبیر شایستہ و دلپذیر — سپہدار توران کو بھجوا اسیر
سپہ لیکے گودرز جنگی سوار — روانہ ہوا سوے توران دیار
یل بیژن و طوس گیو جوان — گئے اوسکے ہمراہ با فر و شان
سنی شاہ توران نے جب یہ خبر — سپہ دیکے ہومان کو تب وہ دو تر
روان سوے گودرز جنگی گیا — عقب اوسکے پیران ویسہ گیا
دو لشکر مقابل ہوئے آکے جب — ہوا گرم بازار پیکار تب
گیا آپ ہومان سوے رزمگاہ — کہ گردان ایران سے ہو کینہ خواہ
مقابل ہوا بیژن نامدار — ہوئی گرم پیکار دونون سوار
ہوا آخر کار ہومان ہلاک — ملا ترک جنگی تہ خون و خاک
سواران ترکان پریشان ہوئے — سوے فوج پیران گریزان ہوئے
ہوا شاد گودرز جنگ آزما — شہ نامور کو یہ اوسنے لکھا
کہ ہومان نے آخر جو کی ہمسے جنگ — تو سید انہین کشتہ ہوا بیدرنگ
ہوئی فوج اوسکی تباہ و خراب — دلیران غازی ہوئے فتحیاب
اب آتا ہے پیران بصد فر و شان — لیے ساتھ جنگی سپاہ گران
تہمتن اگر ہو پہنچے امداد کو — تو بہتر ہے اے خسرو نامجو
جہاندار خسرو نے پھر اور فوج — روان کی بہر امداد کی مثل موج
کہا یہ تہمتن کو اے نامجو — مددگار گودرز کا جاکے ہو
ادھر گرد گودرز پیران ادھر — مقابل دو لشکر ہوئے آنکر
ہوئے گرم پرخاش از روی کین — دلیران ایران و توران زمین
بہت جنگ واقع ہوئی تا دو سال — ہوا سخت باہم جدال و قتال
بہت قتل ہوتے تھے ہر سو دو سو — نہوتا تھا کم لشکر جنگ جو
کہ ایران توران سے بہر مدد — پہونچتا تھا وان لشکر بیعدد
ہوا کشتہ پیران پھر انجام کار — ہوئے قتل وان اور بھی نامدار
گئی فوج توران بحال خراب — حضور سپہدار افراسیاب
میسر ہوئی فتح گودرز کو — ہوا شاد خسرو یل نامجو

باز لشکر کشیدن افراسیاب و رسیدن کیخسرو در توران و آمدن شیدہ پسر افراسیاب برسم رسالت و با خسرو تنہا درخواست جنگ کردن و کشتہ شدن شیدہ از دست خسرو و بعد ازان با ہر دو لشکر محاربہ عظیم بمیان آمدن و تباہ شدن و کشتہ شدن افراسیاب

سنی شاہ توران نے جب یہ خبر — کہ پیران و پیریل نامور
ہوا کشتہ میدان مین روز نبرد — ہوا شاہ کی دل کو تب سخت درد
یہ سمجھا سپہدار شوریدہ حال — کہ دولت کا میری آیا زوال
غمین دل ہوا چشم گریان ہوئی — بہت غمسے خاطر پریشان ہوئی
دل زار سے کھینچکر آہ سرد — لگا کہنے یون شاہ بارنج و درد
کہ پیران ہمارا تھا پشت پناہ — سپہدار سالار توران سپاہ
ہوا غمسے پیران کے مین سوگوار — خوش آتی نہین زندگی زینہار
نہین خواہش تاج اورنگ ہے — کلہ خود اور تخت بیرنگ ہے
مجھے کام دنیا جہان سے ہے کیا — زرہ اور جوشن ہے جامہ قبا
نہ لونگا جب تک شاہ ایران سے کین — مجھے خواب آرام ہرگز نہین
غرض اپنی مجلس مین اس کام پر — قسم کھائی اور پیٹ باندھی کمر
نگر فوج کے جمع کرنے مین شاہ — ہوا ازلے مصروف شام و پگاہ
سنا خسرو نے نصرت و فتح جب — ہوا خسرو نامور شاد تب
گذر آب جیحون سے شاہ جہان — خوشی سے ہوا سوے توران روان
سمرقند مین اور بخارا مین بھی — تصرف کیا جاکے با صد خوشی
کئی اور بھی شہر توران کے — ہوئے قبضے مین شاہ ایران کے
بٹھائے شہنشہ نے حاکم وہان — ہوا ملک مین حکم شہ کا روان
بجاہ و حشم خسرو کامیاب — ہوا فوج پیشنگ سے ملحق شتاب

کیا شاہ توران نے پھر عزم خرم
جو اب خود شید اکہ تھا پور شاہ
شتابان ہوا لیکے یکصد ہزار
غرض سنا شہزادہ لہراسپ تھا
تہمتن بھی تب ابل سی پہونچا وہان
اتالیق ہو جا کے اوسکا ثواب
اگر تھی تو میری طرف سے خطا
کیا پرورش او نے تجکو تھا ہائے
دلیران مرے شیر غرندہ ہین
یہ بہتر ہے اب آشتی ہو بہم
تو اقلیم توران سے جو سرزمین
دلیران و گردان توران دیار
رہے سیر قالب مین جان جبتلک
کرے کشتہ سیاوش تو نے مجھے
جو ہر روز وغا بیٹے مارا تجھے
ہری جنگ سی گر تجھے ہو خطر
اگر شید اکشتہ ہو ہنگام جنگ
یہی جسقدر تجکو یکدست دو کان
کہ لیجا تو اب پیش خسرو شتاب
جو قابو ملا تجھ یہ نیروی بخت
یہ سنکر ہوا شاد افراسیاب
ہوا خندہ زن خسرو نامدار
ہوا صلح جو ہو کے عاجز کمال
کر جان جبتلک ہین او سکو بلا
تو لا یا بجا داب رسم و نیاز
سنی جبکہ گفتار شید اتمام
ہوا ان اک تبا پایہ کے فرود
ہوا مہربان مجھپہ دشمن مرا
رہ و بہ رحم مطلق تبہ کار ہے

کہ خسرو سے کہیے دلیرانہ رزم
اوسے شاہ توران نے دیکر سپاہ
سواران شایستہ کارزار
اوسے شہ نے سالار لشکر کیا
ہوا شادمان خسرو پاکدین
خبردار رہ اوس سے ہر روز و شب
ولے قتل پیران کو ناحق کیا
نہ آیا تجھے رحم زنہار وائے
پلنگان و شیر انکے درندہ ہین
کہ تا خلق آسودہ ہو یکقلم
جو چاہے تجھے دونین ہر نج و کین
کرین چاکری تیری لیل و نہار
نہین عہد سے مین پھرون تبتلک
تو اقلیم توران مبارک تجھے
تو جان آفرین کی قسم ہے تجھے
کہ رکھتا ہون نہین تخت و درو ہنر
تو گوشہ نشین ہو نہین پھر سپاہ
نہ کچھ مین سروکار ہرگز رکھون
دلیرانہ لیجو سوال و جواب
تو خسرو کو محفل مین بالائے تخت
دیا نامہ شید اکو اوس نے شتاب
بجا لا کے پھر شکر پروردگار
ولیکن ہے مکار رہ بد خصال
نہ کین سیاوش سے سینہ ہو پاک
ہٹایا اوسے شہ نے با امتیاز
لگا کہنے تب خسرو ذوالکرام
گیا شید اتجھ سو جا ہی فرود
زر و مال و گوہر سے ہی عطا
ستمگار ہے مردم آزار ہے

بہت گنج رکھتا تھا افراسیاب
روانہ کیا سوے خسرو شتاب
شہنشاہ نے جب سنی یہ خبر
شتابان ہوا آپ بھی بعد ازان
لگا کہنے اے گرد فرخ خصال
دو لشکر مین جب خاصکر ہو بلا
نہ یہ جور تھا او سپہ ہرگز روا
خبردار مجکو نہین کچھ ہراس
ولیکن نہین چاہتا مین یہان
جو باہم ہو قول و قسم استوار
در و گنج و دیہیم و اورنگ زر
سوا اسکے دائم مرا ایک پور
اگر صلح تجکو نہ منظور ہو
مری پور ہون تیرے محکوم سب
کلہ اسپ کو شاہ ایران کرو
تو ہے پسر سے کہ شید اہی نام
در و گوہر و تخت و تاج و کلاہ
ہوا نامہ شاہ طیار جب
یہ کی عرض شید انے ای نامدار
کرون قتل مین کھینچکر تیغ کین
وہ لیکر روانہ ہوا ابن او دہر
یہ بولا سپہدار افراسیاب
دغا اوسکے سینے مین لب پر سخن
غرض پور سالار توران دیار
دلیرانہ شید انے کھولی زبان
کہ مین آخر روز دونگا جواب
کیا نامدار و نکو شہ نے طلب
ولے اوسکی اس مہربانی پہ خاک
اوسے خواہش صلح تنہا نہین

فراہم کیا لشکر بیحساب
عقب او سکے پھر آپ افراسیاب
سپاہ گران تب روان کی او دھر
سپے جنگ سالار تورانیان
سپہدار لہراسپ ہی خرد سال
تو یہ شاہ توران سے نامہ لکھا
کہ پیران تھا دایہ ترا خسروا
کہ ہے لشکر بیکران سیر کے پاس
کہ ناحق ہو خونریزی مردمان
کہ پیمان شکستہ نہو زینہار
تری رو اسطے بھیجون آکے نا سور
رہے تیری خدمت مین با صد سرور
تو ہو محبے تنہا تو پیکا ر جو
غلامی کرین تیری ہر روز و شب
نہ زنہار کچھ دخل مین وان کرون
ستیزندہ ہوا سے شہ ذوالکرام
زر و نعمت و گنج و مال و سپاہ
کہا شاہ توران نے شید اسے تب
دل و جان سے ہون مین تجپر نثار
کرین کشتہ گو مجکو مردم وہین
شہ نامور کو یہ پہونچی خبر
نہ لایا ستیزی کی زنہار تاب
مرے دل مین ہین درد و ہا کہن
جب آیا حضور شہ نامدار
پیام پدر وان کہا سب بیان
یہ کہکر لیا اوسکو رخصت شتاب
لگا کہنے اوس نے یہ خسرو کہ اب
کہ ہرگز نہین سینہ کینے سے پاک
یہ بھیجا پیام اوس نے از روے کین

کہ مجھسے کرو یا کہ شیدا سے رزم ۔ ولیکن مدد کا کرے کوئی عزم
جو میں اوسکو رخصت نکرتا ہوں یا ۔ تو کرتا روان مجھسہ شمشیر کین
دلیران یہ بولے کہ افراسیاب ۔ نزور ہی اے شاہ گردون جناب
لکھا نامہ نکرتا سپید رنگ ۔ تو غیرت سے شیدا سے ہو گرم جنگ
کہ اک نامور نامدار وہی گر ۔ ہوا کم تو ہرگز نہیں کچھ خطر
تمہ ہو وین یکدست ایرانیان ۔ قیامت ہو پھر ایک یا بہان
کہا پھر یہ رستم نے ای تاجور ۔ سحرگاہ شیدا کو رخصت تو کر
کہا شہ نے شیدا کو روز دگر ۔ کہ رخصت کیا تجکو ای نامور
وہ بولا کہ ہے دلمیں یہ آرزو ۔ کہ اے شاہ تو مجھسے ہو رزم جو
یہ گفتار سنکر ہوا شاد کام ۔ گیا شیدا پھر وان جہان تھا تمام
لکھا یون کہ اے باپ شہ اپنا جو ۔ رہا کچھ نہیں ورجہ گفتگو
جہان آفرین گر مرا یار ہے ۔ اور اقبال و دولت مددگار ہے
تو ہے مثل شیر ژیان گردگیر ۔ تو مین ہون ہژبر افگن و شیرگیر
ترے شیدا نے مجھسے چاہی نبرد ۔ نہیں مین ہون نامرد گردہ ہیں
سوا پاسخ نامہ طلبا جب ۔ کہا شاہ نے گرد قارن سے تب
ولیکن یہ شیدا سے کہنا ضرور ۔ کہ اب باپ نے تیرے اے پُرشعور
وہین قارن گرد آیا وہاں ۔ کہا تھا جو شہ نے کیا وہ بیان
کہا سنکے شیدا نے اے شہریار ۔ توکل خدا پیو دکھیکر کارزار
مرے ساتھ اگر تو کیجو نبرد ۔ مدد کو نہ پہونچے کوئی اور مرد
سحرگاہ شیدا دلاور سوار ۔ جو میدان مین آیا پی کارزار
لگا کہنے یون شیدۂ نامدار ۔ مجھے میل کشتی ہے ای شہریار
کیا زور ہر چند شیدا نے پر ۔ نہ ہرگز ہلا جسر و نامور
کیا چاک خنجر سے اوسکا جگر ۔ ہوا غرق خون شیدۂ نامور
کرو پاک تم لیکے مشک گلاب ۔ مرتب کرو مقبرہ بھی شتاب
جہاندار کا نامہ اوسکو دیا ۔ زبانی یہ احوال ظاہر کیا
سپہدار نے جب سنی یہ خبر ۔ کہ کشتہ ہوا شیدۂ نامور
نہ ہرگز لکھا نامے کا کچھ جواب ۔ کیا گرد قارن کو رخصت شتاب
سو شاہ ایران پھر افراسیاب ۔ روانہ ہوا لیکے لشکر شتاب
بہت جہد تورانیان نے کیا ۔ کہ دلمیں بھرا کینہ شیدا کا تھا

غرض سنکے شیدا کی تحقیق بزم ۔ نمایاں تھا چہرے سے آثار خشم
یہ خسرو نے لشکر ارادہ کیا ۔ کہ ہو ساتھ شیدا کے جنگ آزما
نہیں لشکر سے خالی وسکا صحن ۔ جفا پیشہ ہے مثل چرخ کہن
اگر شیدا سیدا نہیں ہووے ہلاک ۔ تو اوسکی بلا ہے نہیں اوسکو باک
مبادا جو خسرو کو پہونچے گزند ۔ خرابی ہو پھر تیرے چرخ بلند
نزنہار تو مثل آتش ہو تند ۔ نکر ساتھ شیدا کے ہرگز ستیز
عقب اوسکے نامے کا لکھکر جواب ۔ روان کیجیو سوے افراسیاب
کہا تو نے جو کچھ سو اوسکا جواب ۔ عقب تیرے لاتا ہے قارن شتاب
کہا شہ نے اچھا تو رہ آج یان ۔ کرون تجھسے پیکار کل اے جوان
سپہدار توران کے پیغام کا ۔ شہنشہ نے پاسخ مہیا کیا
تو دیتا ہے جو گنج توران دیار ۔ نہیں چاہیے کچھ مجھے زینہار
تو اورنگ و دیہیم و اقلیم زر ۔ جو رکھتا ہی تو میرا ہے سر بسر
خدا کی قسم مین تجھے بیدرنگ ۔ کرون کشتہ میدان مین ہنگام جنگ
سحر وہ ہے اور مین ہون و تیغ تیز ۔ کرون ساتھ اوسکے مین تنہا ستیز
کہ شیدا ہے لیکر کسی شخص کو ۔ سو شاہ توران شتابان تو ہو
نہ بھیجا تجھے یان برا پیام ۔ یہ چاہا کہ ہو کام تیرا تمام
سحر دیکھنا تو تماشا ذرا ۔ کہ تن ہو کہین اور کہین سر ترا
یہ پہونچا تو خسرو کو پیام ۔ کہ وقت سحر ای شہ ذوالکرام
لگا کہنے قارن کہ ہنگام جنگ ۔ کمک ہے شہنشہ کو ہی عار و ننگ
تو کیخسرو نامور بھی وہین ۔ گیا سامنے مثل شیر عرین
اوتر اسپ سے پھر وہ دونوں دلیر ۔ بہم گرم کشتی ہوے مثل شیر
جہاندار نے اوسکو آزرد کین ۔ پکڑ کر گردن و پشت ٹیکا وہیں
کیا حکم خسرو نے یہ بعد ازان ۔ کہ شیدا کے اب تن کو ای مرد وان
روان ہو گئے پھر قارن بلا ۔ گیا پیش سالار توران دیار
گئے وو وہین شیدا کے ہمرہیان ۔ کیا ماجرا جنگ کا سب عیان
جہان کے ہوا ایک قلم نا امید ۔ سعادت نظر سے ہوئی ناپدید
کیا دل میں ہرگز نہ صبر و قرار ۔ کمر ہمت باندھی پے کارزار
شتنمر بندہ لشکر سے لشکر ہوا ۔ نمایاں وہاں رزم تحشہ ہوا
لٹے ترک خونخوار دل کھو لکہ ۔ نہ ہرگز کیا جان کا کچھ خطر

ہوا بحر خون عرصۂ رزمگاہ — ہوا لشکر ترک آخر تباہ
نہ میدان مین اک گرد توران بچا — جریدہ سپہدار توران رہا
یہ چاہا کہ بھیجے دلیرانہ جان — بزور آوری مردم نے موڑی عنان
گیا آخر کار افراسیاب — سو ریگ آمو بحال خراب
مظفر ہوا خسرو نامجو — لکھا مژدۂ فتح کاؤس کو

گرفتار آوردن شہزادہ ہوم افراسیاب را پیش کیخسرو و کشتہ شدن افراسیاب و مراجعت کیخسرو از توران با ایران

گیا ریگ آموسی افراسیاب — گریزان سو کشور چین شتاب
وہان بھی جو خسرو تعاقب کنان — شتابی سی پہونچا بہ فوج گران
بصد عجز خاقان نے بھیجا وہین — زر و گوہر و گنج و تاج و نگین
فرستادہ پیشکش لیکے جب — گیا پیش خسرو بلفظ طرب
کہا تب یہ خسرو نے خاقان اگر — کرے شاہ توران کو چین سے بدر
تو بہتر ہے ورنہ وہ ہوگا تباہ — رہیگا نہ ملک و سریر و کلاہ
فرستادہ پھر پیش خاقان گیا — پیام شہنشہ مفصل کہا
یہ گفتار سنکر ہوا پر خطر — کیا شاہ توران کو وہین بدر
گیا چین سے پھر سو مکران زمین — عقب اوسکے پہونچا شہ پاکدین
وہان بھی لی راہ دشت فرار — کہ تاب اقامت نہ تھی زینہار
جہان جا کے تھا شاہ افراسیاب — پہونچتا تھا وان خسرو کامیاب
نپائی کہین اوسنے جائے قرار — کہ تھا اسکو خوف شہ نامدار
تلف فوج ترکان ہوئی سربسر — گرفتار ہوئے بہت نامور
نہ یکتن رہا شاہ توران کے پاس — نہ ہمدم تھا کوئی بجز بیم و یاس
لگا پھرنے تنہا بصد اضطراب — پریشان و تنہا و بیخور و خواب
سوے شہر بردع کوئی غار تھا — کہ تاریک مثل شب تار تھا
رہا جا کے وان شاہ برگشتہ بخت — نہ لشکر نہ کشور نہ افسر نہ تخت
ستم سے زمانے کے ناشاد تھا — شب و روز سرگرم فریاد تھا
فریدون کی تھا نسل سے اک عزیز — ملکزادہ ہوم صاحب تمیز
سر اوس کوہ نزدیک غار — اقامت گزین تھا وہ لیل و نہار
سنی شب کو آواز افراسیاب — اوتر کوہ سے ہوم آیا شتاب
جدھر سے کہ آتی تھی ہر دم صدا — ادھر کو دلے کان اوسنے لگا
سنا یہ کہ کوئی بترکی زبان — یہ کہتا ہے با چشم تر سر زبان
کہ ای شاہ توران و ماچین و چین — کہان ہے ترا تخت و تاج و نگین
کہان وہ دلیری و جاہ و حشم — فلک نے کیا تجھپہ جور و ستم
کہ تنہا بیابان مین آیا تو آہ — یہ غار تاریک لایا پناہ
یقین اوسنے جانا کہ افراسیاب — کرے ہے فغان با دو چشم پر آب
یہ تھا اوسکی بیداد سے دردمند — کہ پہونچا تھا کچھ اوسکو اوس سے گزند
پئے انتقام اوسنے باندھی کمر — کیا صبر تا صبح ہو جلوہ گر
ہوئی صبح تابندہ جب آشکار — تو آیا وہین ہوم نزدیک غار
پکارا کہ ای شاہ افراسیاب — دعا میری یکسر ہوئی مستجاب
خدا نے ترے پاس بھیجا مجھے — کہ برلاؤن مقصد کرون خوش تجھے
تو آ غار تاریک سے باہر اب — یہ سنکر وہ نکلا بلفظ و طرب
اوسے ہوم نے خوب پہچان کر — لگایا بزور ایک مشت آنکر
ہوا وہ سراسیمہ و پر الم — لگی ہونے کشتی وہان پھر بہم
کیا شاہ توران نے گو زور سخت — ولے تھا گرفتار تیرہ بخت
نہ ہرگز گیا پیش کچھ زور دست — کیا چرخ پرزور نے اوسے پست
اوٹھا ہوم نے اوسکو پٹکا وہین — کیا پھر گرفتار از روے کین
زمانیکا ہرگز نہین اعتبار — کسیکا نہین چرخ گردندہ یار
کرے نامدارونکو دم مین تباہ — کرے سربلندونکو یون پست آہ
تضرع کنان ہوکے بولا وہ یون — مرے دست و بازو کو بستہ کیون
بھلا مجھسے کیا تجکو پہونچا ضرر — کہا ہوم نے تو ہے بیداد گر
جہاندار نوذر شہ نامدار — سیاوش سپہدار عالی تبار
جوانمرد اغریرث پہلوان — سوا انکے تھے اور شہزادگان
مرے سب بزرگان فرخ نہاد — کہ تھی نامدار و فریدون نژاد
اونھین قتل تو نے کیا بیگناہ — نہ آیا تجھے رحم زینہار آہ
ترے جور سے مین گریزان ہوا — سو کوہ و صحرا شتابان ہوا
وگرنہ مجھے بھی تو کرتا ہلاک — کہ ہرگز خدا کا نہ تھا تجکو باک

رہا آکے بالاے کوہ بلند / کہ تا مجکو پہونچے نہ تجسے گزند
دعائین مین کرتا تھا صبحدم / کہ برباد ہو تیرا جاہ و حشم
رہے کچھہ نہ تیرا نشان دہر مین / کہ تا جا کے آباد ہون شہر مین
جو چاہون تھا مجکو خدا نے دیا / تجھے اب گرفتار میرا کیا
ذرا کر حقیقت تو اپنی عیان / کہ کیونکر تبہ ہوکے آیا یہان
بیان ماجرا اوسنے یکسر کیا / نشان خسرو نامور کا دیا
شتابان ہوا ہوم فرخندہ خو / سو تا جور ہے لیکے بدخواہ کو
وہ بولا کہ تو مجکو یان قتل کر / نہ لیجا حضور شہ نامور
پذیرانہ اوسنے کیا یہ سخن / کشان لیگیا پیش شاہ زمن
ہوا شاد کیخسرو ارجمند / کیا لطف سے ہوم کو سربلند
سر افراسیاب جفا پیشہ کا / کیا تیغ بران سے شہ نے جدا
ستمگار گرشیوز کینہ ور / کہ تھا قید مین اوسکو بھی جو وتر
کیا کشتہ از خنجر آب دار / ادا پھر کیا شکر پروردگار
کہ تیری عنایت سے اے ذوالکرام / لیا بدسگالون سے اب انتقام
جو تسخیر سب ملک توران ہوا / تو خسرو نے پھر قصد ایران کیا
ہوا حکم یون رستم گرد کو / کہ توران مین تو اے یل نامجو
عمل اپنا کر شوکت و شان سے / بر اندیشہ ہون دور توران سے
بفتح و ظفر پھر شہ پاکدین / ہوا رونق افزاے ایران زمین
جہاندار کاؤس کشورکشا / زروے مسرت گیا پیشوا
خوشی سے بغلگیر باہم ہوے / برنگ گل تازہ خرم ہوے
کہا یون بامداد لطف کریم / میسر ہوئی ہمکو فتح عظیم
مخالف سے خون سیاوش لیا / ہوئی جمع خاطر بفضل خدا

رحلت نمودن کیکاؤس از جہان فانی بملک جاودانی و برتخت نشستن کیخسرو

جہان مین بجز ذات پروردگار / نہین ہے کسیکو بقا زینہار
کہ ادا ہوے یا بادشاہ و وزیر / کسیکو نہین ہے قضا سے گزیر
جہاندار کاؤس انجم حشم / شتابان ہوا اسوے ملک عدم
چہل روز کیخسرو نامدار / رہا غمسے کاؤس کے سوگوار
سر تخت شاہنشہی بعد ازان / ہوا متمکن خورشید جلوہ کنان
کیا تازہ اورنگ جب جلوس / تو حاصل ملک نے کیا پابوس
ہوا ہفت اقلیم پر حکمران / ہوا اوسکی بخشش سے خرم جہان
رعیت نوازی جہان پروری / حقائق شناسی کرم گستری
ندی ہاتھہ سے شاہ نے زینہار / رکھا عدل سے کام لیل و نہار
میسر ہوئی خلق کو ایمنی / ہوئی شہ کی دولت سے مردم غنی
پس از مرگ کاؤس تا ہفت سال / رہا حکمران شاہ فرخ خصال
عبادت مین مصروف پھر دل ہوا / سوے حق پرستی وہ مائل ہوا
امور خلافت سے رکھا نہ کام / کیا اہلکارونکو مالک تمام
ہوا جبکہ تنہا شہ نامدار / عبادت مین مشغول لیل و نہار
بزرگان ایران گئے پیش شاہ / یہ بولے کہ اے خسرو دین پناہ
نہ کیا رہو تخت شاہی سے دور / کیا چاہیے سلطنت کے امور
کرو حق پرستی مین شب کو بسر / کرو کار دنیا بوقت سحر
لگا کہنے خسرو ہوا اب مین پیر / نہین کچھہ تمناے تاج و سریر
یہی آرزو میری شام و سحر / کہ دارالفنا سے کرون مین سفر
کرون سلطنت کا مین کیا کاروبار / کہ مائل نہین دل ادھر زینہار
دلیران و گردان و ایران زمین / ہوے سنکے دلگیر و اندوہگین
طلب رستم و زال و زر کو کیا / مفصل یہ احوال اونکو لکھا
یہ سنکر وہ ایران مین آئے دوان / گئے پیشوا جملہ نام آوران
بیان نامدارون نے پھر یون کیا / کہ اے پہلوانان کشورکشا
خدا جانے خسرو کو اب کیا ہوا / کہ اورنگ شاہی سے تنہا ہوا
مقرر کیا ہے جدا اک مکان / شب و روز رہتا ہے خسرو وہان
ہمین اوس مکان مین نہین بار ہے / نہین اوسکو ہمسے سروکار ہے
ہوے اس حقیقت سے آگاہ جب / ہوا رستم و زال کو رنج تب
شتابان ہوے سوے شاہ جہان / کیا آگے بیرون پردہ فغان
شہنشہ نے آواز سنکر شتاب / کیا اوس مکان مین اونھین باریاب
یہ پوچھا کہ کس طرح آئے یہان / وہ بولے کہ اے بادشاہ جہان
تری سنکے غفلت ہوا ہمکو غم / دوان آئے ہیں ہم بادل پرالم

کہا شہ نے یون کہ ای پہلوان دلیر
ہوا ہین تو دنیا و دولت سے سیر
مجھے مقصد یزدان پرستی ہے اب
عبادت مین مشغول ہون روز و شب
غرض جہد و کوشش ہے یہ ہر دم
کہ تا جمع ہو زاد راه عدم
یہ پاسخ دیا پھر کہ ای بادشاه
جو ہے خواہش توشۂ زاد و راه
تو خیرات ہر روز و شب کیجیے
فقیران و مسکین کو زر دیجیے
عبادت سے بہتر ہے شاه جہان
توجہ ہے لازم سوے مردمان
وہ بولا کہ مردم سے نفرت ہے اب
سنی غیب سے یہ صدا مینے جب
کہ نزدیک تر آئے ایام مرگ
مہیا تو کر ساز ہنگام مرگ
نصیحت ہوئی جب نہ کچھ کارگر
تو خاموش ہوے رستم و زال زر
ولیکن یہ کہنے لگا زال گرد
کہ مین بھی ہون شاہا بہت سالخورد
یہی آرزو جی ہے یون چاہتا
کہ زنہار ہون مین نہ تجھ سے جدا
ترے ساتھ مین بھی ہون گوشہ نشین
کرون یاد ذکر جہان آفرین
شہنشہ نے سنکر یہ پاسخ دیا
کہ جاے دگر پاس مین جاؤنگا
کرون حق کو تفویض جان اسطرح
ہوئی غیب سے شب ندا جسطرح
یہ سنکر وہ دونون یل نامور
برآمد ہوے وان سے با چشم تر
اونہین دیکھکر جملہ ایرانیان
لگے کرنے فریاد و شور و فغان
یہ زاری و فریاد سنکر وہین
برآمد ہوا خسرو پاکدین
ہر اک کی شہنشہ نے کی دلدہی
کہا یون کہ غم سے کرو دل تہی
نہین چاہیے اسقدر درد و رنج
کہ ہے رفتنی یہ سرای سپنج
بھلا اب مین شاہان پیشین کہان
جہان وہ گئے ہم بھی جاوین وہان
یہ کہکر وہین خیمہ باہر کیا
شبستان سے سوے بیابان گیا

ترک کردن کیخسرو دولت دنیا را و تاج و تخت شاہی بلہراسپ سپردن و خود در یک چشمہ رفتن و از انجا غائب شدن

جہاندار خسرو نے روز دگر
کیے جمع ایران کے سب نامور
عطا کی اونہین نعمت بیکران
ہر اک کو جہان مین کیا کامران
فقیران مسکین جو تھے شہر مین
کیا اونکو شہ نے غنی دہر مین
بداد و دہش شاه گیتی فروز
رہا دل سے مصروف تا ہفت روز
کہا شہ نے پھر ترک جاه و حشم
رہا کچھ نہ دنیا و دولت کا غم
ہوا اب سے فارغ شہ نامجو
دیا تاج و اورنگ لہراسپ کو
ہوا گرد گودرز اوسکا وزیر
کہ تھا دانش آگاه وہ مرد پیر
کیا گیو کو شہ نے سالار فوج
کہ دیکھا اوسے لائق کار فوج
کیا ملک تقسیم بھی سربسر
ہوا صاحب ملک ہر نامور
لگا کہنے پھر خسرو پاکدین
کہ ای سرفرازان ایران زمین
سمجھنا اسی لہراسپ اب بادشاه
اطاعت کرو اوسکی شام و پگاه
فریبرز سے بھی یہ شہ نے کہا
کہ فرمانبری تو بھی کیجیو سدا
ہوے یکسر آشفتہ ایرانیان
یہ گفتار لائے زبان پر کہ ہان
فریبرز ہے پور کاؤس کے
سپہدار لہراسپ داماد ہے
جو موجود ہے پور فرخندہ بخت
تو پہونچے نہ داماد کو تاج و تخت
سنی جب یہ گفتار ایرانیان
کیا یہ سخن زال نے تب بیان
کہ خسرو نے جسکو کہا بادشاه
یہ لازم ہے ہمکو کہ شام و پگاه
کرین بندگی اوسکی پیر و جوان
یہ کو کا کیا پیش خسرو بیان
کہ گر خاک کو تو کرے سرفراز
تو ہم سر جھکا دین بصدق و نیاز
کہا شہ نے جد کوئی ہو دادگر
خردمند و آگاه و صاحب ہنر
شجاع و کریم و خلائق نواز
سزاوار شاہی ہے وہ سرفراز
یہ لہراسپ اولاد ہوشنگ ہے
ہوا شمند با داد و فرہنگ ہے
کیا ہے سمجھکر اوسے شہریار
کہ ہے باذل و عادل و ہوشیار
یہ تعریف لہراسپ فرخ نہاد
بزرگان ایران ہوے سنکے شاد
پرستار ہے شاه عالی تبار
دلیران ہر گرد آن کی اختیار
لگا کہنے خسرو یہ لہراسپ کو
کہ جاتا ہے سوے شہر اسے نامجو
مجھے خواب مین چشمہ آیا نظر
شتابندہ ہوتا ہون یا اودہر
وہان جا کے دونگا مین جان حزین
یہ کہکر روانہ ہوا اب وہین
جب آگے گیا خسرو نامجو
تو رخصت کیا رستم و زال کو
ہوی وقت رخصت وہ گریہ کنان
ہوا پیشتر واسطے خسرو روان
پے بیژن و گیو و گودرز بھی
وہ گستہم و طوس و فریبرز بھی
نہ خسرو سے ہو راه سے زینہار
گئے ساتھ خسرو نامدار

سر چشمہ جب دم کو خسرو گیا
سوئے خانہ یا نسے روان ہو شتاب
یہ کہکر گیا چشمہ آب مین
پھرے وان سے ناچار گریہ کنان
نگہ گرد گودرز فرخ سیر
نمایان ہوا ابر تاریک تر
تھر تھر گستہم و طوس جہران
تہ برف یکبارگی دب گئے
پھر اسنے بھیجا کسیکو ادھر
بہر رسم و آئین چرخ بلند
اب آتا ہی کیخسرو لہراسپ شاہ
رکھا سر پہ لہراسپ نے تاج زر
ہوی ہاتھ سے رستم کینغرو ہی
جہاندار کے چار فرزند تھے
یہ دونون تھے دختر سے کاوس کی
ملکزادہ گشتاسپ مرد دلیر
وہ تھا لائق تاج و فرماندہی
مواقف تھا شاہ سے زینہار
زریر دلاور کو شہ نے کہا
جدھر کو شتابندہ گشتاسپ تھا
سمند غریبت کی پھیر عنان
کرے ہی وہ توقیر کاؤسیان
وگرنہ کہین پھر نکل جاؤن گا
پکر پھیر لان وہ دونون جوان
جو آیا نظر شاہ نامہربان
زریر دلاور بفرمان شاہ
سوئے خانہ ناکام آیا زریر
متاع و زر و مال جب ہو چکا
کہا اہل دفتر نے یون اے جوان

تو وان غسل شاہ جہان کو کیا
کہ ہوگی یہان بارش برف و آب
نشان پھر نہ شہ کا ملا خواب مین
فریبرز نے پھر کہا یونکہ ہان
رہان اوس مکان مین پہلا شتیر
ہوگی بارش برف پھر سر بسر
پیل گیو اور بیژن پہلوان
لب سے جہان عدم سب گئے
کہ کیجیا سے نام آوری کی خبر
کرے گا ہے رکھے شاہ گہر فرزند

کہا سب سے وقت جدائی ہو اب
چلی باد صرصر بہت تند و سخت
ہوا جبکہ خسرو وہان ناپدید
توقف ذرا کر کہ کھاوین طعام
طعام الغرض سب نے کھایا وہان
کہ یکسر ہوا کوہ و صحرا سفید
سوا انکے بھی اور وہان نامور
کہین منتظر گرد گودرز تھا
وہ آیا تو کیا دیکھتا ہی وہان
کیسیکو نہین ہی جہا نہین قرار

جلوس لہراسپ شاہ بر تخت شاہی

رکھا خلق کو خوش لہراسپ نے یون
دلیر و شجاع و خردمند تھے
کہ لہراسپ کے ساتھ منسوب تھی
دلاور جوان شاہزادہ زریر
نمایان تھی چہرے سے فرشہی
رکھے تھا ادب سے شاہ کا رعب زار
کیجیا سواران جنگ آزما
ادھر کو تفحص کنان یہ گیا
یہان نے ہوا اب سکو ایوان
نہین مجھہ اور یہ تجہیہ بیان
نہ زنہار پیش پدر آؤن گا
خوشی سے سوئے خانہ آئے دوان
تو ناچار گشتاسپ جنگی جوان
گیا اُسکے دنبال اک سپاہ
سوئے روم پہونچا وہ مرد دلیر
تو پھر سکو دیوان قیصر گیا
نہین ہی نویسندہ درکار یان

کیا اُسکا لطف و کرم عدل و داد
ملکزادہ شیدہ سپا اور زرار دشیر
وہ فرزند تھے اور خاتون سے
ولیکن تھا ہشیار ہر کار مین
دلیر و زبردست مغرور تھا
خفا ہو کے اک روز ہر دو جوان
کر گشتاسپ کو لاشتابی یہان
ملا اُسکو گشتاسپ انجام کار
لگا کہنے گشتاسپ اسے نا سمجھ
ولیعہد اپنا کرے مجھکو گر
زریر دلاور نے پاسخ دیا
سنی شہ نے گشتاسپ کی جب یہ بات
سوئے روم تنہا گریزان ہوا
گیا دور تک وہ تفحص کنان
غریبانہ گوشے مین کرکے قیام
کہا مین دبیر و نویسندہ ہون
کرے گر توقف تو بہتر ہے نام

خدا سے تجھے آشنائی ہو اب
ہوئے بیخ سے کندہ ہر یک درخت
تو سب نامداران ہو نا امید
فرود آ گئے پھر نامداران تمام
سگئے خواب مین پھر وہ گردنکشان
ہوا بلکہ روئے زمین ناپدید
گئے مر وہ شاہ تھے جس قدر
نہ زنہار کوئی وہان جب گیا
کہ مردہ ہین سب زیر برف گران
پھرے ہی سدا گردش روزگار
کہ زیبندہ ہی جسکو تاج و کلاہ
سر تخت شاہی پہ ہو جلوہ گر
بزرگان ایران ہو شاد شاد
ہنرمند و دانا شجاع و دلیر
خبر دار آداب و قانون سے
ہوا غرض گشتاسپ ہر چار مین
دل شاہ سے اسلیے دور تھا
گریزان ہوا سوئے ہندوستان
شتابان ہوا پھر زریر جوان
زریر اوس سے بولا کہ اے نامدار
نہین میری خواہش پدر آبرو
تو جا صبر ہو نہین چلکے پیش پدر
کہ ہون مین کفیل اسکے کام کا
نہ ہرگز کیا اس نے کچھ التفات
شتابندہ طرف بیابان ہوا
ولیکن نپایا کہین کچھ نشان
لگا صرف اوقات کرنے مدام
یہان جاکر ہی کا مین جو شہرہ ہو گیا
مقرر کوئی رفتہ رفتہ ہو کام

وہ رکھتا تھا قوت ایک وزر کا
وہین مہتر ساربان نے طعام
ہوا جب کہ گشتاسپ اُن کا میاب
کسی سے اوسے وہین جھٹکے یالن
غضبناک آہنگر او سپر ہوا
غرض وان سے گشتاسپ نالان گیا
کھلایا طعام اُسنے لیجا کے سیر
کہ نسل فریدون سے ہون اے جوان
لگا کہنے یہ سہر وار جنب
یہ کہکر لگا رہنے دہقان کے گھر
یہی رسم تھی قیصر روم کی
فراہم وہان ہوتے تھے شاد و شاد
کتابون تھی اک دختر شہریار
بلائے جوانان عالی گہر
اُسے خواب آیا تھا شب کو نظر
نصیبہ نہین ہے اُسکے ایران کا تخت
نہ دیکھا جوان کوئی اُس شکل کا
اُسے دختر نے دستہ گل دیا
وہ دہقان وہ گشتاسپ فرخ جوان
کہ مجلس مین قیصر کی آؤ چلو
گئے الغرض جوان ہمرہ دونون جوان
لگی کہنے دایہ سے وہ ماہرو
اُسے دستہ گل حوالے کیا
خدا جانے کیا اُس جوان کی ہے ذات
کہا یون کہ رکھیے خدا پر نظر
مگر گانے پھر قیصر ناجھو
کیے پیش گشتاسپ فرخ خصال
ہوا حال سنکر سبھی سرد وہان
کیا غرض پھر مرد وہان نے بھی

سو خانہ ساربانان گیا
کھلا کر کیا خرم و شاد کام
گیا سو آہنگران شتاب
حوالے کیا تیغ آہنگران
کہ نقصان اُسکا سپہر ہوا
سو پشت با چشم گریان گیا
لگا کہنے دہقان سے مرد دلیر
اقامت گزین ہو نہین [illegible]
تو اور رہین ہون [illegible]
وہان اُسنے کی ایک دن شب بسر
کہ دختر تھی کشور روم کی
جوانان خوش رو و فرخ نہاد
ہوئی جبکہ بالغ بہت گلعذار
ملکزادگان خجستہ سیر
کہ دیکھ و خوش شوہر بہ باکرہ
[illegible] ہو گا وہ [illegible]
کہ جسکا تصور کتابون کو تھا
سحرگاہ پھر یہ منادی کیا
ہم شہر مین آئے تھے ناگہان
کتایون نصیب اپنے دختر ہو
کہ وہ بزم آراستہ تھی جہان
کہ تھی اُس جوان کی جسے جستجو
گئی پھر شبستان مین وہ مہ لقا
نہین ہے کہ معلوم ذات صفات
جو چاہے کرے داد داور مگر
کہ خوب تحقیق اسباب [illegible]
ہو سے جاکے اُس [illegible]
کیا پیش قیصر مفصل بیان
عیان اُسکے رستم کہ [illegible]

بسان غریبان و بیچارگان
کہا پھر یہ گشتاسپ نے اے جوان
کہا جا کے اوس سے کہ [illegible]
[illegible]
[illegible]
کہا رحم دہقان نے یہ بات کر
کہ تو کون ہے کیا ہے تیری نژاد
کہا کار دہقانیان اختیار
[illegible]
پھری آخرش گردش روزگار
جو ہوتی تھی بالغ پسر لطف [illegible]
جسے چاہتی دختر نازنین
شہ روم نے تب بصد انبساط
جو دیکھے کتابون نے سب یکبار
[illegible] آیا تھا شہر مین
شہ روم نے پھر بھی روز دگر
دگر بار پھر بات کو وقت خواب
کہاں [illegible] آج آوین سبھی
منادی کی دہقان نے [illegible]
[illegible] دولت آوے نظر
سعید شاہ گشتاسپ فرخ سیر
یہ کہکر وہین دختر دلستان
غضبناک سنکر ہوا بادشاہ
یہ چاہا کہ دختر کو کیجے ہلاک
مناسب نہین عہد کا توڑنا
کہ یہ کون ہے ذات ہے اُسکی کیا
وہ بولا کہ لہراسپ کا ہون پسر
نہ زنہار قیصر نے باور کیا
نہ کچھ عذر یان پیش ہرگز گیا

ارادہ کیا چاکری کا وہان
یہین ہے نہین خواہش ساربان
ہر اک کام مین خوب محنت کرون
کہ سندان شکستہ ہوئی اور تیغ
کیا دور دکان سے اپنے وہین
وہ گشتاسپ کو لیگیا اپنے گھر
یہ بولا وہ دہقان فرخ نہاد
نہین کچھ غم گردش روزگار
[illegible]
ہوا یاور اقبال انجام کار
مہیا وہ کرتا تھا جشن طرب
اُسے شوہر اپنا وہ کرتی وہین
مہیا کیا ایک جشن نشاط
نہ آیا پسند اُسکو اک نامدار
نہین اُسکے رو کش کوئی دہر مین
دکھائے کتابون کو سب نامور
نظر اُسکو آیا وہ عالیجناب
مسافر بھی اور مردم شہر بھی
جوانمرد گشتاسپ سے یون کہا
میسر ہے جمعیت [illegible]
پڑی جبکہ اُس نازنین کی نظر
ہوئی پیش گشتاسپ وہ دوان
لگا کہنے یون کھینچکر [illegible] آہ
ولیکن اسیری [illegible] خوف و باک
نہین خوب آئین سے منہ موڑنا
تفحص وہین مرزبان نے کیا
خفا باپ سے ہو گئے آیا ادھر
کہا قصہ قیصر نے پھر خواب کا
پسند آ گیا عقد گشتاسپ دختر کا

نہ ہرگز دیا شہ نے کچھ مال زر

گذر کر گئے دریا سے گشتاسپ شاہ

غرض قوت ہر روز بڑھتی تھا

ہوئے وہ جوان انکی بھی ہمنوا

کہ بیشے مین اک گرگ خونخوار ہے

ہوا اوس سے ہرگز نہ عہدہ برا

گیا سنکے حیرت مین وہ نامجو

کہ تنہا دلیرانہ ہر صبحدم

گر اوس سے تو خواہان امداد ہو

گذرباں بھی ہمراہ اونکے گیا

پذیرا کیا مرد نے یہ سخن

گذرباں و مرین بھی ہمرہ گئے

طرح شیر کی گرگ نے دوڑ کر

گذرباں و مرین ثناخواں ہوئے

وہ کہنے لگا کس قدر تھا یہ کام

ادا بیشے کی شہ کا اسنے بادشاہ

وہاں گرگ کشتہ جو آیا نظر

کہا شہ نے اہرن سے یون برزبان

ہوا اولین اپنے وہ اندیشہ پاک

کہ تنہا دلیرانہ ہو جنگ جو

یہ سنکر بہ منزل اوسکے اہرن گیا

تو لاکر کیے تیار اب ایجوان

ہوا نعرہ زن مرد کشور کشا

کئے جب پہل تیز اسنے رہا

دہن مین گیا اژدہا کے دہان

وہ دندان تیز اوسکے کندہ کیے

وہ دندان دیئے قیصر روم کو

جو وہ اژدہا کشتہ آیا نظر

کہ بیشے یہ کارنمایان کیا

گیا بالکہ دونونکو گھر سے بدر

شکار ایک گرگور خر کا پگاہ

پراگندہ خاطر تھا دلگیر تھا

کہ تھے اقربا سے شہ نامدار

رسانندہ رنج و آزار سے

تلافی نکیجہ کر سکا مین ذرا

کر کیونکر کرون قتل اوس گرگ کو

سو دشت جاتا ہے ہر پیچ و پیچ

ملا دے تہ خاک و خون گرگ کو

یہ گشتاسپ سے جا کے اونہنے کہا

دلیرانہ سو فرد کر پیلتن

ورسے راہ مین خوف سے رہ گئے

وہین تیغ سے مارا جوانمرد نے پس

بہت دل مین مسرور شاداں ہوئے

کہ اپنا کرون آشکارا مین نام

مجھے دیجئے اب وہ دختر شہ ماہ

تو حیران رہا قیصر نامور

کہ ہے کوہ مین اژدہا پر دہان

کہ کیونکر کرون اژدہا کو ہلاک

کیا گفتہ گشتاسپ نے گرگ کو

بیان اوس سے اپنا کیا مدعا

کہ تا قتل ہو اژدہا بد دہان

مقابل ہوا آن کر اژدہا

ہوا اژدہا خستہ سر تا بپا

وہین لیکے پھر ایک سنگ گران

خوشی سے وہ اہرن کو لا کر دیا

تعجب مین آیا شہ نامجو

تو اہرن سے کہنے لگا تاجور

تو ہرگز نہین قاتل اژدہا

کہتا ہون وہ گشتاسپ فرخ ہمم

گذرباں کو اک عرصہ دیگر مدام

وہ دو دختر شہ روم کی اور تھین

جوانونکا مرین و اہرن تھا نام

کیا ملک کو اوسنے یکسر تباہ

کرے تو اوسے قتل گر ای جوان

گذرباں نے اک روز اوس سے کہا

کرے ہو شکار ایک گور کلان

ہوا شاد مرین یہ سنکر سخن

کہ اے نامور گر مرا ہو تو یار

سو گرگ جنگی شتابان ہوا

گیا سامنے گرگ کے وہ جوان

دلاور جوان نے بیک ضرب تیغ

کہا پھر یہ مرین نے اے نامدار

حضور شہ روم مرین گیا

نہ باور کیا شاہ نے زینہار

پھر الفاظ سے وعدہ کیا با خوشی

اگر کشتہ ہو تجھسے وہ اژدہا

گذرباں احوال گشتاسپ کا

یقین ہے کہ گشتاسپ بیخوف و باک

لگا کہنے گشتاسپ عالی تبار

گیا اور لایا وہ خنجر وہین

دہن سے وہ ہر دم تھا آتش فشان

وہین خنجر تیز پھر تو دو تر

کیا خستہ مغز سر اژدہا

وہ پیش شہ اہرن آیا دوان

نہ باور کیا پھر سخن زینہار

کہ یہ کام ہے دیو کا بیگمان

وہ بولا کہ اے سرور انجمن

سگے رہتے ویرانے مین لاجرم

سو کھانہ لاتا تھا وہ ذوالکرام

پری چہرہ خورشید رو مہ جبین

یہ مرین سے بولا شہ ذوالکرام

گیا مین کئی بار لیکر سپاہ

تو پھر دون تجھے دختر دلستان

کہ گشتاسپ داماد سلطان کا

دلیر و تنومند ہے وہ جوان

گیا پیش نام آور پیلتن

تو ہو شاہد مدعا ہمکنار

نہ زنہار دل مین ہراسان ہوا

تو دیکھا کہ ہے شیر سے بھی کلان

دو پارہ کیا گرگ کو بیدریغ

تو نام اپنا مت کیجیو آشکار

کہا گرگ کو قتل بیشے کیا

گیا سنکے [illegible] شہ نامدار

وہ دختر پہ پھر وہ [illegible]

تو حاصل ہو حل کا تیرے مدعا

بیان پیش اہرن مفصل کیا

کرے اژدہا کو بھی دم مین ہلاک

کہ اک خنجر تیز دندانہ دار

یہ کہکر گیا سوئے کوہ برین

خدنگ افگنان تھا یہ مرد جوان

سر تیر وہ گشتاسپ نے باندھکر

نشان اژدہا کا نہ ہرگز رہا

کیا ماجرا اژدہا کا بیان

گیا جانب کوہ ہوکر سوار

نژاد کیان سے ہوا کوئی یہان

نہ زنہار تو اب ہو گمان شکن



کہ تھی شرط جو کچھ ہوئی وہ ادا
غرض پھر ہوا اہرن نام جو
کہ ہو قاتل گرگ و مار سیاہ
کہ گشتاسپ داماد تیرا کلان
غرض اوس دلاور نے پھر فتح پاک
یہ سنکر شہ روم کہنے لگا
سنون جبکہ جنگل سے گا ہو رہا
سپہدار سالار لشکر کیا

شتابی سے کر تو بھی وعدہ وفا
کیا کتخدا دختر خرد کو
ملکزادہ گشتاسپ با عز و جاہ
شجاع و دلاور بہادر جوان
کیا گرگ اور اژدہا کو ہلاک
مجھے روز اول یہ معلوم تھا
پلنگان و شیران و گرگ اژدہا

بیان کی یہ گفتار اہرن جب
کتابون کی اوستاد تھی یک زبان
گئی وہ کتابون کی ماں کے حضور
جو مرین و اہرن کا یاور ہوا
کیا اون کی ماں نے یہ قصہ تمام
کہ زیر سپہر برین جز کیان
کیا شہ نے گشتاسپ کو پھر طلب

ہوا قیصر روم ناچار تب
یہ اوس سے لگی کہنے وہ سیم تن
لگی کہنے یوں با فراوان سرور
تو پھر مدعا اونکا یکسر ہوا
کیا عرض پیش شہ ذوالکرام
نہیں کوئی ہرگز دلاور جوان
بصد جاہ و شوکت زرے دلربا
فزون مرتبہ پایہ پر تر کیا

جنگ کردن گشتاسپ با الیاس

والی خزر و گرفتار کردہ آوردن الیاس را از میدان پیش قیصر روم

ہوا جبکہ گشتاسپ سالار فوج
لکھا پھر یہ نامہ بہ شہ خزر کو
شہ کشور خزر الیاس شاہ
سپہ لیکے آیا سوئے ملک روم
سو لشکر خزر آیا دوان
ہوا کشت و خون دشت مین بیقدر
پکارا یہ میدان مین آن کر
دلیرانہ الیاس آیا وہین
تو الیاس ہرگز نہ قائم رہا
ہوا قید میدان مین الیاس جب
غرض ملک تسخیر قیصر کیا
وہان آگے از روئے لطف و عطا
سپہدار گشتاسپ نے ایک روز
یہ سنکر وہین پیش سلطان روم
نہین خوب لہراسپ کو کشتہ رزم
کہ ہے شاہ لہراسپ پیر ادبیر
دلیران ایران کو یارا کہان
کہ تسخیر ایران مین جاکر کرون
سو شاہ لہراسپ نامہ لکھا
اگر نصف ایران و تاج و کلاہ
ہوا لیکے قابوس نامہ روان
یہ کہنے لگا پھر شہ نامجو
کہا یون فرستادہ سے بعد ازان
یہ سنکر کیا نامہ بر نے بیان
کہ بیشے مین اک گرگ خونخوار تھا
پھر الیاس خزر کیہ ہنگام جنگ
مشابہ ہے کسکے وہ جنگ آزما
یہ جانا جہاندار لہراسپ نے
نکر اتنا اک پہلوان پر غرور

ہوئے تابع حکم سردار فوج
کہ اب خزر سے دست بردار ہو
کہ رکھتا تھا ساتھ اپنے جنگی سپاہ
سپہ وہ کہ فولاد ہو جس سے موم
ہوئی گرم پیکار جنگ آوران
کہ صحرا ہوا بحر خون سر بسر
کہ الیاس رکھتا ہے ہمت اگر
ہوا ساتھ گشتاسپ کے گرم ستیز
زمین پر گرا زین سے ہوکر جدا
گریزان ہوا لشکر خزر تب
بہت گنج قیصر نے واں سے لیا
زیادہ کیا رتبہ گشتاسپ کا
کہا شاہ سے اے شہ نیک روز
لگے کہنے یون نامداران روم
مناسب نہین ملک ایران کا عزم
عیان اوسکا احوال ہے سر بسر
کہ ہون ساتھ میرے ستیزہ کنان
تجھے صاحب تخت و افسر کرون
یہ مضمون تھا اوسمین شہ نے لکھا
مجھے دے تو ہو صلح اے بادشاہ
گیا جبکہ وہ پیش شاہ جہان
کہ تسخیر کرکے فقط خزر کو
حقیقت فراجنگ کی کر بیان
کہ قیصر کا داماد ہے اک جوان
اور اک کوہ پر تھا وہان اژدہا
اوٹھا زین سے لایا جوان نامدار
کہ جسنے یہ کار نمایان کیا
کہ برپا کیا فتنہ گشتاسپ نے
کہ یہ بات ہے عقل و دانش سے دور

نہ محکوم تنہا تھی اوسکی سپاہ
مہیا تو کر ورنہ سامان جنگ
حقیقت یہ سنکے ہوا خشمگین
ادودھر بھی گشتاسپ لیکر سپاہ
سر و پہلو و سینہ تھا وقت جنگ
سپہدار گشتاسپ مرد لبیب
تو ہو ساتھ میرے سپہ گرم جنگ
جو گشتاسپ نے نیزہ کو زور سے
گرفتار کرکے وہ جنگی جوان
گیا مرز تک پھر تعاقب کنان
پھرا خزر سے پھر بفتح و ظفر
کیا بلکہ مختار یکسر امور
تنگ و ساز اب سوئے ایران کرو
کہ لہراسپ ہے بادشاہ عظیم
جوان دلاور ہوا خشمگین
مری جنگ کی تاب اوسکو نہیں
ہراسان ہین گر روم کے نامدار
کہا جبکہ گشتاسپ نے یہ سخن
کہ ہے ساتھ تیرے مجھے عزم جنگ
کرون ورنہ ایران کو یکسر خراب
بجا لاکے آداب نامہ دیا
ہوا قیصر روم مست غرور
کہ الیاس کا ملک کیونکر لیا
دلیر و تنومند گشتاسپ نام
دلیرانہ دونوںکو بیخوف و باک
یہ پوچھا جہاندار نے پھر کہ ہان
نظر کرکے اونسے لبوں زیر زیر
شہ روم کو نامہ کا پھر جواب
ہزارون ہین یان گرد شمشیر زن

شہ روم سمجھے تھا پشت پناہ
جو سنکر ہو خاطر ہوکر سیاہ رنگ
کہا قصد پیکار از روئے کین
بفرمان قیصر ہوا کینہ خواہ
نثار عمود و سنان و خدنگ
روان کرکے گھوڑے کو مانند شیر
نہ ہرگز کری جنگ مین کچھ درنگ
کمر سے کیا بند الیاس کے
اوسے لیگیا پیش قیصر کشان
شہ روم با شوکت و فرشان
سو روم آیا بصد کر و فر
جوانمرد کو با نشاط و سرور
نبرد آزما شاہ ایران سے ہو
وہ رکھتا ہے گنج و سپاہ عظیم
شہ روم سے پھر یہ بولا وزیر
کہان ہے یہ طاقت جو ہو گرم کین
تو ارشاد ہو مجکو اے شہریار
تو شادان ہوا سنکے یہ سخن
نہین جنگجوئی مین ہرگز درنگ
تو ہوئے گرفتار رنج و عذاب
مہینا پچھے کے لہراسپ کشور کشا
ہوا فہم و دانش سے یکبار دور
اوسے قید قیصر نے کیونکر کیا
بنا ہاتھ سے اوسکے یہ کام
کیا اوس دلاور نے جاکر ہلاک
یہ بیٹھے ہین جتنے یلان اسکے ہان
کہا اسکے ہمشکل ہے وہ دلیر
لکھا یون کہ اے شاہ والا خطاب
نبرد آزما [illegible]

نہیں خرج ایران نہ الیاس ہم / تو اندازہ سے رکھنا باہر قدم
بدستور پہونچا نستانی خراج / نہ ہے ورنہ تیرا یہ اورنگ و تاج
یہ نامہ نویسندہ جب لکھ چکا / تو قاصد کو اوس نے رخصت کیا

طلبیدن لہراسپ گشتاسپ را از روم و تفویض نمودن تخت و تاج بہ گشتاسپ و بیاد خدا مصروف بودن

برادر جو گشتاسپ کا تھا زریر / کہا اوس سے لہراسپ نے ای دلیر
تو جا پیش قیصر فرستادہ وار / یہ قاصد گیا اوس کے ای شہریار
تو کر صلح ہم سے نہو کینہ خواہ / کرینگے نہ ہم خواہش تاجگاہ
تو پھر پاس گشتاسپ کے آئیو / سمجھوئیو یہ پیام پہونچائیو
کہ بیٹے تری قدر جانی نہ آہ / ولی ہو نہیں اب جہاں میں عدو خواہ
تری یاد میں کیا پریشان ہوں میں / بہت اب ہے دل میں پشیمان میں
خطا میری اب سر بسر کر معاف / کدورت سے کر آئینہ دل کا صاف
روانہ ہوا سوے ایران دیار / کہ ہے شوق دیدار میں بیشمار
ہوا سیر میں افسر و تخت سے / تو فیروز ہو یاری بخت سے
ارادہ یہ ہے معتکف ہو اب / کروں یاد یزدان میں ہر روز و شب
رکھوں سر پہ تیرے کلاہ مہی / مبارک تجھے تخت و تاج شہی
بحکم شہنشاہ آفاق گیر / سو پہونچا جو ایران سے آیا زریر
کہا جبکہ قیصر سے پیغام شاہ / لگا کہنے تب قیصر کینہ خواہ
مجھے شاہ دے نصف ایران اگر / تو کر صلح البتہ ہو بیخطر
وگرنہ مصمم ہے یہ خواہش جنگ / مہیا ہے تیغ و سنان و خدنگ
شہ روم نے جب یہ پاسخ دیا / وہ رخصت ہوا سے مکان میں گیا
گیا پیش گشتاسپ پھر وقت شب / کہا اوس سے پیغام لہراسپ سب
پیام پدر سنکے ہو شاد شاد / ملکزادہ گشتاسپ فرخ نہاد
کتابوں کو لیکے شتابان ہوا / روان سوے اقلیم ایران ہوا
جو نزدیک پہونچا وہ سالار / گئے پیشوا نامداران شہر
گیا جبکہ لہراسپ کے روبرو / اوٹھا تخت سے تب شہ نامجو
پسر و پدر ہوکے پھر ہمکنار / ہوئی شکل رہبار اشکبار
وہیں پھر جہاندار فیروز بخت / بٹھا ایک تخت اپنے پہلو ہی تخت
لگا کہنے گشتاسپ سے ای پسر / تو اس تخت زرین پہ ہو جاوہ گر
وہ بیٹھا وہاں جب تو سب بدرا / بحکم شہنشاہ عالی تبار
ہوے اوسکے محکوم و فرمان پذیر / دلیران و گردان امیر و وزیر
جہاندار لہراسپ فرخ خصال / جہان میں رہا یکصد و بیست سال
کہا شہ نے گشتاسپ سے بعد ازان / کیا میں نے اب ترک کار جہان
مجھے کام کچھ سلطنت سے نہیں / تو ہے مالک تخت و تاج و نگین
یہ کہکر قبائے شہی دور کر / لباس فقیری کیا زیب بر
نہ زنہار لیکن رہی حب جاہ / گیا پھر سو بلخ لہراسپ شاہ
کہیں ہونی بلخ میں اک مکان / پرستش کہ خلق تھا کعبہ سان
کسی حجرے میں وہ ان صاف دل / یہ یزدان پرستی ہوا مشتغل

نشستن گشتاسپ بہ تخت و پیدا شدن اسفندیار

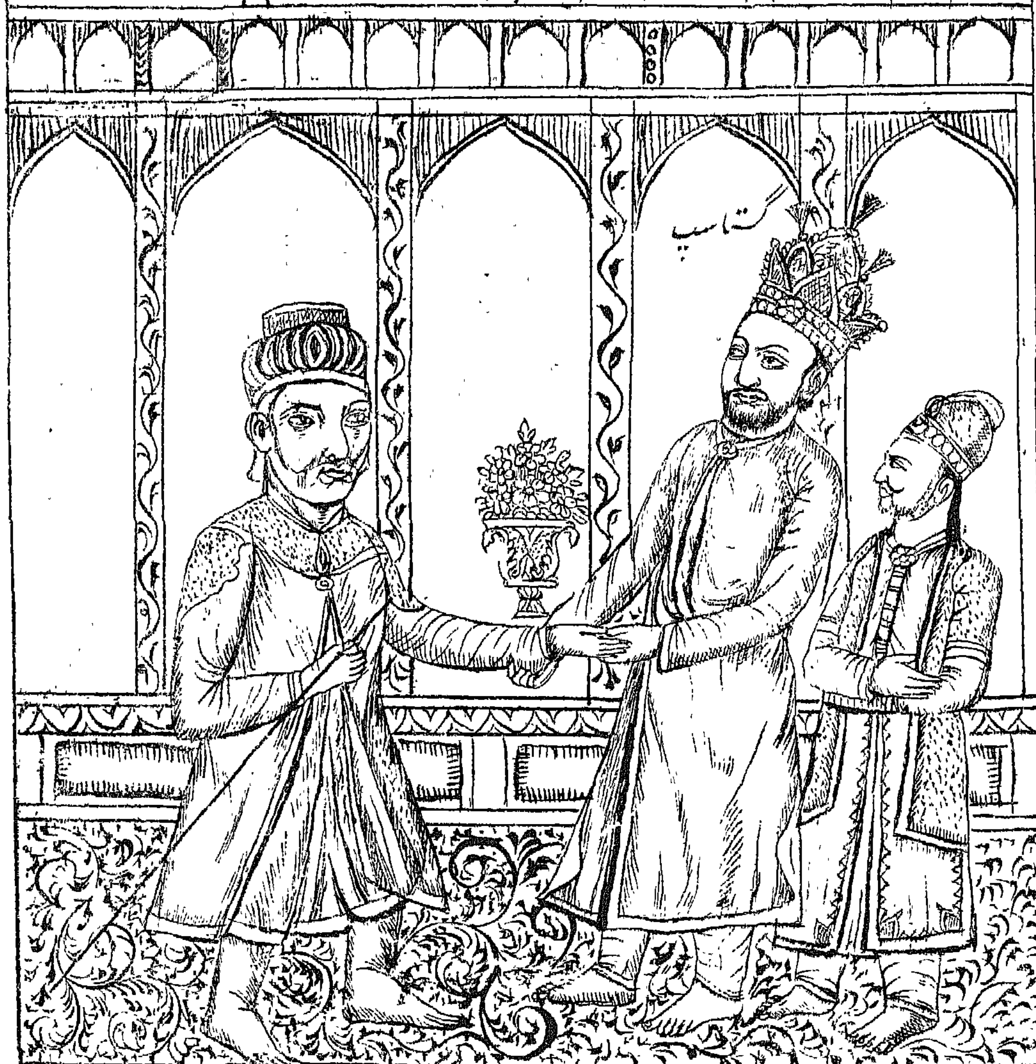
ہو معتکف جبکہ لہراسپ شاہ / تو بیٹھا سر تخت گشتاسپ شاہ
تو مشغول بفضل خدا کے کریم / جہان میں ہوا بادشاہ عظیم
شہان جہان بھیجتے تھے خراج / حضور خداوند اورنگ و تاج
دلے حسین چین کا فرمانروا / کہ ارجاسپ تھا نام اوس شاہ کا
نکرتا تھا زنہار فرمانبری / کہ محکوم تھی اوسکے دیو و پری
غرض فوج پر اپنے مغرور تھا / بہت اپنے نزدیک وہ دور تھا
سوا اسکے تھا صد ازبان / ہمیشہ تھے محکوم شاہ جہان
جہاندار گشتاسپ تھا دادگر / نہ تھا کام جز یاد شام و سحر
نہ تھا نہ لعدل و کرم گستری / شب و روز مصروف تھی [illegible]
کہا یوں پہ پیدا ہوے دو پسر / تو مسند پہ زور رشک قمر
رکھا نام اسفندیار ایک کا / دگر طفل کا نام پشوتن رکھا
ہوے دونوں شہزادے پرورده جب / سکھائے شہ نے اونکو سب
جو جانا تا اوس شہ کا دستور تھا / وہ علم سماوی میں مشہور تھا
نہنگ کر کیا ہ بیابان زر [illegible] / اوسے [illegible] میں ڈال اور [illegible]

سمجھایا پھر اسفندیار او سمیں لا
بہت زورمند و جوانمرد تھا
ہوا ختم رستم کا احوال رزم

آ جس سے وہ روئین بدن ہو گیا
جہانمیں ہر اک فرد تھا
بس اب دلکو ہی رزم دیگر کا عزم

وہی گرد روئین تن اسفندیار
یہ لکھتا ہے فردوسی نامدار
لکھوں جنگ اسفندیار جوان

شہیں لو شہنشہ نامدار
کہے بیٹے اشعار اس نے ہزار
کرون کارنامہ جوان کا بیان



رسیدن زردشت آتش پرست در حضور گشتاسپ شاه و خود را
به پیغمبری آشکار کردن و آمدن گشتاسپ شاه در دین او و لشکر کشیدن
ارجاسپ شاه ماچین و چین بر ایران و محاربه عظیم رو دادن و از دست اسفندیار
کارنمایان بظهور رسیدن و فتح یافتن گشتاسپ و رواج دادن اسفندیار

کوئی گرد تھا ایک زردشت نام | دین زردشت را در عالم | خبر دار علم فلک سے تمام

وہ آیا حضور شہ دین پناہ
کیا ایک دن یہ عمل آن کے
خواص ورس شہر کا بیان کیجیے کیا
ہوا شاد گشتاسپ فرخ نہاد
یہ زردشت بولا کہ اندیشہ کیا
ہوا خواہش دل سے اوسکا مرید
دکھاؤن تجھے معجزے اب یہان
اگر مین کسی پر ہون نامہربان
مرے پاس آتے ہین اکثر ملک
تو کر اوسکے آئین کرے اختیار
کیا تھا جو زردشت نے آشکار
گیا پانے بالاے نہ آسمان
کہا ایک روز اوسنے اے تاجدار
لکھا شاہ نے نامہ ارجاسپ کو
پڑھا شاہ گشتاسپ کا نامہ جب
سنا ہے یہ شاہا تو بیدین ہوا
تجھے اوسنے گمراہ آ کر کیا
ترا باپ بیدار و یزدان پرست
کہ بیدینی اب تو نے کی اختیار
سیہ ورنہ کھینچون پس یکدونا
و ز اپنے نامے کو پڑھ غور سے
پڑھا جبکہ مضمون نامہ تمام
سمجھتا ہے کیا کیجیے عزم جنگ
ز زریر اوس نے تب یون کہا
ہوا شاد ان شاہ کشور کشا
کرو ہین تجھے کشتہ تیغ کین
یہ نامہ جو پہونچا تو سالار چین
جہان لشکر چین پہونچا تھا اوس
سنی جب خبر شاہ گشتاسپ نے

بیان شہ سے کی اپنی آئین و راہ
کہ گشتاسپ سے آ کر ایوان کے
کہ برگ و ثمر اوسکا جو کھاتا تھا
زیادہ ہوا اوربھی اعتقاد
کرون جا کے مین چارہ لہراسپ کا
عقیدت کا ہر روز و شب تھا مرید
عیان معجزہ ہے راز ہفت آسمان
تو دوزخ نصیب اوسکی ہو گئیان
عیان معجزہ کرتے ہین از فلک
تو مقبول ہو پیش پروردگار
وہی اوسکا مذہب کیا اختیار
خدا کو بھی مین دیکھ آیا وہان
ترا ہی مددگار ہے پروردگار
کہ تجھ سے ہے تو اب دست بردار ہو
سپہدار ارجاسپ سمجھا یہ تب
پذیرندہ تازہ آئین ہوا
تہ کار تیرا سراسر کیا
اور افسوس تو کے ہو شیطان پرست
نہ گمرہ ہو بہ خدا زنہار
کرون ملک ایران کو یکسر تباہ
تو آ پا ز بدرسم و بد طور سے
تو دستور گشتاسپ جاماسپ نام
نہین چاہیے اسمین ہرگز درنگ
کہ جنگ آزمودہ نہین یہ شہا
لکھا پاسخ ارجاسپ کے نامے کا
نہ تو ہو نہ لشکر نہ ماچین و چین
ہوا پڑھ کے مضمون بہت خشمگین
نہ رستا تھا برگ و شجر کا نشان
کہ کھینچی ادھر فوج ارجاسپ نے

کیا راز آتش پرستی عیان
ہوا ایک پیدا درخت بلند
نصیب اوسکی ہووے تھا علم فلک
پھر آئی خبر پیش گشتاسپ شاہ
غرض بلخ سے آیا جب پیش شاہ
کہا شہ سے زردشت نے ایک روز
جسے چاہو تم اوسکو بھیجو یہین
جہان بادشاہا بالطاف رب
مرے واسطے شہ نے وستا کتاب
غرض شہ نے سن قول زردشت کا
کئی دن کے بعد اوسنے پھر یہ کہا
کبھی شاہ گشتاسپ عالی گہر
کر اب شوق سے عزم تسخیر چین
وگرنہ ملاؤن تہ خون و خاک
کہ زردشت نے شہ کو گمرہ کیا
ترے پاس پہونچا ہے یہ شور بخت
کیا کیش و دین تو نے ویرانیان
پہ پاس مین تجھسے ہون کینہ خواہ
ترا ہی جو پیغمبر بد سیر
لکھا دوستانہ یہ نامہ تجھے
روانہ ہو لیکے نامہ وہ دیو
یہ بولا کہ لکھیے بھلا جواب
لگا شاہ سے کہنے اسفندیار
تعینات ہو ساتھ میرے سپاہ
اوٹھے وہ تو کس واسطے رنج راہ
غرض نامہ لیا جب ہو چکا
سپہ لیکے وہ مین پی کارزار
نگر کا تھا غارت فقط کینہ جو
تب آیا سپاہ گران لیکے شاہ

ہوا معتقد اوسکا شاہ جہان
ثمردار مطبوع و خاطر پسند
فزون عقل ہوتی تھی بیشبہہ و شک
کہ ہے سخت بیمار لہراسپ شاہ
تو پھر وہ شہنشاہ کیوان کلاہ
ہے سوال خدا سے نہین اے نیک ذر
سو گلستان بہشت بریں
نظر مین مری عرش کرسی ہے سب
ہوئی نازل اے شاہ گردون جناب
تو بس ترک کر دین اپنا کیا
ہوئی اوسکو معراج حاصل شہا
نہ پھر یہ تھا فرمان اوسکے سر
تو ہو ساتھ ارجاسپ کے گرم کین
کرون تیغ کین سے تجھے مین ہلاک
وہین پاسخ نامہ پھر یہ لکھا
کہ ہے سخت بدکیش بدرو و سخت
یس و پیش زنہار دیکھا نہ آہ
مناسب ہے تجھکو کہ اے بادشاہ
اوسے اپنے اقلیم سے کر بدر
کہ حاصل ہو اور دین و دنیا تجھے
شتابی گئے پیش کیہان خدیو
کہا اسنے زردشت نے یون شتاب
تجھے کیجیے رخصت سو کارزار
کہ ہون ساتھ ارجاسپ کے کینہ خواہ
شتابی سے پہونچو نہین لیک سپاہ
تو پھر شہ نے دیوونکو رخصت کیا
روانہ ہوا اسکو ایران دیار
جلاتا تھا ہر کاخ و ہر قصر کو
دلیران جنگ آور و کینہ خواہ

سواران جنگی تھے شش صد ہزار
خرد مند جاماسپ شہ کا وزیر
کرے فتح کسکی یہ وزرعنا
دلیران ایران بہت ہون ہلاک
صف آراستہ بعد ازان ان ہوئی
پسر شاہ لہراسپ کا اردشیر
کیے قتل اونے کئی نامدار
ہوا جبکہ وہ کشتہ تیغ تیز
گیا پھر وہین جنگجو سے دلیر
ہوا جبکہ پشتو وہ جنگی ہلاک
کئی پہلوان اور کئی دیوزاد
شتابان ہوا پھر سوار زریر
ہوا تب خروشندہ سلطان چین
اوسے حسب شوکت شہ شان کی دین
کیا دیو نے زخم وہین رہا
دلیران ایران سے کہنے لگا
وہین سنکے بولا یہ اسفندیار
اگر دیو خونخوار کو کرکے پست
پھر اتنے مین لشکر مین غوغا اٹھا
یہ سنکر ملک زادہ اسفندیار
کہا ہو نہین روئین تن اسفندیار
روان کی وہین دیو سرکش پہ تیغ
کیا زخم نیزہ رہا دیو پر
جدا کرکے سر جسم ناپاک سے
مدد کو گئے سوے اسفندیار
یہ کہکر سپہدار اسفندیار
ہوا حملہ آور بہ فوج گران
گریزان ہوا دان سے سلطان چین
کہ جانبخشی اسی شہ کرے تو اگر

شبر دآزمایان خنجر گذار
صطرلاب انی مین تھا بینظیر
وہین دیکھکر اوسنے ظاہر کیا
پھر آخر بالطاف یزدان پاک
بہم رزم جنگی نمایان ہوئی
کہ تھا وخت کاؤس وہ دلیر
ہوا کشتہ پھر آپ انجام کار
گیا پور جاماسپ بہر ستیز
ہوا نامور پشتو وہ پور زریر
زریر دلاور ہوا خشمناک
مقابل ہوے آکے مانند باد
سوے شاہ ارجاسپ مانند شیر
گرامی نامداران ترکان چین
بہت گنج و زر دیکے شادان کرون
ہوا قتل وہ مرد جنگ آشنا
کرے ہے کوئی مرد شبر دآزما
کرون جاکے مین دیو کا رزار
تو دے لشکر چین کو شکست
کہ اس دیو نے حشر برپا کیا
وہین اسپ پر شہزادہ ہو سوار
نہین تاب یو دنکو یہ زینہار
سو نامدار جہان بیدریغ
سنان لے کیا بس جگر سے گذر
جوان نے کیا بستہ فتراک سے
یہ کہنے لگا اونے اے نامدار
عقب اوسکے دونون وہ جنگی سوار
زد و کشت باہم ہوئی خونفشان
ہوی سب پراگندہ ترکان چین
تو آتش سے سیتی کرین [illegible]

سپہ لشکر چین بہ تیغ و تبر
لگا اوس سے کہنے شہ نامدار
کہ خویش و برادر تیرے روز جنگ
نہین تجھے ہو وے فتح و ظفر
دلیران ایران گردان چین
دلیرانہ آیا سوے حربگاہ
برادر ہوا اوسکا وہ شہید تھا
کیے اوسنے ترکان خونخوار قتل
کیے غرق خون مرد خنجر گذار
روان کرکے گھوڑا سوے رزمگاہ
جوانمرد نے کھینچکر تیغ کین
صف فوج کو چیر کر سر بسر
دلیرانہ اب گرم پیکار ہو
وہین بید رنگ ایک مرد دلیر
زریر دلاور ہوا کشتہ جب
جو اس پور سے جاکے ہو جنگجو
جہانگیر گشتاسپ نے سنکے شاہ
تو سر سے اپنے افسر زر رکھون
سر ایران ہوے کشتہ ایرانیان
دلیرانہ آیا دوان سوے دیو
جو ہے پہلوان ساختہ شبر دآزما
دلیرے وہ تیغ ہنگام جنگ
ہوا کارگر نیزہ آب گون
شتابان ہوا اتنے مین پور زریر
کہ آؤ چلو سوے اسپ شاہ
شتابان ہوے سوے سالار چین
کیا قافیہ لشکر چین کا تنگ
گرفتار آئے بہت سرکشان
کیا حکم گشتاسپ شہ نے وہین

سواران ایران سے تھا بیشتر
صطرلاب مین دیکھا ہی ہوشیار
بہت کشتہ ہون زیر تیغ و خدنگ
گریزندہ ہو فوج چین سر بسر
ہوے گرم پیکار ازدر کین
سواران چین سے سوار زہوا
سو رزمگہ بعد اوسکے گیا
ہوا آپ بھی آخر کار قتل
نہ جاشیر ہوا آپ بھی زینہار
ہوا گرم کین مثل مار سیاہ
کیے قتل دیوان و ترکان چین
گیا جبکہ نزدیک وہ نامور
کرے جو کوئی قتل اوس دیو کو
ہوا آنکہ ہم شیر دزریر
ہوا بیدالم شاہ گشتاسپ
ملا وسے تہ خاک خونین پور
کہا یون کہ اے پور فرخ نہاد
تجھے تخت شاہی حوالے کرون
نہین ہاے تاب اقامت یہان
لبان شہ پر زبان گرتیو
کشندہ ہون دیوان خونخوار کا
پکڑلی دلاور نے اور بیدرنگ
گرا خاک پر دیو سرکش نگون
اور اک گرد فرشید مرد دلیر
کرو اوسکے لشکر کو یکسر تباہ
جہاندار گشتاسپ بھی پھر وہین
رہی پھر نہ ارجاسپ کو تاب جنگ
یہ کہنے لگے ہوکے زاری کنان
پھر آباد یان شاہ روے زمین

پڑا تھا جہان کشتہ جنگی زریر / ادھر سے سپہ شاہ آفاق گیر
ہوئی تلخ اسپ زندگانی مجھے / دریغا کہ یون کشتہ دیکھون تجھے
لگا کہنے دستور سے شہریار / کہ میدان مین کشتگان کا شمار
ہوئے کشتہ ایرانیان سی ہزار / ازانجملہ تھے ہشتصد نامدار
ہوئے قتل میدان مین یکصد ہزار / ہزار و صد و ہشتصد نامدار
دیا دین زردشت کو پھر رواج / جہاندار نے از سر ابتہاج
اوسے شاہ نے تخت و افسر دیا / خوشی سے ولیعہد اپنا کیا
جہان مین تا آئین و طرز نکو / مروج تو کر دین زردشت کو
شہر روم محکوم وہ وہین ہوا / پیمبر کا جو دین وہ آئین ہوا
گیا پھر سوے ہند اسفندیار / وہان بھی یہ آئین کیا آشکار
گیا جس ولایت مین اسفندیار / گیا جس طرف نامہ نامدار
گئی ہر طرف زند و استا کتاب / نہ آئی کسیکو یہ زہرہ تاب
سپہدار نے پھر یہ نامہ لکھا / سوے شاہ گشتاسپ کشور کشا
ہر اک ملک مین مردم خاص و عام / ہوئی گرد آتش پرستی تمام

سوا نقش پر اوسکی نوحہ کنان / کہا یون کہ اے سرفراز کیان
اوسے رکھکے تابوت مین ہمدمان / شہنشہ ہوا سوے خیمہ روان
شمار اوسنے جب کشتگان کا کیا / ہوا آشکارا کہ وقت وغا
جب آیا سو نقش ترکان چین / تو ظاہر ہوا یہ کہ گردان چین
بیشتر ہوئی جب کہ فتح و ظفر / ہوا شاد شاہنشہ نامور
دلیری و مردی اسفندیار / ہوا دیکھکر شاد وان شہریار
کہا پھر کہ اے پور عالی گہر / سپہ لیکے گیری تو باندہ ابکمر
ہوا شاہ سے رخصت اسفندیار / سوے روم سپہلے گیا نامدار
رکھا زند و استا کو بالا سر / اطاعت مین سب کے آئی نظر
پھر آیا سوے چین پہلوان / ہوئے لوگ وان کے پرستش کنان
ہوئے سب دل و جان فرمان پذیر / رہا بادشاہ وہ امیر و وزیر
کری حکم سے اوسکے جو انحراف / کسی نے نہ ہرگز کیا یہ خلاف
کہ خرد و کلان نے بصد ہی طرب / پذیرا کیا دین زردشت سب
یہ سنکر ہوا شاہ گشتاسپ شاد / کہ حاصل ہوئی جان و دل کی مراد

قید کردن گشتاسپ اسفندیار را باغوای گرزم پہلوان تشریف آوردن در سیستان

جہاندار نے ایک کی انجمن / بچھے آگئے حاضر سران زمن
ولے تھا وہ بدخواہ اسفندیار / لگا کہنے شہ سے کہ اے شہریار
غرور اوسکو ہی زور سر پنجہ پر / کہ ہم پر اوسکا یہین ہے نظر
کہ تجھکو کرے آن کر یان اسیر / ترا چھین لے تاج و تخت و سریر
ہوا سنکے آزردہ گشتاسپ شاہ / نہ مائل ہوا پھر سوے بزمگاہ
طلب کرکے پھر اپنے دستور کو / لگا کہنے شاہنشہ نامجو
وہ جاماسپ دستور شاہ جہان / گیا پیش اسفندیار جوان
مجھے کل کی شب ہے آیا نظر / کہ خواب مین مجھے میرا پدر
کہ گیا وہ ستارہ میری تقدیر کا / ہوا اپ شہنشاہ کشور کشا
ہوئی خم مری شمشیر گردن کشان / پرستندہ بادشاہ جہان
سمجھتا ہون اپنا مجھے وہ آج / تیرے مصلحت ہو سو کر آشکار
لگا کہنے یہ سنکے اسفندیار / کہ آزار دیگا مجھے شہریار
بلکرا وہ رکھتا تھا فرزند چار / خیرگر اوسمین تھا بہین نامدار

کوئی ایک تھا گرزم پہلوان / ندیم شہنشاہ گیتی ستان
سنا پہ کہ اسفندیار جوان / سے کرتا تھا اپنے سپہ فوج گران
سکے بہی وہ دل مین خیال تباہ / ارادہ یہ اوسکا ہے شام و پگاہ
سنا تھا پہ بیٹے وہ ظاہر کیا / جو تھہرتے وہ کسے شہا
گیا اک قلم صبر و آرام و خواب / رہا سرد و بستہ شب اضطراب
کہ جلدی تو جا پیش اسفندیار / بیان کر حال اوسکو اب نامدار
دیا پھر پیام شہ نامدار / لگا کہنے پھر وہ یہ اسفندیار
وہ بولا کہ کیسا ہے یہ خواب / جو اک شب کہا یوں یہ شتاب
کیا نہی میں اک گواہ [illegible] / کیا سر بلندان عالم کو پست
نہ کی میری خدمت میں [illegible] / ہوا مجھ کو یہ آزمودن تاجور
وہ بولا یہ بہتر ہے ای نامور / کہا شہ نے پہلے حضور پدر
وہ بولا کہ بہتر ہے جو ہو پدر / نہ پھر اوسکا فرمان ہی زنہار سر
وہ ہم پور مہر خورشید انور / سیوم آذر گرد فرخ سیر

چہارم ہمانوشت درناجمو
روانہ ہوا سوی گشتاسپ شاہ
اسے قید کرکے کیا پھر رواں
سنا جبکہ بہمن نے یہ ماجرا
گیا الغرض پیش اسفندیار
ہوا بلخ سے عازم سیستان
کیا اختیار اوسنے آئین شاہ
کیا ابدا ازان شاہ کو میہمان

سنہ سندہ انا و فرخندہ خو
سہ فرزند کو ساتھہ لے او سپاہ
شہنشہ نے سوی دژ گنبدان
لعبہ رنج و غم بلخ میں شب گیا
ہوا باپ کا مونس و غمگسار
کہ آئین تازہ کرو دان جہان
مروج کیا ملک میں دین شاہ

غرض گرد بہمن کو اسفندیار
گیا جب شہنشہ نامدار
ستونہای سخت آہنی کا چار
وہاں نے تب سو دژ گنبدان
گذر جب گیا روزگار دراز
جو نزدیک پہونچا وہ فرماں روا
رکھا قید و سپاہ کو بالا

سیاہ و حشم کرکے مختار کار
ہوا تب گرفتار اسفندیار
ستونوں سے باندھا اور استوار
ہوا بھائیوں کو وہ لیکر رواں
تو گشتاسپ شاہنشہ سرفراز
تو آیا تہمتن وہیں پیشوا
گیا اوسکو لیکے وہاں زود تر
رہا شاہ گشتاسپ دو سال وہاں

رسیدن کہرم پسر ارجاسپ با فوج سنگین در بلخ و لہراسپ را کشتن و بلخ را فتح کردن و آمدن گشتاسپ از سیستان و آمدن ارجاسپ برای امداد پسر و شکست خوردن گشتاسپ

سنی شاہ ارجاسپ نے جب خبر
بفرمان گشتاسپ آفاق گیر
یہ سنکر ہوا شاد وہاں شاہ چین
سو بلخ اوسنے روانہ کیا
کہا یوں کہ اے بادشاہ جہاں
یہ کہنے لگا وہ شہ نیک نام
بہت عذر لایا وہ فرخندہ کیش
سپہ شاہ کے ساتھہ تھی یکہزار
جو لہراسپ آیا سوے کارزار
سپہدار کہرم ہوا خشمگین
ولیکن نہایت تعجب ہے یاں
لیا گھیر لہراسپ کو بس وہیں
ہوا جبکہ لہراسپ سے تن جدا
شکستہ کیے یکسر آتشکدہ
دلے بھاگ کر آک زن زابلستان
ہوا سنکے غمناک شاہ جہاں
کہ بالفعل شاہا تو کر عزم جنگ
سپہدار ارجاسپ بھی لیکے فوج

میان دژ گنبدان تو اسیر
کیا قید وہیں غم میں جاں گیر
وہاں استقدر کوئی سرگرم تھا
نہیں کوئی سردار لشکر یہاں
کہ تجھکو ہے زنداں میں سے کام
ولے عذر ہرگز کیا کچھ نہیں
فزوں اس سے ہرگز تھا اک سوا
کہ کشتہ ترکان چین بیٹھا
لگا کہنے اے امیران چین
کہ پڑتے ہیں ...
ہوا گم بازار سپہ خانہ ولیکن
تو پھر چینیوں نے دوبارہ کیا
کیا زند وستا کو آتش زنی
شتابان ہوئی جانب سیستان
یہ رستم سے بولا کہ ای پہلوان
عقب تیرے پہونچا یہاں میں بہت
روانہ ہوا چین سے مانند موج

گیا ہی سو سیستان بادشاہ
سپہدار کہرم تھا اوسکا سپہ
کہ کہرم ہوا آن کر کینہ خواہ
سنا ساتھ اسکے سپہ سروری
سر و کار کچھ سروری سے نہیں
مکان عبادت لہراسپ شاہ
سوا بلخ میں فوج کہرم ہوئی
سواران بلخی نے وقت وغا
سپہ کینہ آور میں جنگی سوا
یہ سنکر ہوئی جاں آور سپاہ
ہوا زخمی و خستہ لہراسپ شاہ
ہوا بلخ میں چینیاں کا عمل
زنان شبستان گشتاسپ شاہ
گئی پیش گشتاسپ باچشم تر
یہی وقت یاری و امداد کا
ہوا شاہ گشتاسپ ہمراہ ان
ہوا ملتفت کہرم نامور

کہ اسفندیار یل نامور
نہیں بلخ کے شہر میں کچھ سپاہ
اوسے با سپاہ گراں آنکر
گئے مردان پیش لہراسپ شاہ
کہ زیبندہ ہے تمکو سرلشکری
مجھے کام لشکر سے ہے نہیں
گیا لاجرم جانب رزمگاہ
دلیرانہ پھر جنگ باہم ہوئی
کیا قافیہ تنگ بدخواہ کا
ادودھر یکہزار اور ادھر صد ہزار
لگے سواران لہراسپ شاہ
زمین پر گرا خسرو دین پناہ
کیا لشکر کو اسیر اور قتل
ہوئی قید یکسر سپاہ تباہ
کہا ماجرا بلخ کا سر بسر
شہنشہ کو رستم نے پاسخ دیا
سو بلخ پہونچا وہاں سے رواں
ہوا ... آکر ...

جو ارجاسپ آیا بفوج گراں
مقصر ہوں خدمت میں لاجرم
سپہ سے لگا کہنے پھر تاجور
سپہ لیکے آیا سوے رزمگاہ
ہوئی کچھ صف آراستہ ہر دو سو
ہوا گرم صحرا میں بازار جنگ
ہوا لشکر چینیاں چیرہ دست
غرض شاہ گشتاسپ عالی تبار
صطرلاب میں دیکھ ای نامور
تو حاصل ہے فتح و ظفر پھر یقیں
کہ اسفندیار جہانگیر کو
بحکم جہاندار آفاق گیر

ہراساں ہوئی فوج ایرانیاں
مجھے کیجیے معذور با صد کرم
بلاسے نہ آیا تہمتن اگر
کہ تا لشکر چین سے ہو کینہ خواہ
دلیران جنگی ہوئے جنگجو
ہزاروں ہوے سر جدا بیدرنگ
دلیران ایران کو پہونچی شکست
ہوا جا کے قائم سر کوہسار
کہ ہو کس طرح سے میسر ظفر
تبہ ہوویں یکدست ترکان چیں
مرا نامہ لیجا کے ای نامجو

سوا اسکے رستم نے نامہ لکھا
ہوا خشمگیں خسرو ارجمند
جہاں آفریں اب ہمارا ہے یار
شہ چین بھی لیکر سواران چیں
خروشاں ہوا گوش گردوں شگاف
ہوا دامن دشت دریاے خوں
گریزاں ہوے جبکہ ایرانیاں
وہ جاماسپ تھا شاہ کا جو وزیر
گذارش کیا اوسنے ای شہریار
یہ ظاہر کیا جبکہ جاماسپ نے
دژ گنبداں میں گیا واں شتاب

کہ کچھ کام درپیش ہے یاں شہا
نہ آیا اوسے عذر بیجا پسند
یہ کہکر ہوا شاہ ایران سوار
مقابل ہوا آنکے بس وہیں
کہ لرزندہ جسسے ہوا کوہ قاف
درفش سواران ایراں نگوں
تعاقب کو اونکے گئے چینیاں
لگا کہنے اوس سے شہ بےنظیر
جو ہو گرم پیکار اسفندیار
کہا تب اوسے شاہ گشتاسپ نے
توقف کو مت راہ دے جا شتاب
روانہ ہوا لیکے نامہ وزیر

رہائی یافتن اسفندیار از بند گراں

بحکم گشتاسپ شاہ و آمدن ہمراہ جاماسپ از دژ گنبداں بحضور پدر و بعد یا شاہی کامران بودن و فرستادن گشتاسپ اسفندیار را بجنگ ارجاسپ و فتحیاب بودن اسفندیار و گریختہ رفتن ارجاسپ و داخل شدن گشتاسپ در بلخ

گیا جب وہ پیش شہ نامدار
دیا نامہ شاہ شہزادے کو
گرفتار زنجیر کر لے گیا
تو اب دل میں ہے درد و کلفت و کیں
وہ یاں تک گرفتار آہن میں تھا
تو جاماسپ نے اوسکو باکر و فر
پھر اپنے جرائم کا ہو عذر خواہ
تجھے سونپ دوں تخت ایراں زمیں
پھر اسفندیار جواں کو رواں
پے جنگ بھیجا وہ اسفندیار
ہوا سامنے اوسکے مرد لبیب
دلے جسم اوسکا سلامت تھا

لگا کہنے شہزادۂ جنگجو
رکھا مجھپہ بیداد ناحق روا
یہ زنہار وقت شکایت نہیں
دم مخلصی اوسکو غش آگیا
سع چار فرزند والا گہر
لگا کہنے ای پور با عز و جاہ
کروں پھر میں طاعات جان عزیز
کیا سو ہی اعدا بفوج گراں
اور اک پہلواں نام تھا گرگسار
وہ روئیں بدن مثل شیر غرندہ
کہ روئیں بدن وہ جو تھا نامور

کہ ہو گرز زن پہلواں پور شاہ
دیا سنکے جاماسپ نے یہ جواب
غرض یکی جاماسپ نے اوسکو پند
جب آیا وہ پھر ہوش میں دل فگار
دیا لا کے گشتاسپ سے ملا
کہے مار کے خصم کو دور کر
یہ فرما کے اور کرکے گرز طلب
تو ارجاسپ نے جب سنی یہ خبر
مقابل ہوئی دو صف کارزار
کہی گرگسار ڈالا دیکے تیر
شتاب اوسنے آراستہ کر کمند

حضور ملکزادۂ اسفندیار
کہ کہنے سے کسکے مجھے بیگناہ
کہ ای نامدار شہ با جناب
کیے دور یکدست آہن کے بند
اور اوسکے ہوا دل کو جسدم قرار
بہت مہرباں شاہ اوپر ہوا
الم سے چھوڑا مجکو مسرور کر
کیا قتل اوسکو بخشم و غضب
روانہ کیا گھر میں اپنا پسر
پے جنگ آیا نکل گرگسار
ہوئے پار جوشن کو یک سخت تیر
کیا گردن خصم کو اوسمیں بند

گرا پشت سے اسپ کے گرگسار
لیبوی یمین یکصد و بیست تن
پھر اوس جا سے کر عزم اسفندیار
ہوے جنگ سے گرد ترکان زبون
ظفریاب گردان ایران ہوے
بفرمان اسفندیار جوان
لیا سنہ مین ترکون نے پھر برگ کاہ
بصد شوکت و حشمت عز و جاہ
تری بہنونکو لیگیا شاہ چین
قسم ایزد پاک کی اے پسر
حوالہ کرون تجکو تخت شہی
ترا ہو نہین اک بندہ جان نثار
نہ توران مین چھوڑون نہ چین مین بہا
کہا شاہ نے آفرین مرحبا
کہ ہو تجکو خلاصی قید سے مجکو گر
جہاندار نے اوسکو کر کے طلب
حضور جوانمرد اسفندیار

اوسے کھینچکر جلد اسفندیار
ہوے کشتہ از بازو صف شکن
لگا کاٹنے سر بسمت یسار
دہ میدان بس ہو گیا بحر خون
گریزان سواران ترکان ہوے
ہوے گرد ایران تعاقب کنان
حضور جوانمرد لاے سپاہ
ہوا داخل بلخ گشتاسپ شاہ
تو پھر اوس سے ہوجا کے اب گرم کین
کہ آوے تو جسدم بفتح و ظفر
زر و گنج و دیہیم و فرماندہی
نہ خواہندہ افسر زرنگار
کرون شاہ ارجاسپ کو سخت خوار
شب و روز یاد رہو تیرا خدا
تو خدمت کرون تیری شام و سحر
کہا یون ز روے نشاط و طرب
تو رہیو شب و روز خندان شاد

کیا اپنے لشکر مین لاکر اسیر
گیا وہ انکے کہرم بوقت ستیز
کیے تیغ سے یکصد و شصت و پنج
ہوئی فوج ارجاسپ شہ کی تباہ
رہی جنت تاب ثبات و قرار
بہت ترک کھینچے تہ تیغ کین
ہوا مہربان اونپہ اسفندیار
لگا کہنے پھر شاہ فرخ تبار
چھوڑا اگر اونھین قید سے لا یہان
کرون ترک دنیا و دولت و دین
یہ سنکر دلاور نے پاسخ دیا
بفرمان شاہنشہ دین پناہ
چھوڑا لاؤ نمین خواہرونکو شتاب
لگا کہنے شہ سے پھر اسفندیار
جہان قصد کیجے ہمین ہین رہنما
کیا قید سے تجکو ہمنے رہا
پھر اتا ہون سب اب قلم کی عنان

پھر آیا پے جنگ با تیغ و تیر
نزدیک ارجاسپ کرنے گریز
جدا سر دلیرون کے بیدرد تیغ
گریزان ہوئی چھوڑ کر رزمگاہ
شہ چین سوارہ نورد فضا
ہوئی لالہ گون خون سے وانکی زمین
پھر آیا حضور شہ نامدار
کہا اے مرد روئین تن اسفندیار
نہ تاخیر کر ہو شتابی روان
عبادت کرون ہو کے گوشہ نشین
مبارک تجھے تخت و افسر شہا
شتابی ہون ارجاسپ سے کینہ خواہ
باقبال شاہ ثریا جناب
کہ یون عرض کرتا ہے اب گرگسار
بجا لاؤ نمین شرط خدمت سدا
ادا کیجیو تو بھی رسم وفا
اور آتا ہون اب بسر ہفتخوان

رفتن اسفندیار جانب دژ روئین براہ ہفتخوان براے رہائی ہمشیرہای خود

رہا جب ہوا قید سے گرگسار
کہا یون کہ صدق ارادے سے گر
مجھے ملک ترکان کا اک بار دون
کرون صدق دل سے پرستندگی
بتا کونسی راہ سے ہون روان
سہ ماہہ مسافت رکھے ہے وہ راہ
دو ماہہ مسافت ہے اے نامدار
اور اوس راہ کا نام ہے ہفتخوان
کہین شیر و گرگ اور کہین اژدہا
گذر اوس بیابان مین دشوار ہے

تو پھر مرد روئین تن اسفندیار
ہے تو میرے پاس شام و سحر
ترے تن سے ورنہ جدا سر کرون
بجا لاؤن رسم و رہ بندگی
کہ ہو تجکو نہین آرام سے جلد وان
پہونچنے کی گذرگاہ ان سے بتا
نہین کچھ بھی خوف خطر یہان
کسے ہے یہ قدرت کہ جاوے وہان
نہو جنگ سے جسکے کوئی رہا
کہ ہر گام پر رنج و آزار ہے

اوسے لیکے اپنے مکان مین گیا
کرے راست گوئی بیان اختیار
وہ بولا کہ خبر ہے اتنی زینہار
لگا کہنے اوس سے یہ اسفندیار
وہ بولا کہ اک راہ ہے خوبتر
کم آباد ہے اوسکی راہ دگر
سوم ہفت روزہ ہے اے ارجمند
ہر اک منزل اوسکی ہے پر خوف و بیم
زن ساحرہ دیو و شور بخت
یہ بولا جوانمرد اسفندیار

رہا اوسپہ مصروف لطف و عطا
تو ہر دم فزون ہو تو عز و وقار
نہین کچھ مجھے کام لیل و نہار
کہ سوے دژ روئین اگر گرگسار
کہ ہے کیسر آباد اسے نامور
ملے میوہ و آب ہے بیشتر
ملے سختی وہ راہ ہے پر گزند
جہان جادوان رہتا ہے عظیم
بیابان و سیمرغ و سرما سخت
کہ مجکو نہین کچھ خطر زینہار

شتابندہ ہو نہیں سو ہفتخوان
یہ کہنے لگا یون کہ ای پہلوان
یہ گفتار ہرگز خوش آئی نہین
کہا مینے جو کچھ ہو باطل نہین
کیا راہ سے تو گریزان نہ ہو
یہ کہکر گیا پیش شاہ زمین
غرض کر لشوتن کو سالار فوج
گئے اپنی سرحد سے جس دم گذر
وہ صحرا جو دیکھا تو اسفندیار
بلا آ دیگی آج در پیش کیا
دو گرگان جنگی ستمگار ہین
سوارون سے روئین تن اسفندیار
یہ کہکر زدوی دلیری وہ مرد
لگے اسقدر زخم پیکان تیز
دلیرانہ آکر مقابل ہوئے
جوانمرد نے پھر دیا اوس سے کہا
نہین آج کچھ اور خوف و خطر
ہوے بعد ازان مائل خواب سب
ہوا مضطر شان جو وقت سحر
دلاور نے یون راہبر سے کہا
کہ ہین پیل سے بھی سطبر و بلند
لشوتن لگا کہنے ہم تم بہم
دلیرانہ پھر کھینچکر تیغ کین
سنے اوس دلاور نے بیخوف و بیم
اقامت گزین ہوکے با صد خوشی
وہ بولا کہ اک اژدہا ہے دلیر
ہوا سنکے یہ بات اندیشہ مند
نہ تاخیر کو دخل ہرگز دیا
کیے لیس اسپان تازی نژاد

کردن دفع ہر اک بلا کو وہان
رہ ہفتخوان سے تو مت ہو روان
کیے بستہ پھر دست و بازو وہین
مے قید کرنے سے حاصل نہین
مے دیکھئے طاقت و زور کو
ہوا شہ سے رخصت یل پیلتن
روانہ ہوا وہ مہین مانند موج
تو اک دشت پر ہول آیا نظر

یہ کہکر بلائی مے خوشگوار
دلیر و قوی زور سے گو ہزار
وہ کہنے لگا ہوکے گریہ کنان
وہ بولا نہین تجھپہ خشم و غضب
کہ کیا کیا دلیری ہوئی تجھسے عیان
سواران جنگی لیے دس ہزار
کف و کتف بستہ جو تھا گرگسار
وہ تھی اولین منزل ہفتخوان

احوال منزل اول راہ ہفتخوان

قوی ہیکل و سخت خونخوار ہین
یہ بولا کہ جب گرگ ہون آشکار
ہوا دشت پر خوف مین رہ نورد
کہ خستہ ہوئے گرگ وقت ستیز
سو ہنگامے پیکار مائل ہوے
کہ باقی کوئی اور بھی ہے بلا
بعیش و طرب کیجیے شب بسر

کہ ہنگام پیکار بیخوف و باک
تو پھر بارش تیر تم کیجیو
نمایان ہوئے گرگ خونخوار جب
وہین کھینچکر تیغ زہر آبدار
کیا قتل گرگون کو انجام کار
وہ بولا کہ بس تھے یہی گرگ دو
غرض شاہ وان فرود آئی ہنگام شام

احوال منزل دوم راہ ہفتخوان

کہ ہے راہ مین آج کیا کیا بلا
مبادا تجھے اونسے پہونچے گزند
کرین حملہ شمشیر کر کے علم
دو پارہ کیا شیر نر کو وہین
کیا تیغ بران سے اوسکا دو نیم
مے خوشگوار اونے ان نوش کی
مقابل ترے آئیگا ای جوان
لگا کہنے پھر سرور ارجمند
شتابندہ گردون سر کیا

وہ بولا دو ہین گرگسار ای جوان
نمایان ہوئے جب دو شیر ژیان
ولیکن ہوا اوسکو مانع جوان
ہوا کشتہ جب نر تو پھر مادہ شیر
مظفر ہوا جبکہ اسفندیار
طلب کر کے پھر راہبر کو کہا
دراز و سطبر و درشت و دژم
کرو ایک طیار گردون یہان
کیے تعبیہ تیر و تیغ و سنان

احوال منزل سوم از راہ ہفتخوان

ہوا مست مخمور جب گرگسار
تو جانبر نہوگا وہ لے زینہار
کہ میری خطا کیا ہے ای پہلوان
تجھے اسلیے مینے باندھا ہے اب
سمجھ لی کروں طی رہ ہفتخوان
خزانہ بھی شہ نے دیا بیشمار
رکھا ساتھ اوسنے اسپ پر کر سوار
کہو تم ہمین حقیقت اوسکی بیان
لگا پوچھنے یون کہ ای گرگسار
وہ بولا کہ اے مرد زور آزما
کرین پہلو میں دانتو سنی جا
نہ زنہار فرصت ذرا دیجیو
کیا تیر باران سوارون نے تب
لشوتن جوان اور اسفندیار
ہوا دیکھ حیرت زدہ گرگسار
سو تو نے کیے قتل ای جنگجو
لگے پینے صہبائے گلگون بجام
بسر کی بخوبی وہ آرام شب
تو وہ اوس سے روانہ ہوے پیشتر
دو شیران خونخوار رہتے ہین یان
تب اسفندیار جوان نے وہین
گیا آپ سے سو ہزبران دوان
ہوئی ہم نبرد جوان دلیر
تو لایا بجا شکر پروردگار
کہ فردا مجھے پیش کیا آئیگا
دہن ہے ہو آتش فشان دمبدم
کہ ہے ہو و پیسان ارابہ روان
رکھا ایک صندوق بھی ازان بعد ان
کہ تھے تیز رفتار مانند باد

دم صبح گردونہ ہو کر سوار
روانہ ہوا گرد اسفندیار
ولے تھا وہ صندوق میں جلوہ گر
پڑا اژدہا سے وہ جم جب نظر

کیا درکو صندوق کے وہیں بند
کہ تا اژدہے سے نہ پہونچے گزند
وہ آیا جو مانند ابر سیاہ
تو ماہی سے تیرہ ہوا تا بماہ

وہ گردون صندوق و سامان بہم
لیا کھینچ اوس اژدہے نے بدم
ہوئی کارگر جب کہ تیغ و سنان
تو عاجز ہوا اژدہائے دمان

زبون ہوکے گردونکو اوگلا دیا
رہی کچھ نہ طاقت جو ہو گرم کین
نکل وہ وہین صندوق سے وہ دلیر
خروشان ہوا مثل غرندہ شیر

کیا زخم شمشیر بران رہا
دوپارہ ہوا وہ سیہ اژدہا
ہوا ایک بیہوش جنگی جوان
تو کی نوشدارو وہین نوش جان

بفضل الہی ہوا تندرست
توانا و خرم دل و چاق و چست
سپاس خداوند جان آفرین
وہ لایا بجا خرمی سے وہین

سے لعل گون نوش کی بعد ازان
لگا کہنے یون پہر سے کہ ہان
تو کیفیت منزل چارمین
بیان کر اور اوسنے کہا پھر یہین

زن سحر ساز ایک ہے یہ دوان
اور اک غول ساتھ اوسکے ہے نوجوان
لگا کہنے منکر یہ اسفندیار
علاج اوسکا آسان ہے ای ستودہ دار

ہوا پیشتر روز چہارم روان
وہ اسفندیار جوان پہلوان

احوال منزل چہارم از راہ ہفتخوان

کہیں راہ میں ایک تھا نہر زار
اقامت گزین وان ہوا نامدار
الغرض کرکے ترتیب بزم خوشی
خوشی سے ہوا گرم بادہ کشی

زن خوبرو ایک آئی وہان
کیا آگے یون مین جسنے بیان
کہ ہون دختر اک شہ کی اے نامدار
بیابان میں لایا مجھے دیوسار

تو اب غول کی بند سے کر رہا
حضور اپنے رکھنے مجھکو صبح و مسا
یہ گفتار سنکر دلاور جوان
یہ بولا کہ وہ غول ہے بے گمان

وہ بولی گیا ہے برائے شکار
ولے آتا ہی جلد وہ نابکار
یہ سمجھا یقین وہ جوان پہلوان
کہ ہے ساحرہ یہ زن نوجوان

وہین کرکے اوسکو اسیر کمند
کیا بستہ محکم بزنجیر و بند
وہ جادو سے پھر بنگئی پیر زن
ہوا پر غضب مرد شمشیر زن

کیا کھینچکر تیغ اوسکو دو نیم
نمایان ہوا پھر غبار عظیم
جہان جس سے تاریک سا ہوا
سیہ غول پھر آشکارا ہوا

سو فوج اسفندیار جوان
دہن کھولے ہوا وہین آتش فشان
شتابان ہوا کھینچکر تیغ مرد
ہوا غول کے پیش سے ہم نبرد

کیا غول نے زور ہر چند پر
نہ غالب ہوا اوس تنومند پر
وہ غول سیہ کار انجام کار
ہوا کشتہ تیغ زہر آبدار

مظفر جوان دلاور ہوا
معین بخت و اقبال یاور ہوا
دلاور نے پھر اپنا سر سے کہا
کہ دیکھا تماشا مری جنگ کا

کیا غول کو جیتے کیونکر ہلاک
زمین کو کیا جسم سے اوسکی پاک
وہ بولا کہ اے آفرین مرحبا
ولے پیش آویگی کل وہ بلا

کہ جس سے رہائی ہو دشوار تر
نہ جانبر ہو ہرگز تو اے نامور
غرض ایک سیمرغ خونخوار ہے
مکان اوسکا بالائے کہسار ہے

وہ بچے بھی ہین اوسکی زورمند
درشت و قوی بازو و بس بلند
تجھے اور تیری ہی جتنی سپاہ
کریگا وہ سیمرغ سبکو تباہ

وہ بولا تب امید یزدان پاک
کرون تیغ بران سے اونکو ہلاک

احوال منزل پنجم از راہ ہفتخوان

روانہ ہوا صبح اسفندیار
دلیرانہ گردونہ ہو کر سوار
وہان جبکہ پہونچا دلاور جوان
کہ سیمرغ مسکن گزین تھا جہان

تب آیا وہ سیمرغ گردن فراز
کیا اوسنے چنگال وہین پر دراز
کہ گردونکو لیجائے از روے کین
سر قلعہ کوہسار برین

ولے اوسمین کہی تھی تیغ و سنان
ہوا اوسکے چنگال سے خون روان
چو خستہ ہوئی چنگل جو تلوار سے
تو بیکار وہ اوسکی منقار سے

ہوئی کارگر جبکہ تیغ و سنان
ہوئی پارہ منقار و حلق و زبان
ہوا اوسکے تن سے روان جوئے خون
زمین پر گرا ہو کے پست و نگون

نکل وہ وہین صندوق سے شکل شیر
ہوا نعرہ زن پہلوان دلیر
کئے زخم شمشیر بران تک ہا
کہ سیمرغ کو بس دو پارہ کیا

جو دیکھا تو بچے ہراسان ہوئے
وہین آشیان کو گریزان ہوئے
جوانمرد کے بازو و دست پہ
ہوئی آفرین خوان سپہ سر بسر

لگا کہنے یون بعد ازان گرگسار
ششم منزل اے سرور نامدار
کہون کیا کہ کیا رنج ہے کس قدر
گذرنا وہان سے ہے دشوار تر

بہت بارش برف و باران ہوئی
لگے کہنے مردم کہ اے نامدار
وہ کہنے لگا میں نہ ہرگز پھرون
نہیں فوج و بیکار کچھ زینہار
نہوویں جدا تجھسے ہم زینہار
سر فرشتم بسر و رنا مور
ہوا ار وہ جب رفتہ رفتہ تمام
ہوئی بارش برف بھی اندازان
سپاہ سپہدار اسفندیار
شتاب اپنی مدد و نیہ تو جسم کر
بجالا لے پیش کر پروردگار
یہان پیش آوے گی اب کیا بلا
زمین گرم ہو جون تف آفتاب
غرض یہ خرابی ہی تا سہ گروہ
دشمن سوء و فیروز ہیون زینہار
تو ہرگز نہ کر اب قدم پیشتر
دلیر ہوا نمرد اسفندیار
وہیں راہبر سے یہ بولا جوان
ترا بخت فرخندہ یاور ہوا
ہوا پر غضب دیکھکر نامدار
عبث تو نے پہونچا کے ہم و گزند
کہا دشمن یہان رزو جفا
کرے تا کہ عطف عیان پانے تو
توقع تو یہی ہے کہ میری خطا
گذر سیچ زخار سے لعل ان
سپہدار جنگی یہ بولا وہین
اگر تم دو صد سال کوشش کرو
کروں سر جدا شاہ ارجاسپ کا
یکایک ہوا تند وہ شوخ بخت

چلے باد تند ایسی ان پہلوان
خدا سے نہیں کر سکے کارزار
رہ ہفتخوان طی بہ ہمت کرون
مددگار میرا ہے پروردگار
کرین جان و تن اپنا یہ کیسر نثار

تبہ ہوے یہ سخت پہونچی گزند
مناسب یہی ہے کہ اب پھر چلو
مگر پانے پھر جاؤ تم شوق سے
یہ سنکر سران سپاہ دلیر
وہ بولا پھرون گر بہ فتح و ظفر

احوال منزل ششم از راہ ہفتخوان

کیا متصل کوہ کے تب مقام
رہی تین دن اک آفت وہان
رہ تجھ سے ہو گردان آشکار
کہ ہو یہ بلا دفع اب سربسر
سپہدار بولا کہ اے گرگسار
وہین راہبر نے یہ پاسخ دیا
نہیں ہے کچھ امید یک قطرہ آب
سوا اسکے ہی شاہ اگر ہو ون شکوہ
دلیران ایران و توران بیار

لگی چلنے جب تند باد اسقدر
نہان زیر کہسار لشکر ہوا
لگے مانگنے یہ دعا سب وہین
کیا لطف سے سبکو یزدان نے شاد
بفضل خداے جہان آفرین
کہ ہی راہ میں ریگ تفتہ تمام
نہ ہرگز گرے خاک پر سبزہ جا
ترد وہین آنا ہے مجکم اب بس
سپہر نہ غلہ و علف و گیاہ

احوال منزل ہفتم از راہ ہفتخوان

نظر کرکے سوے خداوندگار
نہیں ہے گیا تشنہ کا پان کچھ نشان
اثر برف کا اس میں یہ ہوا
کہا راہبر سے کہ اے نابکار
کیا فوج کو میری اندیشہ مند
گرفتار زنجیر مجکو کیا
بر آوے مری دل کی پھر آرزو
معاف اب ہو یکسر ترے عطا
کیا خیمہ با شوکت و فر و شان
کہ تدبیر تسخیر حصن متین
نہ ہرگز وہ حصن متین فتح ہو
دلیرانہ بولا کمینہ لہراسپ کا
کہی اوسنے شوخی سے گفتار سخت

ہوا عازم منزل ہفتمین
سراسر تھی باطل تری گفتگو
وہاں سے جو لشکر گیا پیشتر
تو کہتا تھا ہرگز نہیں قطرہ آب
خجل ہو کے کہنے لگا گرگسار
سخن آگے تیرے دروغ ایک تھا
رہائی ہو یعنی مری بند سے
ہنسا سنکے سپہدار عالیجناب
وہاں سے وہ فوراً ایک وسنگ تھا
تبار و دو ترجمکو اے گرگسار
وہ بولا کرون فتح اگر ان میں
زن و دختر و خواہر شاہ چین
ہوا پر غضب سنکے سالار دہر

یہ سنکر ہوئی فوج اندیشہ مند
تن و جان و سر پان نہ برباد ہو
شتابان سوے شاہ ہو دوڑ کے
لگے کہنے اے شاہ آفاق گیر
تو بخشوں تمہیں ملک و گنج و گہر
وہاں سے ہوا عازم پیشتر
کہ تا خبر وہ لشکر ہوا سربسر
تردد سے ناچار لشکر ہوا
کہا ای خالق و آسمان و زمین
ہوئی آیت قلم دوروان برف و باد
رہی باقی اب منزل ہفتمین
ہوا گرم جون شعلہ ہی صبح و شام
نہ طائر اوڑے وان سے ہو ہوا
کرین ہم جو کوشش اگر سو برس
سپاہ گران ہووے آخر تباہ
سوخانہ عطف عیان پانی کہ
ہر اک گام پر سر دبائی زمین
یہ سنکر وہ بولا کہ اے ناسجھ
تو اک سبزہ زار آیا نظر
جلا دیگی سبکو تف آفتاب
کہ ہوں تجسے آزردہ اے نامدار
کیا بیٹھے اسو اسطے آشکار
غرض فضل و لطف خداوند سے
ادسے بند سے دی رہائی شتاب
کہ تسخیر کا جسکے آہنگ تھا
دیا اوسنے پاسخ کہ اے نامدار
مین گھوڑے کو دوڑا کے میدان مین
کرونگا میں گرفتار از روے کین
ہوئی شعلہ خیز آتش خشم و قہر

بہیک زخم شمشیر زہر آبدار
قلم کی وہیں گردن گرگسار
گیا شب کو لیکر کئی پہلوان
سو قلعہ اسفندیار جوان

بنایا وہ روئیں و آہن سے تھا
نہیں نام تھا وان گل و خشت کا
سہ فرسنگ بالا و پہنا چہل
ہوا دیکھ حیران جوانمرد دل

کوئی چارہ دیکھا نہ تسخیر کا
نہ پایا وہاں کام تدبیر کا
یہ بولا کہ کہتا تھا سچ گرگسار
کہ یہ دژ نہ تسخیر ہو زینہار

ادھر سے کر بہت سعی آیا یہاں
دریغا کہ محنت گئی رایگان
میسر ہوئی کچھ نہ راحت مجھے
ہوئی حاصل آخر ندامت مجھے

غرض ہو کے مایوس وان سے پھرا
غمین خاطر و دل پراگندہ تھا
ہوا ایک بے روش فرہنگ و جا
یہ کہنے لگا اوس سے اسفندیار

کہ کیفیت دژ ندارد بیان
وہ درویش بولا کہ ای پہلوان
سپاہ گران ہو درون حصار
ہنر آزمایان خنجر گذار

سدا غلہ پیدا ہو وان بیحساب
روانہ ہیں بہت چشمہ و جوی آب
نہیں فکر ان کو کوئی خیر مطلب ہے
مہیا ہے اس دژ میں اکثر کہ

گذر مردم غیر کا وان نہیں
ولے یوں ہے حکم سپہدار چین
کہ آوے کہیں سے جو بازارگان
تو آنے دو اوسکو نہیں بدگمان

یہ سنکر ہوا شاد اسفندیار
کیا آپ شہرت سے یوں آشکار
کہ جاتا ہوں میں بنکے بازارگان
درون دژ روئین ای پہلوان

تو سنتا خبر داستان و بیگاہ
کہ تیرے حوالے ہے یکسر سپاہ
نہ ہونا تو زنہار اندیشہ مند
ولے جبکہ ہو دژ میں آتش بلند

تو لے وقت لیکر سپہ بے خطر
دلیرانہ آنا در قلعہ پر
زدو کشت وان آنکہ کیجیو
جدا تن سے ترکوں کی سر کیجیو

رفتن اسفندیار بلباس سوداگران در روئین دژ و کشتن ارجاسپ و کہرم پسرش را و فتح یافتن

مہیا وہیں کر کے یکصد شتر
کیا جامہ کا کاروان زیب بر
وہ اشتر تھے دیبائے رومی سے پر
وہ اشتر سراسر لعل و یاقوت و در

وہ ہشتاد اشتر کہ باقی رہے
سو ہر اک پہ صندوق و دو دو رکھے
صد و شصت گردان جنگ آزما
کیے مرد جنگی نے اونمیں نہان

ہوئی ساربان صد دل کینہ جو
ہنر آزمایان پرخاش جو
غرض اس طرح سے چلا سوے حصار
گیا مرد روئین تن اسفندیار

سنا شاہ ارجاسپ نے ناگہان
کہ آیا ہے ایران سے اک کاروان
کہا جا بچا ہرگز نہ ان کو
کہ زنہار اس سے مزاحم نہ ہو

جو پہونچا در قلعہ پر کاروان
نہ ہرگز مزاحم ہوئے پاسبان
گیا پھر وہ سوداگر ارجمند
خوشی سے درون حصار بلند

یہ ارجاسپ کو جا کے بھیجا پیام
کہ ای شاہ نام آور و ذو الکرام
رہ دوستی با متاع گران
مسافت کو طے کر کے آیا یہاں

یہی خواہش بندۂ خاکسار
کہ آوے حضور شہ نامدار
دیا شاہ نے حکم آوے یہاں
گیا پیش ارجاسپ بازارگان

متاع گران پیشکش کی وہیں
ہوا خرم و شاد و سالار چین
کہا نام کیا اوسنے پاسخ دیا
کہ خراد ہے نام میرا شہا

یہ پوچھا کہ اے مرد بازارگان
تو ایران کی ہمسے خبر کر بیان
کہ کس مصلحت میں ہیں پیل نہاد
جہاندار گشتاسپ و اسفندیار

یل گرگسار ان نبرد آزما
سلامت ہیں یا قتل و سکو کیا
دیا اوسنے پاسخ کہ ای بادشاہ
ہوئی منقضی مدت پنج ماہ

کہ ایران سے عازم ہوا میں ادھر
نہیں ہے وہاں کی مجھے کچھ خبر
ولیکن یہ تھا راہ میں اشتہار
کہ یہ عزم رکھتا ہے اسفندیار

کہ آوے رہ ہفتخوان سے ادھر
سنا شاہ ترکان یہ سنکر خبر
کہا یوں کہ کیا تاب اسفندیار
رہ ہفتخوان سے کرے جو گذار

وہ خراد رخصت ہوا بعد ازان
کیا شہ نے ہنگام رخصت بیان
کہ یاں آئیو چاہیے جس وقت تو
مزاحم نہ ہوویگا دربان کبھو

غرض لیکے بازار میں اک مکان
لگائی دکان پر متاع گران
لگی آنے ہر جنس کے مشتری
ہوا گرم بازار سوداگری

دلاور کی دو خواہر مہوش
شہ چین کے مطبخ میں تھین آبکش
سنی یہ خبر جبکہ دونوں نے وان
کہ آیا ہے ایران سے بازارگان



سو کار روان وہ شتابان ہوئین
وہ بولا کہ ہون مرد بازارگان
لیے وہ جہاں تھا اقامت ہوئین راز سے
لگین اوس سے کہنے کہ اے نامور
تمھاری رہائی کو مین آیا یہان
گیا ایکدن وہ جوان پیش شاہ
کہ کشتی تباہی سے نکلے اگر
[illegible] ادا
[illegible] بعد ازان

یہ جواد سے آگے ریسان ہوئین
نہیں جو واقف حال شاہ یلان
لیا اوسکو پہچان آواز سے
کرین کچھ عیان از خلوت ہوئے
کسی سے نہ یہ راز کیجو عیان
لگا کہنے اے شاہ گیتی پناہ
کرو جشن ترتیب مین زود تر
غرض جشن شہ سے مجلس مین رونق فزا
کہ بسکہ گزرین تو جہان [illegible]

کہ احوال گشتاسپ اسفندیا
یہ کہکر ہوا شاد اور خشمگین
بہنگام شب پیش اسفندیار
جوان نے بھی پہچان اونکو لیا
وہ بیچاریان شاد و خرم ہوئین
تباہی مین آیا تھا سے اجباز
عنایت سے پھر ایزد پاک کی
یہ سنکر لگا کہنے ارجاسپ شاہ
نہایت سے تنگ ہی شہ نامدار

تجھے گر ہے معلوم کر آشکار
وہ بیچاریان روتی پھر کر گئین
گئین پھر وہ پیش برادر غدار
طلب کرکے خلوت مین نے اوسکو کہا
گئین پھر وہ در مطبخ شاہ چین
قبول اوسکی گھڑی کی تھی نیہ نیا
کنارے پہ کشتی مقصد ملی
کہ محفل مین آوینگے ہم صبحگاہ
یہ لطف شہی سے ہون امیدوار

بلندی پہ ہون قلعہ کی خیمہ زن
وہان پھر سراپردہ کرکے بلند
سوار دلق افزاے بزم طرب
شہ چین و یکدست ترکان شتاب
پشوتن نے دیکھا تو لیکر سپاہ
خروشندہ پھر ہوکے مانند شیر
وہ مجلس مین تھا بسکہ مست شراب
کہ لیکر سواران تو پنجہ ہزار
سواران چین اور پنجہ ہزار
تو لیکر صد و شصت مردان کار
بہت کشتہ و خستہ ترکان ہوگئے
یہ کہکر گئین سر دو لالہ عذار
خروشان ہوا جا کے مانند شیر
گئے خنجر آب گون کا تیغ
زن و دختر و خواہر و شاہ چین
کیے قتل گردان چین بیشمار
وہ کہرم پسر شاہ ارجاسپ کا
گیا جبکہ کہرم درون حصار
دلیران توران و گردان چین
زبون آخر کار ترکان ہوئے
لگا کہنے کہرم سے اسفندیار
وہ مرد توانا و چست و دلیر
کیا تیغ سے پھر سر اوسکا جدا
حضور اوسکی حاضر جو ترکان ہوئے
سران نواحی توران دیار
نہ کوئی رہا چین مین اکنا مدار
زبان پر ہوا ارجاسپ شاہ
لکھا نامہ فتح گشتاسپ کو
تو بالفعل ہو وان اقامت گزین

کردن اک ترتیب ان انجمن
خوشی سے وہ ہوا گر ارجمند
گئے نامداران بھی ساتھ اوسکی
ہوئے مست مخمور پیکر شراب
در دژ پہ آکر ہوا کینہ خواہ
کہا مین ہون اسفندیار دلیر
یہ سنکر گیا سوے خانہ شتاب
کر اب جا بدخواہ سے کارزار
تعین جا بجا تھے درون حصار
جوانمرد رویین تن اسفندیار
جو باقی رہے سو گریزان ہوگئے
سو منزل گرد اسفندیار
اوٹھا خواب سے تب وہ شاہ دلیر
رہا زخم باہم کیے بیدریغ
گرفتار ساتھ اوسکی دو بہنین تھیا
یکایک یہان یہ ہوا آشکار
پشوتن کے تھا ساتھ جنگ آزما
ہوا گرم جنگ اوس سے اسفندیار
ہوئی بسکہ وان کشتہ تیغ کین
سراسیمہ وانسے گریزان ہوئے
کھڑا کیا ہوا اے کہرم نامدار
ہوئے گرم پیکار مانند شیر
خوشی سے وہان حکم پہنچا دیا
تو وہ مورد لطف احسان ہوگئے
ہوئے آگے محکوم اسفندیار
نہ توران مین کوئی رہا شہریار
رکھیں اپنے مشکو مین باغ و جا
ہوا شاد وہ شاہ فرخندہ خو
[illegible]

کردن روشن آتش بفرط خوشی
ہوا محفل آراے عیش و نشاط
طعام لطیف و می درد و جام
ہوئی روشن آتش وہان انجمن
وہان جسکو پایا اوسے بیدریغ
ہوا شاہ ارجاسپ کو آشکار
سپہدار کہرم کہ فرزند تھا
سپاہ گران لیکے کہرم گیا
سپہ پیش ارجاسپ کمتر رہی
گیا وقت شب سوے ایوان شاہ
گئین وہ وہین پیش جوان انجمن
دلیرانہ وہ مرد جنگ آزما
لگے کرنے باہم وہین کارزار
ہوا کشتہ ارجاسپ انجام کار
پھر اونے پھر وہ دلاور جوان
کہ بدخواہ نے ہوکے پرخاش جو
سنی جب آواز حیران ہوا
پشوتن بھی دنبال کہرم گیا
در دژ ہوا غرق خون سربسر
ولیکن نہ زنہار کہرم ہٹا
پے ساتھ ہو آکے کرم تیز
پکڑ کر کمر بند کہرم وہین
کہ جو کوئی حاضر ہو یان آنکے
بہت دن رہا قلعے مین نامور
ہوا اوان جو کوئی نہ فرمان پذیر
سپہ کو لطف و جود و عطا
دلی دختر و خواہر و شاہ چین
یہ اسفندیار جوان کو لکھا
[illegible] اسفندیار نے [illegible]

شہ چین نے پروانگی اوسکو دی
دم صبح شہ از سر انبساط
مہیا تھا سامان عشرت تمام
کہ وہ سنکا جسکا بہو نچا دھان
کیا کھینچکر قتل برندہ تیغ
کہ آیا در دژ پہ اسفندیار
اوسے شاہ ارجاسپ نے یون کہا
ہوا جا پشوتن سے جنگ آزما
ہوئی جب دلاور کو یہ آگہی
دلیرانہ چین سے ہوا رزم خواہ
دیا اوسکو مشکوی شہ کا نشان
سو خوابگاہ شہ چین گیا
سپہدار ارجاسپ اسفندیار
مظفر ہوا گرد اسفندیار
ہوے در قلعہ آیا وہ وان
کیا کشتہ اب شاہ ارجاسپ کو
وہین جانب دژ شتابان ہوا
ہوا گرم بازار پرخاش کا
پڑی نعش پر نعش ادہر اودہر
دلیرانہ میدان مین قائم رہا
یہ سنکر مقابل ہوا شیر مرد
دلاور نے ٹپکا روے زمین
کرون اوسپہ لطف و کرم بیشتر
مسخر ہوا ملک چین سربسر
تو بس قتل اوسکو کیا یا اسیر
دلاور نے گنج فراوان دیا
سرا کی پورکے کی حوالے وہین
کہا اے نامدار خبر دار آزما
کہا اسکے [illegible]

مسخر کیا ملک توران و چین
دگر بارہ جب نامۂ پہلوان
رہ ہفتخوان سے پھر اسفندیار
تو بس عیش مین پایا تمام کمال
بزرگان ایران گئے پیشوا
کیا آفرین اور کی یہ دعا
اوسے ہاتھ سے اپنے پھر کر دیے
کیا کشت جس طرح ارجاسپ کو
کہ گفتار ستان ہوئے اعتبار
برابر تھا کرسی پہ اسفندیار
بظاہر ہوا خوش شہ ارجمند
چو دیکھی پسر نے تھی شہریار
کہ بیٹے کیا قتل [illegible] کو
او کھائی بہت عزت و تیغ تخت
کہا اوس نے یہ سنکے از روی پند
سیاہ کرے پھر گرفتار بند
کہ حکم مین تیرے سرا [illegible]
کریگا تو شاہی پس مرگ شاہ
کہا اکدن بوقت مستی مے
جو کچھ کام اس جا نفشان نے کیا
بظاہر یہ بولی پہلوان
طلب کرکے جاماسپ کو اپنے پاس
کہ ہو کس طرح مرگ اسفندیار
زبر دست ہے مرد اسفندیار
وے پہلوان رستم نامدار
بہت کرکے تعریف اسفندیار
یہ کہکر بسوے سران سپاہ
کہا بیٹے یہ رستم گرد کو
ادا [illegible] پھیرا ہی سر [illegible] اب

بیان بیم و اندیشہ ہرگز نہین
تبرا سپہ آزردہ ہی تو بسوے شاہ

آمدن اسفندیار در ایران و ملازمت کردن با پدر

روانہ ہوا سوے ایران دیار
تلے برج کے دب گیا تھا [illegible]
دہانے جو نزدیک ایوان گیا
کہ عالم ستان ہیو صبح و مسا
کبھی آپ بھی [illegible]
تو کہہ مجھسے تا دل سر شاد [illegible]
سحرگہ بفصل کردن آشکار
جوانی حضور شہ نامدار
ولیکن ہوا دل مین اندیشہ مند
ہوا سخت آزردہ اسفندیار
بفرمان شاہنشہ نامجو
کہا شاہ بخشے مجھے تاج تخت
کہا یون کہ اے [illegible] ارجمند
روا رکھے پھر شاہ تجھے گزند
تو ہے صاحب حکم و سالار فوج
کہ ہی وارث تخت و تاج و کلاہ
کہ ساری خدائی کو معلوم ہے
نہ ہرگز کسی پہلوان نے کیا
ہوا او وہین معروف [illegible] جہان
کہا یون کہ اے مرد اختر شناس
یہ سنکر خردمند نے ایکبار
کسیکو نہین طاقت کارزار
کریگا اوسے کشتہ انجام کار
لگا کہنے اوس کہ اے نامدار
تکلہ کرکے بولا شہ دین پناہ
کہ اب جلکے میرا [illegible]
یہ کہتا ہی نخوت سے [illegible]

وہان جبکہ پہنچا وہ فرخ نہاد
گیا جبکہ نزدیک شہر [illegible]
تو آیا جہاندار گشتاسپ بھی
کیا ایک [illegible] جشن شاہانہ
کہا شاہ نے [illegible] پہلوان
وہ بولا کہ اے شاہ ہون مست شراب
جہاندار گشتاسپ روز دگر
مفصل کہا قصۂ ہفتخوان
نہ ہرگز دیا اوسکو دیہیم و تخت
کہا یون جو تھی مادر مہربان
گرفتار تھین اونکی وہ خواہران
پر ایفا وعدہ مین یہ کیسا قصور
تو یہ بات ہرگز زبان پر نہ لا
پدر کے ہی تارک پہ تاج شہی
نکر اضطراب اے یل بے نظیر
خوش آئے الٰہ یہ پند اوسنے نہ یار
کیا قتل دشمن کو اے بادشاہ
وے جیف ایفائے وعدہ نہ کر
وے دل مین ناخوش ہوا شہریار
ذرا دیکھ احوال اسفندیار
نظر کر یہ گردش مہر و ماہ
جہانگیر ظفرمند و فیروز ہو
ہوا شاد شادان یہ سنکر سخن
مبارک تجھے تخت و تاج شہی
کہ گشتہ ہوا شاہ لہراسپ جب
نہ آیا مرے ساتھ ہرگز ادھر
کہ ہے کابل و زابل و نیمروز

نہ تجھسے ہے نسبت روز شام و پگاہ
پریشان شاہ نے تب کہا آپ یہان
جو دی تھی یہان بار شین و فنا
تو وہ بین جب حکم شہ نامور
بنا لگیا ہو کر بغیظ خوشی
سبب جام سے از رہ انبساط
بیان کر دیا قصۂ ہفتخوان
کہون کیا مین اے شاہ گردون جناب
سر تخت زرین ہوا جلوہ گر
کیا ماجرا جنگ کا سب بیان
کہ تھا شاہ کو اوس سے وعدہ تخت
حضور اوسکے جاکر یہ بولا جوان
رہا کرکے لایا مین انکو یہان
تو کیجئے خاکی انصاف سے یہ دور
کہ ہو بدگمان شاہ کشور کشا
دے فی الحقیقت ہی تجکو شہی
کہ آخر ہوا شاہ گشتاسپ پیر
او دیکھا ہوکے دلگیر اسفندیار
کہا بیٹے نادوس تیرا نگاہ
نہ تونے کیا اے شہ نیک وز
یہ گفتار آئی بہت ناگوار
تو کر مجھسے راز فلک آشکار
کہا یون کہ اے شاہ گیتی پناہ
مسخر کرے ہفت اقلیم کو
وہین ایک ترتیب کی انجمن
کہ زیبا ہے تخت و کلاہ مہی
ہوئین دختران و زنان باادب
نہ لی اتنی مدت مین میری خبر
عطا کر دہ خسرو خشم سوز

تہمتن ہی القصہ لیل و نہار
کے دلمین کینہ ہو اسبات کا
جواب اُسنے کہا شاہ نے بعد ازان
وہ بولا کہ مین پہلے اے بادشاہ
عوض اُسکے کزہم کے کینے سے آہ
کرون قصہ ہفتخوان یاد کر
زن پیر جادو وہ غول سیاہ
وہ سختی سرما وہ باران برف
گذر تھا جہان سخت مین وہان گیا
کہ پیاسے پھرتے تھین زنہار
حوالے کیا پھر تجھے تخت و تاج
اگر مین کرون فخر شایستہ ہے
شہنشاہ نے پھر یہ پاسخ دیا
کمربستہ حاضر تھے جون بندگان
بڑا حیف ہے سخت ہے عار و ننگ
تصرف مین اب نصف ایران کھین
شتابندہ ہون پھر سوی سیستان
شتابان ہو تو لیکے گنج و سپاہ
زوارہ فرامرز کو بھی نچھوڑ
نہین جاے اندیشہ کچھ زینہار
کیا قتل ارجاسپ کو روز جنگ
کریگا تو اک دم مین اوسکو تمام
دلاور جوان نے دیا یہ جواب
پہانکا لے تربیت کردہ ہے
بہت اوسنے کار نمایان کیے
زبون تر ہے نزدیک یزدان پاک
مگر تجکو اندیشہ کچھ اور ہے
نہین خوش ہو شاہ سنکے پیمان شکست
بزرگون کی خدمت مین حاضر رہا

شہا گوے کیخسرو نامدار
نہایت تردد سے صبح و مسا
کہ جا لیکے لشکر سوی سیستان
ہوا شاہ ارجاسپ کینہ خواہ
کیا قید مجھکو بحال تباہ
تو پھر راہ ہوا مین ہوتن بسر
کیے کشتہ مینے بفضل الٰہ
وہ طغیانی و جوش دریاے ژرف
شہنشاہ کا حکم لایا بجا
شہان فلک قدر عالی وقار
بدر نے ترے از سر ابتہاج
بزرگی مجھے آج بایستہ ہے
کہ گفتار تیری ہے یکسر بجا
یل زال اور رستم پہلوان
کہ ہو نامور تو و فیروز جنگ
سر خلافت کا دعوا کرین
کرون جنگ رستم سے مین بیگمان
تہمتن سے ہو جاے اب رزم خواہ
بداندیش کے سر کو جلدی سے توڑ
کہ تجھ سے جہان مین یل نامدار
ذرا روئین آخر لیا بیدرنگ
تجھے پھر مین دونگا یہ تاج و سریر
کہ رستم کو ہرگز نہین ہے یہ تاب
ہمارے بزرگون کا پروردہ ہے
زبون نامداران توران کیے
کہ ایسے دلاور کو کیجے ہلاک
بھلا یہ بھی شاہا کوئی طور ہے
یہ بہتر کہ شہ قول کا ہو درست
نکوئی مرے ساتھہ اوسنے کیا

براہ اطاعت وہ آتا نہین
مناسب ہے اب یہ کہ اسفندیار
تہمتن کو یا کشتہ کر یا اسیر
شہ چین کو وقت غادی شکست
کیا کشتہ اب مینے ارجاسپ کو
وہ گرگان جنگی و شیر ژیان
وہ سیمرغ آیا جو بہر ستیز
کرون گر بیان مین تو ہو بیدرنگ
بہانے کو مت کام فرمائیے اب
بھلا روم مین تو نے شاہنشہا
کیے مینے اب کارہاے کلان
مناسب ہے یہ اور لائق تجھے
ولے سخت غم ہے کہ ہر صبح و شام
اور اب سرکشی ہے کی اختیار
ترے آگے استلح شام و سحر
لگا کہنے یون گرد آفاق گیر
وہ بولا کہ تیرا ہی دیہیم و تخت
گرفتار کر رستم و زال کو
نرکھے بدسگالان کا نام و نشان
کیا ہفتخوان فتح تو نے تمام
نہین تاب رستم جو ہو ہم نبرد
قسم ژند و استا کی اے پیلتن
جو مجسے کرے آگے سینہ انہین جنگ
سنا ہے کہ رستم یل نامدار
نہ ایرانیان دیکھتے روے تخت
مخالف ترا تھا اگر پور زال
تجھے بھیجتا ہے سوی سیستان
یہ گشتاسپ بولا کہ سن پہلوان
نہ لا درمیان عذر اے نامور

مجھے کچھ بھی خاطر مین لاتا نہین
کرے رستم گرد سے کارزار
تو پھر آکے لے مجھسے تاج و سریر
لیا ملک یکسر اُسے کر کے پست
کہ شادان ہو شاہنشہ نامجو
وہ کافر بلا اژدہاے دمان
تو کھینچا اوسے بھی تہ تیغ تیز
رہ خوان شش دریا دل خارہ سنگ
رہ ہفت سے کر نہ مجھکو کباب
کیا کشتہ اک گرگ اک اژدہا
ملاتے تہ خاک و خون دشمنان
کہ اورنگ و دیہیم اب دے مجھے
کہ کاؤس خسرو کے آگے مدام
نہین حکم لاے بجا زینہار
کرین سرکشی رستم و زال زر
کہ دیجے مجھے آپ تاج و سریر
نہ بد درد دل ہوے سرو نیکبخت
تصرف مین لا ملک اور مال کو
کہ ہو پھر کوئی کینہ آور وہان
بلند اس جہان مین ہو تیرا نام
تو ہی شیر کش گروہ ہے شیر مرد
کہ ہو تجمین نہ زنہار پیمان شکن
کرون مین زبون اسکو بے بیدرنگ
سپاہان شب و روز خدمت گذار
تہمتن نکرتا اگر کار سخت
تو مہمان ہوا کیون تو اوسکا دو سال
مرے حق مین ہے بدسگالی نہان
بلا سے اگر رستم پہلوان
تمنا ہو اوسکے افسر کے گر

رہ سیستان سے بفوج گران
گرفتار رستم کو کرجا کے وان

پیادہ اسے لاؤ یہان کرکے بند
پڑی ہو کے گردن مین اوسکی کمند

کہ عبرت ہو اور ونکو پھر زینہا
نہ کوئی کرے سرکشی آشنا

وہ بولا کہ اے بادشاہ جہان
بہانہ تو کرتا ہے بس بیگمان

یہ مقصد ہے تیرا کہ ہو جائے دوس
رہو تم یہین زینہار بے حضور

مبارک ہے اورنگ افسر تجھے
جہان ہی ہے لیں ایک گوشہ تجھے

یہ کہکر جوان کے جیسی تہ بہین
شتابان ہوا سوے خانہ وہین

لگا کہنے جا باپ سے شہریار
کہ جا زود تر پیش اسفندیار

خبر لا کہ اوسکا ارادہ ہے کیا
یہ سنکر وہ دستور دانا گیا

ہوا جا کے جب اوس سے بیان حال
وہ بولا کہ اے مرد فرخ خصال

جو کچھ مصلحت ہو وہ مجھسے بتا
خردمند نے تب یہ پاسخ دیا

بجا لا شتابی سے حکم پدر
نہیں کچھ پہ زینہار اسے نامور

وہ بولا کہ بہتر بفرمان شاہ
سوے سیستان ہو روانہ بگاہ

حضور شہنشاہ کشورستان
گیا جا کے جب باپ نے یہ بیان

کہ راضی ہو دیں تن اسفندیار
سے جنگی پیل رستم نامدار

ہوا شادمان شاہ گردون جناب
گیا پھر وہ پیش کتابون شتاب

کتابون سے بولا شہ نامجو
کہا اسفندیار جوان گرد کو

کروں ہوں تمہیں رخصت سوے سیستان
لیے جنگ رستم بفوج گران

رضامند ہے گرچہ وہ نامور
ولیکن تسلی ذرا تو بھی کر

کہ رستم کو جب لاؤ کرکے اسیر
تو بخشے تجھے پھر وہ ہین تاج و سریر

کتابون ہوئی سنکے اندوہگین
ہوا ان سے کہا جا کے اوسنے یہین

زبردست ہے رستم نامدار
مگر قصد رزم اوس سے او زینہار

نہ جا اوس طرف ہرگز اے شہ تو
ذرا گوش جان توسن میرے پسر

کتابون سے بولا یہ اسفندیار
کہ رستم سے ڈرتا نہیں زینہار

ولی قصد بیکار اوس سے نہ تھا
کہ ہے وہ نکو خواہ سرکار کا

کرون کیا کہ اب ہے یہ فرمان شاہ
کہ ہون رستم گرد سے کینہ خواہ

نہ پہرا کیا سنکے اس بات کو
اگر ہیدا اقرار اسکا رہو

تو پھر مردمی سے نہایت ہے دور
بجا لاؤن ناچار حکم حضور

رفتن اسفندیار طرف سیستان بعزم قید کردن رستم و بیان سوال و جواب

سحرگاہ اسفندیار جوان
ہوا شہ سے رخصت سوے سیستان

دیا شاہ نے لشکر و گنج و زر
ہوا وہ شتابان لصید کر دہ فر

وہ اشتر جو ان تھا جو پیش قطار
گیا بیٹھ وان ہی اور پھر زینہار

نہ دانستہ اوٹھا اوس ولا ور نے تب
کیا قتل اوسکو زروی غضب

لگے کہنے مردم ہوئی فال بد
سیاہ اک شتر آ گیا کچھ چال بد

مناسب یہی ہے کہ اب ایک بار
سو خانہ پھر چلیے اسے نامدار

وہ بولا یہ سب ہیچ ہے او سپاہ
ولیکن جو انداز کشور کشا

کہیگا کہ لایا بہانہ جوان
یہ کہکر روانہ ہوا پہلوان

گیا متصل سیستان وہ جب
روانہ کیا اوسنے بہمن کو تب

کہ لے کے ہی یان رستم گرد کو
گیا جبکہ وان بہمن نامجو

تو پھر زال سے باخبر وان پسر
اوسے جھٹکا یا سر اوسکے حضور

لگا کہنے یون بہمن نامدار
کہ آیا ہے رویین تن اسفندیار

کہا ہے ملک رستم گرد کو
یہ بہمن سے سنکر دلیر نامجو

گیا پیش رستم کہا ماجرا
لگا کہنے مصلحت اب ہے کیا

وہ بولا کہ ہو مستعد پہلوان
سے ہم کمر بستہ پیش کیان

تو جا شوق سے پیش اسفندیار
بجا لائے رستم وہ انکسار

اوسے مشکل کشتاسپ لا انچ کہو
تکلف سے معانق اوسکی ہو کر

گیا جبکہ یہ زال نے یہ بیان
گیا ساتھ بہمن کے وہ پہلوان

وہ پہونچی کنارے پہ دریا کے جب
لگا کہنے بہمن تہمتن سے تب

توقف کنان ہو ہوئے نامور
کرون باپ سے اپنے جا کر خبر

یہ کہکر گیا بہمن نامدار
کہا جا کے یون پیش اسفندیار

کہ رستم دلیر و جوانمرد ہے
مروت مین اور خلق مین فرد ہے

خبر سنکے آنیکی تیری یہان
ہے ساتھ آیا ہے وہ پہلوان

گیا پھر سپہدار اسفندیار
جبکہ وہ سو رستم نامدار

اوتر رخش سے رستم پہلوان
جھکا کر سر عجز جون بندگان

جو کچھ شرط خدمت تھی لایا بجا
پھر آغاز کی یہ دعا و ثنا

گرامی وارث تخت و تاج کیان
سر سرفرازان گیتی ستان

تری قد پہ زیبا قبائے شہی
ترے سر پہ شایان کلاہ مہی

وہ ہے نیک طالع جو تیری حضور
پرستش کنان ہو بفرط سرور

کرے سرکشی تجھسے جو شور بخت
شتابی گرفتار خواری سخت

ہمیشہ جہان مین تو فیروز ہو
طرح مہر کے عالم افروز ہو

یہ آئین و رسم و ادب دیکھکر
ہوا شادمان سرور نامور

فرود آ کے گھوڑے سے اسفندیار
ہوا رستم گرد سے ہمکنار

لگا کرنے رستم کی پھر یون ثنا
گرامی نامور گرد زور آزما

سزاوار تحسین و صد آفرین
جہان مین تو اوسکا ہو یاور معین

قوی اوسکی ہو پشت لیل و نہار
نہووے اوسے کچھ غم روزگار

وہ بولا کہ مجکو سرافراز کر
تو رونق فزا چلکے ہو میرے گھر

پذیرا نہ اوسنے کیا زینہار
کہ لے اپنے لشکر مین اسفندیار

وہین رستم گرد کو لے گیا
وہان جا کے رستم سے کہنے لگا

یہ ہے حکم گشتاسپ شاہ دلیر
کہ رستم کو لے آ تو کرکے اسیر

بس اب تو بھی راضی ہو اس بات پر
کہ وان لیچلون تجکو پابند کر

سہونگے حضور شہ کامگار
کرونگا رہا تجکو اے نامدار

نہ اک دم رکھے شہ گرفتار بند
نہ پہونچاوے ہرگز تجھے کچھ گزند

رہا سنکے خاموش وہ پہلوان
کیا پھر سپہدار نے یہ بیان

کہ راضی نہین ہے اگر بند پر
تو بس ہو چکے رخصت تو جا اپنے گھر

یہ لایا زبان پر یل پیلتن
کہ کیا ہے اے سرور انجمن

لبان شہنشاہ فرخندہ خو
مرے گھر تو مہمان ذرا چلکے ہو

جو کچھ مجسے فرمائے تو بعد ازان
بجا لاؤن فرمان ترا بیگمان

وہ بولا کہ آیا تھا یان شہریار
بطور دگر اے ستودہ شعار

ولیکن ہین آیا یہ عزم دگر
بھلا کیونکہ مہمان ہون آپکے گھر

اگر ہے یہ فرمان سے پھر جائے تو
سر جنگ از روی کین ہے تو

تو مین کس طرح کھا کے نان و نمک
کرون تجسے پیکار زیر فلک

تجھے بند کرکے نہ لیجاؤن گر
تو کیا قدر پاؤن حضور پدر

وہ بولا کہ زنہار مین بھی یہان
نکھاؤنگا اب اے سپہدار نان

سپہدار نے پھر دیا یہ جواب
کہ پی اور دے مجکو صہبائے ناب

طلب کرکے پھر جام مینا وہین
کیے نوش باہم کئی ساتگین

تہمتن یہ بولا کہ رخصت ہے اب
کہون ان سے جا کے احوال سب

جو کچھ مصلحت دے مجھے زال زر
گزارش کرونگا بیان آنکر

جوان نے کہا یون کہ آنا شتاب
بیان بھیجنا صاف ورنہ جواب

سوے خانہ رستم جو رخصت ہوا
تو پشوتن نے اندیشہ وسواس کیا

کہا اے سپہدار آفاق گیر
کیا کیون نہ رستم کو تونے اسیر

نہایت زبون سخت بیجا کیا
کہ دشمن کو یون ہاتھ سے جانے دیا

لگا کہنے اوس سے پھر اسفندیار
کہ پھر آویگا رستم نامدار

لگا کہنے پشوتن کہ اے شیر گیر
زبردست ہے وہ سوار دلیر

یہ اب مصلحت ہے کہ اے نامدار
نہ ساتھ اوسکے ہو ورنہ تجکو زینہار

مبادا کہ پھر کار دشوار ہو
نہو سے دگر دور و دار ہو

ہوا اس سخن سے وہ اندیشہ مند
گیا سوچ مین سرور ارجمند

گیا رستم گرد جب اپنے گھر
یہ قصہ کہا زال سے سربسر

کہا زال زیون کہ اے نامدار
ملکزادہ اپنا ہے اسفندیار

سحر اوسکی خدمت مین پھر جائیگا
نہ وسواس دل مین ذرا لائیگا

کسو سپہدار عالی گہر
شتابان ہوا گرد روز دگر

اوسے لیگیا آکے اسفندیار
کیا خوب رستم کا عز و وقار

وہ بولا کہ ہے منتظر زال زر
قدم رنجہ فرما تو اے نامور

کیا اوسنے انکار اور یون کہا
گرامی پہلوان تو بھی یا لیے بجا

مرے ساتھ بیٹھ شہ ارجمند
روان ہو تو ہو کر امیدمند

کہا اوسنے اے گرد فرخ شیم
تو رکھ مجھپہ سب لطف و کرم

کہ مین کام تیرے بہت آؤنگا
سدا تیری خدمت بجا لاؤنگا

کیے تینے کار نمایان مدام
کیے پست گردان توران تمام

جہان مین سرافراز گردان ہو نہین
نگہدار شاہان ایران ہو نہین

کیا دشمنو نے جہان سے پاک
کیا سرکشان جہان کو ہلاک

مروت سے کرتا ہون اب انکسار
نہین ورنہ تجسے خطر زینہار

یل پیلتن نے یہ سنکر سخن
ہوا خشمگین سرور انجمن

یہ چاہا ز روی غضب بیدریغ
تہمتن پہ کیجیے رہا نہ تم تیغ

ولیکن تحمل کیا اور رہا
یہ سنکر تہمتن سے کہنے لگا

مشقت بہت تو نے کی بیشتر
سو رستے آتے بیٹھے ہیں یہ رستم
سنا میں نے اسے رستم نامور
رکھا زال کو پھر نہ ایوان میں
جو ناپاک و بد شکل دیکھا اسے
وہ مردار کھا کر ہوا جب کلان
بزرگوں کی پیری جو کی چاکری
یہ سنکر ہوا تند وہ پہلتن
نہیں ہے یہ گفتار اے نامور
بزرگان تھے واقف سر بسر
نریمان جنگی تھا ہوشنگ سے
مری ماں بھی تھی دختر مہراب شاہ
دلیران ایران زمین چند بار
پذیرا نہ زنہار میں نے کیا
دلیری پہ اپنی نہ مغرور ہو
کئی شاہ کھینچے تہ تیغ تیز
وہ دیو سپید اور اکوان دیو
چھوڑا آیا شہنشاہ کاؤس کو
کئی بار دی میں نے اوسکو شکست
نکر جنگجوئی جو کچھ ہے تمیز
یہ چاہیے تھا اودھر کہ وان سیدیغ
ستم گر روا رکھے مہمان پر
فلک رتبہ ہے گرچہ تو لیک ہے
تو کرتا سہارا روز و شب چاکری
کیا ایک عالم کو آتش پرست
[illegible] شب یہ بلا تھا مرا اسفندیار
[illegible] نکوئی بدی گا تھا
شکست [illegible] تو نے اگر دو ہزار
کر دن کیا [illegible]

پس آرام سے بیٹھ مے نوش کر
یہ کہکر گیا بیٹھ بے رنج و غم
کہ ہے نسل سے دیو کی زال زر
وہیں چھوڑ آیا بیابان میں
تو سیمرغ نے بھی نکھایا اسے
تب آیا وہ پھر جانب سیستان
تو حاصل ہوا رتبہ سروری
زبان پر یہ تندی سے لایا سخن
سزاوار شاہان عالی گہر
اور آگاہ ہے خوب تیرا پدر
زبون شیر نر جسکی تھا جنگ سے
خداوند تمکین و اعزاز و جاہ
کیا چاہتے تھے مجھے شہریار
نہ خواہان ہوا افسر و تخت کا
کیا تو نے بس کشتہ ارجاسپ کو
کیا قتل دیوؤں کو وقت ستیز
کہ تھا گرد عالم میں جنکا غریو
بل گیو گستہم اور طوس کو
گیا پیش اوسکا نہ کچھ زور دست
نکھو را انگاں اپنی جان عزیز
تہمتن کو اب کھینچے زیر تیغ
تو لطف و مروت سے ہے دور تر
پرستندۂ بادشاہان کے
شہی میں نے کی بلکہ پیغمبری
کیا میں نے گردن فرازوں کو پست
کہاں استقدر تھا ترا ہفتخوان
فقط [illegible] کو گرا [illegible] تھا
دلیران جنگی و مردان کار
کہ ہو اسپ [illegible] را [illegible] جہان

کہا پھر سوئے دست چپ بیٹھ تو
ہوا پھر سپہدار چین پر جبین
سیہ چہرہ و چہرہ ہوئے سفید
کہ کھا جائیں اوسکو یہیں جانور
وہیں پاس سیمرغ کے وہ لیگیا
پسر ایک بھی سام رکھتا نتھا
تو پیدا ہوا زال سی بعد ازان
کہ حرف پراگندہ و ناسزا
تو ہے طفل بے عقل نادان ابھی
کہ ہے پشت سے سام کی گرد زال
سمجھ اے سپہدار انجم حشم
کہ ضحاک تھا اوسکا پنجم پدر
یہ کہتے تجھے رکھ سر پہ تاج شہی
دگر نہ پہونچتی تجھے کب شہی
تو مانند میرے دلاور نہیں
شکستہ کیا میں نے وہ ہفتخوان
ملائے وہ دم میں تہ خون و خاک
سپہدار توران تھا افراسیاب
کیا میں نے خاقان چین کو اسیر
سپہدار جنگ آور و کینہ جو
ولیکن یہ سوچا کہ ہے میہمان
یہ بولا کہ میں نے کہے حرف نرم
جو کی بندگی تو نے شام و پگاہ
کہ ایران سے تا روم و توران و چین
نہان و ذرہ روئین ای نامدار
وہ بولا سو ہفتخوان دو ہزار
وہ دیوان جو خونخوار جنگ آوران
نہ ساتھ اونکے ہوتی تجھے تاب جنگ
کہ کیخسرو عدل گستر نے جب

یہ ہنسکر لگا کہنے اے نامجو
خفا ہو کے رستم سے بولا وہیں
ہوا دیکھکر سام اوسے ناامید
ہوا ایک سیمرغ کا وان گذر
کھلاتا تھا مردار صبح و مسا
اوسے لا کے ہم پھر پذیرا کیا
کہ اب فخر کرتا ہے اتنا یہان
تو زنہار اپنی زبان پہ نہ لا
نہیں تجکو زنہار کچھ آگہی
نریمان سے تھا سام فرخ خصال
کہ ہیں یعنی یکجدی تم اور ہم
جہانگیر شاہنشہ نامور
تو کر ملک ایران میں شاہنشہی
میسر نہ آتی یہ فرماندہی
دلیری و گردی میں ہمسر نہیں
نگذرے جہان فیل و شیر ژیان
کیا شاہ مازندران کو ہلاک
کسیکو نتھی جنگ کی جسکی تاب
مری تیغ بران سے ہے آفاق گیر
ہوا پر غضب سنکے اس بات کو
یہ گرد آپ سے لینے آیا یہان
تو کیوں مثل آتش کے ہوتا ہے گرم
تو حاصل ہوا تجکو یہ عز و جاہ
مروج کیا تازہ آئین و دین
تھا حصن مازندران استوار
گرے تھے ساتھ جنگی سوار
کہ میں نے کیے کشتہ تنہا وہان
اگر زندہ ہوتا تو لیں بید رنگ
رکھا سر پہ لہراسپ کے تاج جب

دلیران نہ ہرگز رضامند تھے
وہین بیٹے معقول سبکو کیا
تو مت ناز کر تاج لہراسپ پر
یہ مقدور ہرگز کسیکا نہین
کسی سے سنے بیٹے اتبک نہین
سخنہا ے دشوار کہکر اوٹھا
مری کر کے دیکھو انجام کار
سپہدار نے سنکے پایا یہ جواب
مجھے جسقدر قوت و زور ہے
جو دیکھا یہ تیزی اسفندیار
سپہدار نے یہ کہا بعد ازان
سوار و معلوم تیرا مجھے
کہون جا کے شہ سے یہ سب بہیجا
تو ہی گر یہ زور آور و شیر مرد
تو کل دیکھتا کوشش کارزار
کرون تخت زرکار پر جلوہ گر
چلون پھر تری ساتھ نزدیک شاہ
سخن پھر زبان پر یہ لایا جوان
ملک کے خوان جب آگے رکھا
کہ اس جام سے سیر ہوتا نہین
پھنسے دام حیرت مین مردم اسیر
جو ہو بند پر راضی اسے ہو گزند
مصاحب جو تیرے ہین اونسے ذرا
چلون مین ترے ساتھ جو بند پا
وہ بولا کہ جسطرح کہتا ہے تو
بھلا کسلیے کام ایسا کرون
یہ سنکر لگا کہنے جنگی سوار
تری رزم سے کچھ نہین خوف جان
سمجھ دل مین اے فرخ اسفندیار

بزرگان ایران خرسند تھے
نہ تنہا پر خاش ہونے دیا
نکر فخر آئین گشتاسپ پر
کہ میری طرف دیکھے از روی کین
قیامت ہو گر ہو نہین چین بر جبین
ہوا یہ نہ مقدور اک گرد کا
فرو تر کیا شہ نے میرا وقار
کہ ای رستم اتنا نہ کھا پیچ و تاب
رکھے تھا گمان شاہ کاوس کے
تو حیران رہا رستم نامدار
کہ ای گرد تو آج مہمان ہی یان
بلا لاؤن کل اکدم مین تجھے
کرو نہین تجھے بند پھر رہا
نہ لے مجھسے ہرگز نہو ہم نبرد
کہ آؤن جو پیدا نہین ہوکر
رکھو نہین ترے سر پہ دیہیم زر
دلاؤن تجھے تخت تاج و کلاہ
کہا تبتک گفتار ای پہلوان
تو رستم نے اکدم مین خالی کیا
رکھا کہ لاگے تا سن کلان پھر وہین
مرخص ہوا پھر وہ گرد دلیر
تو جانپر تری کچھ نہ آوے گزند
سہم ملک اب تو بھی کر مشورا
حضور جہاندار کیوان لوا
نہ پیرا مین کرتا سراپا ے نامجو
کہ اس دہر مین جس سے بدنام ہون
کہ دلیوان خونخوار و مردان کار
ولیکن یہ اندیشہ ہی ہر زمان
کہ اب صلح بہتر ہے یا کارزار

یہی تھی تمنا ے خرد و کلان
ہوئی جبکہ ہم یاور اے نامدار
کرے شاہ مجکو یہ چاہیے ہی تو
ہوا کو دکی سے مین دنیا مین
ہوا تند مین پیش کاوس شاہ
کہ مجلس مین کوئی کری مجکو بند
غرض ساتھ میرے نہو کینہ جو
نہو اب ثنا خوان کاوس شاہ
یہ کہکر وہین ہو کے خندہ کنان
یہ ہنسکر کہا ہے یہ ترک ادب
خوشی سی میں لاؤن نوش کر
سو شاہ لیجاؤ نہین کر کے بند
مری مردمی تجکو معلوم ہو
کہان تو نے دیکھی دلیر فرنگی جنگ
تو بس پشت زین سے اوٹھا کے تجھے
رکھون پیشکش گنج تیری حضور
جو مین گر وہون اور تو شہریار
کچھ اب کھا ئیے تاکہ آؤ جوان
بلاتے تھے جسدم کہ جام شراب
کہ آتی تھی جسمین شراب آتشین
لگا کہنے یہ سپہ سرور نامجو
وگرنہ ہو آمادہ کارزار
پذیرا کرے میہمانی اگر
وگرنہ کرون صبحدم آکی جنگ
یہ فرمایا گیا شہ کہ بس ڈر گیا
نہین جنگ سی تیری مجکو خطر
جو بیٹے کیے کشتہ ہنگام کین
کہ ہو کشتہ گر وقت پیکار تو
ہوا سال خوردہ گشتاسپ شاہ

فریبرز ہو بادشاہ جہان
ہوا شاہ لہراسپ تب شہریار
یہی ہے ترے باپ کی آرزو
ولیکن سخنہا ے نادلپذیر
کلہ گوشہ تھا جسکا تا اوج ماہ
اگرچہ وہان تھے بہت زورمند
یہ تندی و تیزی نکر مجسے تو
گے زور دے سر پنجہ پر کر نگاہ
فشردہ کیا پنجہ پہلوان
کہ زور آزمائی کرون تجسے اب
شتابان ہو پھر اپنے گھر
نہ پہونچاؤن جانپر تری کچھ گزند
وہ بولا کہ اے مرد پیکار جو
نہ پہونچے تجھے بادگرز و خدنگ
سو زال زر وہین لاؤن تجھے
بجا لاؤن خدمت بفرط سرور
نہ دنیا مین کوئی رہے تاجدار
کہ اب وزنی یعنی گذرے دو پاس
تو ہنستا تھا رستم یہ اوسدم جواب
پیالے لگا پینے وہ پیلتن
کہ کر مصلحت زال سے جا کے تو
دیا اوسنے پاسخ کہ اے نامدار
قدم رنجہ فرماوے تو سرگروہ
نہ لاؤن تری جنگ مین کچھ درنگ
نہ پابند رستم کو یہ کر سکا
کہ بے باندھے لینا ترا سہل تر
تو زنہار نہ ہوئے سرا پر نہین
تو ہو پیش شاہان خراز ردستہ
تو ہی وارث تخت و تاج و کلاہ

ترا دشمن جان ہے تاجور
تجھے کیلئے اونے بھیجا ادھر

گر تو کشتہ ہووے مرے ہات سے
نہین آگہی تجکو اس بات سے

نہو کار فرما جدائی کو تو
نکر پہلوانی مرے روبرو

گزند اپنی جانپر تو مت کر روا
نہ بدنام کر مجکو بہر خدا

وہ بولا کہ دیتا ہے تو کیا فریب
نظر مین ہے میری فراز و نشیب

حضور پدر لیچلون باندھکر
کرون یا تجھے قتل وقت سحر

پسر کو برادر کو اور باپ کو
تو آ لیکے میدان مین ہے کینہ جو

کہ آنکھون سے دیکھین ترا حال زار
کرین غم سے ماتم وہ لیل و نہار

لگا کہنے رستم کہ اب کیجیے کیا
نہین چارہ گر آئی تیری قضا

بوقت دعا آئیگا نیظر
کہ ہون نوحہ گر اسکے پور پدر

یہ کہکر سو خانہ رستم گیا
حضور پدر یون گزارش کیا

کرے بر سر کینہ اسفندیار
نہین اور چارہ بجز کارزار

کہے زال نے پھر سخنہای پند
لگا کہنے تب رستم ارجمند

کہ نالائق و سخت کہکر مجھے
کہا بچہ دیو اوسنے تجھے

نہین صبر کی تاب اب زینہار
کرون جنگ ساتھ اوسکے اے نامدار

یہ سنکر کیا چشم کو اوسنے تر
لگا پوچھنے تب یل نامور

کیے کیسلئے تو نے دیدے پر آب
دیا زال زر نے اوسے یہ جواب

کہ گر کشتہ ہو تو ہنگام جنگ
تو خانہ خرابی ہو پھر بیدرنگ

جو ہو کشتہ اسفندیار جوان
تو ہو نام بد پیش اہل جہان

رکھین پھر کہان ہمسے کینہ سدا
تہمتن نے سنکر یہ پاسخ دیا

تو کر اپنی خاطر سے اندیشہ دور
کہ جیتا پکڑ لاؤن تیرے حضور

کرون پیشکش اوسکے پھر گنج زر
اطاعت سے پھیرون نہ زنہار سر

لگا کہنے سنکر وہ مرد کہن
کہ ہرگز زبان پر نہ لائیے سخن

وہ اسفندیار جہان پہلوان
دلیر جہانگیر و کشورستان

شہون جسکے آگے ہے فغفور چین
جہان مین کوئی اوسکا ہمسر نہین

تو کہتا ہے میدان مین جب جانبجو
اوسے پشت زین سے اوٹھا لاؤن مین

یہ ہے عقل سے دور اے مرد گرد
سمجھ لیں اسے تو اے سال خورد

جنگ رستم و اسفندیار و کشتہ شدن اسفندیار

گیا صبحدم رستم پہلوان
لیے جنگ اسفندیار جوان

تہمتن نے جبدم کہ پہنی زرہ
تو پھر زال نے اوسکی باندھی گرہ

زوارہ کو سالار لشکر کیا
زوارہ سے یون زال زر نے کہا

کہ ہر وقت تو یاوری کیجیو
تغافل کو واں راہ مت دیجیو

شتابان ہوا جبکہ وہ پیلتن
لگا تب دعا کرنے مرد کہن

کہ یارب تو اسکا مددگار ہے
سوا تیرے کون اسکا اب یار ہے

زوارہ سے بولا یل نامور
کہ تو ساتھ لشکر کے رہ زود تر

یہ کہکر اکیلا وہ جنگی سوار
روانہ ہوا سوے اسفندیار

یہ لشتوین نے جانا اوسے دیکھکر
کہ آتا ہے بہر صلح نامور

لگا کہنے یون پیش اسفندیار
کہ رستم سے کر صلح اے نامدار

سو شہ لعبد گونہ لطف و عطا
تو لیجا تہمتن کو لے بند یا

وہ بولا کہ لا جوشن اے نیکمرد
کہ ہے ساتھ رستم کے عزم نبرد

کہا اوسنے تجکو ہے عزم ستیز
مرا دل ستیزہ سے ہے ریز ریز

دو مرد دلاور جو ہون رزمجو
خدا جانے پھر غرق خون کون ہو

ہوا اسکے پر درد دل مرد کا
ولے کچھ نہ زنہار پاسخ دیا

تہمتن نے پھر اوس جوانمرد کو
یہ بھیجا پیام اسے یل نامجو

مرے ساتھ گر تجکو ہے عزم جنگ
تو ہو کر سوار اب تو آ بیدرنگ

یہ لشتوین سے بولا وہ اسفندیار
کہ تنہا ہے اب رستم نامدار

مجھے بھی ہے اب لازم اے شیر مرد
کہ جاؤ تمہین تنہا اے نبرد

تو استادہ ہو دور لیکر سپاہ
کہ رستم سے مین جا ہون رزمخواہ

ولے دیکھنا جبکہ ہو وقت تنگ
کرو تمہین اشارہ تو پھر بیدرنگ

مدد میری تم کیجیو آن کر
یہ کہکر زرہ کر کے پھر زیب بر

دلیرانہ شبرنگ پہ ہو سوار
گیا جانب رستم اسفندیار

تہمتن نے اوس سے کیا یہ بیان
کہ کمتر ہے میری سپہ ایجوان

بہت ہین سواران ایران بکار
ولے چاہتا ہو تمہین یون اکیلا

کہ ایرانی اور سیستانی بہم
کرین جنگ گر دانہ بیرنج و غم

کہ جو ہر ہر ہر ایک کا آشکار
یہ رستم سے بولا پھر اسفندیار

کہ ہون کشتہ کیون لشکر ہر دو سو
فقط ہوویں ہم تم بہم رزمجو

مدد کو نہ آوے کوئی زینہار
ہوا عہد و پیمان باہم استوار

ہوے گرم کین ہر دو شیر ژیان
ہوا کار سنجہ بہ تیغ و سنان



شکستہ ہوئے نیزے پھر بیدریغ
لیا پھر دلیروں نے گرز گران
پکڑ کر دوال کمر بعد ازان
پراگندہ دل شیر مردان ہوئے
جدا ہو کے دونوں نے پھر دم لیا
گئے سوے دلیران ایران گیا
یہ سنکر وہیں پور اسفندیار
کہ ہو جو کوئی مرد جنگی سوار
دلیرانہ اوس سے ہوا گرم جنگ
نہ الوام ہرگز سمجھنا مجھے

لگے کرنے باہم رہا زخم تیغ
ہوئے زرد جو شل پیل دمان
لگے زور کرنے وہ جنگ آوران
زبون سخت اسپان و گردن ہوئے
نہ کچھ زور وان پیش ہرگز گیا
وہاں جا کے کہنے لگا ناسزا
جوانمرد نوشادر نامدار
وہ مجھ سے کرے آنکر کارزار
ورے خاک و خون میں ملا بیدرنگ
کرون غرق خون ایکدم میں تجھے

شکستہ ہوئیں تیغ بھی سر بسر
گرے گرز بھی ہاتھ سے ایکبار
کیا زور گرچہ رکیبون سے
زرہ پارہ اور چاک برگستوان
زوارہ کو تھا جنگ میں کچھ جو صبر
کہا اے نابکارو اگر مرد ہو
بے کینہ خواہی شتابان ہوا
وہیں گرد الوا ہم زور آزما
زوارہ پھر اتنے میں آیا دوان
پھر اک گرز مارا جو بالاے سر

نہ اک زخم ہرگز ہوا کارگر
رہے کام سے دست وان کا
ولیکن نہ کوئی ہلا زین سے
ہوئی سست گردان جنگ آوران
خروشان ہوا شکل غرندہ ابر
تو ہمت فوج زابل سے پیکار جو
طرح شیر نر کے خروشان ہوا
کہ بس گرد تھا رستم گرد کا
لگا کہنے میدان میں کر فغان
ہوا کشتہ نوشادر نامور

جوانمرد مہر یوش پہلوان
فرامرز اوسکے مقابل ہوا
وہین پیش اسفندیار جوان
دو فرزند تیرے ہوے کشتہ اب
نبرد یک نام آوران زمن
کہ سوگند جان و سر شہریار
کیا جنسے اب جنگ مین ارتکاب
او نہین شوق سے قتل کر تو بیان
یہ کہکر ہوی پھر وہ مشغول جنگ
لگے تیر اسفندیار جوان
لگے زخم کاری جو اوس رخش کو
زوارہ ہوا دیکھکر دردمند
تب اوسے بلندی گیا نامدار
جہان مین تیرے زور کا تھا شہرہ
ترا زور بازو گیا اب کہان
پیادہ ہوا آپ مانند شیر
یہ چاہے تھا اسفندیار جوان
کہ رکھتا ہون پھر عزم پیکار مین
کہ احوال معلوم ہے سب ترا
وہ بولا کہ چارہ بھی کر تن سے خون
غرض رنگ سے وہ جنگ آوران
کیا اونکے تابوت کو پھر روان
ولیکن یہ تھا ماجرا آج کا
سرشت اوسکی ہے آہن و سنگ سے
ولیکن نہ کوئی ہوا کارگر
یقین ہے کہ جانبر نہو وقت شب
گیا جبکہ او نہین نزدیک زال
کہا یہ کہ ہنگام پیری یہ غم
گیا البتہ زخمونکو مرہم لگا

دگر پور اسفندیار جوان
فرامرز نے قتل اوسکو کیا
گیا جا کے بہمن نے یکسر بیان
سپہدار سنکر ہوا پر غضب
سزاوار نفرین ہے پیمان شکن
نہین ہے مجھے آگہی زینہار
کرون اوسکو قتل اور اسیر اب
کہ تیرے گنہگار ہین بیگمان
دلیرانہ لیکر کمان و خدنگ
کہ آئے پیادے سے تو پہلوان
سوار دلاور تب آیا اوتر
گیا وہین پیش یل ارجمند
لگا کہنے تب یہ نہنگ اسفندیار
تری تیغ بران سے کانپی تھا دیو
کہان ہے ترا اب وہ گرز گران
گیا پھر جنگ آزمائی دلیر
زوارہ ہوا ہو گئے ستیزہ کنان
نہین تجھسے کچھ دست برد آرمین
سراپا ہے زخمی بدن اب ترا
ولیکن نہین تن ہو اگر چہ زبون
ہوئی شام کو سوے خانہ روان
سو شاہ گشتاسپ کیوان نشان
خدا جانے کل پیش کیا آئیگا
مجھے اوسکی اندیشہ ہے جنگ سے
کسی سے نہ عاجز ہوا نامور
مبادا رہے زندہ گر یہ غضب
اور ادھر شتے تہمتن کا دیکھا یہ حال
ہمارے نصیبو نہین تھا یہ غم
تہمتن نے پھر زال سے یون کہا

دوان کر کے شبدیز کو بیدرنگ
نہ کشتہ ہوئے صرف دو نامدار
کہ لشکر نے زابل کے بیخوف باک
تہمتن سے بولا کہ ای بدنشان
ہوا اسکے غمگین و شرمندہ سخت
لیے جنگ سے بیٹے نہین کچھ کہا
برادر کو اور پور کو باندھکر
وہ بولا بفرمان یزدان پاک
خدنگ یل رستم نامدار
ہوا اوس سے مجروح و رخش نگار
ہوا رخش پھر سوے خانہ روان
یہ دیکھا کہ بس خستہ ہے پہلوان
کہ افسوس ای گرد جنگ آزما
کہان ہے تری تیغ زہر آبدار
زوارہ نے گھوڑا یہ انجام کا
کہا یون کہ ای گرد اسفندیار
کہ اتنے مین رستم نے اوس سے کہا
مجھے کیا تصور کیا تو نے آہ
اگر اب بھی راضی ہو تو بیدیر
ہوا روز آخر اب اے نامور
ہوا غم سے بیٹو نکے اسفندیار
لکھا یون کہ ای خسرو پاکدین
پشوتن سے کہنے لگا بعد ازان
بہت زخم شمشیر و گرز گران
کیا تیر سے اوسکو آخر زبون
ادھر تھا تردد مین اسفندیار
کہ مجروح و خستہ ہے سر تا بپا
برادر پدر یا در و پور و زن
کہ رویئن تن اسفندیار دلیر

شتابان ہوا سوے میدان جنگ
ہوئے قتل ایرانیان بے شمار
کیا آگے ایرانیان کو ہلاک
نہین ہے یہ آئین گردنکشان
لگا کہنے پھر رستم نیک بخت
نہین بہر یہ خواہش میری رضا
ہوا اے کہ ردن تیری اے نامور
کرونگا عوض اونکے تجکو ہلاک
نہوتا تھا کچھ کارگر زینہار
تن رخش و جسم دلاور سوار
پیادہ رہا رستم پہلوان +
بدن سے تہمتن کے خون ہے روان
زبون ہوکے میدان سے توسن گیا
کہان ہے ترا تیر پیلو گزار
کیا رستم نامور کو سوار
تری ساتھ آیا ہو نہین کارزار
زوارہ سے مت ہو نبرد آزما
تہمتن سے بولا اسے بار تب
تو بہتر ہے اے رستم نامور
کرون جنگ پھر تجسے وقت سحر
نہایت پریشان دل و بیقرار
ترے حکم سے مجکو چارہ نہین
کہ آدم نہین رستم پہلوان
رہا بیٹے اوسپر کیے ای جوان
ہوا جوشن کالبد غرق خون
ادھر پہلوان رستم نامدار
جراحت پہ اوسکے تاسف کیا
لگے رونے سب مردم انجمن
مقابل نہین جسکے عفریت و شیر

قوی بازو و سخت ہے زورمند
مرا تیر سندان سے کرتا گذر
اگر زور کرتا میں کہسار پر
نہ وہ جنگ جو پشت زین سے ہلا
ہوئی جنگ موقوف ہنگام شام
کہ پھر ہاتھ آوے نہ میر الشان
تو پھر آکے ایوان میں اسفندیار
جو ہوتا یہاں آج وہ شیر مرد
بلاؤں میں ناچار سیمرغ کو
تو پر کو مرے تو جلانا ضرور
تو سیمرغ حاضر ہوا آن کر
ستمگار کمبخت اسفندیار
ہوئے گرم پیکار انجام کار
یہ سیمرغ بولا کہ ہے کیا خطر
پیا خون کو اور ملے اپنے پر
لگا کہنے سیمرغ سے نامجو
وہ بولا کہ ہے وہ یل ارجمند
سو ہفت خوان یہ جوان جب گیا
تو گر اوس جوان سے ہے دور تر
کہیں دور جاوے تو اسفندیار
وہ بولا کہ اے رستم نامدار
غرض نخل گز اک نیستان میں تھا
بنا اسکا تو اک دوشاخہ خدنگ
کرے جو کوئی کشتہ اوس مرد کو
ملے کور کرنے سے اوسکے ضرر
وہاں تیر بیٹھے بحکم خدا
وہ سیمرغ رخصت ہوا بعد ازان
لگا نے دو پیکان زہر آبدار
کہ میدان میں آیا سوار دلیر

تنومند مانند نخل بلند
نہ ہرگز ہوا اوسپہ کچھ کارگر
تو بر کندہ کرتا اوسے اے پدر
کہوں کیا کہ اس قوت زور کا
وگرنہ مرا کام کرتا تمام
کرے جستجو گرچہ جنگی جوان
کرے گا مجھے کیسے گرفتار و خوار
تو بد خواہ کے ساتھ کرتا نبرد
ترے واسطے اوس سے ہوں چارہ جو
کہ فی الفور ہو جائیگا تیرے حضور
گزارش کیا یون کہ اے ارجمند
ہوا آکے پرخاش کا خواستگار
ہم رستم گرد و اسفندیار
کروں چارہ اسکا میں از روی مہر
ہوئے زخم اچھے وہیں سربسر
کہا اے شہ مرغان ہمدرد گار
توانا و گردنکش و زورمند
مرا جفت وان اک سیمرغ تھا
تو بہتر ہے اے رستم نامور
کریگا ہمیں باندھ کر سخت خوار
مرے ساتھ چل رخش پر ہو سوار
تہمتن سے سیمرغ نے یوں کہا
سحر جاکے میدان میں ہو گرم جنگ
وہ رنج و بلا سے رہا پھر نہ ہو
نہ پہنچے ذرا شوق سے کور کر
یہ سنکر ہوا خوش وہ زور آزما
گیا سیستان سے سوے آشیان
ہوا فتح و نصرت کا امیدوار
یل نامور رستم شیرگیر

مری تیغ بران تھی خارا شگاف
نہ مغلوب آیا بد اندیش ہاے
پکڑ کر کمر بند اسفندیار
کوئی دیو اور کوئی جنگی سوار
بس اب تاب پیکار مجکو نہیں
کہا زال زر نے یہ سنکر سخن
کروں کیا کہ ہے اندہ سوے غور
نہیں اسقدر فرصت اے وائے اب
کیا اوسنے وعدہ یہ مجسے کہ ہان
بلندی پہ کر آتش افروختہ
مجھے کسلیے اب کیا تو نے یاد
نیاز اوس سے ہمنے کیا بیشتر
ہوا رستم و رخش مجروح و ریش
طلب رخش و رستم کو کر کے وہان
ہوا رستم و رخش پھر تندرست
یقین ہے اگر تو مرا ہووے یار
مجھے اور تجھے ہے یہ قدرت کہان
مقابل جو ساتھ اوسکے آکر ہوا
یہ سنکر ہوا زال گریہ کنان
بتا کوئی تدبیر بہر خدا
گذر کرکے دریا سے بیرنج و غم
کہ اک شاخ لیجا تو اب توڑ کر
پھر اوس تیر کو اے یل نامدار
نہیں خوب ہے قتل اسفندیار
یہ خاصیت اوس چوب کی ہے کہ ہان
پھر آئے وہ دونوں ہیں پیش زال
جو اندر رستم نے پھر بیدرنگ
نہ تابان ہوا تھا ہنوز آفتاب
ہوا نعرہ زن مثل پیل دمانش

سنان توڑتی تھی دل کوہ قاف
نکچھ زور بازو گیا پیش ہاے
کیا زور ہر چند پر زینہار
کہیں میں نے دیکھا نہیں زینہار
نکل جاؤں ناچار نے یا کہیں
کہ گر تو نکل جاے اے پیلتن
یل نامور ریز رو ہے پیل زور
کہ اوس پہلوان کو کروں تا طلب
جو پیش آوے مشکل کوئی ناگہان
جو سیمرغ کا پر کیا سوختہ
وہ بولا کہ اے مرغ فرخ نہاد
نہ آیا سر جسم وہ کینہ ور
بلا وقت پیری پہ آئی ہے پیش
جو دیکھا تو ہے خون بدن سے روان
توانا و زور آور و چاق و چست
تو ہووے زبون گرد اسفندیار
کہ ہوں ساتھ اوسکے ستیزہ کنان
تو سیمرغ ہرگز نہ جان بر ہوا
کہا یوں کہ گر رستم پہلوان
تو دام غم و رنج سے گر رہا
گئے اک نیستان میں دونوں بہم
اسے راست کرکے تو آگ پر
رہا کر سوے چشم اسفندیار
خرابی ہے قاتل کی انجام کار
تمنا ہوا وکہ فلک کی جہان
ہوا زال مسرور و شادان کمال
مرتب کیا اک دوشاخہ خدنگ
حریف جفا کیش تھا گرم خواب
کہا پھر وہ اسفندیار جوان

ذرا خواب نوشین سے بیدار ہو
کہ آیا ہے اب رستم جنگ جو

اوٹھا سنکے آواز اسفندیار
پشوتن سے بولا کہ اے نامدار

مرے دل مین تھا وقت شب یہ گمان
کہ جانبر نہ ہوویگا یہ پہلوان

کہون کیا مین کاری تھا زخم تیر
تعجب کہ ہے ہوشمند و دلیر

ندا دی کہ احوال اسکا ہے کیا
مگر اوسنے زخمون کو بستہ کیا

وہی رخش ہے یا ہے رخش دگر
شتابی سے اب جلد لا تیغ تیر

بسوی تہمتن پشوتن گیا
تو رستم یہ بولا کہ دیکھے ہے کیا

رکھون سو نہین وہ دارو بجان
کہ ہر زخم کی پل مین ہو چارہ ساز

سوا اسکے اک زخم کاری تھا
پشوتن نے جا کر جوان سے کہا

کہ دیرینہ سے چاق ہے پہلوان
ہوا اچھا تو کل خستہ ای ناتوان

دلیری سے اسکی مجھے ہے خطر
مناسب ہے اب یون کہ ای نامور

تو پرخاش کو دلسے کر اب دور
تہمتن کے ساتھ آشتی ہے ضرور

خفا ہو پشوتن پہ اسفندیار
گیا دو ہین میدان مین ہوکر سوار

تہمتن سے بولا کہ اے پہلوان
ہوا اچھا تو کل خستہ ای ناتوان

نہین زخم کا اب اثر زینہار
ترا باپ شاید کہ ہے سحرکار

کیا اوسنے جادو سے پھر تندرست
کہ آیا تو میدان مین پھر چاق و چست

تجھے آج خستہ کرون اسقدر
کہ ہو نوحہ گر زال زر دیکھکر

وہ بولا کہ جی مین نہ کچھ یہ ہوس
اوٹھا یہ خیال اپنے دلسے تو بس

مرے جسم پر اے یل نامور
نہ ہرگز کرے تیر تیرا اثر

کرونگا تجھے کشتہ انجام کار
گزارش یہ کرتا ہون مین بار بار

کہ مت رنج مجھ سے ہو بہر صلح آ
تو بخش از سر لطف میری خطا

مرے گھر ذرا چلکے مہمان ہو
کہ ایوان مرا رشک بستان ہو

ستم سے نہ پھیر عذر سے ہرگز گردن
تری ساتھ پیش شہنشہ چلون

کرو لطف یا قتل یا مجکو بند
جو چاہے کرے خسرو ارجمند

وہ بولا کہ اب آشتی دور ہے
اگر زندگی تجکو منظور ہے

تو پابند ہو کر مرے پاس آ
تہمتن نے اوسکو یہ پاسخ دیا

مرے قید کرنیسے اب درگذر
عوض اسکے لے مجھسے تو گنج زر

ورنہ لے جاتا تاج گوہر نگار
کنیزان مہ طلعت و گلعذار

تجھے بخشش ہو دون زر بے نیاز
تو کر رحم اے سرور سرفراز

کہا اوسنے بیہودہ گو دل شکر
نہین چاہئے مجکو یہ گنج و زر

خدا کو بھی فرمان ہے حکم شاہ
زیادہ ترا ای رستم کینہ خواہ

تجھے لیچلون دست و پا باندھکر
کہ بخشے تجھے تخت و افسر پدر

وہ بولا کہ اے گرد آفاق گیر
نہ ہے جان باید تاج و سریر

ہوا پر غضب سے وہ کینہ جو
کہا یون نہ کر اور کچھ گفتگو

تو ہو گرم پیکار اے پہلوان
یہ کہکر وہین لیکے تیر و کمان

کیا سوی رستم روان ایک تیر
بطرز پسندیدہ و دلپذیر

تہمتن نے اوس دم یہ مانگی دعا
کہ کرتا ہون مین عاجزی یا خدا

زر و گوہر و تاج گنج و کنیز
خوشی سے مین دیتا ہون ہر ایک چیز

پذیرا یہ کرتا نہیں زینہار
کیا چاہتا ہے مجھے سخت خوار

تو یاور ہو میرا کہ ہون بیدرنگ
مخالف کی آنکھین ہون خیرہ تنگ

عقوبت نہ کچھ ہے تو مجھ پر روا
نگہ مجھسے ثابت گناہ و خطا

یہ کہکے کیا تیر گز کو روان
سو چشم اسفندیار جوان

رکھا تو نے سر کو زمین پر نگون
روان اسکی آنکھونسے تھی جوے خون

پکارا تہمتن کہ ہنگام جنگ
شجاعت کہان تجھ مین بے ننگ

ولیکن نہ ہرگز گرا اے جوان
سوا ہین نہ زنہار تا کہ کمان

تو اک تیر کھاکر ہوا دردمند
رکھا زین پہ سر تو نے اے ارجمند

یہ دیکھا تو نستوہ و بہمن وہین
ہوے سخت غمناک و اندوہگین

کیا اپنی آنکھونکو غمسے پر آب
اسے لیکے سو خیمہ شتاب

کیا چارہ رستم نے اسفندیار
ہوا کچھ نہیں فائدہ زینہار

تہمتن گیا پھر حضور پدر
یہ دی زال زر کو تو نے خبر

نہ تنہا ہوا زال زر شاد کام
ہوے خرم و شاد مردم تمام

دلے زال بولا کہ اے نامور
یہ اختر شناسون نے دی ہے خبر

کہ دنیا مین خونریز اسفندیار
نہ زندہ رہے دیر تک زینہار

تری جان کا ہے خطر اب مجھے
رکھے رنج سے دور ایزد تجھے

جہان گیر و نیز ہر زبان یار ہو
شب و روز تیرا مددگار ہو

وہ بولا کہ میری نہین کچھ خطا
کیا جو کچھ اوس کینہ جو نے کیا

سپہ دونوں کی پیش اسفندیار
گیا زال اور رستم نامدار

گئے دونون جا کر وہان عذر خواہ
وہ بولا نہین کچھ تمہارا گناہ

لکھا تھا یہی کلک تقدیر کا
سکھا پہلوانی کے سارے ہنر
رکھوں اسکے تارک پہ تاج و کلاہ
روانہ ہوا تو سوی گشتاسپ شاہ
ہوئی باری اب تیری حاصل مراد
مری ماں سے کیونکہ کہ ہو وے صبور
کہا پھر وہیں کھینچکر سرد دم
لگے رونے لشوتن و بہمن وہان
ادھر سے آئی بہمن کو ذاتی کھر
کیا باپ کو اسکے تونے ہلاک
مناسب نہ تھی تربیت اسکی یہاں
جو لشوتن حضور شہ نامدار
نہ رستم نہ بیم نے زال زر
خجالت سی تھا بادشہ سر فرو
لکھا نامہ رستم نے پھر شاہ کو
بہت اوسکو دیتا تھا پیغام زر
نہیں چارہ تقدیر سی زینہار
جو کچھ حکم ہو مجھکو لاؤں بجا
کہ یہ ماجرا کر مفصل بیان
اوسے پند کی بہی بھی چند بار
اجل نے اوسے سخت جاہل کیا
یہاں آئیو جب کرو میں طلب
ہوا دیکھکر شاد وہاں وا

ہے کیونکہ لوح جبین کا لکھا
بتا رسم دولت اوسے سر بسر
کر دن اوسی بعد گشتاسپ شاہ
یہ کہہ کے اے خسرو دین پناہ
تو کر سلطنت شوق سے شادمان
کری دل سے اپنے غم و رنج دور
کہ گشتاسپ سے مجکو پہونچا ستم
ہوئے رستم و زال گرم فغان
یل نامور رستم و زال زر
دل اسکا نہ ہوگا کینہ سے پاک
کہ بدخواہ اپنا ہے یہ بیگمان
گیا لیکے تابوت اسفندیار
کشندہ ہی تو پور کا اے پدر
کہ نفرین کہی ہر سمت سے شاہ کو
کہ ہون بیٹا ای شہ نامجو
یہ کہتا تھا ہر دم کہ اے نامور
ہوا وہ جو ہونا تھا انجام کار
کہ ہون بندہ شاہ کشور کشا
وہ بولا کہ ای بادشاہ جہان
اگر کچھ نہ ہر گز ہوا ز ینہار
یہ کہکر تہمتن کو نامہ لکھا
روان کر تو بہمن کو بالفعل اب
ولیعہد بہمن کو شہ نے کیا

مرا پور ہے بہمن نوجوان
تہمتن نے دومین پذیرا کیا
یہ لشوتن سے بولا پھر اسفندیار
مجھے تونے بھیجا پی قتل یان
ولیکن بروز جزا بیگمان
نہیں فائدہ گریہ سے زینہار
کیا طائر جان نے پرواز پھر
اودھر لیکے تابوت اسفندیار
زوارہ یہ بولا کہ اے نامدار
برادر بھی اسکے ہوی قتل مرد
زوارہ کو رستم نے پانچ دیا
ہوا شاہ گشتاسپ نالہ کنان
روانہ کھینچے جان پسر رستم
پشیمان ہوا شاہ عالی تبار
حضور سپہدار اسفندیار
چلون پیش سلطان کشور کشا
کیا تربیت پور کو اسکے اب
جو نامہ پڑھا شاہ نے سر بسر
تہمتن ہی اس امر مین ہی خطا
نہ آیا وہ ہرگز جہاں سے باز
کہ رکھ جمع خاطر تو ای نامدار
تہمتن نے بہمن کو با صد وقار
یہ قصہ تو میں کر چکا اب بیان

اسے اب تو اے رستم پہلوان
زروی نشاط و مسرت گیا
کہ گور و کفن کا ہوں اب خواستگار
ہوئی تیری دولت سے برباد جان
کرے داوری داور داوران
قضا کیسی کا نہیں اختیار
ہوا نالہ و گریہ آغاز پھر
وہ لشوتن گیا سوی ایران دیار
یہ بہمن ہے فرزند اسفندیار
عجب کیا جو وہ تجسے ہو ہمسر
کہ لا دین وصیت نہ کیونکر بجا
لگیں کہنے رو رو کے یوں خواہران
عبث ہی یہ پھر تجکو اندوہ و غم
کیا نعش کو دفن انجام کار
کیا میں نے چون بندگان انکسار
نہ ہر گز جوان نے پذیرا کیا
ہنر اور آداب سکھلائے سب
تو لشوتن سے کہنے لگا تا جور
درست و بجا ہے جو اوسنے لکھا
لگا کہنے پھر شاہ گردن فراز
نہیں تیری تقصیر کچھ زینہار
روانہ کیا سوی ایران دیار
شغاد لعین کی لکھوں داستان

تولد شدن شغاد پسر زال از بطن کنیزک و کشته شدن رستم از دو خرابی خانمان

لکھے ہے یہ فردوسی بے نظیر
اوسے قصہ خسروان یاد تھا
کہی بعد ازان داستان شغاد
کہ زال اک کنیزک پہ مائل ہوا

کہ آزاد سرو ایک تھا مرد پیر
کہا اوسنے مجسے یہی ماجرا
کہ تھی مرد آزاد کو خوب یاد
اور اک اوس سے فرزند حاصل ہوا

یہ کہتا تھا وہ پیر مرد سترگ
کہ رستم سے اسفندیار جوان
پھر اوس قصہ کو نظم میں نے کیا
رکھا زال نے نام اوسکا شغاد

کہ سام و نریمان تھے پیر بزرگ
ہوا اسطرح جیسے ستیزہ کنان
غرض اسطرح سے ہے یہ ماجرا
نجومی یہ بولا کہ اے خوش نہاد

یہ طفل نگون بخت جب ہو جوان
بدی اسکی طینت نہی ہو و ترر
دیا اُسکا جو تھا شاہ نیکو سیر
اوسے ایک بیٹی دختر دلستان
سپہدار کابل سے بولا شغاد
قرابت یہ میری نکی کچھ نظر
یہ بولا کہ مجھکو ذرا اب بتا
کرون جا کے رستم سے تیر اگلا
وہان سے کھلکے تیغ و سنان و تبر
غرض شاہ کابل سے وہ شور بخت
سپہدار کابل ہوا تند و گرم
کہے ہے یہی رستم شیر زاد
برادر جو تیرے ہین وا اخشم
کہا یون کہ نالائق و ناسزا
چلون شہر کابل مین لیکر سپاہ
سو شہر کابل شتابان ہوا
بہ بینہ سپر دیا ہو کر یہ کتان
سپہر رحم آیا پل نامدار
شغاد نگون بخت نے بعد ازان
لگا کرنے تعریف نخچیرگاہ
زوارہ کو ساتھ اپنے لیکر گیا
سو چپ گیا رستم نامور
نئی خاک کی وان جو کچھ کی بو
ہوا گرم پھر رخش جون تیر مست
دو بارا کہ آیا جو پھر باد پا
وے رخش نے جست کی ڈالنے بھی
سو ہوا پارہ پارہ سراپا بدن
ہوئی دشمن جان تیرہ جفا
تہے کے کام کے خاطر آیا بیان

کری خانمان سب تبہ بیگمان
لسوی نکوئی تو ہو یہ آسپر
قرابت وہ رکھتا تھا با زال زر
کیا کتخدا اوسکو با غروشان
کہ امی بادشاہ جہیتہ نہاد
سخاط اوسنے بس کم کیا سپر
کہ ہی قتل کی اسکے تدبیر کیا
غضبناک ہو کر یہان آ گیا
سر چاہ خس پوش کر سر بسر
لگا کرنے اک فکر گفتار سخت
وہ بولا کہ آتی نہین تجکو شرم
کہ میرا برادر نہین ہے شغاد
تجھے جا کر دنئی سمجھتے ہین کم
سپہدار کابل نے تجکو کہا
کرون قتل اوسکو بحال تباہ
سپہدار کابل ہراسان ہوا
یہ بولا کہ اے نامدار جہان
کیا شاہ کابل کا افزون گناہ
کہا یون کہ ہین چاہ کندہ جہان
کہا پھر کہ ہی گرد با غرد چاہ
شغاد سپہدار بھی ساتھ تھا
کہ خس پوش تھی چاہ کندہ جدھر
سو پہنچا رخش صبا گام کو
ولیکن گرا چاہ مین گر کہ جست
تو پھر دوسرے چاہ مین جا گرا
نہ آیا نظر پھر بھی رو سے بہی
سو ہر سخت در ماندہ وہ پیلتن
دغا سے یہان قتل مجکو کیا
کہ ہو وے فزون تیری توقیر و ناز

مناجات کی زال زر نے بہیا
ہوا جبکہ القصہ جسد مم جوان
ہوا جبکہ کابل مین داخل شغاد
حضور پل رستم کینہ خواہ
ہوا مین تہمتن سے نا شاداب
نہ جھمین ہے رستم سے ہون کینہ توز
کہا اوسنے یون اے شہ نیکروز
تو یان ایک طیار کر صیدگاہ
نگون بخت نے جبکہ ایسے کہا
کہ مین ہون سپہدار عالی گہر
نہین یاد کرتا تجھے زال زر
نہین نسل سے سام پل کے تو ہی
ہوا اسکے دلگیر پر غم شغاد
دیا اوسنے بوسہ سر و چشم پر
کرون تجکو کابل کا پھر شہریار
ہوا آکے حاضر بروئے نیاز
ہوئی مجھسے مستی مین صبا دو خطا
اوسے شاہ کابل نے مہمان کیا
وہان پہلو رستم گرد کو
کہ مشغول صید افگنی چاہئے
ہوئے جلد سامان سے لیکر روان
غرض شاہ کے پاس جب دم گیا
ہوا رستم پہلوان شیر گین
ہوا خشمگین رخش خوش و سوار
دہان بھی لگے زخم تیغ و تبر
کنوین سات اسطرح سے تھے وہان
یہ سمجھا تہمتن کہ بے اشتباہ
لگا کہنے منہ کرکے سوئے شغاد
مرے ساتھ کیون تونے کی یہ دغا

کہ یا کردگار جہان آفرین
کیا زال نے سوئے کابل وکن
تو اوس شاہ نے تب بحسب مراد
سدا باج بھیجے تھا کابل کا شاہ
نہ آئی اوسے شرم ہی بغضب
کرون قتل اوسکو بحال تباہ
دل آزردہ ہون جسے مین اکر ور
اور اوس راہ مین کندہ کر چند چاہ
سپہدار نے اوس طرح سے کیا
تری ذات مجھسے نہین خوبتر
نہین پوچھتا گاہ تیری خبر
نہین کچھ تری زینہار آبرو
حضور تہمتن گیا بدنہاد
کہا اوسنے اندیشے کو دور کر
یہ کہکر وہین رستم نامدار
پیادہ حضور پل سے دو از
تو کر عفو از راہ لطف و عطا
بجا بندگی لا کر شادان کیا
غرض ایکدن وہ شہ کینہ جو
یہ سنکر وہین رستم نامجو
سو پہونچا دونون شقاوت نشان
تو پھر رخش نے وان توقف کیا
کڑا رخش رہتا رہا نہ وہین
کہ تھے چاہ مین خنجر آبدار
ہوا چاک وہ خستہ بدن سربسر
گیا گر وہ آخر ہوا ناتوان
ستمگر شغاد اور کابل کا شاہ
کہ تھا بھائی تیرا مین ای بدنہاد
مجھے کس لیے ہاے ضائع کیا



وہ بولا کہ تیری سزا تھی یہی
تہمتن یہ بولا کہ اے حیلہ گر
کہ کاؤس و کیخسرو و گشتاسپ
بھی چھپتے تو میں یاں رہا دیر تک
شغاد نگون بخت سے پھر کہا
تو بھی دے اک خدنگ و کمان
پس نخل گرچہ چھپا در نہان
تہمتن سے پھر جان رخصت ہوئی
ولیکن سوار ایک باقی رہا
لگی رونے رستم کی ماں زار زار

بہت تو نے خونریزی خلق کی
تنک تو شغاد کو تو اپنے سر
گئی بادشاہان فرخ نہاد
بس اب یاں سے کرتا ہوں میں بھی سفر
ہوا وہ کہ چاہے تھی تقدیر شاہ
کہ ایمیں رہوں میں نہ زندہ یہاں
ہوا کشتہ لیکن جنت نشاں شغاد
توقف کی اک دم نہ فرصت ہوئی
سو وہ سیستان میں آ شتابی گیا
یہ بولی کہ دنیا سے انجام کار

سپہدار کابل نے پھر یوں کہا
سدا کون قائم ہی زیر فلک
دلیران دیگر و گیو و نامجو
فرامرز جنگی دلاور جوان
وہ لے تاب جنبش نہیں اب ہمیں
دیا اوسنے سنکر کمان خدنگ
گیا وہ وہیں رستم شکر خدا
زوارہ کھنچی لیکر سپاہ ایران
کہا اوسنے یہ ماجرا سربسر
ہزار و صد و نیز دہ سالہ عمر

کرانے شغاد و تجھے دون بلا
جہاں میں رہو نہیں بھلا اب تلک
گئے اس جہان سے مرکے روبرو
مرا کینہ لے تجھ سے آکر یہاں
ہو زندوں سے نے چھپا چھپا اب تلک
وہیں اوسنے مارا وہی بیدرنگ
کہ جو چاہو سے اپنا کینہ لیا
ہوئے چاہ میں کشتہ خورد و کلاں
یہ سنکر ہوا زال زر نوحہ گر
گیا اور باقی رہا رنج و درد

فرامرز نے سخت ماتم کیا
غرض زال ذاو سے پھر یون کہا
کہ جا ہو کے کابل تو لیکر سپاہ
سپہدار کابل سے ہو کینہ خواہ

فرامرز جنگی ہوا پھر روان
سو شہر کابل بفوج گران
وہ شاہ کابل ہراسان ہوا
سو کوہ و بن مین گریزان ہوا

فرامرز کو جب ہوئی آگہی
کہ ہے شاہ سے شہر کابل تہی
گیا لاجرم جانب صیدگاہ
جہان پہلوان سب ہوئے تھے تباہ

بیان سب کیے کیا صور کشتگان
نشان نام کو گوشت نے استخوان
دد و دام کھاتی تھے ہر صبح و شام
بیابان مین گوشت اونکا تمام

زوارہ کے اور رستم گرد کے
وہ لیکر گیا استخوان دشت سے
کیے دفن زابل مین جاکر وہین
پھر آیا وہ کابل مین از روے کین

ہوا گرم پیکار کابل کا شاہ
ہوئی فوج کابل سراسر تباہ
گرفتار پھر شاہ کابل ہوا
مظفر سپہدار زابل ہوا

فرامرز نے اوسکو از روے کین
کیا ہاتھ سے قتل اپنے وہین
سو شاہ گشتاسپ آتا ہون پھر
خبر شاہ ایران کی لاتا ہون پھر

رحلت شاہ گشتاسپ بملک جاودانی و جلوس بہمن پسر اسفندیار بر تخت سلطنت ایران و لشکر کشیدن طرف سیستان و بعد جنگ بسیار فرامرز را قتل نمودن

کہا شاہ گشتاسپ نے ایک روز
کہ یہ نامور بہمن نیک روز
کلاہ شہی کے سزاوار ہے
سوا اسکے شاہی کا حقدار ہے

ہوا کشتہ اسکا پدر بے گناہ
اسے چاہیے تخت و تاج و کلاہ
یہ کہکر بٹھایا اوسے تخت پر
رکھا سر پہ بہمن کے دیہیم زر

کیا پھر پشوتن کو اوسکا وزیر
کہ تھا وہ نکوش و فہم مین بے نظیر
ہوا پھر روان سوے ملک عدم
شہنشاہ گشتاسپ کیوان علم

جہان مین وہ شاہ ہمایون خصال
رہا حکمران ایک سو بیس سال
جہاندار بہمن شہ نامور
ہوا تخت شاہی پہ جب جلوہ گر

لگا کرنے داد و دہش صبح و شام
ہوئے خرم و شادمان خاص و عام
ارادہ کیا پھر ز روے غضب
کہ زال و فرامرز سے لیکے اب

لیا چاہیے کین اسفندیار
سو ایران نگر مین لیکے سپہ شہریار
ہوا عازم سیستان بادشاہ
جو نزدیک دریا کے پہونچی سپاہ

یہ پیغام بھیجا سوے زال زر
کہ آیا ہون مین بہر کین پدر
بیابان مین اب لیکے تیغ و سنان
کرون نہر خون از سر کین روان

فرستادہ نے جاکے جب پیش زال
کہا یہ تو سنکر ہوا پر ملال
کہا زال نے پھر عبث ہے یہ کین
کہ رستم کی تقصیر مطلق نہین

سوا اب جو رونق فزا تاجور
کرون پیشکش اسکو گنج و گہر
مرا قتل منظور ہے اب اگر
تو حاضر ہون پھیرون نہ زنہار سر

یہ کہکر بہت مال اوسکو دیا
فرستادہ پھر ہو کے رخصت گیا
ہوا پیش بہمن ثنا خوان زال
مفصل کیا شاہ سے عرض حال

کہ غیر اطاعت خسرو نامدار
نہین کچھ ارادہ اوسنے کیا
ہوئی آتش قہر شاہی فرو
کہ سرکش نپایا ذرا زال کو

ہوا جانب شہر بہمن روان
وہین پیشوا زال آیا دوان
گیا زال کے گھر شہ نامدار
زر و گنج وان سے لیا بیشمار

یہ پوچھا فرامرز ہے اب کہان
وہ بولا کہ اے بادشاہ جہان
گیا ہے فرامرز بہر شکار
ہوا پر غضب سنکے یہ شہریار

کیا پھر وہین زال کو اسیر
لگا عاجزی کرنے وہ مرد پیر
کہ اے شاہ میری ہے تقصیر کیا
اگر ہے تو رستم کی کچھ ہے خطا

نہین زندہ اب رستم نامدار
کہ تو جس سے لے کین اسفندیار
برائ خدا چھوڑ اب رحم کر
مری عاجزی پر ذرا کر نظر

کہ مین آج ہون کمترین بندگان
پیادہ ہوا تیرے آگے دوان
روا رکھ نہ بیداد و انصاف کر
کہ رستم نے تجکو سکھائے ہنر

سو بہمن آشفتہ سن کر سخن
کہا زال کو بند از روے کین
یہ سنکر فرامرز جنگی سوار
سپہ لیکے آیا پے کارزار

سواران ایران و زابلستان
بہم شمشیر کین ستیزہ کنان
رہا مین ون گرم بازار جنگ
بشمشیر گرز و سنان و خدنگ

بروز چہارم چلی باد سخت
دلیران ایران تھے فیروز بخت
ولیکن فرامرز جنگ آزما
اوٹھایا تگاور سوے جنگگاہ
پیادے ہوے سوار و سپاہ
دلیرانہ پھر کھینچکر تیغ کین
رہا ہوش اوسکو نہ کچھ زینہار
کیا حکم پھر ہو کے زیر غضب
نہین مردم سیستان کی خطا
بجا لائیے شکر پروردگار
بدستور پھر اوسکو باغ و جنان
شبستان مین ایکدن رات کو
پڑا تھا کہین راہ مین اژدہا
یہ سمجھا وزیرین بہمن نامدار
وہ تھی حسن مین رشک شمس و قمر
غرض اوس پچھیرا کو حمل تھا
وصیت یہ کرکے ہوا سوی عدم
ہمادخت بہمن بجاے پدر
کیا اوسنے آغاز جود و سخا
سپہ کو دیا گنج و زر بے شمار
کہا یون کہ لیجا کہین اسکو دور
ہوا الغرض ہفت ماہہ وہ جب
مبادا کہ واقف ہون یان مردمان
کہا محرمان سے یہ ہنگام شب
وہ صندوق دریا مین وقت سحر
وہ مال اور وہ طفل فرخ نہاد
ہوا فوت وہ روز تیرا پسر
یہ دولت جو اوسکو میسر ہوئی
کہ واقف ہوا اسبات کوئی گر

ہوی تیرہ گردان ابل گریخت
کہ اونکے پس پشت تھی تیر باد
دلیرانہ میدان مین قائم رہا
کہ تا شاہ بہمن سے کوشندہ ہوا
دلیران ایران نے برسائے تیر
کیے قتل گردان ایران ہین
ہوا پھر گرفتار ہنگام کار
کرو مردم شہر کو قتل اب
روا رکھہ نہ زنہار اوسپر جفا
کہ حاصل ہوئی فتح ای شہریار
کیا شاہ نے حاکم سیستان

ہوی چشم تر و چڑی سر پہ خاک
ہوے حملہ آور جو ایرانیان
ہوا تیز جنگی نہ زور نہ مزاج
دلے پہلوانے تھے تخت یاب
ہو خستہ توسن فرامرز کا
فرامرز خستہ ہوا بعد ازان
سر دار کھینچا اوسے پھر قرین
وہ تسوین کر دستو ہما شاہ کا
رہا زال کو بھی تو کر بند سے
یہ گفتار سنکر زر و عطا
بفتح و ظفر شہر دو دین پناہ

رحلت بہمن از جہان فانی بملک جاودانی

شہنشہ کو ناگاہ اوسنے ڈسا
کہ اپنا آخر ہوا روزگار
تصرف مین لایا تھا اوسکو پدر
جہاندار بہمن نے پھر یون کہا
شتابان ہوا شاہ انجم حشم

فسون نے نہ ہرگز کیا کچھہ اثر
ہما اوسکی دخت خردمند تھی
مگر رسم آتش پرستی یہ تھی
کہ جب اوس سے پیدا ہو کوئی پسر
جہان مین بعد عز و جاہ و جلال

بر تخت نشستن ہمادخت شاہ بہمن

کیا خلق مین عدل لیل و نہار
تو کر پرورش با نشاط و سرور
کیا پھر اوسنے اوکدن طلب
خلل میری شاہی مین ہو بیگمان
بہادو اسے جاکے دریا مین آب
کہین ایک گازر کو آیا نظر
جو دیکھا تو گازر ہوا شاد تب
عوض اوسکے یہ طفل شایستہ تر
تو پھر زوجہ سے مسرور و خوش ہو
مبادا کہ کچھہ تجکو پہونچے ضرر

ہوا بعد نہ ماہ پیدا پسر
دلے پیش مردم یہ ظاہر کیا
یہ سوچی ہمانے دل مین کہ
اوسے ایک صندوق مین بند کر
بجا مردمان لانے حکم ہما
نکال اوسکو گازر نے لے لیا
خوشی سے اوسے پیش زن لیگیا
دیا غیب سے ہمکو ایزد نے آج
رکھا طفل کا اوسنے داراب نام
تو اس شہر سے جا کہیں دیگر گیا

ہوے پہلوانان جنگی ہلاک
گریزان ہوئی فوج زابلستان
یہ سمجھا کہ بس روز آخر ہوا آج
دلیری نہ کام آئی کچھ زینہار
پیادہ ہوا وہ نبرد آزما
بہا تک ہوا خون نکے بد روان
شہنشاہ بہمن نے از روی کین
شہ نامور سے یہ کہنے لگا
کہ کینہ تمہارا تھا رستم فرزند سے
رہا بند سے زال زر کو کیا
گیا سیستان سے سو تخت گاہ
گیا تھا شہ بہمن نامجو
نہ زنہار چارہ ہوا کارگر
دیا اوسکو اورنگ تاج شہی
کہ ہمخواب کرتی تھی دختر کو بھی
کلاہ شہی اوسکے ہو زیب سر
شہی شاہ بہمن نے کی ہفت سال
سر شہی پہ ہوی جلوہ گر
فقیر و نکو کیسر تونگر کیا
حوالہ کیا دایہ کو وہ تمام
کہ ہوتے ہی پیدا پسر مر گیا
یہ شہر مین یہ ہمایون پسر
کئی رکھکے یاقوت و لعل و گہر
دیا جا کے صندوق کو پھر بہا
کنارے سے لالیکے اوسنے وا کیا
کہا اوس نے لا شکر ایزد بجا
تو ہوا ئل ہیبت و ابتہاج
گیا دل مین اندیشہ خاص و عام
زن و کودک وہان لیکے گیا

وہ داراب تھا خوش رو خوش شکل تھا
دلیر و جوانمرد و رزم آزما
زبون تھے تمام اوس سے نبرد آزمان
نہ تھا اوسکا ہمسر کوئی نوجوان

فدا گاذری کا نگرتا تھا کام
گزیدہ اسکا ہمیشہ تھا مدام
نہ ہوتا تھا اک بار بھی ہاتھ سے
وہ گاذر تھا دلگیر اس بات سے

کہے تھا کہ مجکو خدا نے دیا
عجب طفل نالائق و ناسزا
کہ پیدا نہیں کرتا ہر ایک کام
سپہری سے بازی کشان صبح و شام

ولے تھی اوسے یہ خبر کچھ نہیں
کہ ہو دیگا یہ شاہزادہ گزین
بٹھلایا جو مکتب میں داراب کو
کیا اوسنے کسب علم شایستہ جو

اوسے فہم و ادراک تھا اس قدر
کہ اوستاد حیران رہا دیکھکر
جو کچھ علم تھا یاد اوستاد کو
شتابی سے سیکھا وہ فرزند جو

بفرط خوشی آنکر ایک روز
لگا کہنے گاذر سے وہ نیک روز
خدا آگہی لیا علم میں جبکہ اتفاق
ولے اب ہو سکھلا سپاہ زور و یراق

وہ بولا کہ ہون مفلس و مستمند
کہان سے میں لاؤن یراق و سمند
ہوا اسکے دلگیر وہ ذو الکرام
نہ سپہ او [illegible] یا السلام

زن گاذر اوس دم ہوئی بیقرار
دیا ایک یاقوت انجام کار
اوسے بیچکر ایک گھوڑا لیا
جو کچھ چاہیے تھا مہیا کیا

مشقت لگا کرنے وہ صبح و شام
ہنر سیکھ لیے اوسنے سبکے تمام
نہ ٹھہرتا تھا گھر میں وہ نوجوان
بیابان میں پھرتا تھا صید افگنان

زن گاذر اک روز بیٹھی تھی شاد
وہان آگیا داراب فرخ نہاد
یہ بولا کہ اما حیرا کر بیان
کیا اوسنے راز نہفتہ عیان

حقیقت وہ صندوق و دریا کی
سنی جب ہوئی اوسکو دلکو خوشی
یہ سمجھا ہوا وہ فرخ نہاد
کہ ہون میں کسی سرور عالی نژاد

درو لعل جو کچھ تھا اوسنے لیا
تصرف میں سب مال اپنے کیا
سما گیا دل میں عزم سفر
کہ حاصل ہو پہچان کر دے فر

کہیں قیصر روم از رہ کین
شتابان ہوا سوئے ایران زمین
حضور سپہدار آشفتہ نہاد
سپہدار نامی تھا اک رشنواد

بھالے لیا حکم اوسکو کہ ہان
فراہم کرو لشکر بیکران
یہ بھیجا پیام اوسنے [illegible]
کہ مردان جنگی و جنگ آزما

ارادہ جنہیں جا کر کا ہو یہان
تو حاضر شتابی سے ہون بیگمان
ہوا سنکے داراب سر در شتاب
روانہ ہوا کچھ سوئے رشنواد

وہان جبکہ داراب فرخ گیا
تو وہ لیگیا اوسکو پیش سپاہ
کہ [illegible] جا کر تا دیکھکر
پڑی جبکہ اوس سپہدار کی نظر

تو کہنے لگی دلمیں اپنے ہما
کہ ہے یہ عجب شوکت و شان کا
عیان اسکے رخ سے ہے فر کیان
نژاد کیان سے ہے یہ نوجوان

لکھا یون کہ اوسکو بہتر رکھو
مواجب بھی اسکا زیادہ کرو
ہوا جبکہ لشکر فراہم وہان
تو پھر رشنواد دلاور جوان

شتابان لیے جنگ قیصر ہوا
فرود اک بیابان میں لشکر ہوا
ہوا ناگہاں سر و باران وہان
گیا ہر کوئی خیمے کے درمیان

جو داراب کے پاس خیمہ نہ تھا
تو یہ زیر طاق شکستہ گیا
گیا خواب میں جبکہ داراب جوان
تو آئی ندا غیب سے ناگہان

کہ اے طاق رہیو ذرا ہوشیار
کہ خفتہ ہے یان شاہ ایران دیار
نگہدار اسکا تو رہیو یہان
کہ بہمن کا فرزند ہے یہ جوان

سہ بار آئی آواز یا نے یہی
سنی رشنواد دلاور نے بھی
یہ سر رہ سے بولا کہ لاؤ خبر
گئے مردمان اس جا پہ دوڑکر

کہا آگے پھر یون کہ اے نامدار
تلے طاق کے خفتہ ہے اک سوار
کہ وہ طاق شکستہ ہے سر بسر
جسے دیکھکر دلمیں گذرا خطر

نہ زنہار تھی مردمان کی صدا
یقین ہے کہ تھی غیب سے یہ ندا
وہ بولا کہ لاؤ جوانکو یہان
اوسے آکے تب لیگئے تو یہان

جو داراب اوٹھکر وہان سے گیا
تو وہ طاق ٹوٹا ہوا گر پڑا
حقیقت لگا پوچھنے رشنواد
لگا کہنے داراب فرخ نہاد

کہ دریا سے گاذر کے ہاتھ آیا تھا
لگا ایک صندوق اسی نیکزاد
جو کھولا تو اوس میں پایا مجھے
خوشی سے وہ گھر اپنے لایا مجھے

نہ صندوق میں تھا کچھ میں ہی
کئی لعل و یاقوت تھے بے بہا
کیا ماجرا سب مفصل بیان
سپہدار سنکر ہوا مہربان

اوسے خلعت و اسپ و خیمہ دیا
کیا اوسکو سپرد لعل و غنا
کہا پھر کہ گاذر کو لاؤ یہان
اوسے جاکے لے آئے پھر مردمان

سپہدار نے قصہ داراب کا
جو پوچھا تو اوسنے مفصل کہا
رکھے پھر وہ یاقوت پیش نظر
سپہدار نے اوسکو پہچان کر

کہا اپنے دل مین کہ ہے بیگمان
جو روز دگر قیصر کینہ خواہ
تو قیصر سے اب جا کے ہو گرم جنگ
سر شام سیدان سے وہ تاجور
بہت آفرین کی جوان مرد پہ
ہوا پھر بہم گرم بازار کین
گیا نیزہ لیکر جوان جس طرف
ہراسان ہوئے سب سپہ روسیان
جدھر حملہ آور ہوا کینہ جو
سو رومی پھرے چلیپے نا چار اب
بفضل خدا فتح پاوینگے ہم
ہوئے آکے میدان مین گرم ستیز
ہزاران دلیران کیے غرق خون
کہ یان آنکے مین پشیمان ہوا
غرض صلح کرکے وہین پھر گیا
ہما کو لکھا قصہ داراب کا
کیا پھر طلب اوسنے داراب کو
جہانمین بصد جاہ و حشمت ہما
ہوا بعد ازان جلوہ گر تخت پہ
بہت خلق پر لطف و احسان کیا
کہا پھر یہ اوسنے بلطف و طرب
شعیب دلاور سپہدار تھا
ہوا وہین لیکر سپاہ گران
رہی جنگ قائم سہ روز و شب
ہوا لشکر تازیان سب خراب
سپہ لیکے آیا شہ فیلقوس
دلیران ایران ہوئے سخت کوش
نہ تنہا ہوئی کشتہ تیغ و تیر
پذیرا کیا اوسنے دینا خراج

پسر شاہ بہمن کا یہ نوجوان
سپہ لیکے آیا سوئے رزمگاہ
یہ سنکر گیا وہ جوان بیدرنگ
سوئے خیمہ آیا بفتح و ظفر
ہوا جلوہ گر جب کہ روز دگر
گلستان ہوا خون سے روئے زمین
میان فرہ اوٹھ گئی ہر صف کی
لگے کہنے باہم یہ پیر و جوان
پریشان کیا لشکر روم کو
کہ ہرگز نہین تاب پیکار اب
تصرف مین یہ ملک لاوینگے ہم
ہوئی ایک برپا وہان رستخیز
ہوا لشکر روم آخر زبون
پریشان ہوا تخت قیصر تباہ
سو روم فرمانروا روم کا
وہ یاقوت بھیجا حضور ہما
حضور اوسکے آیا جو وہ نامجو

فزونتر کیا رتبہ داراب کا
تو بولا یہ داراب سے شہ نواز
ہزار و سیون سے نبرد آزما
دلیری یہ داراب کی رشک آفرین
تو لیکر سپاہ گران پھر گیا
ہوا فرزند داراب سرچار سو
سر شام تک ان رہی کارزار
عجب نوجوان آج تھا ہم نبرد
وہ ہے بچہ فیل یا شیر نر
لگا کہنے قیصر کہ بیدل نہو
ہوا جب سحر مہر جلوہ کنان
جہانگیر داراب مرد دلیر
تعقب بارو میہو نکا نہ نہار گام
جو کچھ چاہیے جنسے اب بھیجیے
مظفر ہو داراب فرخ نہاد
ہما نے یہ سمجھا کہ ہان بیگمان
تو وہ وہین ہمانے دیا تخت و تاج

جلوس داراب بن بہمن بتخت ایران

سپاہ و رعیت کو شادان کیا
تو کرتے تیغ کا ذری ترک اب
سپاہ عرب کا وہ سالار تھا
شتابان ہوئے لشکر سیستان
بروز چہارم شعیب عرب
دلیران ایران ہوئے فتحیاب
خروشان ہوئے ہر دو سو تو ہم کو
کیے رومیون کو پراگندہ پشیمان
زن و بچہ بھی اوسکے اسیر
تو قائم رہے ملک و رنگ و تاج

طلب کیگا ذر کو پھر زود تر
لیا ایک سپاہ گران پھر وہین
سواران تازی تھے یکصد ہزار
ستیزندہ پھر ہر دو لشکر ہوئے
ہوئے کشتہ میدان میں قتیل تمام
شہنشاہ داراب نے بعد ازان
بہم ہر دو لشکر ہوئے کینہ خواہ
شہ فیلقوس ادر کیسر سپاہ
ہوا فیلقوس آن کے قلعہ بند
دیا شاہ داراب کو سب ثنا

وہ رتبہ کہ شایان داراب تھا
کہ لیکر سپاہ اپنے جنگجو نہاد
بہت فوج کو قتل اوسنے کیا
ہوا دیکھکر دل مین مسرور و شاد
سوئے رزمگہ مرد جنگ آزما
طرح شیر نر کے ہوا نرمجو
کئے پھر سوئے خیمہ انجام کار
مقابل نہین جسکے یان کوئی مرد
کہا پھر یہ قیصر سے ای تاجور
سحر حملہ یکبار کی تم کرو
تو پھر رومیان اور ایرانیان
ستیزندہ میدان مین تھا مشکل شہیر
یہ ناچار قیصر نے بھیجا پیام
نذر پر خاش ہمسر خدا سے بھیجے
جب آیا تو شادان ہوا شیر خوار
مرا نور دیدہ ہے یہ نوجوان
حوالے کیا تخت زرین و تاج
رہی سی و دو سال فرمانروا
جہاندار داراب فرخ سیر
عنایت کیا خلعت و اسپ و زر
شتابان ہوئی سوئے ایران زمین
یہ سنکر جہاندار گردون وقار
ستیزندہ دم تیغ کین سر ہوے
سب اسباب لشکر کا غارت کیا
کیا جانب روم لشکر روان
ہوئی بحر خون یک قلم رزمگاہ
گریزان ہوئی فوج قیصر و کلاہ
کہ میدان مین تھا دست و تیغ و کمند
زر و گنج و دیدار رہ نا کسا

کسی نے کہا اے شہ فرخ والا کرام — شہ روم کی دخت ناہید نام
گیا وہ میں پیغام شاہ جہان — کہ بھیجے مجھے دختر دلستان
پری چہرہ اور غیرت ماہ ہے — سزاوار ہمسری شاہ ہے
شہ روم نے با دل پر صفا — کیا دخت کو شاہ سے کتخدا
جہاندار گیتی ستان بعد ازان — ہوا روم سے سوے ایران روان

آزردہ شدن داراب شاہ از بوی دہن ناہید دختر والی روم و فرستادن بخانہ پدرش و پیدا شدن سکندر

ہوا شہ جو ناہید سے ہمکنار — تو آئی نہ بوی دہن خوشگوار
ہوئے چارہ گر اوسکے دانشوران — ہوئی دور لیکن نہ بوے دہان
ہوا اوس سے ناشاد داراب شاہ — ہوا پھر نہ زنہار ہمخواب شاہ
شبستان میں اپنے نہ ہرگز گیا — سو فیلقوس اوسکو رخصت کیا
غرض حاملہ تھی وہ رشک قمر — ولیکن نہ داراب کو تھی خبر
شہ روم فرزند رکھتا نہ تھا — عیان حمل اوسکا نہ ہرگز کیا
ہوا جبکہ دختر سے پیدا پسر — کیا اوسکو قیصر نے اپنا پسر
سپاس خداوند لایا بجا — سکندر رکھا نام اوس طفل کا
سکندر تھا مانند رستم دلیر — جوانمرد زندہ آور آفاق گیر
حکیموں کا وہ تربیت کردہ تھا — کوئی علم باقی نہ اوس سے رہا
ہنر اوسکو از بسکہ تھی خوب یاد — وہ علم و ہنر میں ہوا اوستاد
ارسطو کے دانا سے فرخ سیر — لقب جس نامور کا پسر
کہ تھا عقل و دانش میں مشہور عام — سکندر کا ہمدرس تھا صبح و شام
یہ قصہ یہان کا یہان چھوڑیے — سمند قلم کی عنان موڑیے
بس اب آ گیا اپنے بار دگر — سو شاہ داراب فرخ سیر
کیا شاہ نے جبکہ ناہید کو — مرخص سوے قیصر نامجو

رحلت داراب شاہ از جہان و جلوس دارا بر تخت سلطنت

تو اک اور چاہی زن گلعذار — ہوئی وہ جہاندار سے باردار
غرض نو مہینے گئے جب گذر — ہوا بطن سے اوسکے پیدا پسر
ہوا شاد دل شاہ داراب کا — ملک اوسکا نام دارا رکھا
دلیر و خردمند دارا ہوا — ولے جب وہ بارہ برس کا ہوا
تو پھر شاہ داراب کشورکشا — روانہ ہوا سوے دار البقا
رہا چار دہ سال اور چار ماہ — نگہبان عالم شہ دین پناہ
گیا سر سے دارا کی پھر تاج زر — سر تخت بیٹھا بجاے پدر
فزون جاہ تھا مہر و مہ سے اوسے — بدستور داراب ہر شاہ سے
لیا قیصر و ناسور نے خراج — دیا اوسکو ہر تاجور نے خراج
سو شاہ اسکندر [illegible] — اوسے تخت پر اب بٹھاتا ہوں میں

نشستن اسکندر بر تخت روم بجاے فیلقوس و لشکر کشیدن سوی ایران بجنگ دارا

گیا فیلقوس اس جہان سے گذر — سکندر کے سر پر رکھا تاج زر
فقط روم میں کچھ نہ تھا حکمران — سکندر ہوا بادشاہ جہان
ارسطو سا دانشور بے نظیر — ہوا شاہ کشورستان کا وزیر
ارسطو فلاطون کا شاگرد تھا — خردمند دانا و صاحب ذکا
بافزونی لشکر و ملک و مال — سکندر رہا تھا فرخندہ حال
فرستادہ دارا کے ایران گیا — یہ پیغام لایا کہ باعث ہے کیا
ہوا اتنک نہیں تو نے بھیجا خراج — مناسب ہے یہ جلد پہونچا خراج
نہ ہی ہاتھ سے راہ و رسم پدر — ہماری اطاعت سے مت پھیر سر
سکندر نے سنکر یہ پاسخ دیا — شہ فیلقوس اب جہان سے گیا
جو دیتا تھا ہر سال تجکو خراج — ولے مجھسے مت ہو تو خواہان باج
خدا نے دیا مجکو جاہ و حشم — سر چرخ پہونچاونگا میں علم
سپہ پاس ہے لشکر بیکران — زر و زور شمشیر گیتی ستان
مجھے عزم ہے یہ کہ اپنی ہے — مسخر کروں ہفت اقلیم کو
یہ لازم ہے تجکو تو بھیجے خراج — ہے ورنہ تیرا یہ اورنگ و تاج

خبردار کرتا ہون تجھکو خبر
چلا لیکے اقصای ایرانکی سمت
سکندر جہاندار گیتی ستان
سکندر نے بھیجا یہ تجھکو پیام
تو آیا ہے کیون کرکے سامان رزم
اگر خواہ ناخواہ ہے عزم جنگ
لگا کہنے دارا سے فرخ نہاد
نگر ہے تو اسکندر نامور
سکندر نہین ہے خرد استکر
پیالا اوسنے صہبائے گلفام کو
وہ بولا کہ اے خسرو نیکنام
لگا کہنے ہنسکر شہ نامجو
رکھلا کے خوان صبح او وقت شام
ولے وہ مین اسکندر نامدار
عقب اوسکی دارا نے بھیجے سوار
سکندر نے لئے چار وہ جام طلا
کیا مینے معلوم یہ جاکے وان
کہ میرا جہان آفرین یار ہے

سپہ لیکے آیا بصد کر و فر
چلے شیر جیسے نیستانکی سمت
پہنکر لباس فرستادگان
کہ مجھکو نہین ملک سے تیرے کام
نہین ہو نہین کچھ سمجھئے امان
تو یان بھی ہی موجود تیغ و خدنگ
ترا نام کیا اور کیا ہے نژاد
کہ آیا ہے یان سنکے پیغام
کہ اسطرح آوے مخالف کے گھر
ولے پاس اپنے رکھا جام کو
یہ ہے ملک مین اپنے آئین عام
کہ کل جام تم لیکے جاؤ ردد
سکندر بھی کھانے لگا وان طعام
یہ سمجھا کہ راز اب ہوا آشکار
دلیران پرخاشجو یکہزار
ندیمو ناہو دکھلائی اور یون کہا
کہ دارا کے ہے پاس فوج گران
شب و روز میرا مددگار ہے

ہوا وہ بھی یہ لیکے نامہ روان
یہ دارا کو جس وقت پہونچی خبر
گیا پیش دارا کے فرخ تبار
ارادہ یہ ہے سیر دنیا کرون
فرا ملک سے اپنے مجکو راہ
جو شوخی سے پیغام اوسنے کہا
یہ چہرہ یہ قامت یہ شوکت یہ شان
وہ بولا کہ میرا وہان کیا شمار
طلب شہ نے پھر جام و مینا کیا
یہ دارا نے پوچھا کہ بخشش ہے کیا
کہ پھر بازلیں اوسکو دیتے نہین
غرض سنکے وان سے لیے پا بچا
گئے سکندر کو پہچان کر
شتابی سے اوٹھکر ہوا اسپ پر
شب تیرہ تھی راہ گم کرگئے
کہ حق مین ہے میرے مبارک یہ فال
ولے ساتھ میری نہین تاب جنگ
غرض جنگ میں کیا بپا ہی قرار

سکندر ادھر سے سپاہ گران
وہ جمجاہ بھی فوج کو جمع کر
کہا جاکے دارا سے ای شہریار
سہ و مہرسان گرد عالم پھرون
کہ گذرون شتابی سے لیکے سپاہ
تو حیرت مین دارائے ایران گیا
جہان مین رکھی کون ہے خبر کیان
بہت مجھسے ہین جاکر شہریار
فرستادہ کو بھر کے ساغر دیا
تہی کرکے ساغر جو تونے رکھا
فرستادہ کو دیکھے پھر سا نگین
ہر اک جام زر تھا جواہر نگار
جھکا یا طرف گوش دارا کی سر
طرف اپنے لشکر کے آیا جوان
وہ ناکام ناچار رکھیر گئے
یقین ہے کہ دارا سے لون ملک کو
میسر مجھے فتح ہو بیدرنگ
نہ ٹھہری بہم آشتی زینہار

جنگ کردن دارا با سکندر سہ مرتبہ و شکست خوردن ہر سہ بار و ظفر یافتن سکندر

ہوا مہر رخشان جو روشن دگر
خروشان ہوئی نای ترکی وہان
ہوئے سینے وقف خدنگ و کمان
ہوا آٹھوین روز دارا تباہ
گئے رومیان بھی تعاقب کنان
دگر بار کرکے فراہم سپاہ
ولیکن نہ اقبال یاور ہوا

دو لشکر مقابل ہوئے آنکر
گیا ہوش کا آسمان پر فغان
ہوئے غرق خون مرد جنگ آورن
پریشان ہوئی اوسکی یکسر سپاہ
ہزارون ہوئے کشتہ ایرانیان
سکندر سے دارا ہوا کینہ خواہ
تباہ و پراگندہ لشکر ہوا

ادھر تو سکندر صف آرا ہوا
ہوئے رزمجو کینہ خواہان بہم
رہا سات دن گرم بازار کین
گریزان ہوا دارا فرخ صفات
میسر ہوئی فتح و نصرت ہوئی
سپہ لیکے آیا سوم بار پھر
ہوا آسکے ہر بار دارا خراب

ادھر گرم پیکار دارا ہوا
کئے تیغ برندہ نے سر قلم
لگی موج خون تا بہ چرخ بریں
گیا تا لب رود بار فرات
تو حاصل سکندر کو فرحت ہوئی
ہوا آسکے گرم پیکار پھر
سکندر تو آخر ہوا فتحیاب

رواج دادن سکندر سکہ خود در ایران و رسیدن دارا مرتبہ چہارم برای جنگ و باز تباہ شدن

مواجب بہ ظفر بفضل خدا — سکندر جہاندار کشورکشا
ہوا مالک تخت و تاج کیان — کیا سکہ ایران میں اپنا رواں
کیا شہ نے ایرانیونکو تمام — بصد گونہ لطف و کرم شادکام
نہ کرتا تھا دارا یہ لطف و عطا — سکندر نے ساتھ اونکے جو جو کیا
سکندر یہ کہتا تھا ہر ایک سے — کہ بیگانہ تم مت سمجھنا مجھے
سمجھتا ہوں شہزادہ ای ایرانیان — کہ ہوں پشت داراب سے بیگمان
نہیں غیر ہیں وارث تخت ہوں — جوانمرد ہوں اور جوان بخت ہوں
رہو شاد تم جمع خاطر رکھو — اطاعت مری جان و دل سے کرو
تھیں لطف و شفقت سے شاداں کئی — شب و روز ہوں احسان کرتے ہوں
یہ سنکر حضور جہانگیر شاہ — ہوے آگے حاضر سران سپاہ
جو دارا کے ایرانی دیکھا وہاں — لگے جانے ہر سو سے ایرانیان
یہ بولا کہ ای مرزبانان شہر — زبوں ہوتے تھے رومیان سربسر
اور اب یوں ہوے ہیں یکسر دلیر — نہیں گردش چرخ سے کچھ گزیر
سنی ہے کہ ہے یہ نہیں گفتگو — جو کرتا ہے اسکندر کینہ جو
فریب اوسکے مت کھائیو زینہار — وگرنہ کریگا تمہیں سخت خوار
زن و بچہ ہونگے گرفتار بند — بہت تمکو پہونچیگا اوس سے گزند
وہ مرہم موافق جو دارا سے تھے — یہ دارا سے اوس وقت کہنے لگے
کہ ہم سب سبھی ہوں پھر زنہار خواہ — کریں عہد اسے شاہ گیتی پناہ
جہاندار دارا پھر آیا ادھر — پئے جنگ اسکندر نامور
سکندر بھی آیا بفوج گراں — ہوے گرم پیکار جنگ آوراں
ہوئی تیغرانی وہاں اس قدر — کہ صحرا ہوا بحر خون سربسر
بشمشیر و خنجر سے ہو کا تھا — قیامت کا واں گرم بازار تھا
سواران ایران نے وقت وغا — دلیرانہ ہمت فراواں کیا
ولیکن تھے دارا کے برگشتہ بخت — ہوا وہ پراگندہ و خوار سخت
نصیب اوسکے پھر بھی شکستی ہوئی — فزوں فوج ایران کی شکست ہوئی
گریزندہ ہو کر بحال خراب — گیا سوی اصطخر دارا شتاب
سکندر جو دنبال اوسکے گیا — تو واں بھی نہ ٹھہرا دارا رہا
زن و بچہ و طفل ایرانیان — ہوے قید سب پیش رومیان
جو آتا تھا پیش شہ دادرس — زن و بچہ تکتے تھے پھر اوسکو بس
سکندر نے تب جھک کے یہ پاسخ دیا — اگر تو ہے پاس آوے شاہا
تو دو دن ملک ایران سراسر سمجھ — مبارک تجھے تخت و افسر سمجھ
یہاں میں جاؤں قرین ظفر — کروں ملک گیری ہو اوسے دگر
بزرگان و گردان ایران بیار — یہ دارا سے بولے کہ اے شہریار
سکندر سے جا کر ملاقات کر — کہ پھر ملک تا عمر رہے سربسر
وہ بولا نہیں لائق سروری — کروں جو سکندر کی فرمانبری
نہ غم جان نہیں مجھکو زنہار ہے — وہ لے طاعت رومیان عار ہے
لکھا فور ہندی کو یوں بعد ازاں — کہ ہوں میں ستم دیدہ آسمان
کوئی یار میرا جہاں میں نہیں — تو ہے بہر خدا ہو مدد و معیں
یہ دارا کو اوسنے لکھا پھر جواب — کہ پہونچا یہاں آپکو تو شتاب
جو پہونچی خبر پیش شاہ جہاں — کہ دارا کو ہے عزم ہندوستاں

کشتہ شدن دارا از دست وزیران و نکاح دخت دارا با سکندر

کیے بند ہر چار سو رہگذر — سواران جنگ آزما بھیجکر
سپہدار دارا کے تھے دو وزیر — ستم پرور و بد نہاد و شریر
کہ نام ایک ظالم کا تھا ماہیار — اور اوس سر کا تھا جانوسپار
لگے کہنے باہم کہ اقبال شاہ — گیا اور لشکر ہوا سب تباہ
کوئی دنکو ہوگا گرفتار بند — کہ اب پھر گیا اس سے چرخ بلند
یہی مصلحت ہے کہ اب بیدریغ — شہنشاہ کو کیجیے زیر تیغ
کہ ہو شاد اسکندر نامدار — تو دونوں ہمارا ہو عز و وقار
رکھا الغرض ظالموں نے روا — خداوند نعمت پہ جور و جفا
کہیں تا ہمیں رات کو ایکبار — جدا اپنے لشکر سے تھا شہریار
نہ تھا پاس دارا کے کوئی سوار — فقط تھے وہی دو لعین نابکار
یہ ہنگام فرصت جو آیا نظر — تو پھر ایک نے شاہ کے سینے پر
رواں تیر خنجر کیا بیدریغ — رہا دوسرے نے کیا زخم تیغ
لگے زخم کاری تو پھر تابور — گرا پشت زیں سے وہیں خاک پر
خبر کی سکندر کو یہ بعد ازاں — کہ دارا کو ہمنے کیا قتل یاں
کیا پھر شہنشاہ عالیجناب — ہوا قتل شاہ دارا شتاب
سنو اوسکے قالب میں باقی تھی جاں — کہ پہونچا جہاندار گیتی ستاں



سکندر نے گھوڑے سے وہین اوتر — رکھا اپنے زانو پہ دارا کا سر
کیے چشم سے اپنی آنسو روان — ہوا درد سے اوسکے نالہ کنان

سکندر کو دیکھا جو بالین پر — تو سینے سے کی آہ دارا نے سر
سکندر یہ بولا کہ اے تاجدار — نہ تھی یہ تمنا مجھے زینہار

کہ دیکھون تجھے اس طرح سرنگون — تن خستہ بستر پہ یا غرق خون
یہ لینے مین لیجاؤن اب اپنے گھر — تجھے مہد زرین مین کر جلوہ گر

کرون چارہ سازی تری زخم کی — جو حاصل شفا ہو تو باصد خوشی
بٹھا تجکو ایرانکے پھر تخت پر — شتابان یہان سے ہون سو دگر

سنا بیٹے مان سے کہ یعنی بہم — پسر اک پدر کے ہین تم اور ہم
مجھے اسلیے درد و غم ہے بڑا — کہ تو ہے حقیقی برادر مرا

کشندونکو تیرے کرونگین بلا — ملاؤن سر اک کو بہ خون دغا
یہ کہکر لگا رونے پھر زار زار — ہوا درد و غم سے بہت بیقرار

سکندر سے دارا یہ کہنے لگا — کہ زاری و گریہ سے کیا فائدا
گذر اب گیا چارہ سازی کا ہم — مرا کام یعنی ہوا بس تمام

خدا نے کیا تجکو شاہ جہان — تو کر بادشاہی بصد فرو شان
شہا تیری گفتار شیرین ہے اب — غم و درد سے ہوا دور اب

بآرام جاتا ہون سوے عدم — تو رہ اس جہان مین بجاہ و حشم
وصیت کرونگین تجھے کچھ اگر — پذیرہ نہ ہو تو اے تاجور

سکندر یہ بولا زروے صفا — کہ لاؤن ترا حکم یکسر بجا
لگا کہنے دارا کہ اے بادشاہ — مرا ننگ و ناموس رکھنا نگاہ

مری دختر اک روشنک نام ہے — پری چہرہ مہوش گل اندام ہے
اوسے عقد مین اپنے لانا ضرور — اگر بطن سے اوسکی پیدا ہو پور

تو اسفندیار اوسکا رکھیو تو نام / اگر ہے روح کو کیمیو سنت دکام
نہ برہم کوئی رسم ہو زینہار / بلحوظ رکھنا تو لیل و نہار

کہ قائم رہے دین لہراسپ شاہ / رہ و رسم و آئین گشتاسپ شاہ
سکندر سے دارا نے جو کچھ کہا / سکندر نے یکسر پذیرا کیا

رکھے اپنے گھر میں پہ سکندر کا ہات / لگا کہنے دارای فرخ صفات
کہ نصیحت ہوئی تجھ سی جان حزین / نگہدار تیرا ہو جان آفرین

ہوئی چشم دارا کی جس وقت بند / لگا رونے اسکندر ارجمند
کیا چاک جامہ ہوا نوحہ گر / اوسے مہد زرین پہ پھر ڈال کر

پیادہ ہوا پیش تابوت شاہ / کیا لاکے مدفون سوے دخمہ گاہ
سر دار کھینچا پھر از روی کین / کشندونکو دارا کے شہ نے وہین

بزرگان ایران ثنا خوان ہوے / دل و جان سے محکوم سلطان ہوے
سکندر نے مرہون احسان کیا / بالطف و کرم سبکو شادان کیا

سوی مادر روشنک بعد ازان / کیا نامہ سرور نے نامہ روان
لکھا روشنک کو یہان بھیجئے / کہ جون شمع روشن کرین بزم کو

روان آ کے اوس باہوش نے کیا / حضور جہاندار کشورکشا
پرستار ساتھ اوسکے تھیں کئی ہزار / زر و گوہر و لعل تھے بیشمار

جہاندار بر طبق آئین و دین / ہوا کتخدا ساتھ اوسکے وہین
رہا شہر ایران میں یکچند شاہ / سوے ہند پھر اوسنے کھینچی سپاہ

رفتن اسکندر طرف ہندوستان و حاضر شدن کید ہندی

شہ ہند تھا کید اک نامور / اوسے خواب پر ہول آیا نظر
حکیموں سے پوچھی جو تعبیر خواب / کسی سے کچھ بن نہ آیا جواب

کہا مردمان نے کہ درویش ایک / خرد مند و صاحب دل و مرد نیک
بیابان میں رہتا ہے مہران ہے نام / کہیگا وہ تعبیر سب یا تمام

حضور اوسکے پھر کید ہندی شتاب / گیا اور کہا اپنا یکسر سب خواب
کہا یون کہ اے پیر فرخ سیر / شب اول آیا یہ مجھکو نظر

کہ ایوان بلند اور رہی کلان / اور اک خرد سوراخ بھی ہے وہان
اور اک پیل مست آکے اوس کی تمیز / گیا پھر نکل اوسکے سوراخ مین

دوم شب یہ دیکھا کہ ہے جلوہ گر / کوئی نوجوان تخت اورنگ پر
سوم شب مجھے خواب آیا نظر / کہ کرپاس ہے اسکے خستہ سیر

اوسے کھینچتے ہین بہم مرد چار / ولے پارہ ہوتا نہین زینہار
شب چارم اک شخص ہے تشنہ لب / وہ آیا کنارے پہ دریا کے جب

تو مچھلی یکایک ہوئی جلوہ گر / گریزان ہوا اوس سے وہ دیکھ کر
عقب اوس گریزندہ کی تھی شتاب / روانہ ہوئی واں سے ماہی بر آب

شب پنجم اک شہر آیا نظر / کہ ہین کور واں مردمان سربسر
لبان بھی ایران مین معرفت کا / نہین ہم ہر کو لیے کچھ زینہار

ششم شب یہ سویا جو ہنگام شب / نظر اک آیا مجھے شہر تب
کہ رنجور ہین ایک تن سالمان / ور آپہونچے ہین جو بعضے کسان

ہو آزردہ جان سے میں لیل و نہار / شب و روز ہم ہین رنجور وار
اونھیں ٹھیک گسلمایان کی وہ اوس / خبر لینے آئے ہین سر اپنے کے پار

شب ہفتم اک پیر مرد کہن / نظر اسپ آیا کہ ہین دو دہن
وہ کہتا ہے دونوں سے آٹے گیاہ / ولیکن نہین اوسکو سیری کی راہ

سحر ہم شب ہشتم کو آئے نظر / دو چاہ آب مین اک تہی سربسر
تہی کو وہ بھرتے ہین جن پر / نہین ہوتے اوسکے کنارے بھی تر

نہ کم ہوتا ہے انکا ذرا / نہم شب نظر مجکو یہ پڑا
کہ اک گاو مادہ ہے گوسالہ آ / کہ گوسالہ کا شیر لیل و نہار

وہ کھاتی ہے پستان بھی لاغر و تن / ولے فربہ گوسالہ کا ہے بدن
دہم شب کو اک چشمہ آیا نظر / کہ لب سوکھے ہین خشک اطراف تر

بیان کیجئے تعبیر خواب / کہ دل سے مری دور ہو اضطراب
وہ بولا کہ ہے اسکندر نامدار / تری ملک مین آئیگا ایکبار

تو ونسہا رہیگا جب ہمگر جنگ / غرض تجھکو ہے عجب ...
وہ وقت ... / کہ اختر شناسی مین ہے بی نظیر

خزینہ ... / فقط اک ... عجیب
مگر اوسکو کرے لب ... / تو زیبا نہین آپ سے جنگ ... تو

... آتش ... / ... گرم آب
غرض تیرے پاس ہین چار چیز / کہ ہین ... اے شاہ والا تمیز

تو دینا سکندر کو یہ ہر چہار
دیا مرد درویش نے یہ جواب
وہ ہاتھی ہی اے سکندر نامدار
یہان سفلہ اک بادشہ آئیگا
اوسے کھینچتے ہین جو وہ مرد جا
جو وہ ایک آئیگا یان بعد ازان
حکیمون کا مذہب کرے آشکار
وہ تشنہ جو آیا نظر پھر تجھے
گزیدہ خلق اوسے یان ہوئیگی
زمانہ اک آوے کہ سود و زیان
ششم شب جو بہ جور آئے نظر
زمانہ اونھین سخت حیران کرے
کہ اوسے زمانہ اب اس طور کا
وہن مین ہر اک چیز کو بیچیے
زمانہ کوئی آوے اسطرح کا
تہیدست کو تو بھی سیری نہو
حریص اتنے دنیا مین ہووین عیان
جو اوس چشمہ سے آب چشمہ کو لین
بڑی عقل و فرہنگ سے سر بسر
کبھی فیض اوسکا نہو گا عیان
یونہین تازہ اک عہد پھر آئیگا
سکندر سے اس عہد کا بادشاہ
کیا بیٹھے ہندوستان مین گذر
ارادہ نہین اور جز چاکری
کہ ہر ایک دنیا مین ہی بے مثال
غرض چار چیزین کہ تھین بے نظیر
سکندر نے دیکھی جو وہ دلربا
گیا کید پھر تاجور کے حضور
سکندر سے پھر کید رخصت ہوا

تجھے ملک بخشے گا وہ تاجدار
کہ ہی پہلے ونکی یہ تعبیر خواب
ترے شہر سے جو کرے گا گذار
خرابی ترے ملک مین لائیگا
کرون اوسکی تعبیر مین آشکار
کریگا وہ آئین موسی بیان
کرین اوسکا آئین سب اختیار
گزیدہ ماہی سی اور آب
یہ خواب چہارم کی تعبیر تھی
نہ زنہار سمجھین فرا مردمان
کہ نیچے تھی اچھے بھلونکی خبر
تمسخر ہنر ور سے نادان کرے
کہ لطف و مدارا نہو ذرا
نہ اک حبہ محتاج کو دیجیے
دو حصہ توانگر ہو لینے شہا
فزونتر ہو خواہش تہیدست کی
کہ مسکین سی خواہش کھینچین زبان
تو آئے نہ پھیا نہ دست مین
رہیگا وہ سلطان عالی گہر
نہونیگا نیکی و دین نشان
کہ ہوگی نئی نوع افسر نیا
کہ ہی وہ شہنشاہ عالم پناہ
ملاقات بہتر ہے اے تاجور
کرو سین دل و جان فرمانبری
نہین دوسری ای شہ خوشخصال
قدح اور دختر طبیب وزیر
کیا ساتھ بیٹے اوسے کتخدا
شتر بار در لے کے با صد سرور
فزون نشاط و مسرت ہوا

کہا کید ہندی نے یہ بعد ازان
کہ وہ خانہ دنیا ہے اے نامور
یہ پھر تو نے دیکھا جو روز دگر
سوم شب جو کرپاس آیا نظر
کہ دہقان آتش پرست آئیگا
پھر اس ملک مین آوے ایزد پرست
پھر اس ملک مین اہل دین آئیگا
رسول خدا ایک آئیگا یان
شب پنجم آئے جو کوزان نظر
کرے کور چشم کسان زنگار
زمانہ اک آوے کہ دانشوران
جو دیکھا شب ہفتم اب دوسر
دو چندان ہو ہر ایک کو حرص آز
جو دیکھا شب ہشتم اے مرد نیک
تہیدست اک حصہ ہووے جہان
نہم شب کو دیکھا جو تو نے شہا
دہم شب جو آیا نظر تجکو خواب
زمانہ جو بعد اسکے ہوگا عیان
رعایا بنائیگی اوس سے پناہ
زمانہ کریگا یونہین انقلاب
مآل اوسکا ہوگا یہ اے نوجوان
سکندر کا نامہ یہ پہونچا وہین
لکھا کید ہندی نے پھر یہ جواب
کرون پیشکش تیری اب چار چیز
ترے پاس آوین زر و نیاز
سو شادی بھیجین خوشی سے شتاب
پیا ہاتھ سے دلربا کے وہ جام
دیا تب سکندر کو گنج و گہر
[illegible] ہندی ہوا پھر روان

کہ تعبیر ہر خواب کیجے عیان
اور اونچین وہ سوراخ ہی تیر اکھر
کہ اک مرد بیگانہ ہی تخت پر
سمجھ تو خدا اوسکو اے نامور
رواج اوسکا دین پہلے یان پائیگا
حکیم خردمند یونانی ایک
رہ حق پرستی وہ پھیلائیگا
کریگا ہدایت بلب تشنگان
کہ محفوظ کوزی ہین سے سر بسر
نہ فہمیدہ ہو کچھ اونھین رہنما
سراسر ہون محتاج بیدانشان
یہ تعبیر اوسکی ہے اے نامور
یہ چاہیے کہ سب ست گرک دراز
کہ پر ہین وہ خم اور خالی ہی اک
زر و سیم برسائے گر آسمان
کہ کھاتی ہے وہ شیر گوسالہ کا
کہ اک چشمہ ہی خشک گرد اوسکی آب
اوسی عصر مین ہوگا اک حکمران
جہان ظلم سے اوسکے ہوگا تباہ
رہیگا اسیطرح عالم خراب
نہ لشکر نہ سلطان کا ہوگا نشان
کہ جو آنکے مورد آفرین
کہ اے بادشاہ ثریا جناب
تو رکھنا اونھین جان و دل سے عزیز
ترے لطف سے تاکہ ہون سرفراز
ہوا شادمان شاہ عالیجناب
ہوا وصل سے اوسکی دلشاد ہم
سکندر نے بخشا اوسے سر بسر
سکندر جہاندار گیتی ستان

رفتن اسکندر در قنوج و لشکر کشیدن فور بادشاہ قنوج بجنگ سکندر و کشتہ شدن او و فتحیاب شدن اسکندر

سکندر نے نامہ لکھا فور کو
کہ تو آکے حاضر ہو میرے پاس ہو

لکھا کیا ہوا کیا ہے اتنا غرور
تو مت آپکو اسقدر کھینچ دور

نہیں تجھسے مجکو خطر زینہار
مرے پاس ہے لشکر بیشمار

دلیرانہ میدان مین ہون رزمخواہ
کرون لشکر و ہیان کو تباہ

سواران جنگی تھے اسی ہزار
ازانجملہ ایرانیان سی ہزار

سکندر کے ہمراہ تھے چل ہزار
نبرد آزمایان خنجر گذار

غرض تھے حضور شہ نامدار
سواران سند و ختان دہ ہزار

سواران جنگی تھے ستر ہزار
جوانان جنگی و مردان کار

نہ ہمراہ تھے صرف جنگی سوار
کہ پیلان جنگی بھی تھے نہ ہزار

سکندر سے مردم یہ بولے وہین
کہ پیلان سرکار جنگی نہیں

ارسطو کو کرکے طلب زود تر
ہوا چارہ جو جستہ دانا ہنر

شکم اوسکا یکدست خالی رکھا
سراسر اوسے نفط سے بر کیا

وہ اسپ و سوار اوسنے قائم کیا
کئے لیکے گردون سے پہیہ بنا دیا

تو اب خوب سی اوسمین آتش لگا
ارسطو کا وہ حکم لایا بجا

کئے سو سپہر برین ایک بار
اوڑا او وہین گردون اسپ و سوار

بنائے پھر اوس طرح کے ہزار
نہ تاخیر کی جنگ مین زینہار

جو دیکھا وہ گردون و اسپ و سوار
ہوا پس وہین فور حیران کار

وہین مردمان نے کیا آشکار
کہ یہ توپخانہ ہے اے نامدار

حقیقت سے اوسکے نہ تھا آشنا
نہ واقف تھے از لشکر ہندیا

اودھر سے جو اون نے یکبارگی
عقب سے جو گردون کے وان آگ دی

سواران ہندی و پیلان مست
گریزان ہوئے کھا کے سب شکست

سر شام تک گرم بازار جنگ
سر و سینہ تھا وقف تیغ و خدنگ

سحرگاہ پھر فور جنگی سوار
سپہ لیکے آیا پئے کارزار

اودھر تو ہی جنگ آور پہلوان
ادھر مین ہون مرد دلیر جوان

جو پھر فوج ہو گرم بازار کین
تو ہووے ہلاک ایک عالم یہین

مناسب ہے اب شہ سرفراز
کہ ہم تم ہون تنہا ہم رزم ساز

لکھا اوسنے پاسخ کہ اے تاجور
کیا کشتہ دارا کو تو نے اگر

نہ کچھتا تھا مردی و مردانگی
اطاعت تری کید ہندی نے کی

نہ ہو جھسے خواہان فرمانبری
کہ رکھتا ہون نہیں عزم جنگ آوری

یہ سنکر ہوا پر غضب پادشاہ
گیا سوی قنوج لیکر سپاہ

دلیرانہ مصر و سواران روم
کہ فولاد تھا جنکی ہیبت سے موم

سوا اسکے تھی ہند کی فوج بھی
شہنشاہ عالم نے جا کر رکھی

نکل فور ہندی بھی قنوج سے
مقابل ہوا شاہ کی فوج سے

پے کینہ خواہی تھے یکدل تمام
نبرد آزمایان جویائے نام

یہ پیلان جنگی جو آئے نظر
تو فوج سکندر ہوئی پر خطر

مخالف کے ہاتھی ہین جنگ آزما
بھلا کس طرح جنگ کیجے شہا

ہنر وہین اوسنے کیا آشکار
بنایا اک آہن کا اسپ و سوار

وزیر خردمند نے بعد ازان
کیا ایک طیار گردون کلان

ہوا جبکہ میدان مین گردون روان
ارسطو یہ بولا جوانون سے کہ ہان

وہ آتش لگی اوسمین جسدم وہان
خروش عظیم اک اوٹھا ناگہان

ہوا تیرہ رو سپہر بلند
ہوا دیکھکر خوش شہ ارجمند

ہوا گرم بازار پیکار روان
لگے کشتہ و خستہ ہونے جوان

خبر لانیوالو سے پوچھا کہ ہان
یہ کیا ہے کرو میرے آگے بیان

حکیمون نے اوسکو مہیا کیا
یہ اسباب ہے رزم و پیکار کا

ہوئی سوی گردون وہ حملہ کنان
نہ ہرگز کیا دل مین کچھ خوف جان

جو کچھ سب سے نفط روشن ہوئی
زمین یک قلم مثل گلخن ہوئی

فراہم وہ کرکے پھر فوج کو
سپہدار ہندی ہوا رزمجو

ہوئی جنگ موقوف ہنگام شب
دلیران گئے پھر سو خیمہ سب

سکندر نے اوسکو یہ بھیجا پیام
کہ تو ہی شجاعت مین مشہور عام

ہزاران سواران پیکار جو
ہوئے کشتہ و خستہ کل ہر دو سو

بس اب سوچیے اپنے دلمین ذرا
کہ ضائع ہون کیون بندگان خدا

کرے جسکو میدان مین فیروز بخت
وہ ہو مالک کشور و تاج و تخت

سپہدار ہندی نے بھیجا جواب / کہ بہتر ہوا سے شاہ عالیجناب
جدا ہو کے لشکر سے میدان میں آ / اکیلا ہو میں تجھ سے جنگ آزما

اودھر سے سکندر بعزم مثل شیر / ادھر سے گیا فور ہندی دلیر
دو بیت کھینچکر فور ہندی نے تیغ / روان کی سو بادشہ بے دریغ

ولیکن ہوئی کارگر نہ سنار / نگہدار تھا شاہ کا کردگار
کیا شاہ نے جبکہ وقت ستیز / سر فور پر زخم شمشیر تیز

دوبارہ ہوا کتف سے تا کمر / گرا فور ہندی نگون خاک پر
مظفر ہوا خسرو ارجمند / کہ تھا یار اقبال و بخت بلند

جو تھے نامداران ہندوستان / طلب شہ نے اونکو کیا بعد ازان
دلاسا بہت دیکے اونسے کہا / کہ اندیشہ مت کیجیو تم ذرا

گروہ فور ہندی کے تھے بیشتر / مراعات و الطاف ہر یک پر
ہوائے تحسین کرکے ہندوستان / سبھو دگر ہوئیں یانسے روان

یہ سنکر ہوئے سب سر نامدار / ثنا خوان شاہنشہ کامگار
سنا نہا سے شیر نے خسرو نے جو / وہین لیگئے قلعہ مین شاہ کو

دسے گنج یا لعل و گوہر و ا کیا / نشان خنجر و دادگر کو دیا
زر و سیم کرم شاہ نے سر بسر / عنایت کیا اونکو وہ گنج زر

سدرک ایک سردار کا نام تھا / کہ سالار تھا فور کی فوج کا
بٹھایا اوسے تخت زر کار پر / کیا یعنی قنوج کا تاجور

رفتن سکندر بزیارت مکہ معظمہ و آمدن در مصر و از مصر طرف ملک اندلس رفتن

سکندر جہاندار عالم پناہ / رہا شہر قنوج میں تین ماہ
کسیفے کیا شاہ سے یون بیان / بنایا خلیل اللہ نے اک مکان

کہ کعبہ ہے نام اسکا مشہور عام / پرستشگہ خلق بیت الحرام
زیارت کی سنکر ہوئی آرزو / روانہ ہوا خسرو نامجو

سماعیل فرخجستہ سیر / کہ گذرا ہے پیغمبر نامور
نبیرہ تھا اوسکا جو نصر قتیب / شریف اوسمین ملکا تھا وہ خوش نصیب

سکندر جو پہونچا تو با صد سرور / وہ نصر قتیب اوسکے آیا حضور
سکندر نے نذر و نیاز اوسکو دی / بہت اوسکی تعظیم و تکریم کی

زیارت کو پھر ساتھ اوسکے گیا / پیادہ جہاندار کشورکشا
سماعیلیان پھر ہوئے دادخواہ / کہ نسل جراغہ نے اے بادشاہ

لیا چھین ہمسے حجاز و یمن / تو ہو داد رس زیر چرخ کہن
شہنشاہ عالم نے پھر زود تر / جراغہ کی اولاد کو قتل کر

سماعیلیان کو حجاز و یمن / دیا اور وہین بادشاہ زمن
سوئے شہر مصر وانسے گیا / ملا آن کے بادشہ مصر کا

سکندر رہا مصر میں ایک سال / ہوا لشکر شاہ آسودہ حال
روانہ ہوا مصر سے بعد ازان / سوئے ملک اندلس آیا دوان

زن ہوشمند ایک قیدافہ نام / پری چہرہ و رشک ماہ تمام
سپہدار اقلیم اندلس تھی / رکھے سر پہ تھی تاج فرماندہی

فراوان تھا اوسکا حشم اور جاہ / گیا ایلچی بنکے وان بادشاہ
گیا جبکہ اسکندر نامجو / تو پہچان اوسنے لیا شاہ کو

سکندر سے بولی زن ہوشیار / تو ہی شاہ اسکندر نامدار
ہرے جنگ سے باکی نہین / شہنشاہ پاسخ یہ بولا نہین

کہ مین بندہ شاہ آزادہ ہون / سکندر نہین ہون فرستادہ ہون
شبیہ جہاندار کرکے طلب / سکندر کے دی ہاتھ مین اوسنے تب

سکندر ہوا دیکھکر سہمگین / ہوا رنگ چہرے کا پران وہین
دلاسا بہت دیکے وہ سیمتن / یہ بولی کہ اے بادشاہ زمن

کہین اور اسطرح مت جائیو / بلا سر پہ اپنے تو مت لائیو
کہ پنہان نہ ہرگز رہا آفتاب / تجھے بادشاہان عالیجناب

مگر خاطر اپنی تو رکھ جمع یان / نہ ہرگز کرون راز تیرا عیان
نہ آسیب پہونچاؤنگی تجھکو مین / [illegible]

اگر کینہ ہو کچھ تو کردے اسے دور / تو سوگند کر یاد میرے حضور
کہ ہرگز نہ مجھسے کرے کچھ بدی / [illegible]

لگا کہنے پھر شاہ کیوان علم / کہ دین اور ایمان کی مجھکو قسم
ترا مین بداندیش ہرگز نہین / تو رکھ جمع خاطر کو اے نازنین

ندون ہاتھ سے رسم و راہ وفا / کرون تجھکو مرہون لطف و عطا
یہ قیدافہ بولی کہ اے تاجور / مرے گھر تو کر آج شب کو سحر

سکندر ہوا اوس سے رخصت طلب
رہا وان نہ زنہار ہنگام شب
بہت تحفے اوس شاہ دین کی دیئے
سکندر نے یکسر ندیما لیے
وہان سے غرض بادشاہ زمان
پھر آیا سو خیمہ شاہ جہان

داستان قصد نمودن سکندر بہ آب حیات

سیر جہان و رفتہ رفتہ رسیدن در ظلمات و محروم برگردیدن از انجا و طیار نمودن سد سکندری

یہ تھا اینکہ قصد سرشتہ نامور
کہ سیر جہان کیجے سفر سر بسر

کیا خوب شاہ سکندر نے گشت
بہت دیکھے معمورہ کوہ و دشت
ہر اک ملک و کشور میں شہر مین
کیا سکندر اپنا روان دہر مین

گیا جب طرف شاہ کشورکشا
یہی دل کے اندر ارادہ کہا
کہ ہر گز نہیں مجھکو فرہنگ رسم
ہر اک سے ہی صلح و مدارا کا عزم

ملاقات مجھسے کرو آن کر
کہ یہ دل کی سکو نہ پہونچے ضرر
بہت شاہ حاضر ہوے پیش شاہ
جو کوئی نہ آیا ہوا وہ تباہ

بہت تحفے کی روا پستہ [illegible]
کسی جا ہوی شہ کو بیم و گزند
تب شہ کا لشکر ہوا پشتہ
عجایب غرایب بھی آئے نظر

پھر ہفت اقلیم میں بادشاہ
کہ تھا یاور اقبال و فضل آلہ
جو طے کر چکا سب تو [illegible]
تو پہونچا وہان خسرو نامور

کہ رہ تھا نام کا یعنی جہان
کیا عزم وہان سے بالا کرسیان
یہیں کوہ ظلمات ہی سر بسر
وہان چشمہ ہے اس سے شہ نامور

کرے سے نوش جو کوئی چشمہ کا آب
تو شہ بہر ابد سے ہو وہ کامیاب
شہ نامور نے سنی جب یہ بات
کیا پھر وہیں قصد آب حیات

سپاہ عدو سوز سے دو ہزار
لیے ساتھ اپنے دلاور سوار
سر انجام [illegible] کا توشہ کر
روانہ ہوا خسرو نامور

خضر تھے سے ظلمات تھا رہنما
خضر سے شہ نامور نے کہا
مرے پاس دو لعل ہیں ای خضر
کہ ہوا ایک سے روشنی جلوہ گر

عیان اگر کہ [illegible] لعل کو
[illegible]
دیا خضر کو لعل انجام کار
کہ اک لعل سے ہوا آشکار

[illegible]
[illegible]
خضر [illegible]
عقب [illegible] تھا شاہ فرخندہ

[illegible]
ہوا گر دم [illegible]
جدا ہو گئے خضر سے ناگہان
ہیگا راہ سے خضر [illegible]

[illegible]
سو ہم [illegible] آیا [illegible] نظر
وہان جا کے آب بقا نوش کر
پھر آیا سو لشکر [illegible] خضر

[illegible]
خضر [illegible] گیا
[illegible] ظلمات [illegible]
بہت خاطر شہ پریشان ہوئی

[illegible]
[illegible]
گرا [illegible] سنگ ریزے [illegible]
نہ [illegible]

[illegible]
[illegible] آئی صدا
کسی نے لیے سنگریزے اوٹھا
کسی نے کہا دل میں کیا فائدا

[illegible]
[illegible] پشیمان [illegible]
ہوا سخت حیران و عاقل کمال
لگا کہنے تب شاہ فرخ خصال

پھر آٹھ دن شاہ [illegible] کہین
[illegible] آب حیوان نہیں
نو دن [illegible] روشنائی عیان
ہوے شاد و خرم [illegible]

نہیں چاہیے [illegible] آب بقا
[illegible] ظلمات سے آیا خدا
لگا کہنے ہو کر پریشان بہم
کہ افسوس ہے [illegible] یہ کم

سو سنگ ریزے [illegible]
[illegible]
جب اوس روشنی میں گئے بیشتر
تب اک شہر آیا دکھائی نظر

[illegible] جوہر [illegible]
[illegible] اوٹھا [illegible]
کہ اتنا [illegible] ہوا [illegible]
کبھی فوج بیگانہ کا یان گذار

ہوے سب [illegible] شہر حیران تمام
لگے کہنے یوں مردم خاص و عام
غرض شہر کی خدمت کی لا کر بجا
لگے کرنے یکسر دعا و ثنا

یہاں آئی کس راہ سے [illegible] سپاہ
یہ [illegible] گان گئے پیش شاہ
لگا کہنے یوں شاہ کشورکشا
عجب ہے اس شہر میں [illegible] کیا

کہ [illegible] ہوگی تیرے [illegible]
[illegible] جہان
نہیں علم غیب کی سب خبر
اور احوال آئندہ کا سر بسر

دو [illegible] کر اس شاہ [illegible]
عجب [illegible] اس شہر میں [illegible]

سمجھتا نہیں کوئی اونکی زبان
وہ دو قوم ہین برگزیدہ سبھی
یہ سنکر طلب کرکے دانا سے شہر
تو اس راز کو مجھسے کر آشکار
ملے چار دہ سال کا تاج و تخت
لگا کہنے دل مین کہ شیر فلک
ہوا شاہ حیرت سے گریہ کنان
جو پوچھا تو دانا سے یہ آیا جواب
کہ باقی رہی عمر کمتر شہا
سکندر یہ بولا کہ اے ہوشیار
خردمند نے مدعا شاہ کا
نہ خوشیونکو دیکھے نہ مادر کو تو
بتائی جو تھی اون درختون نے راہ
حضور سکندر ہوے داد خواہ
وہ پھر سال لاتے ہین لشکر ادھر
سکندر نے پوچھا کہ [illegible] کیا
زبان تیز دندان مثل گراز
جو سو دین تو اک گوش بستر کرین
یہ کہکر لگے کہنے اے بادشاہ
کہ تا پاوین ہم اس بلا سے نجات
یہ سنکر ہوا وان اقامت گزین
بنا ایک دیوار سنگی بلند
نبے ہر دو سو سد اک استوار
وہ سد سکندر بنا جب ہو گئی
شتابی سے خاقان گیا پیشوا
جو یونان مین پہونچا شہ ملک گیر
حکومت تھی اوس شخص کی سند مین
شہہ گزیدہ ہوا وان توقف کنان
بیابان مین تھا ایک کوہ بلند

دو سے جو خردمند و عالم پناہ
آہ سیمین تن اک مادہ اور ایک نر
گیا وان سکندر شہنشاہ دہر
وہ بولا کہ گوشے ہین [illegible]
سنے اس کا باتین ہین [illegible]
ہوے منقضی سن ترا جب تلک
یہ عالم سے کہنے لگا بعد ازان
قدم راہ سے جا کے پہنچے [illegible]
شب و روز کرتے لئے یاد خدا
پہاڑ ایک تھا ہوا ایک بار
درختون سے یکدست ظاہر کیا
پہاڑ ایسے نہ [illegible] آرزو
یہ دانہ ہوا اوس طرف کو شاہ
لگے کہنے اے شاہ گیتی پناہ
بہت اوسنے پوچھے ہر اک کو خبر
بیان ہر وہان کے یہ شہ سے کیا
قد اونکا سے [illegible]
وہ گوش گہ بستر ہے چادر کرین
تو شاہ جہان ہو بفضل آلہ
ہماری رہائی ہو [illegible]
سکندر جہاندار آفاق گیر
کہ ہو راہ یاجوج و ماجوج بند
فراہم تھے کاریگران دیار
خلائق کو آسودگی تب ہوئی
زر و مال و نعمت بہت لیگیا
کئی دن ہوا وان اقامت پذیر
کہ تھا فور کا جانشین سند مین
وہین سے ہوا سوے بابل روان
وہان جب گیا وہ شہ ارجمند

وہ سمجھے ہین رخشون کی آواز کو
سخن [illegible] سے ہو تا بہ شام
درختون نے جا کر سنی یہ صدا
کہ [illegible] یہ سکندر [illegible]
کہ [illegible]
کہ مجھکو میسر ہے تخت شہی
کہ پوچھا ان درختون سے [illegible]
تلے نیل سپہر جہان اپنا گھر
سنا تھا جو عالم نے وہ [illegible]
سر اقلیم مین ہر دم کو جا [illegible]
یہ آواز آئی کہ اے شہریار
[illegible]
جو اک شہر مین تھا پہونچا وہان
وہ دیوان ہین یاجوج ماجوج نام
[illegible] گروہ ہر دم مین اونکی خوراک
کہ جون چہرہ ماہ تابان [illegible]
دو چشم اونکی ہین [illegible]
کرے کوئی کسطرح انکا شمار
تو بیچارگان کا ہوا چارہ گر
تو گرنہ ہم اس شہر کو چھوڑ کر
حکیمون نے تدبیر یہ [illegible]
بیابان سے آہنگران سخت کوش
دیا پھونک پھر کوہ کو سر بسر
پھر اوس شہر مین شاہ دار زمین
کئی دن رکھا شاہ کو اپنے گھر
پھر آیا یہ سند شاہ جہان
بہت پیشکش مال اوسنے کیا
ہوا دشت بابل پہ خیمہ زن
کوئی حد اک پھر آیا نظر

کرین آشکارا وہ ہین راز کو
جو مادہ ہے کرتا ہے شب کو کلام
سکندر نے دانا سے پھر یون کہا
پھر آگرد عالم [illegible]
ہوا پر الم سنکے فرمان [illegible]
کرون چار سال اور فرمانبری
کہ پہونچونگا لشکر مین اپنا جہان
لیس اک گوشہ مین [illegible]
کیا غرض [illegible] شہ نامور
غرض جا کے وان [illegible]
شہر [illegible] گذرے دم مین [illegible]
ہوا سنکے غمگین شہ نیک ذات
تو باشندہ شہر آئے وہان
کہ سختی اوسنے عاجز ہین ہم تمام
غرض اک جا انکو کرین ہین ہلاک
[illegible] یکسر بدن ہین
[illegible] جام خون
کہ سختی ہے ہر مادہ بچے ہزار
برائے خدا کوئی تدبیر کر
چلین پھر وہ سرور نامور
وہ بولے کہ اے شاہ روے زمین
کرین ہر طرف دیوار مین [illegible]
ہوئی بند یاجوج کی رہگذر
روان [illegible] پہونچا سو ملک [illegible]
روانہ ہوا وان سے وہ تاجور
گیا پیشوا سند کا حکمران
[illegible] پھر سکندر گیا
وہان بھی ٹھہرا وہ شاہ زمین
سفیدا [illegible] تھے تن پہ مو [illegible]

سوا اوسکے تھے کان دونون کلان
لگا کہنے وہ پیش شاہ جہان
شہنشاہ کیخسرو خوش سیر
کھینچی اونکی صورت ہر دیوار پر
کہ ہین مردم آبی آتے یہان
وہ رہتے ہین پانی مین نہان
حضور شہنشاہ گیتی فروز
سکندر نے کی مہربانی کمال
یہ کیخسرو نامور کا ہے شہر
عمارت کو مسمار یکسر کیا
وہ ہمجاہ ہمراہ لیکے آگے چلا
سکندر جہانگیر گیتی فروز
کہ پیش درختان گیا تھا جو روز
کرون بعد ازان اس جہان سے گذر
رہا زیست مین باقی اب یکسال
شہنشاہ فرزند رکھتا تھا
ولے کیجیے اوسکو ہلاک
ارسطو نے پڑھکر لکھا یہ جواب
تو ہر ایک کو ملک تقسیم کر
ارادہ نہ کوئی کرے روم کا
جداگانہ ہر اک کو سلطان کیا
نہ باہم کرین قصد کین [illegible]
ہوا بعد ازان ناگہان سکندر
وزیرون کو اپنے روم [illegible]
تھا تا اوسکے روم کے تخت پر
[illegible]
سپاہ و حکیم و امیر و وزیر
نہین جاودانی کسی کو سپنج

پکڑ لائے اوسکو ہین جو [illegible]
کہ اک شہر کہتے ہین جسکا [illegible]
وہ افراسیاب کا شہر تھا [illegible]
یہ سنکر لگا پوچھنے تاجور
وہ لاتے ہین ہر صبح ماہیان
مچھلی روز آتے ہین پانی مین
گرفتار آ کے وہ ہشیار [illegible]
دیا اونکو زر کا الطاف و مال
کہ محکوم تھے جسکے شاہان دہر
درو محل گنجینہ زر لیا
وہان اوسکو گم کردہ لشکر ملا

سکندر نے اوس شخص سے یون کہا
عجائب ہین دیوان رنگ بہار
ولایت ستان رستم پہلوان
کہ وہ شہر آباد ہے یا نہین
بتا کے ہین اس شہر مین [illegible]
سکندر نے بھیجے سوار دلیر
[illegible] سا لشکر و اور ہشیار
کہا یہ کہو یا جبرا شہر کا
تہ ہر مکان گنج زر ہے نہان
لگا استعدر ہاتھ اسباب و مال
سکندر نے دست کرم وا کیا

وفات یافتن اسکندر بادشاہ

یہ آئی تھی مجھکو ندا اوسکے تب
کہ ہو گا محل نہم سے وہ دور تر
تمہین سے ہو دولت کا ہی زوال
یہ ناچار شہ نے ارادہ کیا
کہ تقسیم ہے عالم شاہ پاک
کہ اسکے تاجدار تھا جناب
کہ تا ملک مین آپکے شام و سحر
[illegible] محل روم صبح و مسا
پھر اک عہد نامہ رقمزن کیا
رہین ملک مین آپکے آباد و شاد
جہاندار اسکندر [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] ہو فادار اونکے گنج
سکندر کی آخر ہوئی داستان

کہ شاہی کرون چار دوال ہین
سگے سیزدہ سال ابتک گذر
حضور شہنشاہ عالم ستان
کہ تجھسے ہین شہزادگیان
[illegible]
[illegible]
[illegible]
کیا ملک تقسیم شہ نے تمام
کہ جسکو ملا ملک [illegible]
ہوئے بادشہ نامداران تمام
ہوا جبکہ بیمار شاہ جہان
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
گدا یا شہنشاہ عالی تبار
ابھی آتا ہو [illegible]

بیان کر حقیقت یہان کی ذرا
کہ اک مکان ہے نقش و نگار
سوا اسکے کدرسے جو نام اور نشان
یہ پاسخ وہ لایا رہا ہی وہین
اوسے کہا کے جاتے ہین بیش سحر
کرین تا کسیطرح اونکو اسیر
حقیقت سے انکی خبر دار تھے
وہ یوسے کہ اسے شاہ کشور کشا
یہ سنکر شہنشاہ نے جاکے وان
کہ تھا سر تا زر وہم و فہم و خیال
کیا گنج لشکر کو یکسر عطا
لگا کہنے اس طرح سے اک ذرہ
رہین شاد با جاہ و اقبال ہین
[illegible]
بہت تھے ملک زادہ [illegible]
کہین آپ کو بادشاہ جہان
ارسطو سے دانا کو [illegible] لکھا
اوسمین بلطف و شفقت سے شاہ کا
[illegible]
[illegible] فرمان ہر اک کے نام
[illegible]
ملوک طوائف رکھا اونکا نام
ارسطو دانا بھی آیا وہان
[illegible]
[illegible]
سکندر جہاندار انجم حشم
محل روز ماتم رہا شاہ کا
جہان مین نہ وہ انجم [illegible]

ملکزادہ ہاے خجستہ نہاد
سکندر نے اونکو دیا ملک جب
کہین اونکو اشکانیان خاص و عام
لکھے ہین کہ ہر نام اشکانیان
کہ یعنی دو صد سال با تاج و تخت
کیا اونکو ساسانیون نے تباہ

ذکر سلطنت اشکانیان

لگے رہنے وان بادشاہان وہ سب
لوگ ملوک الطوایف تھی ہر اونکا نام
نہین ہے کوئی تاریخ مین کچھ بیان
نہ ہے اسمین اونکے بجز نام کچھ
لیا چھین اونسے گہ تاج و نگین

رکھا سر پہ ہر اک نے تاج بھی
ولے پیر مرد خجستہ نہاد
نہ احوال ہرگز سنا جنگ کا
نہ اقبال کا اونکے آیا زوال
ہوئے مالک ملک ساسانیان

کہ تخم کیان سے تھی جنکی نژاد
ہوئے جلوہ گر وہ بہ تخت شہی
سخن سنج فردوسی پاک ذات
لس اتنا ہی شہنامہ مین ہے لکھا
نہ ہرگز رہا تخت نے ملک و مال
کرون آگے احوال اونکا بیان

داستان بیان احوال ساسانیان و ولادت اردشیر بابکان فرزند ساسان

کوئی یوں پرارا تھا ساسان نام
گریزان سو ہند ساسان ہوا
وہ اندلس میں مسکین و بیچارہ تھا
سپہدار کابل شہ نامدار
خوشی سے ہی چل وان پہ آوا
لگا پوچھنے بابک ہوشیار
دگر روز پھر خواب آیا نظر
کہ پیر و بزرگون کا آئین ہر
سپہدار بابک نے پھیر یہ کہا
کہ مسکن گزین یہ جوان ہے کہان
شبان کے جو ہمراہ ساسان گیا
خطر سے نہ ساسان نے پاسخ دیا
نکوئی کرونگا مین تیرے ساتھ اب
جو نام و نژاد آشکارا کیا
ہوئی حاملہ دخت سیمبر
قضا آئی ساسان کی پھر ناگہان
سپہدار بابک نے با صد طرب
دلیر و قوی نام ہے اردشیر
سپہدار بابک نے اوسکو لکھا
خداوند غفار ہے درمیان
لکھایون کہ اے نامدار جہان

پرستار زادا تھا ساسان نام
بہت دلمین اپنے ہراسان ہوا
شبان بنکے اوسے وہین چاکر رہا
جوانمرد بابک خجستہ شعار
یہ کہتا ہے شہ سے کہ اے شہریار
یہ رکھتا ہے کیا نام اے نامدار
کہ آتش ہے افروختہ سر بسر
یہی اپنی رسم و رہ دین ہے
کہ ہے اس جوانمرد کا نام کیا
وہ بولے کہ کابل مین پیش شبان
تو ساسان کو پہچان شہ نے لیا
لیونکو نہ ہرگز وہان وا کیا
تو اظہار کر مجھسے احوال سب
تو بابک نے لطف مدارا کیا
ہوا اوس سے پیدا پری وش پسر
ہوا سو ملک عدم وہ روان
ہنر ہاے شاہانہ سکھلاے سب
کہ دارا کی ہے نسل سے وہ پسر
کہ ہے اشتیاق اوسکے دیدار کا
کہ مین اوس جوانکو دیکھون شتاب
وہ کہتا ہے کہ ہو لائق جسم و جان

سکندر ہوا گرم پیکار جب
وہان سے ہوا سو کابل روان
چرانے لگا بکریان سحر
بہنگام شب دیکھتا کیا ہے خواب
مبارک ہوا اورنگ شاہنشہی
اوسے مردمان نے یہ پاسخ دیا
وہی شخص کہتا ہے سب کہ ہان
یہ سنکر زہی نشاط و طرب
لگے کہنے مردم کہ ساسان ہے نام
ہوا قصہ کوتاہ بیدار جب
یہ خلوت مین بولا شہ ذوالکرام
لگا کہنے بابک کہ زنہار یان
وہ بولا کہ دارا کا ہون مین پسر
اوسے اپنی دختر پری چہرہ دی
ہوا شاہ بابک بہت شادکام
جوان طفل پاکیزہ پیکر ہوا
شہ ملک سے ایک تھا اردوان
اقامت گزین شہر کابل مین تھے
یہان بھیجدے تو جوا نامور
جو بابک نے یہ نامہ اوسکا پڑھا
تو بھیجا اوسے خوشدل و ارجمند

جہاندار دارا ہوا کشتہ جب
گیا شہر کابل مین پیش شبان
لگا کرنے اوقات ساسان بسر
کہ اک مرد ذیشان عالیجناب
ہمایون سبھے تاج فرماندہی
کہ ساسان ہے نام اس جوانمرد کا
کرو آگے آتش پرستی بیان
ہوئے گرم آتش پرستی وہ سب
لگا پوچھنے پھر شہ ذوالکرام
کیا شاہ بابک نے اوسکو طلب
تری ذات کیا ہے ترا کیا ہے نام
نہ اندیشہ کو راہ دے اے جوان
مرا نام ساسان ہے اے نامور
کیا تحفہ اوسکو با صد خوشی
رکھا بابکان اردشیر اوسکا نام
خردمند دانا دلاور ہوا
خبر اوسکو پہونچی کہ اک نوجوان
ہوا اوسکے مشتاق سلطان ہے
کرون تربیت اوسکی شام و سحر
سو رستے جوان کو روانہ کیا
کسیطرح اوسکو نہ پہونچے گزند

گیا جب وہاں اردشیر جوان
شہ اردوان کے پسر تھے جہاں
یہ ہوا لا کہ سینے یہ نار اشکار
تو حامی ہوا اپنے فرزند کا
بصد رنج و اندوہ و غم ناگزیر
گل گلشن حسن گلنار نام
گئی وقت شب پیش مرد جوان
بہت اختر از اوس جوان نے کیا
ہوا اوس سے ہمخواب انجام کار
لگی کہنے اکدن کہ اے نامجو
ہوا دیکھکر شاد وہ نامدار
سحر اردوان نے سنی جب خبر
شتابندہ ہو مثل باد سحر
نمایاں ہوے نجیب سے مرد دو
یہ سنکر ہوئی جلد وان سے روان
کہ تھے جسکے تھے یان سے اوراہ
فرود آے تا چار اوس چشمہ پر
ہوا اردوان سخت اندوہگین
شہنشاہ عالم ہوا بارہ فر
سپہدار بہمن تھا پور کلان
سپہدار اصطخر کو ناگہان
ہوا ہند کا نام ہو اردشیر
تو لاشہ طے جا بجا ہر سحر
کہ اس نام کا اک دلاور جوان
خدا نے دیا اوسکو نیرو بخت
مصر میں اقامت گزین تھا جوان
منادی جو القصہ پہونچا وہان
ہوا ہند کا اسنے گھر لیکیا
وہ سب لیے دل و جان سے خادم ہیں ہم

تو شاداں ہوا دیکھکر اردوان
وہ جاتا تھا ساتھ اوسکی نہر کا
خیانت لگا کرنے وہ آشکار
ہوا اوس جوان پر بہت خفا
طویلے میں رہنے لگا اردشیر
حوالے تھا اوسکے خزانہ تمام
کیا جبر اعشق کا سب بیان
ولیے باز آئی نہ وہ دلربا
بر آئی مراد دل بیقرار
مجھے یان سے لیکر گریزندہ ہو
دو اسپ صبا گام پر ہو سوار
ہوا دل میں اندوہگین بیشتر
گریزندہ پہونچے تھے اک چشمہ پر
یہ بولے اتو وہ نہ یان ہم کرو
گئے سوئے اصطخر اب وہ دوان
روان اسکے ان سے ہوئی پیشتر
باندوہ و غم رات کی دان بسر
یہ اختر شناسون نے پوچھا وہیں
تجھے ہاتھ سے اوسکے پہونچا ضرر
کیا سوئے اصطخر اوسکو روان
ہوئی خواب میں یہ بشارت نہان
سزاوار و سہیم و زرین سریر
بہت اوسکی تعظیم و تکریم کر
غریبانہ آیا ہے کیسے یہان
نصیب اوسکی ایران کا ہے تاج و تخت
بتایا تھا اک کو نام و نشان
بتایا ہر اک نے نشان جوان
بہت عز و اکرام اوسکا کیا
کرین سب اسکی فرمانبری یک قلم

رکھا اوسکو ممتاز مثل پسر
شکار ایک مارا جوان نے وہان
غرض بحث باہم ہوئی بیشتر
کیا ہر آخور سپیان او سے
پرستار رکھتا تھا اک اردوان
نظر اوسکو آیا کہیں اردشیر
بصد شوق وہ شیفتہ اوس پہ تھی
سکھائی مکر و فریب اسقدر
وہ گلنار اطرف سے چپ کے شب
یہ کہکر زر و سیم و لعل و گہر
وہان سے وہ دونون گریزان ہوے
کئی پہلوانان جنگی جوان
یہ جا ہیں تھے یان سے فرود آئے تھے
سوئے شہر اصطخر اب جاؤ تم
سوئے شہر جب اردوان تھا سوار
تھے جسکے حج و ربانہ وہ پہلو
گئے جب وہ ہم سپہ سوار دوان
کہ ہیں کسطرح طالع اردشیر
کرے ہے منقطع یہ تیری نسل کو
کہ ہونچا وہ اسکے تو ہی اردشیر
ہوا وارد اک مرد فرخ نہاد
کرے ملک ایران میں فرماندہی
ہوا خواب سے صبح بیدار جب
خبر اوسکی پہونچا اوسکو شتاب
کرین اوسکی توقیر و تعظیم ہم
وہان جسقدر تھے صغیر و کبیر
خبر یہ گئی جا کے حاکم سے جب
بزرگان اصطخر کو کر طلب
غرض ان اردشیر جوان سے کہا

لگا کرنے اطاعت شام و سحر
تو لیس وہیں پورشہ اردوان
کہیں اردوان نے یہ پائی خبر
کیا سخت بیقدر و حیران او سے
بہت نازنین دلبر و نوجوان
ہوئی دام الفت میں اوسکے گرفتار
ہوئی اوس سے خواہان ہم بستری
وہ لائی زبان پر کہ وہ نامور
حضور اوسکے آئی اکیلی سحر
خزانے سے لائی وہ نشک قمر
غرض شکل صرصر شتابان ہوے
کیے اونکے دنبال دوڑین روان
فرستادہ پھر میں لشکر جا سپاہ
وہان آکے جلد پہونچا لو تم
گرفت ہوا کہ ہوا آشکار
نہ طاقت تھی اونکو کہ ہو وین روان
کیا جا کے احوال کہکر بیان
وہ پوتے کہ شاہا یہ مرد دلیر
ہوا سنکے غمگین بہت نامجو
شتاب اوسکو لے آئے کرکے اسیر
دلیر و جوانمرد و دارانژاد
نصیب اوسکے ہے تخت و تاج شہی
منادی یہ کی شہر میں اونسے تب
کہ اوترا کہاں ہے وہ عالیجناب
اطاعت گزین خلق ہو یک قلم
ہوئے تھے تمام اوسکے فرمان پذیر
وہ آیا حضور اوسکے با صد طرب
کہا یون کہ طاعت گرو ہی اسکی سب
کہ جاکر میں ہم تو ہو فرمان روا

بہ پیچ جا کہ عازم ہوا اردشاہ
بجانفشانی ہی حاضر سپاہ
تو ہو وارث ملک و تاج و سریر
بہت ارفسے شادان ہوا اردشیر

جلوس اردشیر بابکان بن ساسان بر تخت سلطنت اصطخر پارس

سنے جب خبر شاہ بہمن زمان
کہ پہنچا شہ اردشیر جوان
بنا کیا ایک زرین سریر
اگر او سپہر ہوا جلوہ گر اردشیر

دیا حکم بہمن نے گوہر نگار
کمر بستہ حاضر تھے سب نامدار
ہوا خطبہ و سکہ شہ اردوان
یہ مشہور ایران میں شہرہ بعد ازان

سو ملک اوسکے پہنچی اپنی سپاہ
وہان بھیجے اردوان کو تباہ
شہ اردوانکو جو پہونچی شکست
[illegible]

نہ لائی کوئی پھر ذرا تاب نگاہ
تصرف میں سب ملک بہمن لیا
پھر آخر میں پہونچی اوسکو خبر
کہ بہمن شہ اردوان کا پسر

اودھر سے لیکر آیا وہ فوج گران
ارادہ ہوا [illegible]
یہ سنکر وہیں لیکے جنگی سپاہ
روان کیا بہمن ہوا بادشاہ

اودھر سے تباک ایک گرد دلیر
سے لیکر آیا سوار اردشیر
اوسے عہد نامہ دیا شاہ کا
اودھر لیکے وہ [illegible] گیا

بہت آرا ہوئی جب سپہ ہر دو
نہ کوئی ہوا شاہ سے رزمجو
ولاور تباک اور کئی سپاہ
ہوئی شامل لشکر بادشاہ

بہمن کو جس وقت پہنچی خبر
تو غمگین ہوا بہمن نامور
لکھا اردوان کو یہ احوال
کیا پھر امداد لشکر طلب

شتابان ہوا سپہ کارزار
سو لشکر شاہ عالی وقار
تباک دلاور بفرمان شاہ
مقابل ہوا اوسکے لیکر سپاہ

ہوئی گرم کین جبکہ فوج تباک
ہوئی بیشتر فوج بہمن ہلاک
خدنگ ایک ناگاہ آکر لگا
کہ بہمن کے سینہ [illegible]

پھر اوسکی سپہ اور سران سپاہ
ہوئی چاکر شاہ گیتی پناہ
اوٹھین شہ نے [illegible]
زر و سیم و گنج و [illegible] دیا

جہاندار عازم ہوا بعد ازان
[illegible] سے با سپاہ گران
شہ اردوان جمع کرکے سپاہ
ہوا لشکر شاہ سے کینہ خواہ

جوانان جنگی و مردان مرد
لڑے تا چہل روز گرم نبرد
لگی چلنے پھر باد صرصر وہان
[illegible] لشکر اردوان

ہوا پایہ تخت شہ ارجمند
غرض جنگجویان فیروزمند
[illegible]
کیے قتل گردان جنگ آور [illegible]

سپہ اردوانکی گریزان ہوئی
خراب و تباہ و پریشان ہوئی
شہ اردوان زندہ آیا اسیر
[illegible]

ولیکن بحکم شہ کامگار
ہوا کشتہ بتیغ زہر آبدار
پسر چار اوسکے کہ تھے نامجو
سپہدار جنگ آور [illegible]

ہوئے دو گرفتار اوسکے جوان
گریزان ہوئے سوئے ہندوستان
مظفر ہوا خسرو ذوالکرام
مسخر کیا ملک ایران تمام

بیان نام ساسانیان و بالاجمال ذکر سلطنت آنہا

بیان ہوتا نسب شہ اردشیر
چہل سال تھا تاج و زرین سریر
ہوا مالک ایران کا پھر یہ جو
سپہدار [illegible] پسر

رہا سی و دو سال فرمان روا
سپاہ و رعیت کو راضی کیا
شہ اورمزد جوان بعد ازان
ہوا [illegible]

پسر تھا وہ سلطان شاپور کا
کہ یکسال و دو ماہ حاکم رہا
پھر اوسکا پسر تھا جو بہرام نام
رہا حکمران [illegible] سال [illegible]

پسر شاہ ہرمز کا بعد ازان
ہوا مالک تخت با فر و شان
ولیکن نام اوسکا بھی بہرام تھا
رہا [illegible] سال فرمان روا

ازان بعد بہرام سوم جوان
کہ تھا یعنی وہ ابن بہرامیان
باقبال و دولت ہوا بادشاہ
[illegible] سلطنت [illegible]

ہوا بعد ازان نرسی اوسکا پسر
خداوند اورنگ با کر و فر
نصیب اوسکو [illegible] سال فرماندہی
[illegible] اقبال [illegible]

پھر اوسکا پسر ہرمز و [illegible]
ہوا مالک ملک و تاج و سریر
[illegible] سال حاکم رہا بعد ازان
[illegible]

ازان بعد شاپور اورمزد نام
ہوا اک بھائی سلطان شاپور کا
پسر شاہ شاپور کا بعد ازان
ہوا پور شاپور پھر بادشاہ
ہوا اوسکا پسر یزدگرد جوان
ہوا بادشہ پھر جو بہرام گور
ہوا اوسکا پسر یزدگرد جوان
دو سال اوسکی سلطنت بعد ازان
رہا یازدہ سال وہ حکمران
ہوا سنہ آرای شاہنشہی
لیا شہر شاہی عیش و جاہ و جلال
ہوا اک ساسان کا بادشاہ
ہوا جلوہ فرمای تخت شہی
شہا شاہ شیرویہ کو ہفت ماہ
گرا دنکو اقبر و ظلم سوہ
سپہر ہفت آذر [illegible]
ہوا سنہ آرای فرماندہی
پس پرویز خسرو کا فرزند تھا
کیا اپنے [illegible]
سپاس خدای جہان آفرین
کہ نقش نشست ما ہوا بار دہ
[illegible]
[illegible]
الٰہی شہنشاہ [illegible]
سر تاجداران [illegible]

جہان جسکے انصاف سے شاد کام
شد اردشیر نکو کار تھا
کہ شاپور تھا نام فرد جوان
جہاندار بہرام با عز و جاہ
ہوا سنہ آرا نصیب فروشان
خداوند تخت خداوند تاج
اٹھارہ برس تک وہ حکمران
برادر ہوا شاہ کا حکمران
ہوا بادشہ پھر بلاش جوان
چہل سال کی اوسنے فرماندہی
رہا سنہ آرا چہل و ہشت سال
ولیکن وہ حکمران چند ماہ
تھی ہشت سال اوسکی سروری
پسر [illegible] تاج و تخت و کلاہ
رہا حکمران تا بہ پنجاہ روز
پسر [illegible] تاج و تخت و کلاہ
نصیب [illegible] کیا شاہنشہی
جہاندار سلطان کشور کشا
[illegible] ساسانیان

سر تخت بیٹھا بجاہ و جلال
ہوا زینت افزای تخت شہی
ہوا مالک ملک [illegible] سال
ہوا جانشین جہاندار فرخندہ تخت
سر [illegible] بجاہ و جلال
رہا شصت و سہ سال فرمانروا
ہوا بعد ازان جانشین پسر
سپہدار سلطان فیروز نام
نصیب اوسکو تھی سلطنت [illegible]
ازان بعد کسری شہ دادگر
ازان بعد نوشیروان کا پسر
ہوا اوسکا پسر خسرو ذوالکرام
ہوا بعد ازان جلوہ گر تخت پر
ہوا بادشہ آخرش اردشیر
ہوا بعد سلطان [illegible]
ازان بعد فرزند نوشیروان
ہوا مالک مملکت بعد ازان
غرض یزدگرد خجستہ خصال
جو شمشیر خاقانی میں [illegible]

رہا زیب اورنگ بیٹھا دو سال
رکھا سر پہ دہ سال تاج شہی
نصیب اوسکے شاہی ہوئی [illegible]
رہا چار دہ سال با تاج و تخت
پسر تھا اوسکو بعد دو سال
رکھا کام عدل و کرم سے سدا
دلیر و جوان ہرمز نامور
جوانمرد فرخندہ خو ذوالکرام
قباد جوان پھر بجاہ و جلال
سر تخت بیٹھا بجاہ [illegible]
سپہدار ہرمز ذوالاگہر
جہاندار پرویز خسرو [illegible] نام
سپہدار شیرویہ اوسکا پسر
رہا تخت پر چھ مہینے دلیر
[illegible] زیب [illegible] تخت
شہزاد فرخ خجستہ جوان
شہ نامور یزدگرد جوان
رہا [illegible] حکمران بیست سال
[illegible]

خاتمہ کتاب

ہوا گلشن آرزو تازہ تر
بر آئی [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

ہوئی مشکل آسان [illegible]
ہوا گوہر کامرانی نصیب
نہیں ہے کسیکو ثبات و قرار
[illegible] قدردان سخن
ابو نصر اکبر [illegible]

بر آیندہ آسمان و زمین
ہوا ہند [illegible] سے آزاد دل
ہوئی [illegible] شادمانی نصیب
یہ نامہ جہان میں رہے یادگار
شہنامہ بادشاہ زمن
جہان میں رہے جبتلک [illegible]

الحمد للہ والمنہ کہ اس زمان میمنت نشان میں کتاب شاہنامہ [illegible] ایران و توران [illegible] ترجمہ [illegible]
[illegible] مطبع [illegible] منشی نولکشور [illegible]
[illegible] باہتمام [illegible] طبع [illegible] خاص و عام ہوا